يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا

الحمدللہ والمنہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ ایسے نئے طرز پر ہے جس میں اولو العزم انبیاء علیہم السلام خلفاء اربعہ صحابہ کرام وائمہ اربعہ دیگر بزرگان صوفیائے عظام وسلاطین عام مشاہیر کے سلاسل مع صحیح حالات تاریخی اس طریقے سے درج ہیں کہ موجودہ نام تک ہر نسل کا منتہی دکھا دیا گیا ہے۔ سادات حسنی حسینی زیدی علوی عباسی شیوخ و انصاری بنی اسرائیل مغل افغانان مرزایان وغیرہ جسقدر مشہور اقوام ہیں سبکی آباؤ اجداد کی مکمل سوانح، اور نسلی عبارت سے موجودہ اور آیندہ نسلوں کا

ماہ رجب

۱۳۳۵ ہجری

مرآۃ الانساب

ماہ اپریل

۱۹۱۷ عیسوی

ہونیکی وجہہ سے سب کا مکمل نسب نامہ ہے اور ہو سکتا ہے

جسکو حسب ارشاد سرکار والا تبار عالیجناب محمد عبد الواجد علیخاں صاحب بہادر بانسی ضلع بلند شہر جاگیردار آنریری مجسٹریٹ ممبر کونسل جیو

جناب مولانا مولوی ضیاء الدین احمد صاحب علوی نقشبندی مجددی وکیل امروہی نے مرتب و تالیف کیا

اور باہتمام حافظ عبد الکریم

مطبع رحیمی منشی محمد عبد الرحیم واقع پرولیا راجپوتانہ میں طبع ہو کر شایع ہو

ناشر

ڈاکٹر محمد عبد الرحمن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۷/۱۷ اکرام آباد، لیاقت آباد، کراچی۔

موبائل: ۰۳۲۲۔۲۸۶۷۴۸۰

باسمہ الاعلیٰ

وکاین من آیۃ فی السمٰوٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمان و زمین میں گزرتے ہیں ان پر اور وہ ان سے منہ پھیرے ہوئے ہیں

مراۃ الانساب

للمحمد ضیاء الدین احمد العلوی

امروہی

مع اضافہ تذکرہ رحیمی

فاما الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت فھم فی روضۃ یحبرون

سو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہیں وہ سبزہ زار باغ میں خوش و خرم ہوں گے

ناشر
ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر
مؤسس ومدیر
الرحیم اکیڈمی
۱۷/۱۷ اے اکرام آباد، لیاقت آباد، کراچی۔
موبائل: ۰۳۲۲-۲۸۶۷۴۸۰

نام کتاب:............مرأۃ الانساب
تالیف:......مولانا ضیاء الدین علوی امروھویؒ۔
مع اضافہ......(تذکرۂ رحیمی) از مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی۔
ناشر:............ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر 0322-2867480
مؤسس ومدیر:......الرحیم اکیڈمی A 7/7 اکرم آباد لیاقت آباد کراچی، پاکستان۔
مطبع:......قریشی آرٹ پریس ناظم آباد کراچی۔
سنہ طباعت:......۵ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۹ء
تعداد:......۱۰۰۰
قیمت:......۳۰۰ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سلطان عالمگیر ۵ لوئر مال اردو بازار لاہور	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔	مکتبہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔
دار الاشاعت اردو بازار کراچی۔	مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی۔
علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی۔	اقبال بک سینٹر صدر کراچی۔
عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی۔	مکتبہ اصلاح وتبلیغ، حیدر آباد۔
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی۔	حاجی امداد اللہ اکیڈمی حیدر آباد۔
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی۔	حقانی کتب خانہ، لاڑکانہ۔
مکتبہ قاسمیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔	مکتبہ امدادیہ سکھر۔
مکتبۃ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی۔	مکی دار الکتب اردو بازار لاہور۔
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔	دار الکتاب عزیز مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور۔
مکتبہ بیت القلم، اسلام آباد۔	بخاری اکیڈمی، فیصل آباد۔

المیزان۔ ناشران وتاجران، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

''مرأۃ الانساب اردو'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء علیہم السلام، خلفاء راشدین اور اولیاء کرام کے شجرۂ نسب کی جامع کتاب ہے، جو ''۱۳۳۵ھ۔۱۹۱۷ء'' کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ۹۰ برس پہلے ''رحیمی پریس'' سے شائع کی گئی تھی اور ابا میاں کی خوش نصیبی تھی کہ اس کتاب کی کتابت کا قرعۂ فال ان کے نام نکلا، اور ابا میاں کو انبیاء و خاتم الرسل ﷺ اور ان کی آل و اولاد کا نسب نامہ لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

دوسری خوش نصیبی یہ ہے کہ اسے رحیمی پریس سے چھاپنے کا سہرا بھی انھی کے سر بندھا۔

تیسری بات خوشی کی یہ ہے کہ ''مرأۃ الانساب'' جیسی علمی کتاب جے پور جیسے غیر علمی شہر میں بزبان اردو شائع کی گئی۔

چوتھی یہ کہ ''مرأۃ الانساب'' اپنے موضوع کی سب سے پہلی اور اب تک غالباً آخری کتاب ہے جیسے راجپوتانہ جے پور میں اشاعت پذیر ہونے کا موقع ملا۔

رحیمی پریس غالباً (اس زمانے میں) کسی مسلمان کا قائم کردہ پہلا پریس تھا، جہاں سے اردو و فارسی کی متعدد کتابیں شائع ہوئیں، منجملہ ''مرأۃ الانساب'' اردو بھی ہے۔ جو حنائی اور سفید دو رنگوں میں پندرہ ۱۵ ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی، جس کے بیشتر نسخے نواب صاحب نے خرید کر اہل علم کو تحفے میں دیئے۔ اس طرح کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور ۱۹۴۷ سے ہی اس کے نسخے نایاب ہوگئے اور جب سے اب تک اس کی دوبارہ اشاعت نہ ہوسکی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ابا میاں کے سب سے چھوٹے بیٹے ''برادر عزیز ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر مدیر ''الرحیم اکیڈمی کراچی'' سے اسے دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ الرحیم اکیڈمی کو حسن قبول کی نعمت سے سرفراز فرمائے، میرے والد کے اس قلمی شاہکار کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ۔ ۲۰۱۰ء


هو الکبیر المتعال
لم یلد و لم یولد
و لم یکن له کفوا احد
بکلک سیہ کار عبد الرحیم
۵ محرم ۱۳۵۹ھ
مرشدی و مولائی والد محترم محمد عبد الرحیم خاطر جیسوری رحمہ اللہ المتوفی ۱۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ بمطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء کراچی

مراۃ الانساب کا ایک نادر قلمی نسخہ

از

کنور محمد اعظم علی خان خسرویؒ نبیرہ نواب محمد عبدالواجد خانؒ

محمد عبدالواجد علی خان، خلیفہ مجاز حضرت ضیاء معصوم نقشبندی مجددی رئیس بڈھانسی (ضلع بلند شہر، یو پی) جاگیردار ٹھکانہ جگر (نظامت پنڈون، ریاست جے پور) جب بار بار کے مسلسل اصرار کے بعد آخر کار ریاست جے پور کی سپریم جوڈیشنل کونسل کی ممبری سے سبکدوشی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تو تیسری بار حج کے سفر کی اجازت لے لی۔ کیونکہ کچھ عرصہ قبل ہی یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو حجاز ریلوے کا افتتاح ہو چکا تھا اس لئے ارادہ یہ ہو گیا کہ اس بار مدینہ منورہ میں حاضری اور سعادت حج حاصل کرنے سے پہلے عراق و شام وغیرہ میں مقامات مقدسہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا جائے چنانچہ ایام حج سے گیارہ ماہ قبل ہی ۷ر محرم ۱۳۲۷ھ (۳۰ر جنوری ۱۹۰۹ء) کو اپنے بہت سے متعلقین و متوسلین واحباب کو (اپنے خرچ پر) ساتھ لے کر جے پور سے نکل کھڑے ہوئے اور بمبئی سے جرمن جہاز ''بلڈ ونیا'' پر سوار ہو کر عدن، پورٹ سعید اور یافا ہوتے ہوئے ۲ر اپریل ۱۹۰۹ء (۱۱ر ربیع الاوّل ۱۳۲۷ھ) کو بیت المقدس پہنچ گئے۔ جہاں ان دنوں باوجود شدید سردی کے بڑا اجتماع تھا، کیونکہ وہی زمانہ عیسائیوں کے مذہبی اجتماع کا بھی تھا اور یہودی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جشنِ ولادت منانے کے لئے ہر طرف سے آئے ہوئے تھے۔

۳۰ر اپریل ۱۹۰۹ء تک اس علاقہ میں رہ کر انبیائے کرام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت مریم (حضرت راحلہؓ (والدہ حضرت یوسف علیہ السلام) اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوعبداللہؓ، حضرت عکاشہؓ، حضرت سلمان

فارسیؒ اور اولیائے کبار حضرت ابراہیم بن ادھمؒ وحضرت شبلیؒ کے مزارات مقدسہ اور کوہِ طور سینا اور قید خانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ اس کے بعد خلیل الرحمٰن سے تقریباً دو کوس پر حضرت لوط علیہ السلام کے مزار اور پھر دیگر زیارتوں کا ارادہ تھا کہ رات دس بجے سلطان عبدالحمید کی معزولی اور سلطان محمد رشاد خامس کی سربراہی کا اعلان ہوا۔ لہٰذا اس اندیشہ کی بناء پر کہ نہ جانے اس انقلاب سے کیا بدامنی پیدا ہو جس کے نتیجے میں راستے مخدوش ہو جائیں یا حجاز ریلوے بند ہو جائے، مزید زیارتوں کا ارادہ ملتوی کر دیا اور یکم مئی ۱۹۰۹ء کو نابلس بیسان کے اسٹیشن سے ریل میں سوار ہو کر دمشق پہنچ گئے۔ جہاں دیگر انبیاء کرام حضرت ذوالکفل علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام اور صحابہ عظام حضرت بلال رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ، جعفر طیار رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، معاویہ رضی اللہ عنہ، مساعد رضی اللہ عنہ اور ہریمع رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وام سلمہ رضی اللہ عنہا اور افراد ذریات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا، اور عبداللہ بن زین العابدین رضی اللہ عنہ اور اولیائے کبار، حضرت بہلولؒ دانا، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ، خالد کردی، عبدالغنی نابلسی، واسماعیل کردی اور سر مبارک حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دمشق سے روانہ ہو کر، ۱۷ مئی ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ پہنچے، جہاں ۲۳ رشوال المکرم ۱۳۲۷ھ تک قیام کر کے مکہ مکرمہ تک آئے جہاں تیسری بار حج کی سعادت حاصل کر کے ہندوستان کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

۱۷ اپریل ۱۹۱۰ء کو ساڑھے چودہ مہینے بعد، جے پور واپس پہنچ گئے۔

مدینہ منورہ کے دوران قیام میں ان کی ملاقات حسن اتفاق سے حاجی محمد اسماعیل بخاری خوش نویس سے ہوئی جو وہاں کتب خانہ سلطانی میں شعبہ مخطوطات کے انچارج تھے، کتب خانہ میں ایک مستند و مکمل شجرہ حضرت آدم علیہ السلام سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کا موجود تھا، جس کی نقل بخاری صاحب نے اپنے لئے کر رکھی تھی اس کا ذکر انہوں نے واجد علی خان سے کیا تو مؤخر الذکر نے کمال اشتیاق ظاہر کر کے اس کی ایک نقل جلد از جلد عطا کرنے کی بااصرار درخواست کی، کیونکہ روانگی میں تھوڑے ہی دن رہ گئے تھے۔ بخاری صاحب نے شب و روز محنت کر کے صرف تین دن میں اس کی ایک انتہائی خوشخط نقل بہتر (۷۲) فٹ طویل کاغذ پر کر کے اور اس کا مقابلہ کتب خانہ کے اصل شجرہ سے کر کے واجد علی خان کے حوالہ کر دی۔ جو اسے جے پور لے آئے، جہاں آ کر انہیں خیال ہوا کہ اس شجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر انبیائے کرام واصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واولیائے کبار وعلمائے عظام اور ہندوستان ودیگر قریبی ممالک کے مقدس

مسلمانوں کے سلاسل انساب بھی اس میں شامل کئے جائیں اور آخر میں بطور ضمیمہ خود اپنے (لال خانی راجپوت) خاندان کا شجرہ بھی لکھ دیا جائے۔ چنانچہ اس مہم پر مولوی سید عبدالقادر ٹونکی اور مولوی حاجی ضیاء الدین احمد امروہوی کو مستقل مہمان رکھ کر مامور کر دیا۔

حسن اتفاق سے اسی زمانہ میں بخاری صاحب مذکور بھی مدینہ منورہ سے ہندوستان کی طرف تشریف لائے۔ اور جے پور میں کافی طویل عرصہ واجد علی خان کے مہمان رہے، جن سے اس سلسلہ میں کافی مدد ملی کیونکہ ان کی یادداشت بہت قوی تھی اور ان کے ذہن میں بہت سے مشہور سلاسل جو مدینہ منورہ کے شاہی کتب خانہ میں تھے تقریباً محفوظ تھے۔ مولوی سیّد عبدالقادر ٹونکی تو کچھ عرصہ کے بعد ملازم ہو کر بنگال روانہ ہو گئے اور بخاری صاحب بھی واپس مدینہ منورہ چلے گئے، لہٰذا تنہا مولوی حاجی ضیاء الدین احمد امروہی نے رات دن کی جانفشانی اور دقت نظر سے مطلوبہ تمام سلاسل کو تاریخ و احادیث و سیر کی مذکورہ ذیل بہتر (۷۲) کتابوں سے تحقیق و تدقیق ــــ ۳۰/اپریل ۱۹۱۷ء کو (تقریباً سات سال کی محنت شاقہ کے بعد) مکمل کرلیا اور اس مجموعہ سلاسل کا نام .... الانساب" رکھا گیا۔ اس میں مجموعی طور پر چار ہزار بچپن (۴۰۵۵) سلاسل ہیں، جن میں سے اٹھاون (۵۸) انبیاء کرام کے، چھیانوے (۹۶) خلفائے راشدین و صحابہ کرام کے، ستاون (۵۷) امہات المومنین و صحابیات کے، ایک سو ستر (۱۷۰) مشاہیر بزرگان دین اولیا، وعلماء کے اور باقی تین ہزار چھ سو چوہتر (۳۶۷۴) .... و ایران اور افغانستان و ترکی اور بلاد عرب کے دیگر معروف و مشہور دنیاوی یا دینی وجاہت رکھنے والے خاندانوں اور خان زادوں کے ہیں۔ اس کی تدوین و تصدیق کے لئے جن بہتر (۷۲) ماخذ سے استفادہ کیا گیا ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) صحیح بخاری (۲) تفسیر کبیر (۳) تفسیر ابن السعود (۴) مواہب لدنیہ (۵) تفسیر قادری (۶) سیرۃ الحلبی (۷) تاریخ الخلفاء (۸) اصابہ فی تمیز الصحابہ (۹) مکتوبات امام ربانی (۱۰) تاریخ کامل ابن کثیر (۱۱) تاریخ ابن خلدون (۱۲) مروج الذہب (۱۳) معادن الجواہر (۱۴) سبائک الذہب (۱۵) روضۃ الاحباب (۱۶) روضۃ الاصفیا (۱۷) خصائل کبریٰ (۱۸) نشر الطیب (۱۹) سیر الحبیب (۲۰) سرور المحزون (۲۱) انوار الاذکیا (۲۲) تاریخ عالم (۲۳) نفحات الانس (۲۴) آداب المریدین (۲۵) جواہر فریدی (۲۶) فلاح (۲۷) ابن خلکان (۲۸) ... المدون (۲۹) تاریخ اسلام (۳۰) قرۃ العیون شرح سرور المحزون (۳۱) ناسخ التواریخ (۳۲) نخبۃ التواریخ (۳۳)

تاریخ افغانستان (۳۴) امیر نامہ (۳۵) تاریخ بھوپال (۳۶) صولت افغانی (۳۷) اکبر نامہ (۳۸) آئین اکبری (۳۹) حدائق الحنفیہ (۴۰) نسب نامہ انصاریان (۴۱) تاریخ روم (۴۲) احوال علمائے فرنگی محل (۴۳) عمدۃ الطالب (۴۴) طبقات ناصری (۴۵) سیرۃ النبی ﷺ (۴۶) شجر العالم۔ (۴۷) عرائس القصص (۴۸) سر الشہادتین (۴۹) جامع الحکایات (۵۰) بحر الانساب (۵۲) کنز الانساب (۵۳) خلاصۃ التواریخ قلمی (۵۴) شجرہ قلمی، مدینہ منورہ، اس کتاب کی وجہ تالیف ہے (۵۵) فصول مسعودیہ (۵۶) مقامات سعدیہ (۵۷) ترغیب الترہیب (۵۸) مشاہیر المشائخ (۵۹) سید الاقطاب (۶۰) تیسیر شرح جامع صغیر (۶۱) مخارج الولایت (۶۲) منتخب التواریخ (۶۳) مراۃ المداری (۶۴) سید المشائخ (۶۵) تاریخ دکن (۶۶) اسراریہ (۶۷) مقاصد العارفین فیض (۶۸) اشرف نامہ (۶۹) تاریخ بلند شہر (۷۰) مرقع فیض (۷۱) تاریخ راجستھان از ٹاڈ (۷۲) تاریخ برن۔

اس کتاب کی تدوین وتحریر کے لئے واجد علی خان نے ۷؍اپریل ۱۹۱۰ء سے ۳۰؍اپریل ۱۹۱۷ء تک مولوی ضیاء الدین احمد امروہوی کو وقتاً فوقتاً مہینوں اپنا مہمان رکھ کر ان کے جملہ مصارف بھی برداشت کئے اور انہیں تحقیق وتدقیق کے سلسلہ میں ہندوستان بھر کے مختلف کتب خانوں میں جہاں جہاں جانا پڑا اس کے اخراجات بھی۔ جو ماہانہ رقم سات سال تک بطور حق المحنت دیتے رہے وہ الگ ہے۔ تکمیل تحریر کے بعد اس کی کتابت کے لیے برصغیر کے بہترین وگراں ترین خوش نویس خطاط محمد عبدالرحیم (سابق پروفیسر اسلامی یونیورسٹی بہاول پور و حال مجلس دعوت تحقیق اسلامی، کراچی سے منسلک مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کے والد گرامی مرحوم) کی خدمات حاصل کی گئیں اور ان ہی کے ''مطبع رحیمی'' واقع ترپولیہ بازار، جے پور میں ایک سواٹھاسی (۱۸۸) صفحات میں جہازی سائز و دبیز حنائی اور گابی کاغذ پر طبع کرائی۔ مولوی معین الدین اجمیری نے اپنی کتاب ''حیوۃ طیبہ'' (جو واجد علی خان کا تذکرہ ہے) میں تحریر کیا ہے کہ ''مراۃ الانساب'' کی طباعت پر تقریباً دوہزار روپے صرف ہوئے۔ طباعت کے بعد اس کے تمام نسخے واجد علی خان نے مولوی ضیاء الدین احمد کو اس شرط پر فروخت کے لئے دے دیئے کہ جو نفع ہو خود رکھیں اور اصل لاگت واپس کردیں۔ احباب واعزاو ہندوستان کے مختلف شہروں کے کتب خانوں کو تحفۃً دینے کے لئے جو نسخے درکار تھے وہ مولوی صاحب سے اسی قیمت پر خرید لئے جس پر وہ دوسروں کو فروخت کرتے تھے، اس مجموعہ سلاسل میں ہر نام ایک علیحدہ قسم کے دائرے میں تحریر ہے، جو بہ اعتبار موسوم کی حیثیت ووجاہت دینی یا دنیاوی تیرہ (۱۳) مختلف آقلیدسی اشکال کے ہیں، جو اللہ بخش نقاش کے فنکارانہ حسن کے مظاہر ہیں۔ اس کی طباعت بہ اہتمام حافظ محمد عبدالکریم مہتمم

شمس الدین مذکورہٗ بالا مطبع رحیمی میں ہوئی۔

اب اس کتاب کے اس گمشدہ نادر قلمی نسخہ کا ذکر کرنا مقصود ہے جو اس تحریر کا محرّک ہے اور جسے واجد علی خان نے خود اپنے لئے تیار کرایا تھا، اس کا ہر ورق انتہائی دبیز وسفید براق، دونوں رخ سے مصفیٰ (گلیزڈ) امپورٹڈ آرٹ پیپر کی ۳۰×۲۰ سائز کی پوری شیٹ کا تھا۔ مولوی عبدالرحیم خطاط اور اللہ بخش نقاش نے اس پر اپنا اپنا پورا فن صرف کر دیا تھا۔ پورے سرورق کے علاوہ ہر ورق کے چاروں طرف ایک ایک انچ عریض حاشیہ میں مختلف موٹے اور باریک قلموں سے حسین طلائی ونقرئی ولاجوردی گلکاری کی گئی تھی۔ اس نسخہ کے لئے محمد معین الدین مرادآبادی (انجینئر) کے ذریعہ سے بلاد اسلامیہ کے تمام ممالک میں واقع مقدس زیارت گاہوں اور تاریخی عمارات ومقامات کے فوٹو اور نقشہ جات بھی حاصل کر کے شامل کر لئے تھے۔ جن پر ہر تاریخی مقام کا نام اور وجہ شہرت واہمیت بہت ہی خوشخط لکھوائی گئی تھی۔ تیار ہونے پر اس کا وزن معہ صندوق تقریباً ۲۰ سیر تھا۔ اس کی جلد اعلیٰ ترین ولایتی چمڑے کی بنوائی گئی جس پر کتاب کا نام وغیرہ اور نظر فریب گلکاری طلائی ونقرئی پختہ روشنائی سے کرائی گئی اور اس کے لئے خالص صندل سرخ کا ایک چوبی صندوق تیار کرایا گیا جس کے پیندے کی موٹائی دو انچ، ڈھکنے کی ڈیڑھ انچ اور چاروں دیواروں کی ایک انچ تھی، ڈھکن اور چاروں دیواروں کے بیرونی رخ پر انتہائی باریک کھدائی سے بیل بوٹے بنوا کر خالص ہاتھی دانت کی پچی کاری کرائی گئی۔ اوپر نیچے آٹھوں کونوں پر جوڑوں کی مضبوطی کے لئے پیتل کی موٹی چادر کی تکونی ''کھنیاں'' لگائی گئیں اور ان پر بھی باریک کھدائی سے گلکاری کی گئی۔ (جے پور ہمیشہ سے پیتل، تانبہ اور چاندی پر کھدائی کے لئے مشہور ہے اور اس کے کاریگر پہلے تو سب کے سب ہی لیکن اب بھی اکثریت مسلمان ہیں) نیچے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ اونچے مضبوط اور منقش خم دار پیتل کے پائے لگائے گئے۔ بند کرنے کے لئے پیتل کے دو چوڑے چوڑے منقش ''چھپکے'' لگائے گئے، جب کہ پیچھے چار چوڑے چوڑے موٹی آہنی چادر کے قبضے لگائے گئے۔

اس سستے زمانے میں اس صندوق کی تیاری پر تقریباً پانچ سو روپے صندل کی لکڑی، ہاتھی دانت اور پیتل کے سامان کی قیمتوں اور لکڑی وپیتل کی کھدائی اور ہاتھی دانت کی پچی کاری کی اجرت پر لاگت آئی۔ پھر اس کے پیندے میں خالص کافور کی آدھی انچ موٹی تہہ کپڑے کی تھیلی میں بھر کر بچھائی گئی تاکہ کتاب کیڑوں سے محفوظ رہے۔ ہر دوسرے تیسرے مہینے نکال کر اسے دھوپ اور ہوا لگائی جاتی۔ جب کوئی نیا ملاقاتی آتا تو اسے بڑے فخر ومسرت سے دکھاتے تھے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔

وہ نادر قلمی نسخہ ۱۱؍جون ۲۲ء (۱۴؍شوال ۱۳۴۰ھ) کو ان کی بعمر بہتر (۷۲) سال (ولادت ۳۱؍مئی ۱۸۴۸ء ۲۶؍جمادی الاخریٰ ۱۲۶۴ھ) انتقال کر جانے کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے خورشید علی خان (کمانڈر انچیف ریاست جے پور، جاگیردار ٹھکانہ جگر، جے پور رئیس مڈراک، ضلع علی گڑھ) کی تحویل میں رہا۔ پھر ان کے فرزند اکبر ووارث جاگیر جے پور وریاست مڈراک، کنور عبدالوہاب خان صاحب (یوپی کے مشہور خلافتی قائد) کے قبضہ اور پھر ان کے صاحبزادے کنور عبدالباقی خاں کے پاس رہا۔ جسے ۱۹۵۶ھ میں جب میں آخری بار ہندوستان گیا تھا تو میں نے خود دیکھا تھا۔ ان کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوئی۔ صرف پانچ لڑکیاں چھوڑ کر ۲۹؍مئی ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے اور یوں خورشید علی خان کا اولاد ذکور کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

گذشتہ سال جب میں نے ''تاریخ لال خانیاں'' کی تدوین وتحریر کیلئے ان کی لڑکی مہ جبین سے کچھ کتابیں طلب کیں تو اس نادر قلمی نسخہ کے متعلق بھی دریافت کیا تھا جس کے جواب میں اس نے بعد تلاش بسیار مطلع کیا کہ اس قسم کا کوئی نسخہ ہی موجود ہے اور نہ کوئی ایسا خالی صندوق ہی کہیں ملا۔ سمجھ نہیں آتا کہ وہ علمی وتاریخی نادر روزگار فنی شہ پارہ کہاں گیا؟ عبدالوہاب خاں کے زمانے میں ایک شخص نے اس کیلئے بڑھاتے بڑھاتے دس ہزار روپے پیش کر دئیے تھے۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ یورپ یا انگلینڈ کا کوئی نہ کوئی کتب خانہ اس کی دوگنی سے زیادہ قیمت دے دے گا۔ لیکن وہ کسی قیمت پر اس خاندانی یادگار کو الگ کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ اگر عبدالباقی خان نے اس کو فروخت کیا ہوتا یا آخری زمانہ علالت میں جب زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی کسی کتب خانہ میں رکھوایا ہوتا تو یقیناً مجھے لکھتے یا دوستوں میں سے کسی سے یا اپنی بیوی اور بچیوں میں کسی سے ذکر کرتے۔ گمان غالب یہ ہے کہ ان کی طویل علالت کے دوران اور موت کے وقت اور بعد میں ان کے گھر میں کسی مرد کے نہ ہونے سے جو افراتفری پھیلی اور پھر ان کی موت کے ایک ہفتہ بعد ہی ان کی بیوی کے دماغی کینسر کی وجہ سے بیہوش ہو کر ہسپتال پہنچا دیئے جانے اور وہاں باوجود پانچ دفعہ دماغ کا نیچر آپریشن ہونے کے دس ماہ تک بے ہوش ہی رہ کر انتقال کر جانے کے بعد مزید ابتری پھیلی، اس زمانے میں کسی ایک ملازم یا آنے جانے والے کو جو اس نسخہ کی قدر وقیمت جانتا تھا۔ اسے غائب کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اب نہ جانے وہ نادرۂ روزگار کہاں، کس ملک میں، کس کے پاس اور کس حالت میں ہے فی الحال تو وہ بھی ان علمی وتاریخی اور فنی نوادرات میں شامل ہو گیا ہے جو مسلمانوں کا گمشدہ خزانہ ہیں۔

اسی سلسلہ میں ایک اور علمی خزانے کے اتلاف کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا۔

واجد علی خان نے اپنی یوپی کی ریاست بڑھانی میں ایک اقامتی دینی درس گاہ، اپنے والد احمد علی خان نقشبندی، مجددی مظہری (خلیفہ، مجاز مولانا رحیم بخش اجمیری) متوفی یکم رمضان ۱۲۹۷ھ کی یادگار میں بنام مدرسہ احمدیہ حنفیہ" قائم کی تھی۔ درسگاہ اور اس سے متصل اساتذہ وطلباء کی اقامت گاہ وکتب خانہ اور مسجد کے لئے بڑی عالی شان عمارات تعمیر کرائی تھیں۔ مقامی اور بیرونی طلباء سے کوئی فیس نہیں لی جاتی تھی بلکہ نوشت وخواند کا جملہ سامان بھی مفت فراہم کیا جاتا تھا۔ بیرونی طلباء کو جنہیں ان کے سرپرست کچھ نہیں بھیج سکتے تھے، ضروریات زندگی کے لئے وظیفہ بھی دیا جاتا تھا۔ اساتذہ اور مقیم طلباء کی خوراک ورہائش بھی بلامعاوضہ تھی۔ ان تمام مصارف کی کفالت کے لئے کئی مواضعات وقف علی اللہ کردیئے گئے تھے۔ مدرسہ میں "درس نظامی" کے علاوہ فارسی اردو اور حساب کی بھی تعلیم ہوتی تھی۔ اس سے ملحقہ کتب خانے میں ہرزبان اور ہرموضوع کی ہرایک درسی کتاب کے کم از کم دس نسخے لازمی ہوتے تھے اور ان میں سے ہرایک کے حواشی وشرح کے مختلف علماء کے لکھے ہوئے کئی کئی نسخے مزید برآں۔ غیر درسی کتب کی تعداد ان کے انتقال کے بعد (حسب تحریر مولوی معین الدین اجمیری مذکورۂ صدر) سات ہزار تھی۔ جن میں اس وقت کی تمام مصری مطبوعات، نیز عربی، فارسی اور اردو کی مختلف موضوعات پر تصانیف وتالیفات کے ہندوستانی مطبوعہ وقلمی نسخے شامل تھے۔ جو بیس ۲۰ تصانیف وتالیفات کے ہندوستانی مطبوعہ وقلمی نسخے شامل تھے۔ جو بیس ۲۰ تصانیف وتالیفات انہوں نے حق المحنت ادا کر کے مختلف علماء سے لکھوائیں اور اپنے خرچ پر طبع کرائیں ان میں سے ہرایک کے متعدد نسخے بھی موجود تھے۔ مراۃ الانساب" کے مطبوعہ نسخے تو کئی درجن تھے جن میں سے وقتاً فوقتاً آنے والے صاحب ذوق احباب واعزا کو تحفۃً دیئے جاتے تھے۔ ہندوستان کے طول وعرض میں شاید ہی کوئی ایسا علمی وادبی پرائیویٹ کتب خانہ یا پبلک لائبریری ایسی ہوگی جہاں اس کے نسخے نہ بھیجے گئے ہوں۔ واجد علی خان کے انتقال کے بعد ریاست بڑھانی کے وارث اور مواضعات موقوفہ کے متولّی ان کے چھوٹے صاحب زادے کنور منظور علی خان ہوئے۔ جن کی زیرنگرانی اگرچہ مدرسہ اور کتب خانہ میں کوئی توسیع وترقی نہیں ہوئی لیکن بہرحال قائم رہا۔ ان کے بعد جب ان کے بڑے صاحب زادے کنور طفیل احمد خان صاحب جائداد کے وارث، وقف کے متولی اور مدرسہ وکتب خانہ کے مہتمم ونگران ہوئے تو اگرچہ کتب خانہ تو برسوں تک بدستور رہا لیکن مدرسہ بتدریج تنزّلی کرتے کرتے مقامی بچوں کا مکتب رہ گیا۔ جب وہ تقسیم ہند کے کئی سال بعد مستقلاً پاکستان آنے کو ہوئے تو مولانا عبدالشاہد خان شروانی

(سابق اسٹنٹ لائبریرین وانچارج شعبہ مخطوطات، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے ذریعے سے حوالہ

۳؍جولائی ۱۹۷۷ء کی تحریر کے مطابق ''بہت سی کتابیں کنور طفیل احمد خان مرحوم نے مختلف لوگوں کو فروخت کیں۔ ان کے بعد ان کے ملازم عبدالحمید نے جو اسی مکان میں ان کے ساتھ رہتا تھا، بعد میں بیچیں''۔

اسی طرح وہ نادر ذخیرہ کتب جو احمد علی خان اور پھر ان کے صاحب زادے واجد علی خان نے تقریباً ایک صدی میں نہ جانے کہاں کہاں سے کون کون سے قلمی و مطبوعہ علمی و تاریخی جواہر پارے فراہم کر کے جمع کیا تھا وہ اخلاف کی ناقدری سے غارت ہوا۔

مولوی معین الدین اجمیری نے ''حیوۃ طیبہ'' میں اس کتب خانہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے کتابوں کا ذخیرہ ایسا ہے کہ ایک مستعد شخص ان کو دیکھ کر متبحر عالم بن سکتا ہے اور معمولی عالم مصنفین کی صف میں آ سکتا ہے۔ نہایت جامع کتب خانہ ہے۔ کتابوں کی تعداد سات ہزار (۷۰۰۰) ہے۔ ہر فن کی فہرست جداگانہ ہے۔ اس طرح چالیس ۴۰ فہرستیں ہیں۔ جن کا معائنہ فقیر نے کیا ہے۔ اس سے کتب خانہ کی جامعیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بڑے بڑے شہر ایسے عظیم الشان کتب خانے سے خالی ہیں''

یہ تھا وہ مجموعہ نوادرات علم جسکے جواہرات کوڑیوں کے مول قدر ناشناساؤں نے بیچ دیئے۔ ناقدری اور ناخلفی کی حد تو یہ ہے کہ آج واجد علی خان کے تین سگے پوتوں (مقیم لاہور و شیخوپورہ) اور پڑپوتوں (مقیم حیدرآباد و کراچی) کے پاس خود واجد علی خان کی موسومہ بالا سوانح حیات (حیوۃ طیّبہ) تک نہیں ہے، چہ جائیکہ اس ذخیرہ کا کوئی اور علمی و فنی شہ پارہ۔ میں نے بھی بصد دشواری مولوی معین الدین اجمیری کی یہ تالیف جے پور سے منگوائی ہے ورنہ تو خود مؤلف کے صاحبزادے باقی میاں کے پاس بھی نہیں ہے۔

آج جو نئی نسل پر اپنے اسلاف اور ان کے کارناموں سے غفلت کا الزام لگایا جا رہا ہے وہ نیا نہیں ہے، پچاس ساٹھ برس پہلے پیدا ہونے والی نسل بھی اسی ناقدر شناسی اور اسلاف فراموشی میں مبتلا ہے۔ ایک اور مثال اس کی سامنے آئی کہ نواب احمد سعید خان صاحب آف چھتاری کے دادا نواب محمود علی خان کی ایک سوانح عمری ۱۵ ھ میں چھپی تھی جو مجھے اپنی زیر فکر ''تاریخ لال خانیاں'' کے سلسلہ میں درکار تھی۔ میں نے ہندوستان میں احمد سعید خان صاحب سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ انہیں تو اپنے سگے دادا کے اس تذکرے کے معرض وجود میں آنے تک کا علم نہیں۔ نہ جانے یہ نسلی خلیج (جنریشن گیپ) جس کے لئے آج کی پود مطعون ہے کب سے چل رہی ہے۔ اور کب تک چلے گی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ **ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک، جلد ۱۳ - شمارہ ۱۰، رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ / اگست ۱۹۷۸ء**

پاسِ خاطر

خطِ نستعلیق آٹھویں صدی ہجری میں ایجاد ہوا۔ میر علی تبریزی اس کے موجد بیان کیے جاتے ہیں۔ سلطان علی مشہدیؒ (م ۹۱۹ھ) میر علی ہروی (م ۹۶۶ھ) اور میر عماد الحسنی قزوینی (م ۱۰۲۴ھ) رحمہم اللہ نے اسے اوجِ کمال تک پہنچایا۔

خطِ نستعلیق بابر بادشاہ کے ساتھ برصغیر پاک و ہند میں آیا۔ اپنی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر مقبولِ عام ہوا۔ دورِ اکبری میں محمد حسین کشمیریؒ اور عہدِ جہانگیری میں عبدالرحیم عنبریں قلمؒ نے نام پایا۔ ایران میں میر عماد الحسنیؒ کی شہادت کے بعد ان کے ہمشیرزادہ اور تلمیذ خاص آقا عبدالرشید دیلمیؒ نے ہندوستان کا رخ کیا۔ پہلے لاہور اور پھر آگرہ کو رونق بخشی۔ شاہجہان کے دربار تک شہرت پہنچی۔ رسائی اور پذیرائی ہوئی۔ شہزادہ داراشکوہ ان کے حلقہ تلمذ میں آئے۔ آقا صاحب نے ۱۰۸۱ھ میں آگرہ میں وفات پائی۔ کبیر السن تھے آقائے دیلمی کی روش خط اپنے محاسن فنی کی وجہ سے بہت جلد برصغیر میں پھیل گئی۔ یہاں کے خوشنویسوں نے بڑی تعداد میں اسے اختیار کیا۔ ان سے تین مکتب قائم ہوئے:۔

(۱) لاہور (۲) لکھنو اور (۳) دہلی۔

لاہوری مکتب کے نمائندہ محمد افضل لاہوری تھے۔ ''تذکرہ'' ''خوشنویسان'' کے مؤلف غلام محمد ہفت قلمی کا بیان ہے کہ محمد شاہ رنگیلا کے عہد میں منشی عبدالمجید پرویں رقم لاہوری نے خطِ نستعلیق میں قلمی اجتہاد کی داغ بیل ڈالی۔

لکھنوی مکتب میں حافظ نور اللہ اور قاضی نعمت اللہ لاہوری نے شہرت پائی۔ عبدالحلیم شرر نے اپنی تالیف ''گذشتہ لکھنو'' میں ان کا بلند الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے سلسلہ تلمذ میں منشی شمس الدین اعجاز رقم جیسے باکمال خطاط پیدا ہوئے۔

انیسویں صدی عیسوی میں سرآمد خوشنویسان دہلی سید محمد امیر المعروف بہ ''میر پنجہ کش'' نے بڑی شہرت پائی۔ انہوں نے آقا عبدالرشید دیلمی کی تحریروں سے استفادہ کیا۔ ان سے خوشنویسوں کی ایک بڑی تعداد نے کسبِ فیض

کیا، جن میں بعض غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ان کے ایک شاگرد منشی بہاری لال دہلوی (م۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء) تھے، جن سے منشی ھیرالال جے پوری (م۱۹۲۱، غالبًا) نے کتابت سیکھی۔منشی ھیرالال سے جناب منشی محمد عبدالرحیم خاطر جے پوری (۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء) نے یہ فن سیکھا۔زیرنظر کتاب ''کریما خوشخط'' انہی کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ کی ''کریما'' اصلاحی ادب میں بڑا مقام رکھتی ہے۔ہر زمانہ کے خوشنویسوں نے اسے مشق خط کے لئے انتخاب کیا ہے۔طبقہ متاخرین میں منشی شمس الدین اعجاز رقم اور منشی عبدالغنی شیریں قلم (المعروف نھو) کی ''کریما جلی قلم'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔منشی محمد عبدالرحیم صاحب بھی آقا دیلمی کی روش خط کے مقلد تھے۔ان کے انداز تحریر اپنے اساتذہ فن کی جھلک لئے ہوئے ہے۔جناب منشی محمد عبالرحیم خاطر خدایادشب زندہ دار بزرگ تھے۔سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شرف بیعت واجازت رکھتے تھے۔خطاطی کو رزق حلال کا ذریعہ بنایا۔عمر بھر اس فن شریف سے وابستہ رہے۔اللہ تعالیٰ نے اس رزق حلال کی برکت سے انہیں نیک وصالح اور عالم وفاضل اولاد عطا فرمائی۔

جن میں سب سے بڑے ہمارے مخدوم ومکرم عالم ربانی محقق عصر محدث وفقیہ حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی دامت برکاتہم (رحمہ اللہ) جن کی تصنیفات ''لغات القرآن'' اور ''ابن ماجہ اور علم حدیث'' سے علماء کرام استفادہ کررہے ہیں۔

(۲) جناب مولانا عبدالعلیم ندوی صاحبؒ۔ (۳) جناب مولانا عبدالحلیم چشتی صاحب۔

(۴) جناب مظفر لطیف صاحبؒ۔ (۵) جناب عبدالرحمٰن غضنفر صاحب۔

اللہ تعالیٰ خاطر مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

''کریما'' کا خطی نسخہ ان کے خدمت گزار وسعادت مند فرزند جناب مظفر لطیف صاحب کے پاس موجود ہے۔جناب مظفر لطیف صاحب لائق تحسین ہیں کہ وہ اپنے والد ماجد کی اس حسین یادگار کو منظرِ عام پر لے آئے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

نفیس الحسینی ۳ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ

نادر مخطوطات

محقق العصر مولانا محمد عبد الرشید نعمانی (رحمہ اللہ)

پرانے زمانے میں شرفاء کا دستور تھا کہ وہ عام طور پر اپنے بچوں کو تین چیزوں کی تعلیم دلایا کرتے تھے۔

(۱) خوشنویسی (۲) طب (۳) شاعری۔

بات یہ تھی کہ اس زمانہ میں شخصی سلطنت کا دور دورہ تھا اور یہ تینوں چیزیں حکام وقت کے تقرب میں بڑی ممد و معاون تھیں اس لئے عام طور پر شرفا ان ہی تین پیشوں کو اختیار کیا کرتے تھے، سرکار دربار میں خوشنویس، طبیب اور شاعر کی بڑی قدر تھی، طبیب کی ضرورت سے تو کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ دفع مرض کے لئے سب کو معالج کی ضرورت پڑتی ہے اور امراء کو تو اپنی عیاشی کے لئے بھی ان کی خدمات درکار تھیں، شاعری اصل میں تو اپنے جذبات کے اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ ہے جس سے سامع اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن شخصی اقتدار کے زمانے میں شاعری نے نشر و اشاعت کا محکمہ سنبھال رکھا تھا۔ یہ اپنے ممدوح کی عزت و اجلال اور اس کے رعب و دبدبہ کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ تھی۔ اس لئے ہر دربار میں شاعروں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ پھر اس زمانہ میں طباعت کا سلسلہ نہ تھا اور بعد کو جب طباعت کا فن ایجاد ہوا تو اس کو رواج پانے میں ایک مدت لگ گئی اس لئے ہر ملک میں کاتبوں کی بڑی تعداد پائی جاتی تھی کہ تعلیم و تعلم کا دارومدار تمام تر کتابت ہی پر تھا پھر مسلمانوں میں فن کتابت کو اس لئے بھی ترقی ہوئی کہ ہماری شریعت نے تصویر کشی کی ممانعت کردی ہے، لہٰذا مسلمانوں نے اپنے ذوق لطیف کی پذیرائی کے لئے اپنی تمام مساعی کو خط حسین و جمیل بنانے کے لئے وقف کردیا اس سلسلہ میں مسلمانوں کی کاوشوں کا جائزہ لینا ہو تو تذکرہ خوشنویساں اور تاریخ خط و خطاطان پر جو کچھ عربی فارسی اور اردو میں لکھا گیا ہے اس کا مطالعہ کرنا چاہئیے۔

ہندوستان میں مسلمانوں میں عام طور پر تین خطوں کا رواج تھا۔

(۱) خط نسخ جس میں قرآن مجید کی کتابت ہوتی ہے۔

(۲) خط شفیعہ یا خط شکست جس کو خط دیوانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ سرکاری دفاتر کا عام خط یہی تھا۔

(۳) خط نستعلیق جس میں تمام اردو اور فارسی کی کتابیں لکھی جاتی تھیں اور اسی خط کو سب سے زیادہ قبولیت

حاصل تھی۔ اور آج بھی ہندو پاک میں اسی خط کو رواج عام کی سند حاصل ہے۔

غرض طب، شاعری اور خوشنویسی یہ تین پیشے ایسے تھے کہ جن کو عام طور پر ہندوستان میں شرفاء اختیار کیا کرتے تھے، کیونکہ سرکاری ملازمت کے حصول میں ان تینوں شعبوں کا بڑا دخل تھا۔ جب کوئی امیر یا وزیر بیمار پڑتا اور کسی طبیب کے علاج سے اچھا ہو جاتا تو پھر اس طبیب کو وابستہ دولت ہونے میں ذرا دیر نہ لگتی اور فوراً ہی سرکاری طبیبوں میں ملازمت مل جاتی تھی۔ اسی طرح جب کسی شاعر نے قصیدہ مدحیہ سے اپنے ممدوح کا دل لبھایا تو سرکاری شعراء میں اس کا شمار ہوا خلعت اور صلہ سے نوازا گیا یہی خوشنویسوں کا تھا کہ جب بھی کسی جشن مسرت یا عید وغیرہ کے موقعہ پر کوئی عمدہ وصلی لکھ کر حاکم وقت کو پیش کی اس نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پھر وابستگان دولت میں اس کو شامل کر لیا۔ سلطنت مغلیہ کے زوال تک یہ تینوں فن عروج پر تھے، بعد کو انگریز کے تسلط واقتدار کے زمانے میں جہاں مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوا یہ چیزیں بھی ختم ہو گئیں۔ اب نہ خوشنویس باقی رہے نہ طبیب! مگر اس کا رنگ دگر گوں ہے۔ خط کے بارے میں بعض دماغ یہاں تک سوچ رہے ہیں کہ اگر نسخ و نستعلیق کی بجائے رومن رسم خط اختیار کر لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ اور انڈونیشیا نے تو رومن رسم خط سرکاری طور پر رائج کر ہی دیا ہے۔ مگر.........!

میں جے پور کا رہنے والا ہوں اور یہ اگرچہ ایک ہندو ریاست تھی لیکن مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں وہاں جمعہ کی تعطیل ہوتی تھی۔ سرکاری دفاتر میں عام طور پر مسلمان ساٹھ فی صد اور فوج پولیس میں نوے فیصد تک ہوتے تھے۔ دفاتر کی زبان اردو تھی۔ لیکن اب یہ قصہء ماضی ہے۔ انگریز نے اپنی سیاست وتدبیر سے ہندو مسلمانوں کے درمیان وہ خلیج حائل کی کہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہو گئیں ملک تقسیم ہو گیا اور اب ہر جگہ انگریزی کا دور دورہ ہے۔

میرے والد مرحوم منشی محمد عبدالرحیم صاحب خاطر (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور عم بزرگوار حافظ محمد عبدالکریم صاحب حافظ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۵ھ جو والد مرحوم کے برادر کلاں تھے، جے پور کے نامی گرامی خوشنویسوں میں تھے، چنانچہ ''صحیفہ خوشنویسان'' کے مصنف نے ان دونوں کا تذکرہ اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ یہ کتاب ''انجمن ترقی اردو ہند'' نے علی گڑھ سے ۱۹۶۳ء میں شائع کی ہے۔

والد مرحوم (۱) خوشنویس ہونے کے ساتھ صاحب نظر بھی تھے ان کی نقد و بصیرت کا یہ عالم تھا کہ ...
دیکھتے ہی یہ بتا دیتے تھے کہ یہ کس دور کے خطاط کا قلم ہے۔ قدماء متوسطین و متاخرین غرض ہر دور کے خطاطوں کی روش
قلم اور شیوۂ خط کو پہچانتے تھے اور ان کی خصوصیات کو اچھی طرح واضح کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ گھر میں وصلیاں ...
ملط ہوگئیں اور وصلی پر کاتب کا نام درج نہ تھا مگر انہوں نے اپنے ذوق فن اور بصیرت خط کی بنا پر پھر سب کو علیحدہ علیحدہ
کیا اور ان کے باہمی ذوق پر روشنی ڈالی۔ والد مرحوم کی وصلیوں کے جمع کرنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ قدیم و جدید بہت
سے خطاطوں کے نمونہ ہائے خط کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ ۴۷ء میں جب تقسیم ملک ہوئی اور سراسیمگی ... عالم
میں وطن کو خیر باد کہنا پڑا تو ایک پورا ٹرنک گھر میں وصلیوں سے بھرا ہوا چھوڑا تھا۔ گذشتہ سال جب میرا جے پور جانا ہوا
تو باوجود تلاش بسیار اس ٹرنک کا کچھ سراغ نہ مل سکا اُس ٹرنک میں خفی و جلی ہر قسم کے نمونہ ہائے خط کا انبار تھا۔ والد مرحوم
کی مفردات سے لیکر فارغ الاصلاح ہونے تک کی تمام مشقیں استاد کی اصلاحیں بعینہٖ محفوظ تھیں اور ان کے علاوہ بہت
سے خوشنویسوں کے کتبات تھے۔ پاکستان میں جو وصلیاں آسکیں ان میں متعدد وصلیاں اور منشی ہیرالال جی کا مرقع
کراچی میوزیم میں داخل کیا جاچکا ہے۔ بروقت جو وصلیاں محفوظ رہ گئیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) وصلی عبیداللہ، یہ متوسط قلم سے دیباچہ، بوستان کے چھ اشعار ہیں جو نہایت ہی اعلیٰ کتابت کا نمونہ ہے۔
شیوہ خط سے استادی کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن عبیداللہ کا تذکرہ کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرا۔

(۲) مشق آغا مرزا۔ یہ اس مشہور مشکل قطعہ کی مشق ہے جو خوشنویسوں کے یہاں زور قلم کے اظہار کے لئے
لکھا جاتا ہے۔

زیب حسنتی زینت تحت چینی
بے چین چین تخت چین بنیشینی
بنشین بنیشین بہ بخشش فیض بخش
از بخشش فیض بخشش بینی

(۱) یہاں یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ والد مرحوم کا انتقال ۱۸؍ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴؍ جنوری ۱۹۵۴ء میں کراچی
میں ہوا تھا، مولوی احترام الدین شاغل نے صحیفہ خوشنویسان ص ۱۲۵ میں جو یہ لکھا ہے کہ یہیں (جے پور، راجستھان میں) انتقال ہوا
صحیح نہیں ہے۔

یہ قطعہ ہم جنس الفاظ کی مشق کی بنا پر بہت ہی مشکل سمجھا جاتا ہے پھر اس میں یکساں کششیں اور دوائر ہیں جس میں یکسانی پیدا کرنا کمال فن کی دلیل ہے۔ آغا مرزا میر پنجہ کش کے تلمیذ رشید اور خطاطان ہند میں بڑے نامی و نامور ہیں، تذکرہ خوشنویساں مولانا غلام محمد ہفت قلم آثار الصنادید سرسید اور ارژنگ چین دیبی پرشاد میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ وصلی پر اگرچہ موصوف کے دستخط نہیں لیکن والد مرحوم نے فرمایا تھا کہ یہ آغا مرزا کی مشق ہے اور جو صاحب نظر خوشنویس ہوگا اور آغا مرزا کے شیوہ سے واقف ہوگا وہ ان کے خط کو پہچان لے گا۔

(۳) وصلی ابوالمکارم قریشی، یہ نادعلیاً مظہر العجائب کے قطعہ پر مشتمل ہے ابوالمکارم قدیم خوشنویس ہیں شیوہ خط ایرانی ہے میر عماد کی روش پر لکھتے ہیں۔ اہل نظر ان کے کمال فن کی قدر کریں گے۔ یہ مخطوطہ ۱۱۷۷ھ کا ہے۔

(۴) خط غبار مرزا عباد اللہ بیگ، یہ قطعہ، یا من بک حاجتی وروحی بید یک الخ پر مشتمل ہے، مرزا عباد اللہ بیگ میر پنجہ کش دہلوی کے مشہور شاگرد ہیں۔ ان کا تذکرہ، تذکرہ خوشنویساں غلام محمد اور آثار الصنادید میں موجود ہے ان کے خط غبار کا نمونہ نایاب ہے لیکن سر کتابت کسی اور شخص نے درج کر دیا ہے جو غلط ہے۔

(۵) خط طغرا بمشکل است۔ یہ گلستان سعدی کی عبارت سے مزین ہے۔

(۶) وصلی مرزا عباد اللہ بیگ بخط جلی یہ موصوف کی ۱۲۷۲ھ شب جمعہ کی تحریر کردہ ہے، مرزا صاحب کا خط بھی بالکل نایاب ہے اور اتنے موٹے قلم کا لکھا ہوا تو کہیں نہیں ملتا۔ مرزا صاحب کا تذکرہ جیسا کہ ہم نے سابق میں تصریح کی تذکرہ خوشنویسان وغیرہ میں موجود ہے۔

(۷) وصلی رحیم اللہ صاحب۔ یہ ان کے خط جلی کا نمونہ ہے جو اس بیت پر مشتمل ہے۔

الٰہی تا جہاں باشی باقبال
جواں بخت وجواں دولت جواں سال

یہ ۱۲۹۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔ رحیم اللہ صاحب آغا مرزا کے شاگرد رشید ہیں اور استاذ کے خط میں ایسا خط ملایا ہے کہ اگر اپنا نام نہ لکھیں تو پھر استاد اور شاگرد کے خط کو شناخت کرنا ہی مشکل ہو جائے۔ ان کا تذکرہ ''صحیفہ خوشنویسان'' شائع کردہ انجمن ترقی اردو ہند میں موجود ہے۔

(۸) وصلی رحیم اللہ صاحب مطلاء مذہب، یہ، اے آنکہ مملکت خویش پائندہ توئی والے قطعہ پر مشتمل ہے وصلی قابل دید ہے اور دہلوی اسلوب کے کمال فن کا نمونہ ہے۔ سن کتابت ۱۲۹۱ھ ہے۔

(۹) وصلی محمد باقر زریں رقم یہ آنکس تراشناخت جاں راچہ کند والے قطعہ پر مشتمل ہے۔ لکھنوی اسکول کے مشہور خوشنویس ہیں۔ رحیم اللہ صاحب کا جو درجہ میر پنجہ کش کے دہلوی اسکول کے خطاطوں میں ہے وہی درجہ ان کا حافظ نوراللہ صاحب لکھنوی کے لکھنوی روش خط کے اساتذہ میں ہے یہ غالباً دو واسطوں سے حافظ نور اللہ صاحب کے شاگرد ہیں ان کا تذکرہ صحیفہ خوشنویساں میں ہے۔

(۱۰) وصلی محمد یعقوب صاحب مطلاّ جو دنیا بہ نگاہ چشم بینا نفسے، والے قطعہ پر مشتمل ہے۔ ان کا نام اگرچہ وصلی میں تحریر نہیں لیکن والد مرحوم نے یہی فرمایا تھا کہ یہ رحیم اللہ صاحب کے فرزند ہیں اور صاحب نظر جانتے ہیں کہ بیٹے کا روش باپ ہی کے طریقے پر ہوتی ہے اور وہ خوشنویسی میں ان ہی کے قدم بقدم ہیں ان کا تذکرہ بھی صحیفہ خوشنویساں میں موجود ہے۔ اگرچہ مؤلف صحیفہ نے انکو میر پنجہ کش صاحب کا شاگرد لکھا ہے اور ان کا وطن دہلی بتایا ہے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں بلکہ والد مرحوم کی تحقیق درست ہے ان کا وطن الور تھا ان کی بعض وصلیاں بہاولپور کے مرکزی کتب خانہ میں بھی موجود ہیں۔

(۱۱) وصلی میر پنجہ کش دہلوی مطلاّ جن کا اصل نام سید محمد امیر رضوی ہے۔ یہ "قل ھواللہ" پر مشتمل ہے۔ اور سال تحریر ۱۲۵۷ھ ہے میر صاحب کا نام نامی بزم خوشنویساں میں محتاج تعارف نہیں، تذکرہ خوشنویساں غرض تمام کتابوں میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

(۱۲) مشق میر پنجہ کش موصوف۔ یہ وصلی حسب ذیل مشقوں پر مشتمل ہے۔

(ا) تین تختیوں کی مشق ہے یعنی اب بابت حاجت کی۔

(ب) **یاقنبر کنت الماس لی حضرت الیوم مثلی الخ**

(ج) شب در بوستان با یکے از دوستاں اتفاق مبیت افتاد۔

(د) کئی جگہ پر میر صاحب کے دستخط ہیں۔ فقیر محمد امیر رضوی "مشقہ العبد محمد امیر رضوی وغیرہ۔

(ہ) پشت پر روشنائی تیار کرنے کا نسخہ مرقوم ہے۔

اہل فن اساتذہ کی مشق کے دل و جان سے عاشق ہوتے ہیں کیونکہ بعض وقت مشق میں کوئی حرف ایسا نکل جاتا ہے کہ بالقصد لکھ دینا دشوار ہوتا ہے۔

(۱۳) وصلی محمد عبدالحق، جلی قلم یہ ۱۳۲۲ھ کی لکھی ہوئی کلمہ طیبہ کی تحریر ہے یہ والد مرحوم کے معاصر خوشنویس ہیں اور دہلی اسکول کی روش پر لکھتے ہیں اغلب یہ ہے کہ منشی رحیم اللہ صاحب یا ان کے صاحبزادے کے شاگرد ہیں اس وقت یاد نہیں کہ والد مرحوم نے ان کے بارے میں کیا کہا تھا۔

(۱۴) وصلی رستم خان یہ ۱۱۷۷ھ کی لکھی ہوئی ہے اس لحاظ سے کاتب حافظ نور اللہ اور میر پنجہ کش سے پہلے کا ہے۔ طرز خط ایرانی ہے، کتب تذکرہ مذکورہ بالا میں اس خطاط کا تذکرہ نہ ملا۔ اس وصلی میں حسب ذیل ایک قطعہ لکھا ہوا ہے۔ اب رخ درس ہوش وورزاں۔ اس قطعہ میں صفت یہ ہے کہ جملہ مفردات کی مشق ہو جاتی ہے الف سے لیکر یا تک تمام حروف الگ الگ اس میں آ گئے ہیں ایسے صرف دو قطعے استادان فن کے یہاں زیر مشق رہتے تھے ایک یہی قطعہ اور دوسرا۔ شراب موج زند در لباس ہر مدہوش کہ جس کو نظم پردین میں نقل کیا گیا ہے۔

(۱۵) وصلی رام دہن یہ نادعلیا پر مشتمل ہے اور دہلوی اسکول کی نزاکت ورعنائی کی حامل ہے۔ سنہ کتابت ۱۲۶۳ھ ہے خط کی خوبی کا اندازہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ والد مرحوم فرماتے تھے کہ منشی رام دھن آغا مرزا کے شاگرد تھے۔ چنانچہ ان کے خط میں وہی استاذ کی شان نمایاں ہے ایرانی کاتب ابوالمکارم اور رام دھن دونوں کی نادعلی کو سامنے رکھ کر ہندوستانی اور ایرانی روش خط کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱۶) وصلی ملا محبوب۔ یہ نسخ کی وصلی ہے اور بہت خوب ہے ان کا تذکرہ کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

(۱۷) وصلی آقا عبدالرشید دیلمی۔ آقا رشید کا نام محتاج تعارف نہیں۔ افسوس ہے کہ اس وصلی پر ممدوح کے دستخط ثبت نہیں۔ مگر والد مرحوم نے جزم ویقین سے اس کو آقا کی وصلی ہی بتایا تھا۔ اور ان کے اس دعویٰ کی تصدیق آقا کی دوسری وصلیوں سے اس وصلی کو ملا کر اور خوب اچھی طرح ان کو دیکھ کر کی جا سکتی ہے صاحب نظر خوشنویس تو دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یہ آقا کا خط ہے۔

(۱۸) وصلی حافظ ابراہیم دہلوی۔ یہ مشہور ومعروف خطاط ہیں ان کا تذکرہ مولانا غلام محمد نے تذکرہ خوشنویساں میں کیا ہے لیکن محشی سے ان کے عہد کے تعین میں خطا ہوئی ہے۔ مولانا غلام محمد لکھتے ہیں۔

"حافظ ابراہیم مرد خلیق ومتقی ومتورع، نستعلیق ونسخ بروضع خوب می نوشت کہ کتابت شیریں ودلچسپ می نمود علاقہ کتابت بحضور داشت، واز استادان مرشد زادگان بودہ است" ص ۶۸۔

''مراد از لفظ حضور دریں کتاب ہر جا کہ ذکر شود ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ ثانی است کہ از سنہ ہزار ددویست وبست و یک الی سنہ ہزار ددویست و پنجاہ وسہ در قلعہ دہلی ریاست داشت''

معین الدین در ہندوستان شاہزادہ رابلفظ مرشد زادہ خطاب می نمائند ودریں مورد اشارہ بہ پسران ابولنصر اکبر شاہ ثانی است'' ٦٨۔

لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حضور سے یہاں مراد شاہ عالم ثانی (جن کے بارے میں مشہور مقولہ ہے کہ حکومت شاہ عالم از دلّی تا پالم) ہیں اور مرشد زادگان سے ان کی اولاد۔

یہ وصلی تاریخی وصلی ہے جو حافظ ابراہیم نے شاہ عالم ثانی کے ورود دہلی پر ۱۱۸۵ھ میں لکھ کر پیش کی تھی۔ شاہ عالم ثانی شروع میں یورپ میں مارے مارے پھرتے رہے اور پھر ۱۱۸۵ھ میں دہلی کے تخت پر متمکن ہوئے یہ قطعہ ان کی آمد کے موقع پر حافظ موصوف نے بطور تہنیت لکھ کر پیش کیا تھا جس کا آغاز اس طرح ہے۔

زہے خرم ایام وخوشتر لیالی
کہ آمد خداوند ملک وموالی

اور آخیر میں یہ شعر ہے۔

چنیں سال تاریخ جستم کہ باوا
مبارک قدوم شہنشاہ عالی

مصرعہ اخیر ''مبارک قدوم شہنشاہ عالی'' سے ۱۱۸۵ھ نکلتا ہے جو شاہ عالم کے درود دہلی کی تاریخ ہے اور وصلی پر بھی یہی سنہ تحریر ہے۔ آخر میں خود کاتب کے دستخط ان الفاظ میں ہیں قائلہ وکاتبہ حافظ ابراہیم۔ یہ دستخط نسخ میں ہیں اور اس طرح حافظ صاحب نے نسخ و نستعلیق دونوں میں خوشنویسی کا خوب خوب مظاہرہ کیا ہے۔

(۱۹) وصلی بخط نسخ۔ کاتب کا نام درج نہیں طرز خط یاقوت مستعصمی کی روش پر ہے۔ اس میں مؤ قلم سے جو کام کیا گیا ہے اور سونے کے حروف جس طرح بنائے گئے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔

(۲۰) وصلی خدایار۔ یہ خوشنویس خط نستعلیق کا خدائے فن معلوم ہوتا ہے۔ ابامیاںؒ جب کبھی اس کی وصلی دیکھتے تھے تو دیر تک دیکھتے رہتے اور پھر اس کے نوک پلک کی تعریف میں رطب اللّسان ہو جاتے، حیدرآباد دکن کے مشہور خوشنویس میر قادر علی صاحب نے جو شہر یار دکن کے زمرہ خوشنویساں میں ملازم اور ممتاز عہدہ پر مامور تھے اس

وصلی میں بعض مٹے ہوئے حروف پر سیاہی بھرنے کی کوشش کی لیکن وہ جس طرح اس مقصد میں ناکام رہے وصلی پر غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے۔ خدایار کا تذکرہ ''صحیفہ خوشنویساں'' میں موجود ہے۔

(۲۱) وصلی سراج رقم۔ پورا نام محمد ابراہیم علی سراج رقم ہے۔ کاتب کے بارے میں مزید تفصیل معلوم نہیں سن کتابت غالباً ۱۲۴۳ھ ہے یہ وصلی اللہ و محمد علی و حسنین پر مشتمل ہے۔

(۲۲) قطعہ...... بخوبی ہمچومہ تابندہ باشی۔ یہ منشی پنالال تلمیذ منشی بہاری لال تلمیذ میر پنجہ کش کا لکھا ہوا ہے۔ ان کا تذکرہ صحیفہ خوشنویساں میں ہے۔

(۲۳ تا ۲۵) وصلی شیریں رقم۔ اس میں شک نہیں ان کی تحریر تنوینی ہے۔ شیریں رقم کے باب میں ... کوئی اطلاع نہیں۔ ان کا نام عابد علی تھا۔ ان کی تین وصلیاں ہیں۔

(۲۶، ۲۷) مفردات کی تختی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہست کلید در گنج حکیم کاتب کا نام معلوم نہیں مگر خط میں پختگی اور صفائی ہے۔

(۲۸) وصلی فضل الرحمٰن خان۔ یہ خط نسخ و طغرا دونوں پر مشتمل ہے۔ اس میں صلوٰۃ تنجینا مرقوم ہے... وصلی قابل دید ہے۔ مولوی فضل الرحمٰن خان کا تذکرہ، تذکرہ کاملان رام پور اور صحیفہ خوشنویساں میں موجود ہے۔

(۲۹) وصلی عماد الدین احمد...... یہ ''بابت'' کی تختی ہے اور خوشنویس کے کمال فن پر شاہد ہے۔ عماد الدین مذکور کے متعلق ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ کس عہد کے ہیں اور کون ہیں۔

اب یہ سب وصلیاں برادر عزیز مظفر لطیف کے قبضہ میں ہیں اور وہی ان کے مالک ہیں ان ہی کی فرمائش پر ان وصلیوں کا تعارف ایک نشست میں لکھ دیا گیا ورنہ اگر خصوصیات خط و خطاطاں پر تفصیل سے سیر حاصل بحث کی جاتی تو مضمون طویل ہوجاتا۔ پھر اب یہ فن تقریباً ختم ہوچکا ہے نہ لکھنے والے رہے نہ سمجھنے والے اس لئے تفصیل پر طبیعت آمادہ نہ ہوسکی۔

لا تقنطوا من رحمة الله

فقیر حافظ عبدالکریم بعمر ہشتاد سالگی تحریر نمود
وقت عصر ہفتد ہم رجب سنہ ۱۳۶ ھ

تاریخ وفات عم محترم جناب حافظ عبدالکریم حافظ مرحوم جے پوری
۱۱۔ شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء

اللہ اکبر

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ


الله اکبر عز اسمہ و تعالی شانہ
بندر حضور روآفرالسرور عالی منزلت والا مرتبت ثریا جاہ
نواب سلطان جہان بیگم
خلد اللہ ملکہ و رفعتہ
جی سی آئی ای دام
اقبالہ
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند
ہر چند نیم لایق درگاہ سلاطین ... نومید نیم
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را گاہے بنگاہے
از دعا گوی حضور پرنور
محمد عبد الرحیم جبلپوری
غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ در
سنہ ۱۳۲۶ ہجری
سرور
مہر نور نیر
نہ ابر ترم کہ گوہر ریزم نہ
شمع جان گداز م کہ پروانہ وار تصدق
بشوم مجبور کلک سیاہ کلم و نام نامی در خط طغرای
تستعلیق بخط غبار نویسم۔ گر قبول افتد زہی عز و شرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نٓ والقلم وما یسطرون

۲ر محرم

زکلک سیہ کار عبدالرحیم

۱۳۵۹ھ

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

۲ر محرم

خاکسار محمد عبدالرحیم غفر اللہ ذنوبہ و عیوبہ

سنہ ۱۳۵۶ھ

مرشدی و مولائی والدِ محترم محمد عبدالرحیم خاطر جیپوری رحمہ اللہ المتوفی ۱۸ر جمادی الاول سنہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۴ر جنوری سنہ ۱۹۵۳ء کراچی

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَۃَ لَکَ وَالمُلکَ لَا شَرِیکَ لَکَ

آنجاکہ کمال کبریائے تو بود — عالم نمے از بحر عطائے تو بود
مارا چہ حد حمد وثنائے تو بود — ہم حمد وثنائے تو سزائے تو بود

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِینَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الکُفَّارِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ وَعَلَیہِم بِعَدَدِ قَطرِ الاَمطَارِ اِلٰی یَومِ القَرَارِ

اے ختم رسل کعبۂ مقصود توئی — درصورت ہرچہ ہست موجود توئی
آیات کمال حق عیان است بتو — آں ذات کہ در پردہ نہاں بود توئی

منعم حقیقی کا شکر واحسان اُسی قدر جتنی کہ اُسکی نعماے لاتعد ولاتحصی ہیں کہ اُسنے ندیم توفیق کو اپنے حبیب پاک کی غلامی کے طفیل مجھ سے غریق عصیاں کا رفیق کیا تاکہ برادران اسلام جو اپنے گھر کے انمول موتیوں کے دفینہ کو بھولکر غیروں کے سامنے دستِ آرزو پھیلانے پر بھی کاسۂ تمنا خالی لئے پھرتے ہیں پستی وضلالت کے ہاتھوں سے مجبور ہیں اُنہیں بجائے اسکی خبر ہونیکے کہ ہمارے جلیل القدر آبا اس بُرے وقت میں کام آنیوالا خزانہ جمع کر گئے ہیں یہ بھی یاد نہیں کہ وہ کون تھے اُنکی کیا حیثیت تھی ہماری فلاح کے لئے اُنہوں نے کیا کیا تدبیریں کیں۔ ان حضرات کی خدمت میں انکے گھر کی خانہ تلاشی اور یاد رفتگان کا سبق آموز ورق پیش کروں۔ گو ہمارے اسلاف کی اُلوالعزمی تاریخ عالم کے صفحات پر آفتاب کی طرح چمک رہی ہے لیکن جب ہم اپنی حالات موجودہ پر خیال کرتے ہیں تو وہ خیالی قصص سے کچھ کم معلوم نہیں ہوتے۔ خدا مورخین اسلام کو اجر نیر عطا فرمائے کہ اُنکے مدونہ واقعات کبھی کبھی سُن پاتے ہیں یا دیکھ لیتے ہیں تو اپنے آبا واجداد کی بزرگی وعظمت کی تصویر اپنے خیال میں مرتسم ہو جاتی ہے۔ گو نتیجہ اسکا یہ تھا کہ بمقابلہ اُنکے ہمارے تمام واقعات تازیانۂ عبرت کا کام دیں مگر یہ دوا بھی اپنا اُلٹا اثر پیدا کرتی ہے بلکہ ہماری موجودہ حالت تو ایسی بے حسی میں ہے کہ اثر ہونے نہونے کا بھی احساس جاتا رہا۔ ہم

اپنے ظاہر و باطن کے باکمال ابا و اجداد پر نظر کریں تو علوم عالم کا کوئی طبقہ ایسا نہیں جو ہمارے سیدھے سادھے مسلمانوں کی عالی ہمتی اور اُنکے جوہر شرافت کی تاباں قابلیت کا معترف نہو۔ اُنکے علوم و فنون سیاسی و تمدنی مراتب کے علاوہ صرف ایک تاریخ نویسی علم انساب کے محفوظ رکھنے میں اور نسبی جوہر کے کھرے اور کھوٹے کے امتیاز میں جسطرح اُنکا خیال تبحر علمی کو شامل تھا۔ دنیا میں آج کوئی قوم نہیں جو اُنکی ہمسری میں قدم آگے بڑھانے کو تیار ہو بالمقابل اُنکے ہماری جو دستگری کی حالت ہے وہ بالکل اسکے مصداق ہے ہم ہیں کہ جیسے کوئی کسی کا غلام ہے۔

(اُنکے باطنی کمالات) گو بذات خود آج وہ صفحۂ ہستی سے روپوش ہوکر ایسے ملک میں جا پہونچے ہیں کہ جہانسے واپسی کا قاعدہ نہیں بلکہ اپنے پس ماندگان کو بھی وہیں اپنے پاس آنیکا پتہ بتا گئے ہیں مثل روز روشن ابتک نمایاں ہیں جنکو اُنکی ذات کا قایم مقام سمجھا جاتا ہے۔ ایک وہ تھے جنکی ظاہری و باطنی مساعی جمیلہ نے ایک عالم کو اپنا شاکر و ممنون بنایا۔ افسوس ہے کہ انہیں بزرگوں کی اولاد ایک ہم ہیں کہ اپنی ذاتی اصلاح بھی نہیں ہوتی۔ اس سے بڑھکر اور یہ رونا ہے کہ اگر ہم اپنے آپ کو ورطۂ ہلاکت و قعر ذلت سے نکالنے میں ساعی نہیں ہوتے یا اپنی منزل عروج تک پہونچنے کا خیال نہیں کرتے۔ تو ہم اس لایق بھی نہیں ہیں کہ گاہ بگاہ اپنے آبا و اجداد و رہروان دین کے واقعات ہی دوہرالیا کریں یا اُنکی نصائح و رموز حکمت پر ہی نظر کرلیا کریں۔ شاید کسی وقت رگ حمیت جوش میں آجائے اور وہ روح بدن میں پیدا ہو جائے جو انسان کو اشرف المخلوقات کا مستحق اور جائز دعوی دار بناتی ہے جسکا ادنی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا نام غیر فانی۔ اور اُسکے اعمال تحسین تقلید کے خلعت سے قیامت تک آراستہ رہینگے۔ اور اسکے لئے دنیا میں ایسا نہونا عقل و بداہت کے خلاف ہے۔ کیونکہ غور کرلیا جاوے مخلوقات میں پسندیدہ اوصاف اور نیک خصلت اجناس انواع قدر و قیمت داد و آفریں کے مستحق ہوتے ہیں مثلاً اشرف الحیوانات میں ہم تازی گھوڑے کی طرف خیال کریں تو وہ بلحاظ اپنے اصالت اور اُسپر خوبو کی توصیف سے بمقابلہ اپنے دیگر ہمجنسوں کے قدر و قیمت میں دس یا پچاس کے بجائے سیکڑوں ہزاروں کی نسبت رکھتا ہے۔ پس وہ خلیفہ اللہ جسکی نسبت آبائی اور وہ خود تہذیب خلافت سے مہذب ہو کیسے قابل قدر نہوگا۔ چنانچہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت کیلئے صفحۂ ہستی پر ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ گو رفتار زمانہ کسی موقعہ پر اُسے پست بھی کردے جیسے کہ ہماری موجودہ حالت ہے کہ

توت دانا ہمہ از خون جگر می بینم

لیکن اُسکے جوہر کے بلند شرارے ہر حالت میں سر بفلک رہتے ہیں اور چشم بینا میں چونکہ اس عالم کے کارخانہ خواب و خیال نقش بر آب کے مصداق ہیں۔ اسلئے جب ہم اپنے وطن اصلی دار آخرت کے معاملات کو ساتھ لئے ہوئے سوچتے ہیں تو بھی انقیاد اسلامی کے قربان جائیے بڑی خوشی اور ایک خاص طمانیت حاصل ہوتی ہے اور از روئے حقیقت ہونی بھی بجا ہے کیونکہ جب عالم فانی کے واقعات دل خوش کن ہوتے ہیں تو ملک جاودانی جسکی ہر حالت اعلیٰ و ارفع اُسکی حیثیت کے موافق ہونی لازمی ہے۔ تو وہاں کی امید فلاح پر کسی کا خوش ہونا اور مردہ دل کا زندہ ہو جانا کوئی استعجاب نہیں اور جب اُس ملک لازوال کا مالک الملوک شہنشاہ حقیقی اپنے شفقت آمیز مژدہ سے ہمیں مسرور کردے۔ اور حال یہ کہ اُسکا ارشاد ہمارے ایمان غیبی میں مرتبہ عین الیقین و حق الیقین سے بسا زیادہ مصدق ہے۔ اسلام ہمکو بتا رہا ہے کہ جن اقوام کو اُنکی پاداش عمل میں ہلاک کیا حالانکہ وہ اُنکی سرکشی کا نتیجہ تھا تاہم باوجود اپنی بے نیازی کے اپنی رحمت سے اُنپر بھی اظہار شفقت کا حال اپنے خاص بندوں پر ظاہر فرمایا۔ وہ ہی رحیم ستار عیوب و غفار ذنوب ہے کہ اپنی بارگاہ عالی سے ہمیں مایوس ہونیکی تاکید اکید فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط پس وہ افراد جنہوں نے اپنے نیزہ و شمشیر کی چمک سے اندھیری راتوں کو روشن کر دیا۔ جنہوں نے اسلام کی خوبیوں کا ایک ایک موتی ہزار ہزار قطرہ خون سے خریدا۔ تیغ قضا و قدر کے نیچے جنکے گلو مبارک سے رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا کے نعرے بلند ہوتے تھے بارگاہ الٰہی میں جنکا سر تسلیم ہمیشہ خم رہتا تھا جو اپنے مٹنے سے پہلے فنا ہو چکے اور فناء قلبی سے حیات جاوید حاصل کی۔ شرافت عظمیٰ کا لقب پایا رحمت حق کی اُنپر بارانی ہو کہ وہ اپنی اولاد میں بھی وہ اثر چھوڑ گئے جو قوت عمل و اطاعت خداوندی سے اپنا وہ جوہر دکھائیگا کہ ان پس ماندگان کو اُنکے مراتب پر پہونچا دے اور رب العلمین محض اپنے فضل سے اُنکے اباء کرام کی اُنسے آنکھیں ٹھنڈی کرے نہ یہ کہ اُنکے فضل میں کمی کیجا کر انکو کچھ حصہ دیا جاوے۔ بلکہ فضل و رحمت کا مینہہ موسل دھار انپر برسے اور یہ اپنے ذاتی عمل کی بنا پر

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

کے مصداق بنام ہوں۔ بناءً علیہ اس مسکن خیالی میں بھی فخر و ناز کی شاہراہوں پر تیز گام ہونا انکا حق بجانب ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنے ابتدائی حالات اور اجداد و آباء کرام کے معمولات پر توجہ سے غور کریں کہ اُنمیں وہ کونسی شے تھی جسکی وجہ سے ہم اپنی نسبت اُنکی جانب مایۂ ناز سمجھتے ہیں اور اُنکے وہ کونسے مقبول اعمال تھے جنکا اتنا قوی اثر ہے کہ جو ہماری نجات کے بھی باعث ہو۔ اور اُسکے ساتھ اپنی نسبت کا علم بھی ضروری ہے تاکہ اپنے اجداد کے عادات و اخلاق کا آئینہ بنیں اور ایک دوسرے کے تعلقات سے واقف ہو کر جن امور پر اُنکے ہم مامور بہ ہیں تمامہ اُنپر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ دنیا میں ہم اُنکے خلف صدق اور یادگار مانے جاویں اور اسکی برعکس صورت میں اُنکے لئے ننگ و عار کا موجب ہوں جبتک کہ ہم متقدمین اور سلف صالحین کے طرز معاشرت سے وقوف حاصل نکرینگے نہ کوئی دنیوی بہبود ہماری طرف رخ کیگی اور نہ عاقبت میں ہم مونہہ دکھانیکے قابل ہونگے اور نہ دینی امورات جو راس فلاح ہیں ہمارے لئے کوئی وزنی شے ہو سکتی ہے۔ تعلیم جدیدہ کے دیرینہ ہونے پر بھی روزانہ کے نئے تجربات نے ہمکو خوب سوجھا دیا ہے کہ ہمارے بزرگوں کی حیات کے قصے اُنکی بعد ممات بھی ہماری زندگی کے سنگین کارناموں سے بسا بہتر ہیں لیکن ہماری تعلیم کی تیز روشنی نے دوربینی کا فائدہ دینے کے خلاف ایسا چندھیا دیا ہے کہ پہلی بینائی بھی رخصت ہو گئی اور اپنا آیا بھی دیکھنا دشوار ہو گیا۔ مگر شکر ہے اس حالت کو پہونچکر ہمنے اب سنبھلنا شروع کیا اور فکر و تلاش ہے کہ عصاء موسوی حبل متین ہماری ہاتھ لگ جائے تاکہ اُسکے سہارے سے کسی ید بیضا تک رسائی ہو اور ضیاء رفتہ کو حاصل کریں۔

قسمت حوالتم بخرابات میکند ہر چند اینچنیں شدم و آنچناں شدم

غنیمت ہے کہ ابھی وقت اور گنجایش ہے کہ تلافی مافات ہو سکے اور فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ط کے غضبناک وعید کے نتیجہ سے خوفناک ہو کر مسلک و طریق سلف اتباع سنت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ اپنی گم شدہ دولت رفتہ بصیرت حاصل کریں جو دارین میں ہمیں عروج و راہ نجات پر لیجانے کے لئے آگے دوڑتی ہو۔ اگر ہمارا یہ ارادہ قوی اور سچے دل سے ہو تو رحمت خداوندی بہت وسیع اور قریب تر ہے بلکہ وہ خود قریب ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ط اور احادیث سے اسکی مزید تصریح ہو

یار نزدیکتر از من بمن است ویں عجب بیں کہ من از وے دورم

وہ رحیم و کریم رب الارباب سب کچھ آسان کر سکتا ہے۔

قوم کے اس جادۂ عزت پر آنکو ان اوراق پریشاں سے جو دفاتر پارینہ کے عکس یا بانیان دین کے نقش و نگار کا آئینہ ہیں اور موجودہ نسلیں جو رابطۂ خاص کی وجہ سے اپنے اجداد تک منتہی ہیں اُنسے عروج و نزول کا عبرت خیز فرق مراتب ظاہر

ہوگا جو اہل بصیرت کو نصیحت ہے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدیداست صنادید عجم را

وَ

(فِيهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ)

ہبوط آدم علیہ السلام کے واقعات اُنکے خانہ بدر ہونیکے درد انگیز کیفیت زخم دل کی ٹیس بڑھا کر باطن کی مصلح ہوگی پھر عجب نہیں کہ
حب الوطن من الایمان کی وجدانی طاقت ہمیں کھینچکر دار القرار میں پہونچا دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اُولو العزم
انبیا علیہم السلام کی سبق آموز زندگی اُنکی رموز و حکمت روحانیت عظمی کا فیضان ہمارا دستگیر ہو۔ امم سابقہ کے حالات ملوک
وجبابرہ کی سطوت وجبروت سے سَنُرِيهِمْ اٰيَاتِنَا فِي الْاٰفَاقِ ط کے معنی روشن ہوں۔ آج ہزاروں تعلیمیافتہ مسلمان
اپنے انبیا علیہم السلام صحابہ کرام مشاہیر و اکابر و سلاطین اسلام بزرگان دین طبقات شرفا اور اُنکے حالات و خدمات اسلامی
ذاتی اوصاف اصل و نسب سے کم واقف ہیں۔ مراۃ الانساب اُنکیلئے امید ہے کہ ایک جام جہاں نما ثابت ہوگی۔ مواخات
صلہ رحمی کے اصل تعلقات باتباع حکم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تَعَلَّمُوا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ
فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ الحدیث اس سے بخوبی ظاہر ہیں فرق و اتصال باہمی
امتیاز جملہ قبائل اسلام کا صاف دکھا دیا ہے تاکہ عامہ مسلمین کے کار آمد ہو اور ہر فریق کے آبا و اجداد کی یاد اُسکے ذہن
میں تازہ ہو جاوے۔ ارباب کرم اگر اسکو نظر قبول سے دیکھیں اُنکا کرم۔ اور وہ اسکے اہل ہیں بصورت ناپسند عنایت سے
نہ پیش آئیں تو بحکم مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتُهْدِفَ میں اُسکا مستوجب ہوں اور مجھے شکایت نہیں۔
نقادانِ فن اور اہل بصیرت سے یہ التماس ہے کہ میری بیکمالی و کم علمی سے کوئی لغزش ہوئی ہو یا غلطی نظر سے گزرے اُسکی
اصلاح سے اپنی کار آمد بنالیں اور مجھے معذور خیال فرما کر معاف فرماویں کیونکہ ہر فن کی دشواریاں اہل فن سے پوشیدہ
نہیں اور محنت کی قدر اُسکے کرنیوالے ہی جانا کرتے ہیں۔ مجھے جائز و ناجائز تحسین و آفرین کی آرزو نہیں اور نہ اس تالیف
سے یہ منشاء ہے

گرچہ بدنامی است نزد عاقلان   مانمیخواہیم ننگ و نام را

بلکہ ایک امتثال امر تھا جسکی تکمیل کیگئی یعنی سرکار محمد عبد الواجد علی خاں صاحب رئیس بڈہانسی و جاگیردار بلند شہر جگر
سابق ممبر جوڈیشل محکمہ محتشمہ عالیہ کونسل راج سوائی جیپور کا شکر گذار ہوں جنکے ظل عاطفت میں اُنکے
شوق علمی اور فرمائش کے مطابق اسکی تالیف ہوئی اور جناب ممدوح نے اپنی فیاضی و عالی ہمتی سے اسکو جمع کرا کے
اپنی ایک بیش بہا یادگار قائم کی۔ باری تعالے کا احسان ہے کہ آپکا وجود باجود رؤساء نامدار میں بلحاظ دینداری و
مشاغل دینیہ بالخصوص موجودہ زمانے میں نہایت مغتنمات سے ہے۔ پروردگار عالم اُنکی حسنات کا دارین میں اجر دے
اور اپنے شوق وصال و نور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ بحرمتہ النبی وآلہ الامجاد

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اپنے قابل رفیق مولوی سید عبد القادر صاحب ٹونکی کا بھی خصوصیت اور مشکوری کے ساتھ ذکر کرتا ہوں جو ایک عرصہ تک
دوران تالیف میں میری شبانہ روز محنت کے دوش بدوش اور استخراج سلاسل میں شریک حال رہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزا

اس تمام کام سے ایک آرزو ضرور ہے کہ قوم اس سے فائدہ اٹھائے اور اس ناچیز مؤلف کو دعاء خیر میں یاد رکھے کیا عجب ہے کہ کسی بندۂ خاص کی نظر میرے حق میں اکسیر کا کام دے جو ذریعہ نجات ہو جائے۔ اور یہ اوراق چند اس دار ناپائدار میں یادگار باقی رہیں۔

جناب باری میں عجز و نیاز سے التجا ہے کہ اس کتاب میں عمداً یا خطاءً غلطی ہوئی ہو۔ یا سہو و خلاف حق میرے قلم سے نکلا ہو اپنی کریمی سے بخشدے اور رسوائی آخرت سے اپنی پناہ دے۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوبُ إِلَيْهِ بجاہ حبیبک سید الشافعین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فان لی ذمة منه بتسمیتی　　محمدا هوا وفی الخلق فی الذمم

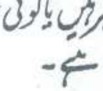
یا اکرم الخلق مالی من الوذبه　　سواك عند حلول الحادث العمم

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

مآرب اخری

مراۃ الانساب میں جسقدر سلاسل درج کئے گئے ہیں اُسمیں حتی الامکان ایک شاخ کو ہر سلسلہ میں آدم علیہ السلام سے موجودہ وقت تک ظاہر کرنا اصل منشاء قرار دیا گیا ہے۔ باقی زیادہ سلسلے جن صاحبوں کے کتب معتبرہ سے دستیاب ہوئے یا جن حضرات نے اپنے سلاسل بھیجدیے مفید عام ہونیکی وجہ سے اُنکو بھی بعد تحقیق درج کر دیا گیا۔

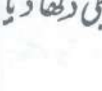
بعض اجداد اعلیٰ کے طبقے میں اور دیگر موقعوں پر بھی ایسی اولادیں جنکا کوئی عقب یا سلسلہ باقی نہیں اور اُنکا ذکر چنداں مفید نہیں تھا ترک کر دیا گیا۔ اور ان میں جو مشاہیر ہیں یا کوئی خاص خصوصیت رکھتے ہیں اُنکو خاص طور پر بھی دکھا دیا گیا ہے اور ہر طبقے کیلئے دوائر میں بھی امتیاز کیا گیا ہے۔

۱ انبیاء علیہم السلام کے دوائر بڑے اور خوبصورت پھولدار ہیں 

۲ خلفاء اربعہ رضؓ کا دائرہ اس صورت کا ہوگا 

۳ صحابہ رضؓ کے لئے یہ تجویز کیا گیا ہے 

۴ صحابیہ رضؓ کا نام کتاب میں ہر موقعہ پر اس صورت میں ہوگا۔ 

۵ مشاہیر کا دائرہ معمولی دائروں سے بڑا ہوگا 

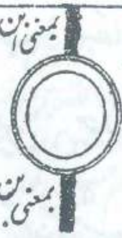
۶ بزرگان دین کے دوائر زیادہ بڑے ہیں 

۷ ازواج مطہرات رضؓ کے دوائر بشکل ہلال ہونگے 

۸ عام اناث مدور مربع ہیں 

۹ عام اشخاص کا چھوٹا دائرہ ہے 

۱۰ اجداد اعلیٰ کے دائرے بڑے ہیں اور اُسمیں سیاہ موٹا خط ابن کے معنی کا فائدہ دیگا مثلاً اور یہ دوائر ہمیشہ کتاب کے بالائی حصہ میں آوینگے



۱۱ جس جد اعلیٰ کی اولاد زیادہ ہوگی جو ایک صفحہ پر ختم نہو سکی وہ دوسرے صفحہ پر دکھائی گئی ہے اور سیاہ خط کلاں خالی چلا جائیگا یا ایکطرف سے ہوگا - مثلاً عبد المطلب کی اولاد زیادہ ہے کئی صفحات پر آئی ہے - وقس علی ہذا



۱۲ ایک مورث کی اولاد اور اولاد در اولاد کا سلسلہ بالکل ختم ہونے پر - دوسرے جد کا نام لکھا جاویگا اور اُسکی اولاد دکھائی جاویگی جیسے ابراہیم کی اولاد اور بعض جگہہ شامل



۱۳ اولاد الاولاد کے سلاسل سیاہ خط کلاں کے نیچے کے حصے میں رہینگے اور باہمی دوائر کا خط وصلی ابن کے معنی میں ہے -

کسی صفحہ پر اجداد اعلیٰ میں سے اگر اولاد زیادہ نہیں ہے تو جد ماتقدم کا سلسلۂ اولاد اُس صفحہ پر دکھا دیا گیا -

وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَة

کتب معتبرہ کے بیشتر اقوال بجنسہ نقل کئے گئے ہیں اس تالیف میں جسقدر کتابوں سے امداد لیگئی حسب ذیل ہیں -

۱ صحیح بخاری ۲ تفسیر کبیر ۳ تفسیر ابی السعود ۴ مواہب لدنیہ ۵ تفسیر قادری ۶ سیرۃ الحلبی تاریخ الخلفا

۸ اصابہ فی تمیز الصحابہ ۹ مکتوبات امام ربانی ۱۰ تاریخ کامل ابن اثیر ۱۱ ابن خلدون ۱۲ مروج الذہب

۱۳ معادن الجوہر ۱۴ سبائک الذہب ۱۵ روضۃ الاحباب ۱۶ روضۃ الاصفیا ۱۷ خصائص الکبری

۱۸ نشر الطیب ۱۹ سیر الحبیب ۲۰ سرور المحزون ۲۱ انوار الاذکیا ۲۲ تاریخ عالم ۲۳ نفحات الانس

۲۴ آداب المریدین ۲۵ جواہر فریدی ۲۶ فلاح ۲۷ ابن خلکان ۲۸ ترجمہ ابن خلدون ۲۹ تاریخ اسلام

۳۰ قرۃ العیون شرح سرور المحزون ۳۱ ناسخ التواریخ ۳۲ نخبۃ التواریخ ۳۳ تاریخ افغانستان ۳۴ امیر نامہ

۳۵ تاریخ بھوپال ۳۶ صولت افغانی ۳۷ اکبر نامہ ۳۸ آئین اکبری ۳۹ حدائق الحنفیہ ۴۰ نسب نامۂ انصاریان

تاریخ روم ٤١ احوال علماء فرنگی محل ٤٢ عمدۃ الطالب ٤٣ طبقات ناصری ٤٤ سیر النبی ٤٥ شجر العالم ٤٦

عمدۃ الطالب ٤٧ عرائس القصص ٤٨ سر الشہادتین ٤٩ جوامع الحکایات ٥٠ بحر الانساب ٥١ کنز الانساب ٥٢

خلاصۃ التواریخ وغیرہ قلمی ٥٣ شجرہ قلمی مدینہ منورہ ٥٤ فصول مسعودیہ ٥٥ مقامات سعیدیہ ٥٦ ترغیب الترہیب ٥٧

مشکوۃ المصابیح ٥٨ سیر الاقطاب ٥٩ تیسیر شرح جامع صغیر ٦٠ معارج الولایت ٦١ منتخب التواریخ ٦٢

مراۃ المداری ٦٣ سیر المشایخ ٦٤ تاریخ دکن ٦٥ اسراریہ ٦٦ مقاصد العارفین ٦٧ اشرف نامہ ٦٨

تاریخ بلند شہر ٦٩ مرقع فیض ٧٠ تاریخ ٹاڈ راجستان ٧١ تاریخ برن ٧٢

[٥١] شجرہ قلمی مدینہ منورہ یہ وہی شجرہ ہے جو اس تالیف کا اصل باعث ہوا۔ اسکے حصول کی تفصیلی کیفیت سے ناظرین کو اکثر مزارات انبیاء علیہم السلام وصحابۂ کبار و اولیاء کرام اور مقامات مقدسہ سے واقفیت اور دلچسپی ہوگی بالخصوص جن حضرات کو اس مبارک سفر کا اتفاق ہو اُنکے لئے انشاء اللہ العزیز زیادہ مفید ثابت ہوگی۔

۱۴۔ شعبان ۱۳۲۶ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۰۸ء کو جبکہ افتتاح حجاز ریلوے کے مژدہ سے مسلمانان ہندوستان کو سفر حرمین میں آسائش وآسانی ہونے کی بنا پر خاص مسرت ہو رہی تھی۔ جناب محمد عبد الواجد علیخاں صاحب اسی دوران میں ۷۔ محرم ۱۳۲۷ھ مطابق ۳۰۔ جنوری ۱۹۰۹ء کو بارادۂ حج جیپور سے روانہ ہوئے اور بمبئی سے بلڈو سا جہاز (جرمنی میل) پر سوار ہوکر عدن سویز پورٹ سعید یافا ہوتے ہوئے ۱۱۔ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۔ اپریل ۱۹۰۹ء بیت المقدس پہونچے۔ یہ حج نصاریٰ کا زمانہ تھا اور ولادت موسیٰ علیہ السلام کا بھی چونکہ یہی زمانہ گذرا ہے اسلئے اس موسم میں یہودیوں کی عید بھی تھی باوجود سردی کے بڑا مجمع تھا۔ جناب ممدوح ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء تک وہاں مقیم رہے اور حضرت داؤد و سلیمان و موسیٰ و عزیر و مریم علیہم السلام اور ابو عبد اللہ حضرت عکاشہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور خلیل الرحمن کے راستے میں حضرت یونس اور راحلہ والدۂ یوسف علیہما السلام اور خلیل الرحمن میں حضرت ابراہیم اسحٰق یعقوب والدۂ یعقوب علیہم السلام اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خلیل الرحمن سے دو کوس پر حضرت لوط علیہ السلام کا مزار ہے وہاں حاضر ہونیکی تیاری ہو چکی تھی کہ یکایک شب کے دس بجے سلطان عبد الحمید خاں کی معزولی کی منادی ہوئی اور سلطان محمد رشاد خامس کی سریر آرائی کی توپیں سر ہوئیں اور وہاں کا جانا ملتوی رہا۔ بعض مقامی احباب نے آپکو یہ رائے دی کہ مبادا تغیر سلطنت سے بدامنی واقع ہو اور راستے مخدوش ہو جائیں یا حجاز ریلوے بند ہو جاوے۔ اسلئے مدینہ منورہ جلد روانہ ہو جانا چاہیئے۔ آپ یکم مئی ۱۹۰۹ء کو روانہ ہوکر نابلس (سامرہ) کے اسٹیشن سے حجاز ریلوے میں سوار ہوکر دمشق پہونچے۔ یہاں حضرت ذو الکفل یحییٰ علیہم السلام اور حضرت بلال عبد اللہ ابن مکتوم

حضرت جعفر طیار ابوہریرہ معاویہ ہریلیح مساعد ام المومنین ام حبیبہ ام المومنین ام سلمہ
سکینہ بنت امام حسین زینب عبداللہ بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور حضرت
بہلول دانا محی الدین بن عربی خالد کردی عبدالغنی نابلسی اسمٰعیل کردی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین
کے مزارات اور سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارات سے مشرف ہوئے - پھر دمشق سے
روانہ ہوتے ہوئے ۱۷- مئی ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا - ۲۳- شوال المکرم ۱۳۲۷ھ تک اس
جذبات نثار ارض مقدس میں آپکی حاضری رہی جسکا اظہار کچھہ صرف سعدی کے ان لفظوں میں کیا جا سکتا ہے

دیدہ از دیدنش نگشتے سیر آنچناں کز فرات مستسقی

اس دوران میں آپکو اکثر بزرگان دین کے مزارات کی تلاش میں اور مقامات معلوم نہونے سے افسوس ہوا اور
اکثر کتابوں کی تلاش کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں بحسن اتفاق حاجی محمد اسمٰعیل صاحب بخاری سے آپکی ملاقات
ہوئی - حاجی صاحب موصوف خوشنویس ہیں اور کتب خانہ سلطانی میں کتب قدیمہ اور کتب مطلا کا شعبہ انکو تفویض
ہے - کتب خانہ میں ایک نہایت مستند شجرہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ وار
نہایت اہتمام و حفاظت سے رکھا ہوا ہے - اسکی نقل حاجی صاحب نے اپنے لئے کرلی تھی - ایک صحبت میں
انہوں نے جناب ممدوح سے ذکر کیا - آپکے شوق اور دلچسپی کے لئے یہہ ایک بیش بہا نعمت تھی - گو جناب ممدوح
انتظام سفر کر چکے تھے اور روانگی میں بہت تھوڑے دن باقی رہے تھے کہ حاجی صاحب سے اسکی نقل کے لئے
اصرار کیا اور حاجی صاحب نے بھی کمال کیا کہ تین دن میں اسکی خوشخط نقل تیار کرائے جو ۲۰ فٹ طول میں
بصورت مکتوب تھی - آپنے مزید اطمینان کے لئے اصل شجرہ سے اسکا مقابلہ بھی کرالیا - مدینہ منورہ سے ہوکر
۷- اپریل ۱۹۱۱ء کو بخیریت آپ جیپور پہونچے - یہاں اس شجرہ کو کتابی صورت میں تدوین کرنیکے لئے احقر اور
مولوی سید عبدالقادر صاحب کے سپرد کیا جو آپکے ہاں خدمات دینی پر مامور تھے اتفاقاً کچھہ عرصہ بعد
مولوی صاحب نواح بنگالے میں ملازم ہوکر چلے گئے اور احقر نے ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۳۵ھ تک شبانہ روز محنت کرکے
اسکو بصورت موجودہ ترتیب دیا - اور کتب مذکورۂ بالا میں سے اکثر جناب ممدوح نے خاص اسکی تکمیل کیلئے بصرف
کثیر خرید فرمائیں مگر ناکافی ہونے پر جیپور مہاراجہ لائبریری سے کتب متعلقہ دیکھیں اور اکثر مستند خاندانوں کے شجرے
حاصل کرکے اضافہ کیا اور جن بزرگوں کے اسماء گرامی آئے انکے مختصر اور جامع حالات درج کئے - اسی اثناء میں
حسن اتفاق سے حاجی اسمٰعیل صاحب بخاری بھی جیپور آگئے - اور اس ترتیب و اضافہ کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے
حاجی صاحب کے ہندوستان آنے سے جناب ممدوح نے یہ فائدہ اور حاصل کیا کہ ایک جلد اس شجرہ کی
جلی قلم سے نہایت خوشخط لکھوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھوادی - جسکی تقطیع ۲۴-۳۰ ہے
شائقین اور اکثر احباب اسکے طبع کے مصر ہوئے جسپر میں نے اجازت چاہی آپنے اپنی عالی ہمتی سے دو سو روپیہ
کے عطیہ سے راقم الحروف کو مشکور فرماکر اجازت بخشی اور مصارف طبع میں بھی امداد فرمائی -

بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنہ نبود ایں ہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش
آں سفر کردہ کہ صد قافلہ دل ہمرہ اوست ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

غرضکہ یہ شجرہ ایک تبرک ہے جو جناب ممدوح کو ارض مقدسہ حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا اور میں اُسکو اس زمانہ تک کی ایک جامع تاریخ مکمل و مرتب کر کے ابناء اسلام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

من بسر منزل عنقانہ بخود بردم راہ قطع ایں مرحلہ با مرغ سلیماں کردم

دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع
گرچہ دربانی میخانہ فراواں کردم

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ
خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ
بِحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ يٰسِيْن
صَلٰوةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

عبدہ
ضیاء الدین احمد علوی
امروہی

کاخ واجدی
سوائی جیپور ۳۰۔ اپریل ۱۹۱۷ء
جوار خواجہ

علم کتاب بالاجمال

تفصیل وتعداد دوائرِ مخصوصۂ کتاب

انبیا علیہم السلام	خلفاء اربعہ و صحابہ کبارؓ	امہات المومنین و صحابیاتؓ	مشاہیر و بزرگانِ دین
	۴ ، ۹۲	۱۳ ، ۴۴	
۵۸	۹۶	۵۷	۱۷۰

میزانکل دوائر کتاب

دیگر سلاسل

۴۰۵۵

عذر مؤلف

شائقین سے التماس ہے کہ کتاب ہذا کو عرصہ سے زیر تالیف تھی لیکن وقت طبع تک برابر بعض حضرات کے سلاسل درج کتاب ہونے کو پہونچتے رہے جس سے تالیف بھی ساتھ کے ساتھ جاری رہی اسکے علاوہ کاروبار طبع کی دشواریاں ایسی پیش آئیں کہ باوجود عجلت و محنت کارکنان مطبع اس عجالہ کی طبع میں تاخیر ہوگئی۔ جن حضرات نے پہلے ہی اپنی درخواستوں سے مشکور فرماکر انتظار کی اتفاقی تکلیف گوارا کی ہے اُنسے خصوصیت کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ اپنی عنایت سے معاف فرماکر مجکو مزید شکرگذاری کا موقعہ دینگے۔

احقر ضیاء علوی

غفر اللہ ذنوبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ عَلٰی سَوَابِغِ النِّعَمِ حَمْدَ مَنِ اسْتَقَامَ عَلَی الطَّرِیْقَةِ وَاَشْکُرُكَ مُتَمَسِّکًا فِیْ اِسْتِجْلَابِ الْمَزِیْدِ الْمَوْعُوْدِ بِعُرْوَةِ وَعْدِكَ الْوَثِیْقَهْ وَاَعْتَصِمُ بِمَتِیْنِ حَبْلِكَ عَنِ الْمَیْلِ اِلٰی تَھْوِیْسَاتِ الظُّنُوْنِ وَاَبْرَأُ اِلَیْكَ مِنْ کُلِّ صَنِیْعٍ یُغَایِرُ قَوَانِیْنَ شَرْعِكَ الْمَصُوْنِ وَاَبْسُطُ مُوْقِنًا بِالْاِجَابَةِ اَکُفَّ الْاِبْتِهَالِ وَالضَّرَاعَةِ اِلَیْكَ لِتُصَلِّیَ وَتُسَلِّمَ عَلٰی نُقْطَةِ بِیْکَارِ الْکَمَالِ الدَّالِّ بِكَ عَلَیْكَ عَبْدِكَ وَحَبِیْبِكَ اِکْسِیْرِ کُنُوْزِ فُیُوْضَاتِكَ الْوَهْبِیَّةِ وَتَفْسِیْرِ رُمُوْزِ فُتُوْحَاتِكَ الْغَیْبِیَّةِ وَعَلٰی اٰلِهِ الَّذِیْنَ ازْدَحَمُوْا فِیْ مَوَارِدِ نَفَائِسِ الْاِحْسَانِ فَسَاغَ لَهُمْ شَرَابُهَا وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ سَبَقُوْا اِلٰی مَشَاهِدِ عَرَائِسِ الْاِیْمَانِ فَکُشِفَ لَهُمْ نِقَابُهَا ١ وَعَلَی السَّالِکِیْنَ نَهْجَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ السَّنَنِ الْقَوِیْمِ حَافِرًا مَرْکُوْبٍ عَلٰی حَافِرٍ وَالسَّالِکِیْنَ سَبِیْلَهُمْ قَدَمًا عَلٰی قَدَمٍ اِلٰی هٰذَا الزَّمَانِ الْحَاضِرِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

امابعد نامہ سیاہ محمد ضیاء الدین احمد علوی نقشبندی مجددی ابن مولانا الحاج شاہ بہاء الدین صاحب نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی مہاجر مکہ غفراللہ ذنوبہما اہل اسلام کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ سارے جہان کی تکوین حضورؐ کی خاطر اور آپ ہی کے شعشعان نور سے ہوئی۔ غیر قومیں بھی آپکے فضل و شرف کی قایل ہیں وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ آپکی شان عالی کا اظہار نہ زبان بشری سے ممکن۔ نہ قلم کو طاقت چنانچہ اول ہی روز ازل میں اُسکا شق ہونا شاہد ہے۔ آپکی علو مرتبہ و مدارج وصف و توصیف کی کوئی انتہا نہیں۔ تمام انبیا و اولیا اس مقام میں عجز کو اپنا کمال سمجھتے رہے۔ اور سچ ہے۔

خدا نے جسکی مدحت کی بیاں کیا اُسکی رفعت کا

اسی وجہ سے حضورؐ کے فضائل کا احصا ناممکن ہے۔ ہم بغرض واقفیت عام بعض حالات ضروری فخر موجودات روحی فداہ کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ گو کہ حضور خاتم النبیینؐ سب سے آخر میں ہیں لیکن درحقیقت آپکا وجود باجود سب سے اول اور سب کے وجود کا باعث ہے۔ لہذا ہم اسی اسم مقدس سے ابتدا کرتے ہیں جو سب کی مبتدا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری الحدیث



آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ولادت شریف تاریخ ۱۲- ماہ ربیع الاول سنہ عام الفیل کو دوشنبہ کے روز بوقت صبح صادق ہوئی- آپ کی والدہ ماجدہ حضرت

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوکر دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا اس نور کی روشنی سے تمام مشرق اور مغرب کی چیزیں روشن ہوگئیں جب آپ زمین پر آئے تو دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ (مواہب)

آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے آسمان سے ایک ابر کے سفید ٹکڑے کو آتے دیکھا اُس ابر کے ٹکڑے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آغوش میں لے لیا اور میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ اُس میں سے مجھے یہ آواز سنائی دیتی تھی کہ اُن کو دریا جنگل مشرق و مغرب کی حدود میں پھراؤ کہ سب چیزیں پہچان لیں اور اُن کی صفات وصورت سے واقف ہو جائیں۔

ابر کے نزول کا قصہ قریب ولادت دو بار ہوا ہے چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دوبارہ بھی ایک بڑے ابر کے ٹکڑے کو دیکھا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں اور آدمیوں کی باتوں کی آواز آتی تھی۔ اس دفعہ بھی اُس ابر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا لیا۔ اول مرتبہ سے زیادہ دیر تک غائب رہے۔ اگر مجھے یہ سنائی دیتا تھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ آپ کو تمام روئے زمین اور تمام روحانیات انسان اور جن فرشتوں طیور و وحوش کے سامنے پیش کرو اور نبوت اور نصرت کی کنجیاں دیدو اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اوصاف سے آپکو مزین کردو اور تمام رسل اور نبیوں کے دریائے اخلاق میں غوطہ دیدو۔

الغرض ہمارے نبی مکرم تمام محاسن میں لاثانی اور اخلاق کریمانہ میں تمام انبیاء مرسلین سے فائق تھے۔ شعر

اے کہ برتخت سیادت زازل جاداری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی ولادت شریف کے وقت کسریٰ نوشیرواں کے محل میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ اُس عالیشان شاہی ایوان کے چودہ کنگرے گر پڑے۔

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ | كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

یعنی نوشیرواں کا محل ولادت کے وقت ایسا شکستہ اور پاش پاش ہوگیا جیسا کہ کسریٰ کا لشکر جسکو اجتماع نصیب نہوا۔ (بردہ)

چوں میتش در افواہ دنیا فتاد | تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

فارس کا قدیمی آتشکدہ جو ہزار سال سے برابر روشن تھا ضیاء توحید کی نورانی شعاعوں سے بجھ گیا اور بحیرہ طبریہ اور دریائے ساوہ (جس میں نوزائیدہ بچوں کو آتش پرست غسل دیتے تھے) دفعتاً خشک ہوگئے۔ (مواہب و مدارج النبوۃ)

اللہ جل جلالہ نے زوال سلطنت فارس و شام کی طرف ان امور سے اشارہ کیا ہے۔ (نشر الطیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب بنی ہاشم کے زقاق المولد (پیدائشی کوچہ) محمد بن یوسف زار کے گھر میں پیدا ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بسند حسن یہ روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُس رات جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یہ کہا کہ اہل قریش کیا آج تمہاری قوم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے لاعلمی کی وجہ سے کہہ دیا کہ ہمکو خبر نہیں اسپر وہ کہنے لگا کہ اے اہل قریش آج کی شب میں اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اُسکے دونوں شانوں کے درمیان (مہر نبوت) ایک نشانی ہے۔ قریش نے جب اس امر کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے

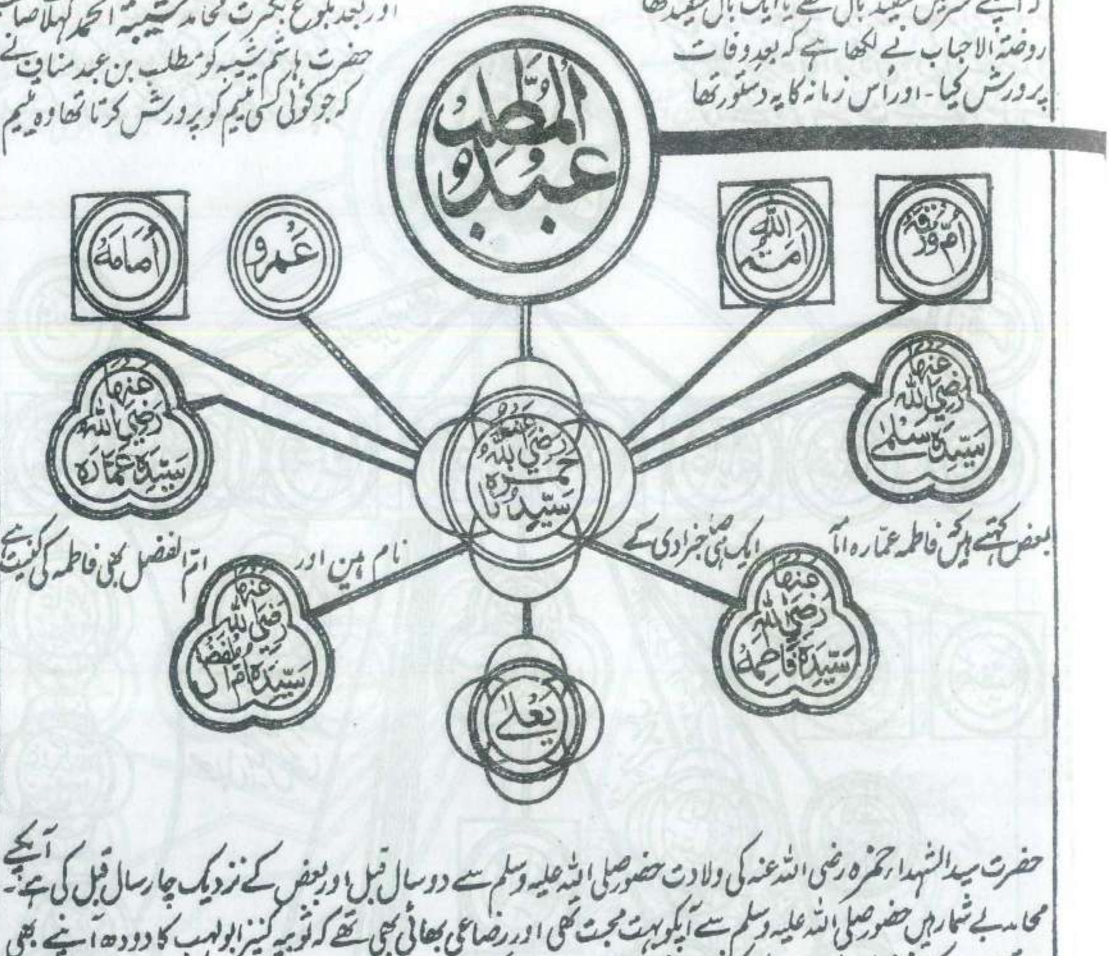
لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یہودی اور اہل قریش آپ کی والدہ بی بی آمنہؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے جب وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہوکر گر پڑا اور سنبھل کر کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے تو اب نبوت و رسالت رخصت ہوگئی۔ اے اہل قریش یہ پیمبر ایسا غلبہ کرینگے کہ مشرق و مغرب تک انکی تشہیر ہوجائیگی۔ (فتح الباری) آپ کی رحلت تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں دوشنبہ کے روز ماہ ربیع الاول کی ۱۲۔ تاریخ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

عبدالله

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جس رات حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزماں کی ولادت قریب ہے اور سبب اسکا یہ ہوا کہ جامۂ سفید صوف ملبوس حضرت یحییٰ علیہ السلام کہ انکو کافروں نے شہید کیا تھا خون آلودہ انکے پاس تھا اور مضمون کتب آسمانی سے وہ جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بار دیگر بخون تازہ سرخ ہو جائیگا اور چند قطرۂ خون اُس میں سے ٹپکیں تو یہ علامت قریب تولد پیغمبر آخر الزماں کے ہوگی اور اُس رات میں اُس جامہ میں یہ نشان ظاہر ہوا اور اسی سبب سے وہ حضرت عبداللہ سے عداوت رکھتے تھے۔ وہ ہر چند بارادہ قتل جمع ہوکر مکہ مکرمہ میں آئے لیکن بدنصیب اپنا سا مُنہ لیکر پھر جاتے آپ کا لقب ذبیح بھی ہے جسکی کیفیت ہم حضرت عبدالمطلب کے حالات میں درج کرینگے مختصراً یہ کہ آپ نے یعنی حضرت عبدالمطلب نے اپنی ایفاء منت میں منجملہ اپنے بیٹوں کے حضرت عبداللہؓ کی قربانی کرنی چاہی اور اور بھائیوں میں آپ کا تعین کرنے کی غرض سے قرعہ ڈالا تو وہ بھی آپ ہی کے نام پر نکلا حضرت عبدالمطلب آپ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے اور چاہا کہ قربان کریں آپ کے بھائی اور تمام اہل قریش بوجہ آپکی محبت کے مانع ہوئے۔ اور ایک کاہنہ کے پاس اس قصہ کو لے گئے اُسنے کہا کہ قرعہ اسطرح ڈالو کہ اول دس اونٹ اور عبداللہ کا نام لکھو اگر آپ کا نام نکلے دس اونٹ اور بڑھا دو اور زیادہ کرتے جاؤ یہانتک کہ اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلے۔ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا ہر بار میں قرعہ حضرت عبداللہ کے ہی نام نکلتا تھا یہانتک کہ سو اونٹوں کی نوبت پہونچی تب اونٹوں کا نام نکلا۔ حضرت عبدالمطلب اونٹوں کو قربان کرکے منت سے ادا ہوئے۔ حدیث شریف میں حضور نے جو ارشاد فرمایا ہے اَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَيْنِ (یعنی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں) اسی طرف اشارہ ہے۔ ایک سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مراد ہیں اور دوسرے سے حضرت عبداللہ آپکے والد بزرگوار۔ حضرت عبداللہ کی عمر باختلاف روایات ۱۸۔ ۲۵۔ ۳۰۔ سال کے ہوئی۔ اور بقول اصح موافق روایات زرقانی ۲۵ سال ہوئی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے تین ماہ قبل جبکہ آپ ملک شام کی طرف کھجوروں کی خریداری کے واسطے تشریف لیجا رہے تھے راستے میں انتقال ہوا اور دار النابغہ میں مدفون ہوئے (بقول اصح) اور بقول بعض مدینہ منورہ میں متصل مزار سیدنا مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ بیرق بردار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔

(مواہب وسیرت الحلبی)

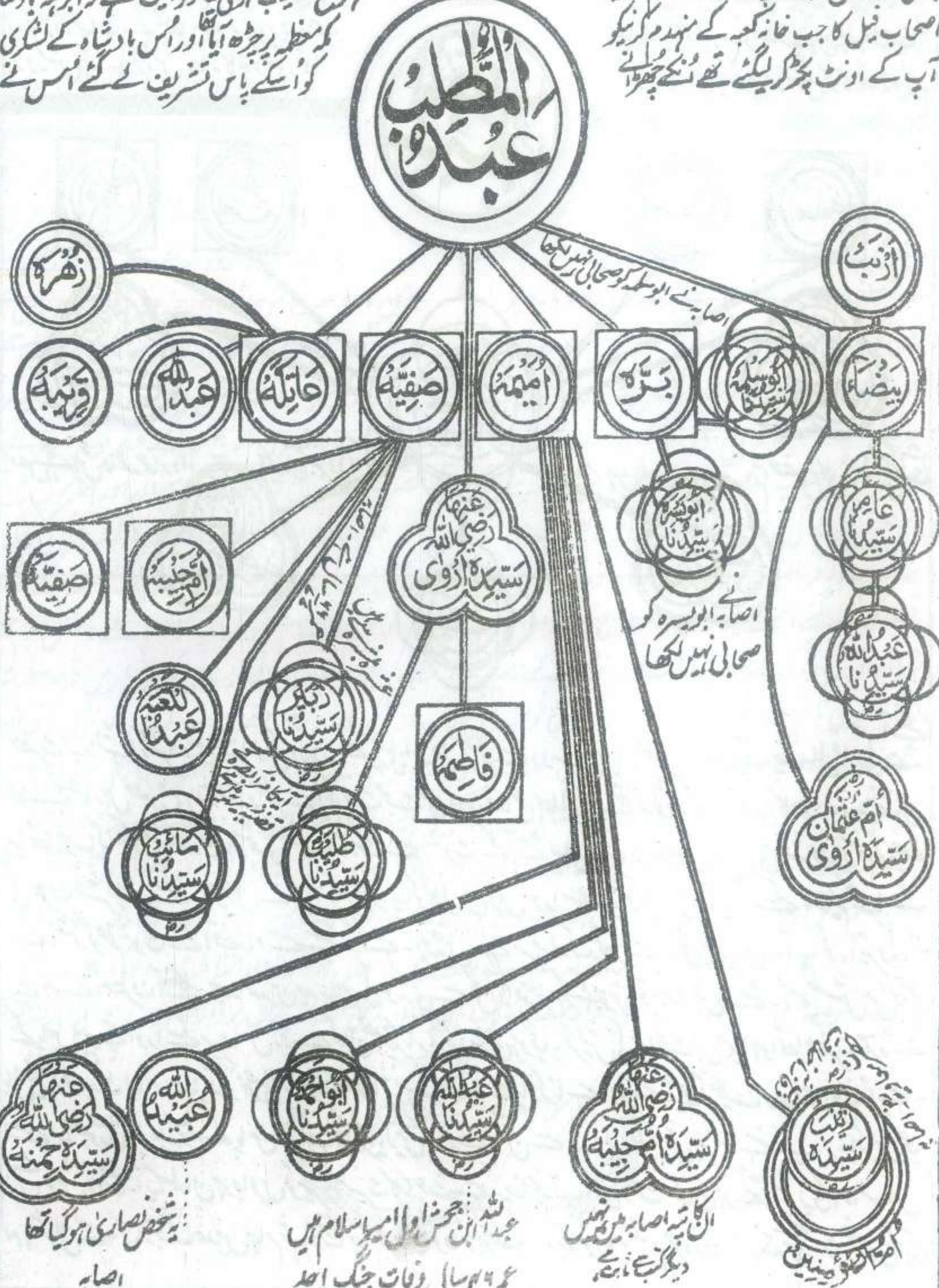
جناب عبد المطلب بعد وفات اپنے والد حضرت ہاشم کے پیدا ہوئے۔ نام آپ کا دراصل شیبہ ہے۔ اسوجہ سے کہ آپکے سر میں سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بکثرت محامد شیبۃ الحمد کہلائے صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت ہاشم شیبہ کو مطلب بن عبد مناف نے پرورش کیا۔ اور اس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا وہ یتیم



حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال قبل اور بعض کے نزدیک چار سال قبل کی ہے۔ آپکے محامد بے شمار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکو بہت محبت تھی اور رضاعی بھائی بھی تھے کہ ثوبیہ کنیز ابولہب کا دودھ آپنے بھی پیا تھا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت ہے۔ نبوت کے چھٹے سال ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا کی طرف تشریف لیگئے۔ ابوجہل نے وہاں پہونچکر آپ کو گالیاں دیں اور اسلام کی توہین کی۔ آپ اُسکے نا ملایم کلمات سب وشتم کو حلم نبوت کے اقتضاء سے سنتے رہے۔ ابوجہل نے سر مبارک پتھر سے زخمی بھی کر دیا۔ آپ فوراً تیر وکمان لیے ہوئے اُسطرف آنکلے۔ عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی سے کل واقعہ معلوم کر کے جوش قرابت میں آگئے۔ اُسی طیش میں ابوجہل کے پاس پہونچے اور اُسکے سر پر اس زور سے کمان کھینچکر ماری کہ وہ زخمی ہو گیا یہ قریش کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بال پکڑ کر گھسیٹ لیا اور فرمایا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نا شائستہ الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ میرے بھتیجے کو تکلیف واذیت پہونچاتا ہے۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاکر فرمایا کہ میں نے تمہارے دشمن سے بدلہ لیلیا تمکو خوش ہونا چاہئے آپنے فرمایا کہ میں تو بچا اس سے خوش ہونگا۔ آپ مسلمان ہو جاویں تو میری مسرت کا باعث ہے۔ چنانچہ آپ اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ عمر آپکی ۵۹ سال ۱۵ شوال سنہ ۳ھ زمانہ جنگ احد میں جام شہادت پیکر سرمدی کو فائز ہوئے۔ مدینہ منورہ میں مقام حمزہ آپکا مزار مقدس ہے۔ (ابن خلدون وابن صباح)

اُسکا غلام کہلاتا تھا اسوجہ سے عبد المطلب مشہور ہوے جسوقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی پیشانی آپ کی چاند کی طرح چمک
جاتی اور اُس نور کے چمکنے سے معلوم کر لیتے کہ ہمکو فتح نصیب ہوگی۔ روایت ہے کہ ابرہہ بادشاہ
اصحاب فیل کا جب خانہ کعبہ کے منہدم کرنیکو مکہ معظمہ پر چڑھ آیا تھا اور اُس بادشاہ کے لشکری
آپ کے اونٹ پکڑ لیگئے تھے اُنکے چھڑانے کو اُسکے پاس تشریف لے گئے اُس نے

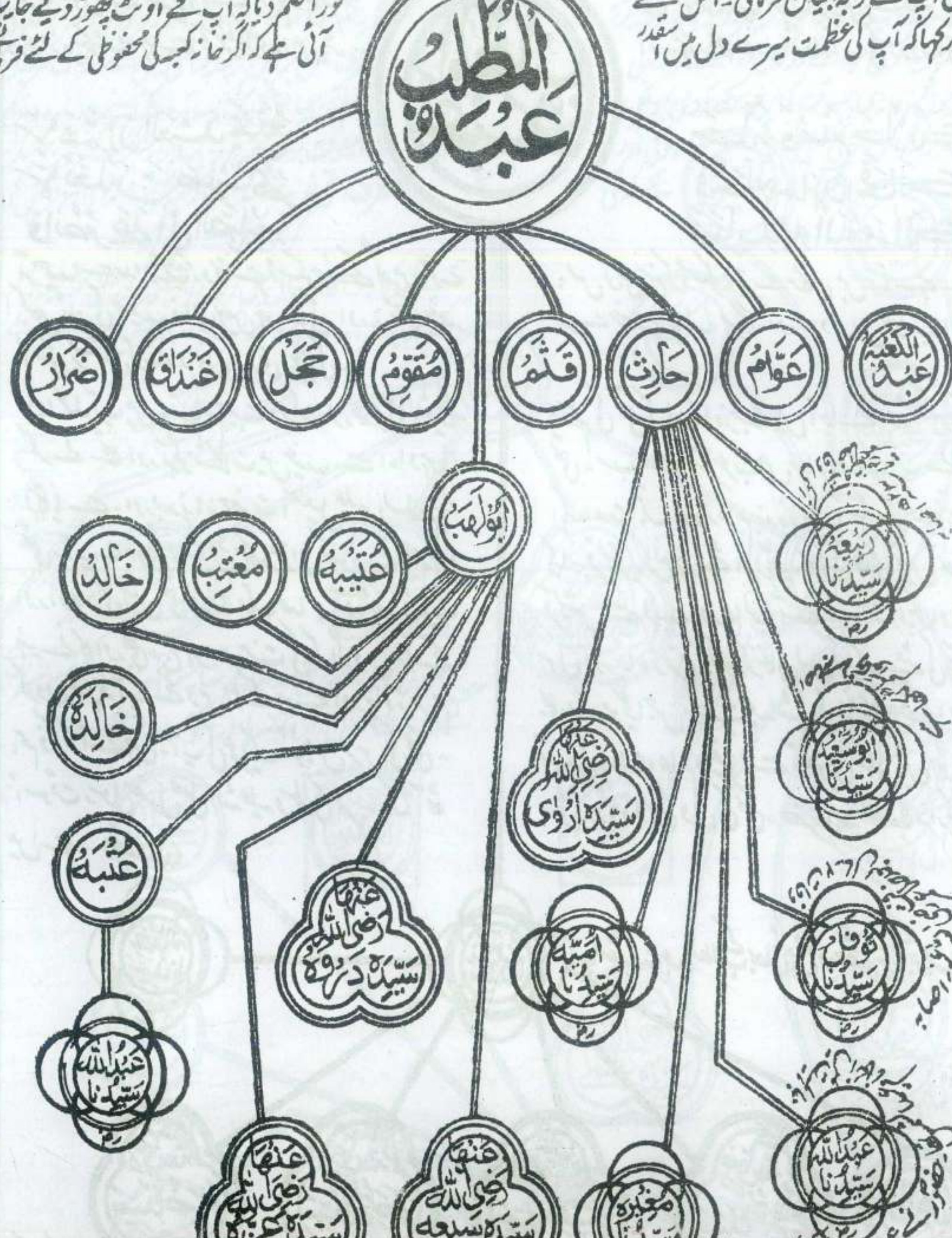
۳



آپکی صورت دیکھتے ہی بایں سبب کہ عظمت اور مہابت آپکے چہرہ سے برکت نور محمدی نمایاں تھی نہایت تعظیم اور تکریم کی
اور تخت سے نیچے اُتر کر آپ کو تخت پر بٹھایا اور
ہیں آپ نے وجہ بیان فرمائی۔ اُس نے
اور کہا کہ آپ کی عظمت میرے دل میں اس قدر

۳

دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے تشریف لائے
فوراً حکم دیا کہ آپ کے اونٹ چھوڑ دیے جائیں
آئی ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی محفوظی کے لیئے فرماتے



المشہور بہ ابی سفیان وفات خلافت عمرؓ میں حضور نے آپکی شان میں سیّد فتیان اہل الجنۃ فرمایا (اصابہ)

تو میں منہدم نہ کرتا آپ نے فرمایا کہ اس گھر کا خدا خود محافظ ہے میری سفارش کی ضرورت نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لشکر اصحاب فیل بیت اللہ کے مسمار کرنے کو چڑھا اللہ جل جلالہ نے طیر ابابیل کو بھیجا کہ تمام لشکر معہ ہاتھیوں کے کنکریوں سے تباہ و ہلاک ہو گیا اور اُسوقت آپ معہ چند قریش کے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے گڑگڑا کر دعائیں کر رہے تھے اور یہ اشعار آپ کی ورد زبان تھے

٣

عبد المطلب

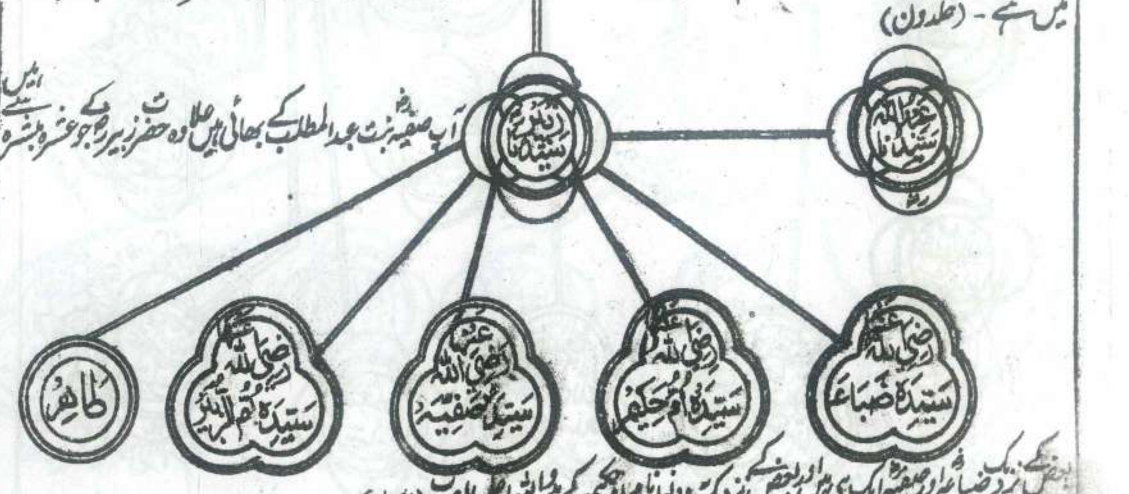
لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ — حَلَّهُ فَامْنَعْ حَلَالَکَ

لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُهُمْ — وَمِحَالُهُمْ اَبَدًا مِحَالَکَ

وَانْصُرْ عَلَى آلِ الصَّلِیْبِ — وَعَابِدِیْهِ الْیَوْمَ آلَکَ

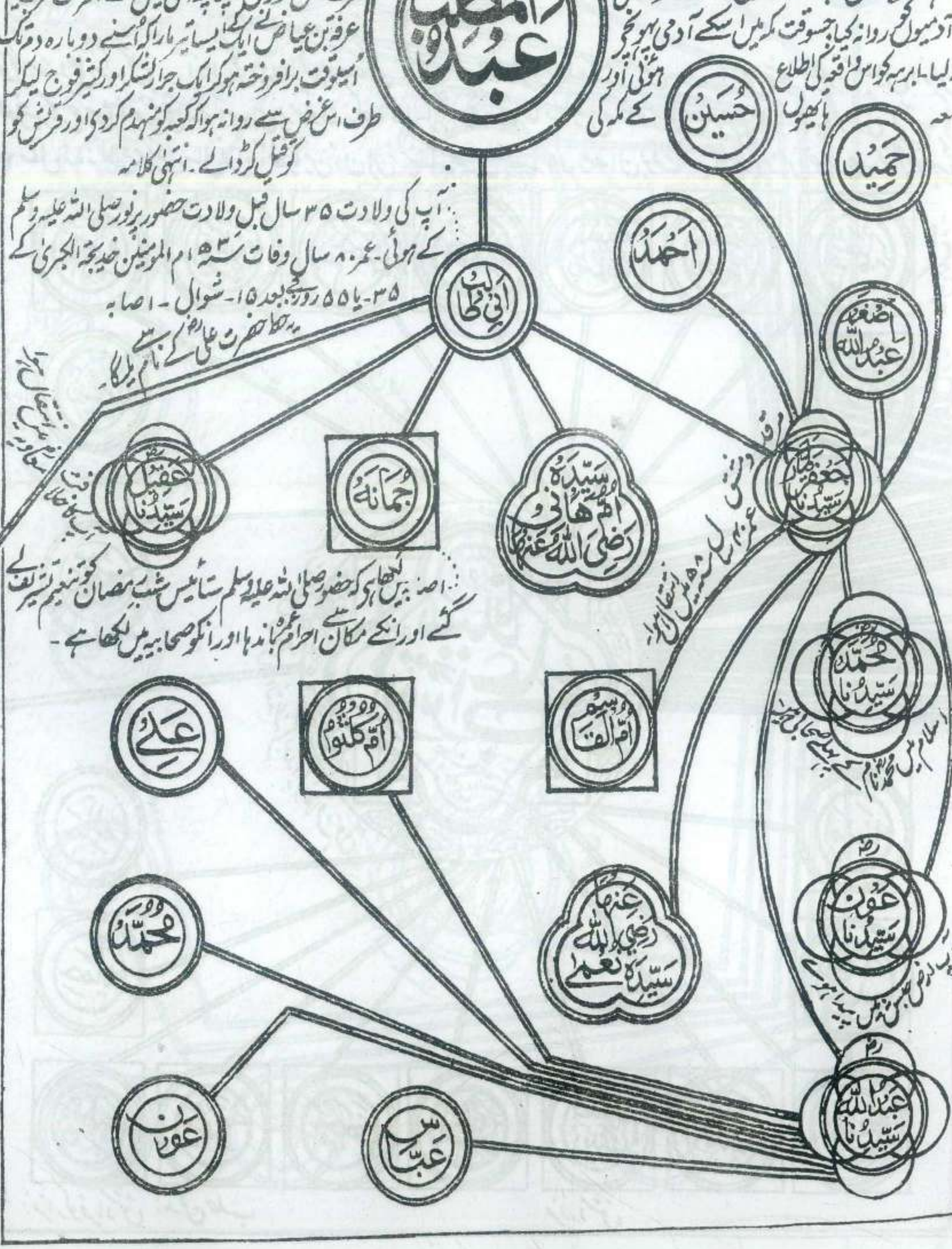
ترجمہ اے خدا بیشک بندہ روکتا ہے اُسکو جو اُسکے گھر میں آوے پس تو بھی منع کر اُسکو جو تیرے مکان میں آتا ہے۔ کبھی اُن کی صلیب غالب نہیں ہونے کی اور نہ اُنکا غصہ تیرے غصہ پر غالب ہوگا اور مدد کر اہل صلیب اور اُسکی پرستش کرنے والوں پر اپنی اہل کی۔

فی الجملہ آپ میں یہ تمام ہیبت و برکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ بادشاہ ہیبت میں آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور آپکو مشکلات میں غیب سے امداد ہوتی تھی۔ سب سے پیشتر عرب میں سیاہ خضاب آپ نے ہی لگایا ہے۔ اور بعد زمانہ حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے ایک مدت تک چاہ زمزم بند رہا اور اُسکی جگہ معلوم نہیں تھی۔ آپ نے وہ جگہ خواب میں دیکھکر کنواں کھودنے کا ارادہ کیا۔ قریش مانع ہوئے اور آپ کا کوئی حامی نہیں تھا۔ اور اولاد بھی نہیں تھی صرف ایک صاحبزادے اور آپ قریش سے لڑے اور غالب آئے اُسوقت آپکو اولاد نہ ہونے کا اور بھی رنج ہوا اور منت کی کہ اگر دس لڑکے ہوں اور چاہ زمزم کو کھود کر نکال لوں تو ایک بیٹے کی قربانی کروں چنانچہ آپ کے دس لڑکے ہوئے اور چاہ زمزم بھی برآمد ہو گیا جس پر حضرت عبداللہ کی قربانی کا واقعہ ہوا جسکا ہم ذکر کر آئے ہیں۔ آپ کی عمر ایک سو بیس (١٢٠) برس کی تھی۔ آپ کی وفات عام الفیل سے آٹھویں سال میں ہوئی۔ اُسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ سال دو ماہ دس دن کی تھی۔ حضرت عبد المطلب کا مزار مکہ مکرمہ میں ہے۔ (خلدون)



بعض کے نزدیک ضباعہ اور صفیہ ایک ہی ہیں اور بعض کے نزدیک دونوں نام ام حکیم کے ہیں واللہ اعلم بالصواب (اصابہ)

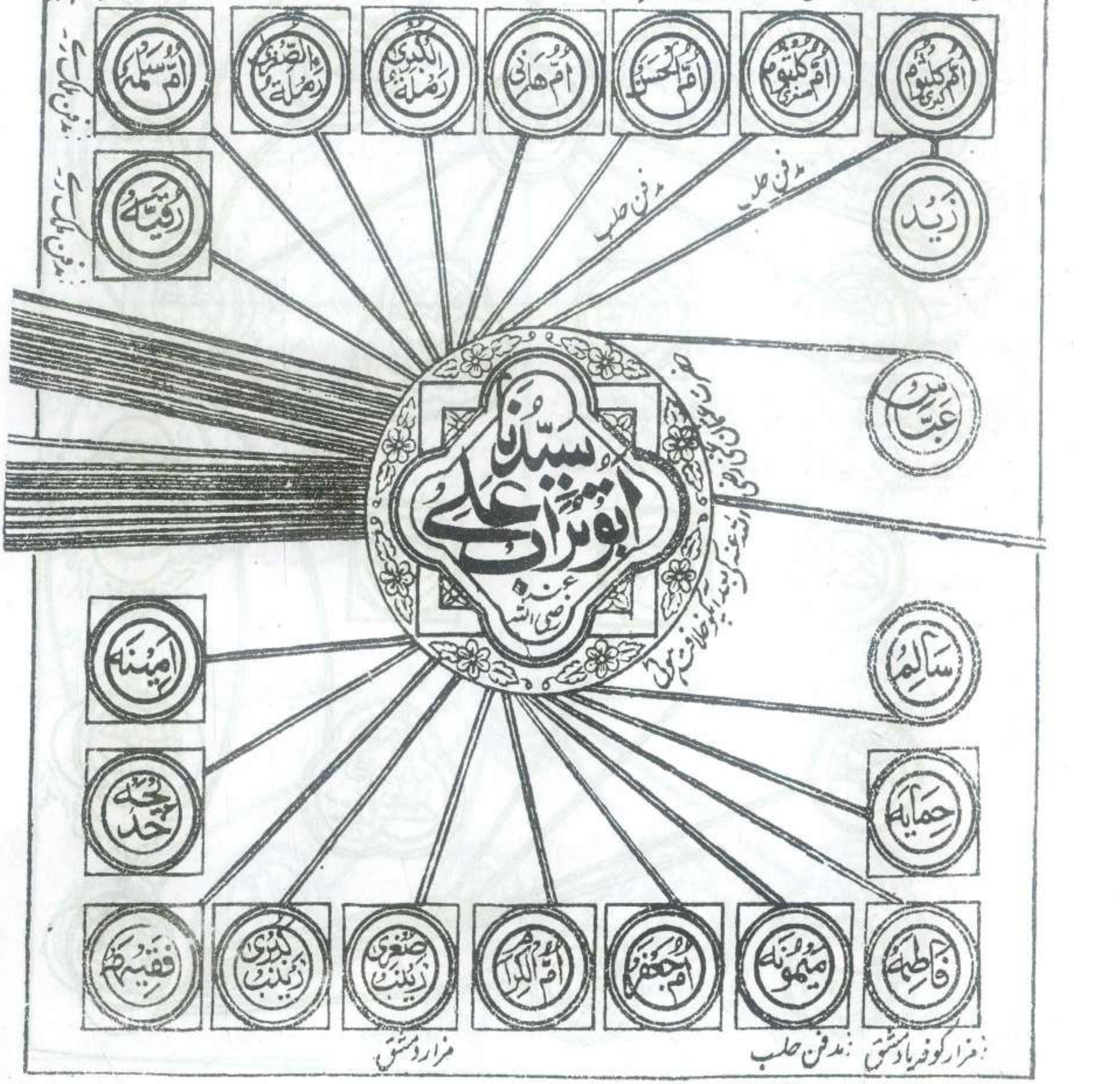
جس ابرہہ کا ذکر عبد المطلب کے حال میں گذرا اُسکی نسبت ہشام بن کلبی ۳ کی روایت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداءً یمن کا امیر لشکر ہوا رفتہ رفتہ حکومت یمن کی اُسکو بالاستقلال حاصل ہو گئی اُسکے تشکر یہ میں مقام صنعاء میں ایک کلیسا بنایا جسمیں قیمتی پتھروں کی پچیکاری کرائی اور زر آلات سے خوب سجایا۔ بخاشی اور قیصر روم جنکی بدولت ابرہہ کو یہ حکومت حاصل ہوئی تھی اُنکو یہ تحریر بھیجی کہ میرا مقصود یہ ہے کہ عرب کو حج کعبہ سے روکوں اور اسکے طواف کی طرف مائل کروں۔ چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں آدمیوں کو روانہ کیا جسوقت مکہ میں اسکے آدمی پہونچے عرفہ بن عیاض نے ایک کو ایسا تیر مارا کہ اُسنے دوبارہ دم نہ لیا۔ ابرہہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور اُسیوقت برافروختہ ہو کر ایک جرار لشکر اور کثیر فوج لیکر معہ ہاتھیوں کے مکہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کردے اور قریش کو قتل کر ڈالے۔ انتہی کلامہ



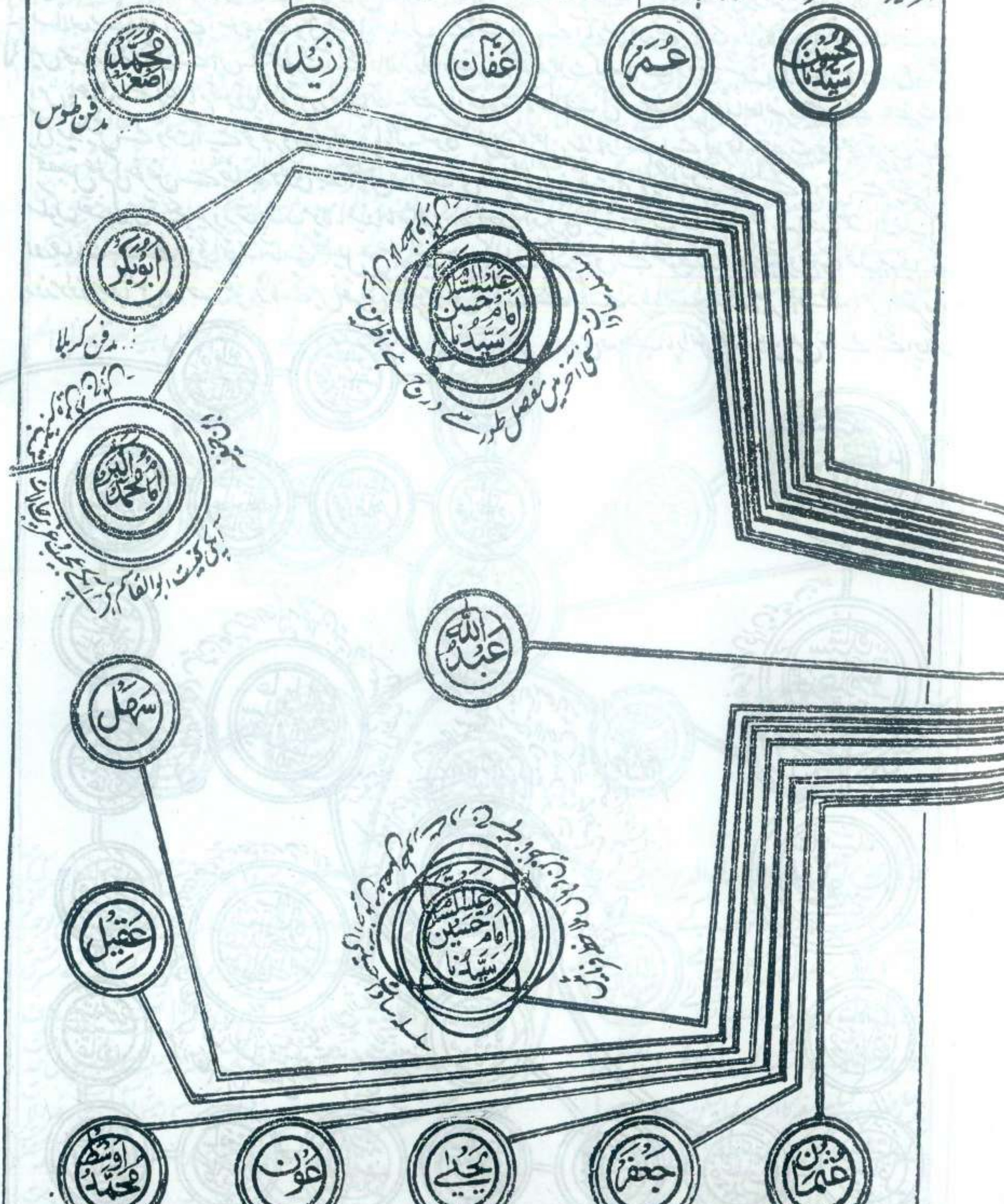
آپکا اسم مبارک علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ - اور یعسوب المسلمین حیدر کرار اسد اللہ الغالب ابو تراب لقب ہیں لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے حضور نے آپکی شان میں فرمایا تو میرا بھائی اور رفیق ہے دنیا و آخرت میں - آپ تین باتیں فخریہ فرمایا کرتے تھے کسی کا خسر مجھ جیسا ہے کیا حضرت فاطمہ جیسی کسی کی بیوی ہے حسنین جیسے کسی کی اولاد ہے - سچ ہے کہ یہ مرتبہ کسی کو حاصل نہ تھا اور اس وجہ میں آپکی منزلت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے -

محمد گل است و علی برگ گل　　از آں گل بود فاطمہ بوئے گل　　چو عطرش بر آمد حسین و حسن　　از و شد معطر زمین و زمن

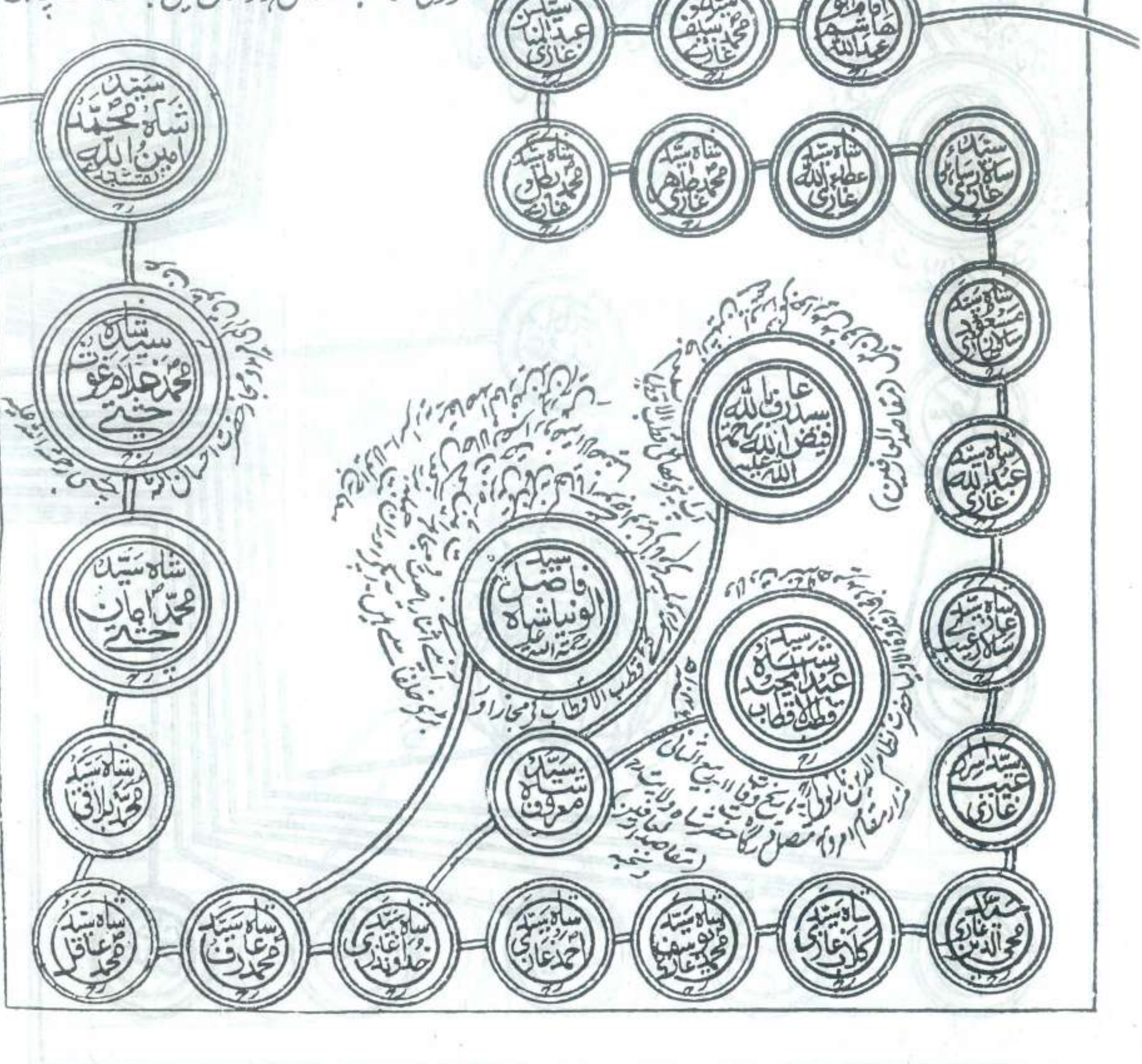
قلعہ خیبر کا فتح ہونا ناصر حقیقی نے آپ ہی پر موقوف رکھا تھا - آپکی ولادت عام الفیل سے تیسویں برس ۱۳ - رجب کو ہوئی عمر آپ کی ۶۳ سال زمانہ خلافت تین سال نو ماہ آٹھ یا تین دن ہیں - ۴۰ھ میں یکشنبہ ۱۹ - رمضان بوقت شب مسجد کوفہ میں خوارج نے آپکو شہید کیا



مزار شریف نجف اشرف میں بتلایا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ (اصابہ و روضۃ الاصفیا) کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است

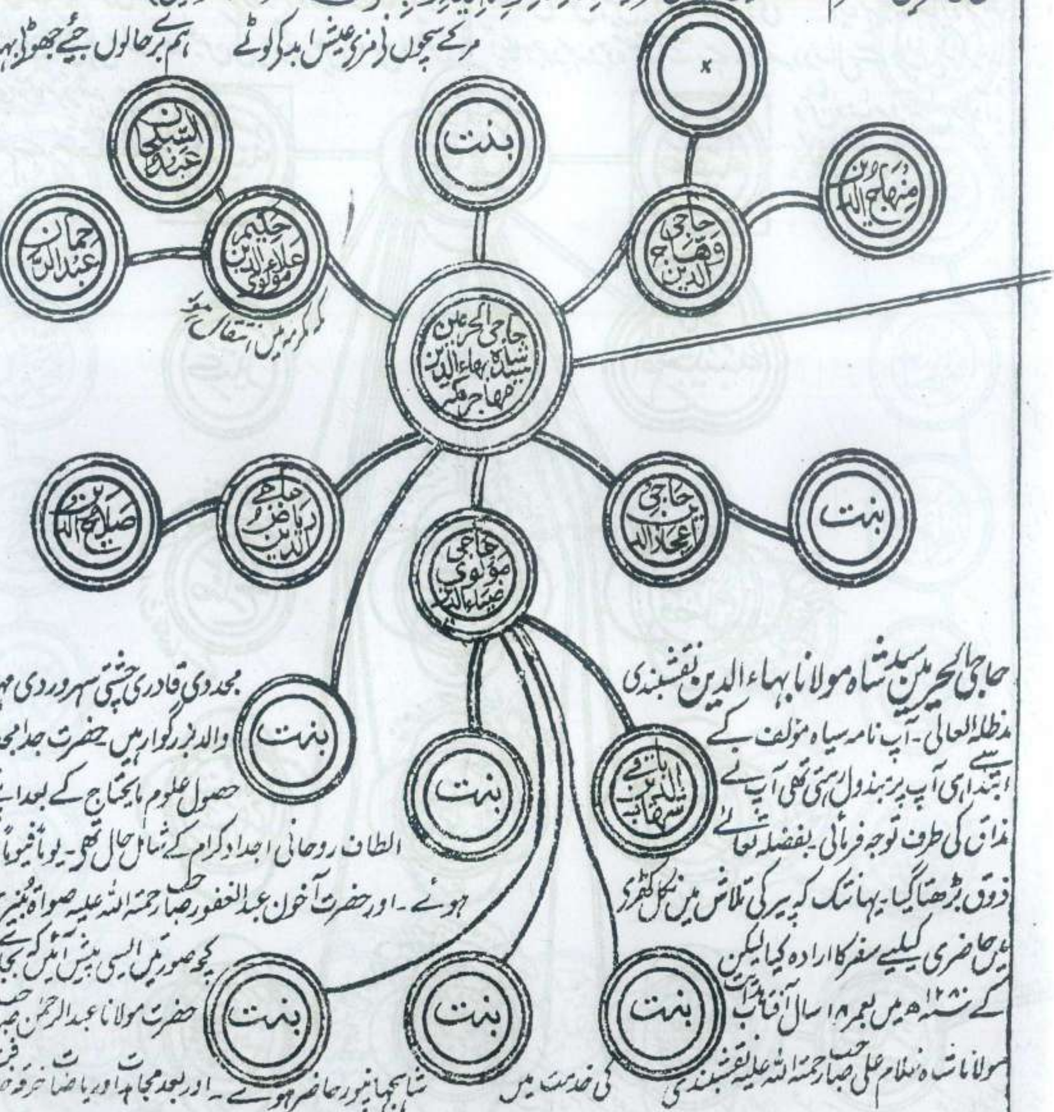


عارف باللہ حضرت سید شاہ محمد امین اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ عاصی مولف کے جد امجد ہیں۔ چونکہ سلسلہ درویشی کا بفضل الٰہی نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے اس وجہ سے آپکی پیشانی مبارک سے عشق الٰہی کے آثار نمودار تھے۔ ایک بزرگ کامل پناہ شاہ صاحب امروہہ میں مجذوب وقت گزرے ہیں۔ اعلیحضرت آپکے والد بزرگوار حضرت غلام غوث کہ صاحب ذوق و شوق اور صلاح و ورع تھے اس باعث سے آپکا نام شوق الٰہی مشہور ہو گیا تھا۔ حضرت پناہ شاہ صاحب کی خدمت میں دائماً حاضر رہتے تھے۔ حضرت جد امجد کی پیدائش کے وقت آپنے خوشخبری دی اور فرمایا کہ۔ شوقا کعلوں کا لعل پیدا ہوا ہے اپنے گھر جا۔ حضرت جد امجد قریب شباب تحصیل علم کی غرض سے جناب مولوی عبد الجلیل صاحب بنی اسرائیلی کی خدمت میں علیگڈھ تشریف لیگئے۔ اس سے پیشتر آپ کا سلوک نقشبندی آپکے پیرو مرشد جناب مولانا سید امام الدین صاحب امروہی خلیفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نجبت اور عنایات سے طے ہو گیا تھا۔ اثنائے تحصیل میں علم سے معلوم کی طرف غلبۂ شوق نے متوجہ کر دیا اور سکر و سہو کا غلبہ ہو گیا۔ ایک روز مولوی عبد الجلیل صاحب سبق پڑھاتے میں فقرا کی تحقیر و تنقیص فرمانے لگے۔ آپنے فرمایا سب ایسے نہیں ہوتے۔ اس فقرہ پر مولوی صاحب ناراض ہو کر مکان میں جانے لگے اچانک



ٹھوکر لگی اور آپ بیہوش ہو گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور فرماتے ہیں کہ امین اللہ جیسے کہے اسکو تسلیم کرو۔ اُسوقت سے مولوی صاحب آپکے معتقد ہو گئے اور استفادۂ باطنی شروع کر دیا۔ جب مریدوں کا ہجوم ہونے لگا تو آپ علیگڈھ چھوڑ کر قصبہ چھڑاپول تشریف لے آئے۔ یہاں بھی وہی صورت پیش آئی۔ بالآخر مجبور ہو کر موضع شریف پور کنارہ دریائے گنگ پر اقامت فرمائی۔ گاہ بگاہ وطن مالوف امروہہ میں تشریف لاتے۔ ترک و تجرید آپکا خاصہ ذاتی ہو گیا تھا۔ خواجہ خضر نے اسرار دقائق ایک مرتبہ حافظ سید مہربان علی صاحب آپکے پیر بھائی نماز تراویح پڑھا رہے تھے اور آپ بھی شریک نماز تھے جسوقت حافظ صاحب آیۃ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پر پہونچے۔ آپ نے ایک چیخ ماری اور تین بجے شب تک بحالت استغراق اپنی جگہ پر کھڑے رہے آخر شب میں حافظ صاحب موصوف تشریف لائے اور کان میں درود شریف پڑھا تو آپ زمین پر گرے اور اُسکے صدمہ سے ہوش آیا۔ آپکے حالات عجیب ہیں اگر تفصیلاً لکھا جاتے تو مستقل ایک رسالہ ہو جائے۔ مرض الموت میں آپکو امروہہ لایا گیا۔ ستر یا تیس سال کی عمر میں ۴ محرم ۱۲۶۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (بحنۃ التواریخ)

ہم بے برحالوں جیسے جھوٹے بہانے والے مرکے سچوں نے مزے عیش ابد کے لوٹے



حاجی الحرمین سید شاہ مولانا بہاء الدین نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی مہاجر مکہ مکرمہ مدظلہ العالی۔ آپ نامہ سیاہ مؤلف کے والد بزرگوار ہیں۔ حضرت جد امجد کی توجہ باطنی سے ابتدا ہی سے آپ پر تہ بندوال رہتی تھی آپ نے حصول علوم مایحتاج کے بعد اپنے سرشتی مذاق کی طرف توجہ فرمائی۔ بفضلہ تعالیٰ الطاف روحانی اجداد کرام کے شامل حال تھے۔ یوماً فیوماً اسطرف ذوق بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ پیر کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور حضرت آخون عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوات بنیری کی خدمت میں حاضری کیلیے سفر کا ارادہ کیا لیکن کچھ صورتیں ایسی پیش آئیں کہ بجائے سفر ولایت کے ۱۲۸۰ھ میں بعمر ۱۸ سال آفتاب ہدایت حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب خلیفہ حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی کی خدمت میں شاہجہانپور حاضر ہوئے۔ اور بعد مجاہدات و ریاضات خرقہ خلافت و بیعت

سے ممتاز ہوے۔ اسی اثنا میں حاضری حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا شوق ہوا۔ جسکی وجہ سے اول مرتبہ مضطربانہ و بیتابانہ بڑے ذوق سے حاضر حرمین ہوئے۔

زیر شمشیر غمش رقص کناں باید رفت
کانکہ شد کشتہ او نیک سرانجام افتاد

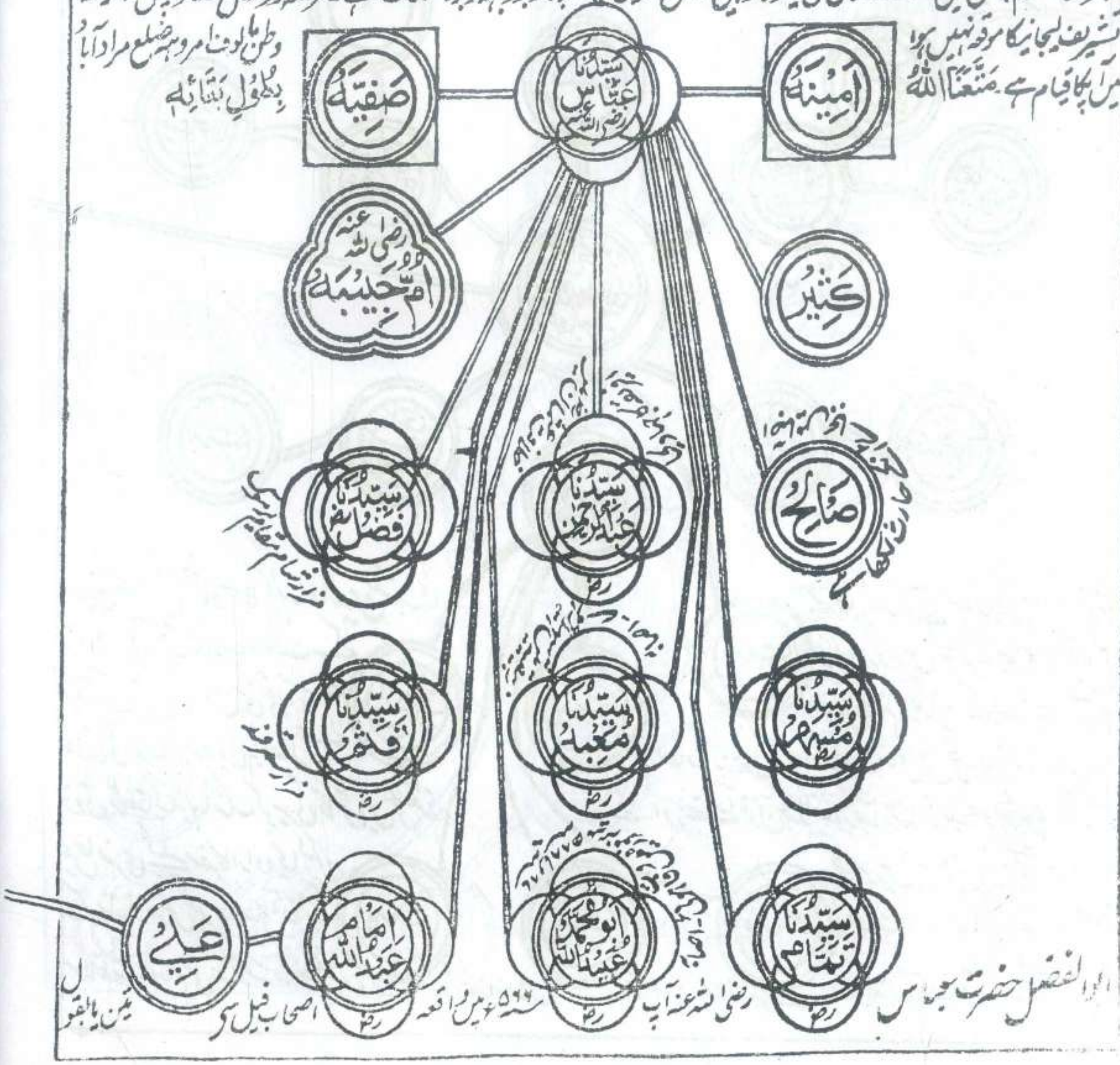
۳



چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ نے سینتیس حج ادا کیے اور زیارات بیت المقدس وغیرہ سے مشرف ہوئے۔ آپکی آرزو تھی کہ خداوند تعالے مکہ مکرمہ میں مستقل قیام کا کوئی سامان کردے۔ خداوند عالم نے بطفیل نبی کریم آپکی اس امید کو پورا کیا کہ وہاں پر اپنا ذاتی مکان بھی ہوگیا ہمیشہ آپکا قیام مکہ مکرمہ میں رہتا ہے گاہ بگاہ ہندوستان آپکا اتفاق ہوتا ہے تو ہمہ وقت مراجعت کا خیال اور دیار محبوب حقیقی کا دھیان غالب رہتا ہے اور اسی غلبۂ شوق میں جملہ احباب و اہل طریقہ کو زیارت حرمین کے بارہ میں ترغیب اور پند و نصائح فرماتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان کا عارضی قیام بھی آپکے لئے پریشانی کا باعث رہتا ہے سبحان اللہ کیا شوق ہے۔

سر خود را بره دوست نثار کردی
حاصل عشق ہمیں بود کہ کاری کردی

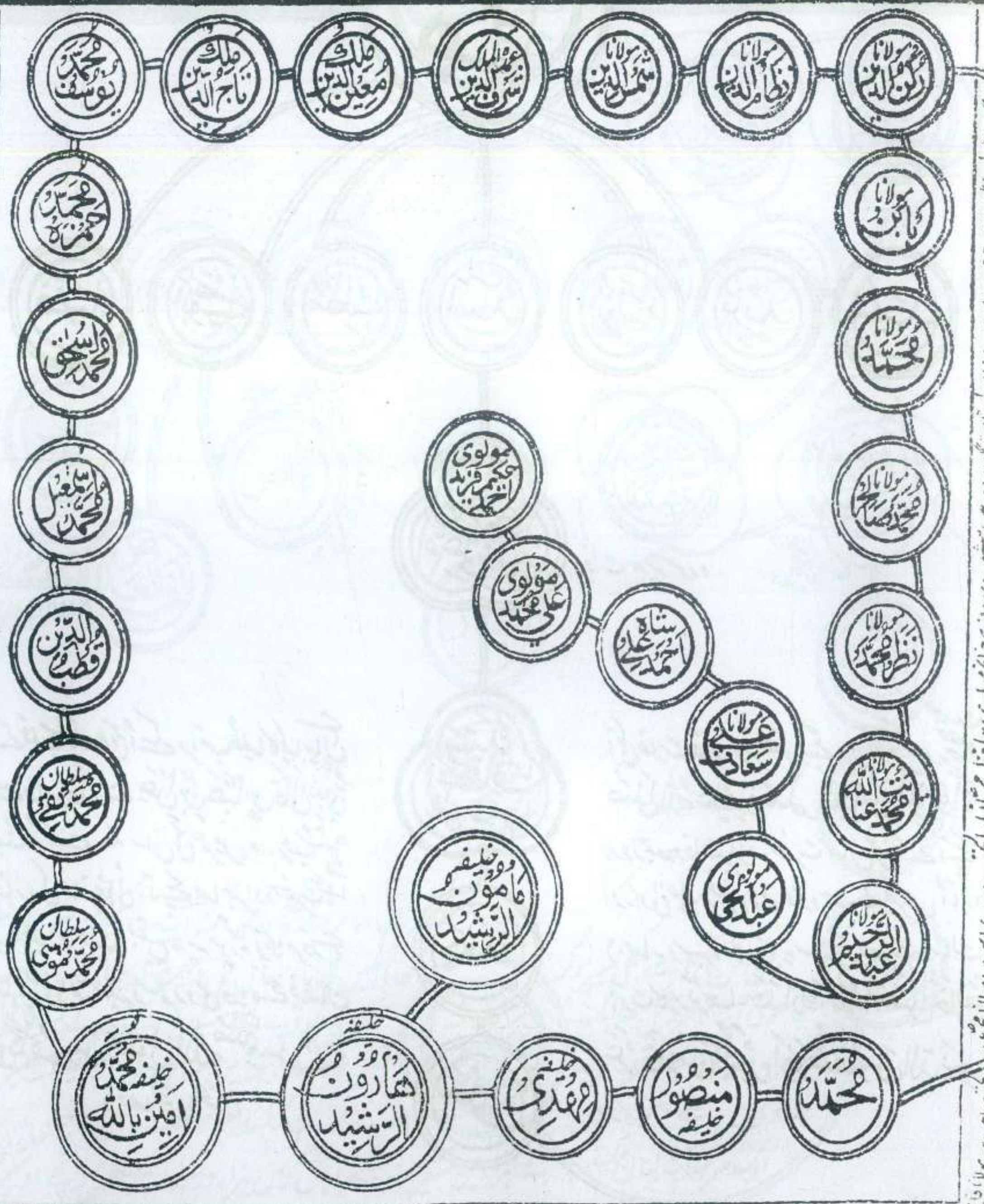
آپ نہایت سادہ مزاج ماہر سلوک علوم باطن میں سلف صالحین کی یادگار رہیں۔ اس زمانہ میں آپکا وجود بہمہ وجوہ مغتنمات سے ہے۔ عرصہ دو سال سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لیجانیکا موقعہ نہیں ہوا وطن مالوف امروہہ ضلع مراد آباد میں آپکا قیام ہے۔ متعنا اللہ بطول بقائہ



ابوالفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ سنہ ۵۶۶ء میں واقعہ اصحاب فیل سے ... یمن یا لقو ...

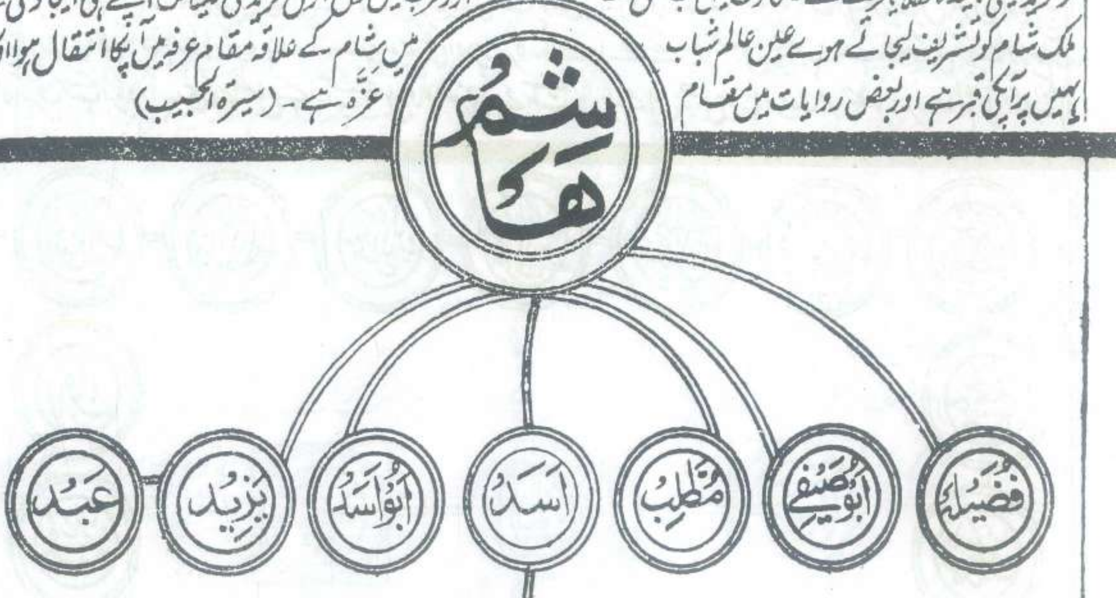
۱۳۰۱

اصحابہ دو سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ پانچ برس کی عمر میں گم ہو گئے تھے تو آپکی والدہ نے ملنے پر بیت اللہ کیلئے حریر و دیبا کا غلاف چڑھانے کی نذر کی تھی بفضل ایزدی اس نذر کے بعد ہی آپ مل گئے اور انکی والدہ نے اپنی منت پوری کی۔ آپکی والدہ سب سے اول عورت اہل عرب سے ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ پر حریر و دیبا کا غلاف چڑھایا۔ آپ اپنے زمانہ کے بڑے متقی اور پرہیزگار مانے جاتے تھے۔ ابو الفضل آپکی کنیت ہے۔ حضورؐ کی تربیت اور معاونت کا شرف سب سے زیادہ آپ ہی کو حاصل ہے۔ آپکے فضل و الوالعزمی کے بہت سے کارنامے ہیں جسکی عزت و حرمت خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم



آپ کا سلسلۂ اولاد بہت وسیع پھیلا اس خاندان کی اقامت گاہ امروہہ ہیں مشہور و معروف ہیں چنانچہ مولوی حافظ محمد انوار الحق صاحب عباسی بن مولانا محمد عبد الحق صاحب بن مولانا قائم علی صاحب بن مولانا صاحب علی صاحب کا سلسلہ مولانا رکن الدین صاحب عباسی کے دوسرے صاحبزادے مولانا منجھے سے شروع ہوتا ہے جنکا سلسلہ جس نام سے ملے وہ صاحب اپنا

ہاشم آپکا نام عمرو ہے اور لقب ہاشم تھا اور اسی لقب سے مشہور رہیں۔ ہاشم کے لغوی معنی روٹی چورنے کے ہیں آپ قحط سالی میں لوگوں کو ثرید یعنی مالیدہ کھلایا کرتے تھے۔ سخاوت میں ضرب المثل تھے اور عرب میں اول اول ثرید کی ضیافت آپنے ہی ایجاد کی۔ ملک شام کو تشریف لیجاتے ہوئے عین عالم شباب میں شام کے علاقہ مقام عزہ میں آپکا انتقال ہوا اور وہیں پر آپکی قبر ہے اور بعض روایات میں مقام عزّہ ہے۔ (سیرۃ الحبیب)

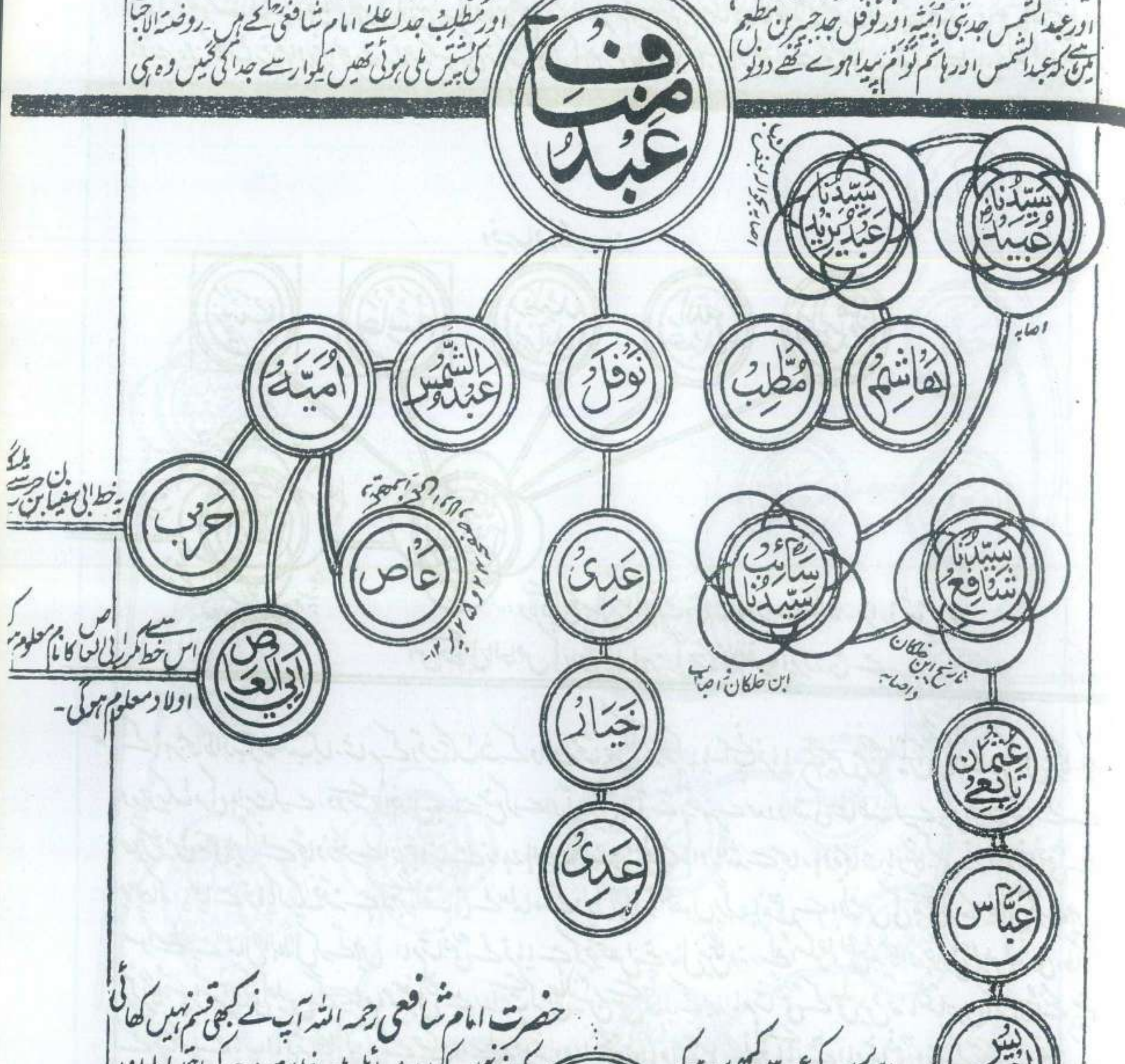




کے قلب مبارک میں موجود اُسکے مراتب عُلیا کا کیا بیان ہے
سے ظاہر ہوتی ہے۔ عن ابن عباس قال النبی
منہ آپنے ۸۸ سال کی عمر میں ۱۲ رجب ۳۲ھ
جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپکے صاحبزادہ حضرت عبداللہ
قبہ اہلبیت جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپکا مرقد ہے
بناہی صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کے فیضان
وکلھم من رسول اللہ ملتمس
(خصائص الکبریٰ)

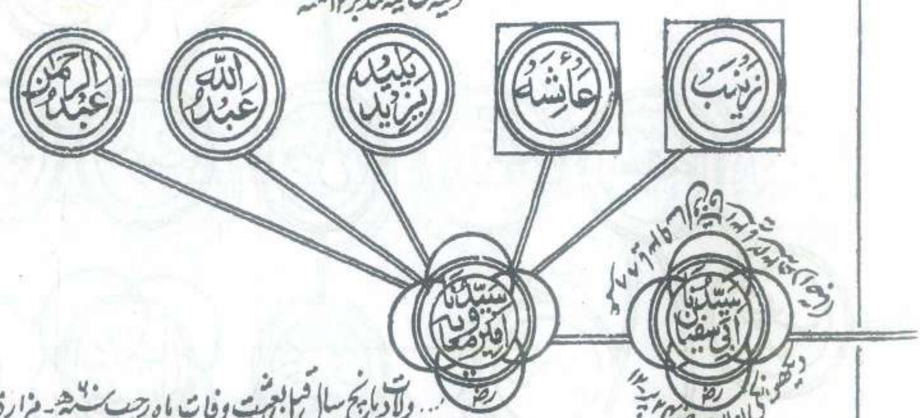
آپکی غایت قدر و توقیر حضور کے اس کلام سے بصد خصوصیت
صلی اللہ علیہ وسلم العباس منی وانا
بروز جمعہ وفات پائی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپکے
اور مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے قبر میں اتارا
(اصابہ و سیرۃ النبوۃ) یہ سب کچھ حضرت رسالت
نبوت کا پرتو تھا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔
غرفا من البحر او رشفا من الدیم

عبد مناف ان کا اصلی نام مغیرہ ہے اور ابو عبد الشمس کنیت نہایت حسین و جمیل تھے۔ انکے والد قصی نے قبل انتقال نقابت۔ ایالت۔ امارت۔ سرداری آپکے سپرد کی تھی۔ انکے چار بیٹے تھے جیسا کہ شجرہ میں مذکور ہے یعنی ہاشم جد حضرت عبد اللہ اور عبد الشمس جد بنی امیہ اور نوفل جد جبیر بن مطعم اور مطلب جد اعلیٰ امام شافعی کے ہیں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ عبد الشمس اور ہاشم توأم پیدا ہوے تھے دونو کی پشتیں ملی ہوئی تھیں تلوار سے جدا کی گئیں وہ ہی



حضرت امام شافعی رحمہ اللہ آپ نے کبھی قسم نہیں کھائی دس برس کی عمر سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ مسائل میں غایت درجہ کی احتیاط اور خاموشی آپ کا طرز عمل تھا ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا آپ نے سکوت کیا اس نے دریافت کیا کہ آپ جواب نہیں فرماتے۔ کہا میں سوچتا ہوں کہ فضیلت میری خاموشی میں ہے یا جواب میں جائے غور ہے کہ کس درجہ محافظت زبان کا خیال تھا ایک مرتبہ آپ والیان مکہ کے ہمراہ یمن تشریف لیگئے وہاں سے دس ہزار درم لیکر مکہ معظمہ پہونچے اور شہر

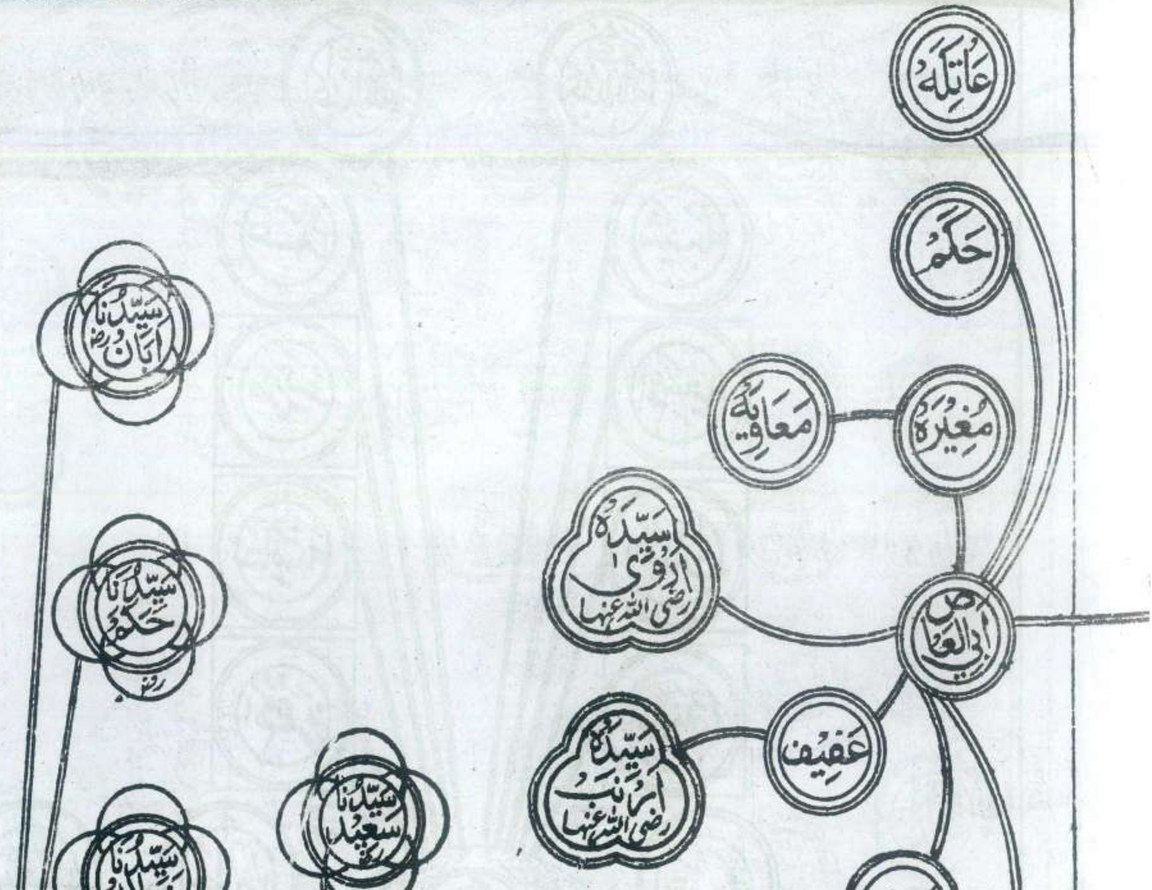
تلوار دونوں گروہوں میں رہی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ابو سفیان میں اور علی مرتضیٰ رضؓ اور معاویہؓ میں اور امام حسینؓ اور یزید میں ظاہر ہوئی۔ اور بقول بعض عبد الشمس کی پیشانی سے ہاشم کے پاؤں کا پنجہ ملا ہوا تھا۔ اور بنو عبد مناف نے بنو عبد الدار سے جنکا ذکر قصیٰ کی اولاد میں آئیگا۔ بقصد انتزاع حکومت مل کر اپنے ہوا خواہوں کو جمع کیا اور اس کام کے انصرام کو عبد شمس بن عبد مناف کا بڑا لڑکا منتخب کیا گیا۔ بنو اسد بن عبد العزیٰ۔ اور بنو زہرہ بن کلاب اور بنو تیم اور بنو الحرث نے عبد شمس کی شرکت اختیار کی اور بنو عامر و بنو محارب نے فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھا باقی بطون قریش یعنی بنو سہم



ولادت پانچ سال قبل بعثت وفات ماہ رجب ۶۰ھ۔ مزار دمشق۔ ۱۲
اس خط سے ابی العاص کی اولاد ظاہر ہوگی جنکا نام صفحہ ۷ پر درج ہے۔

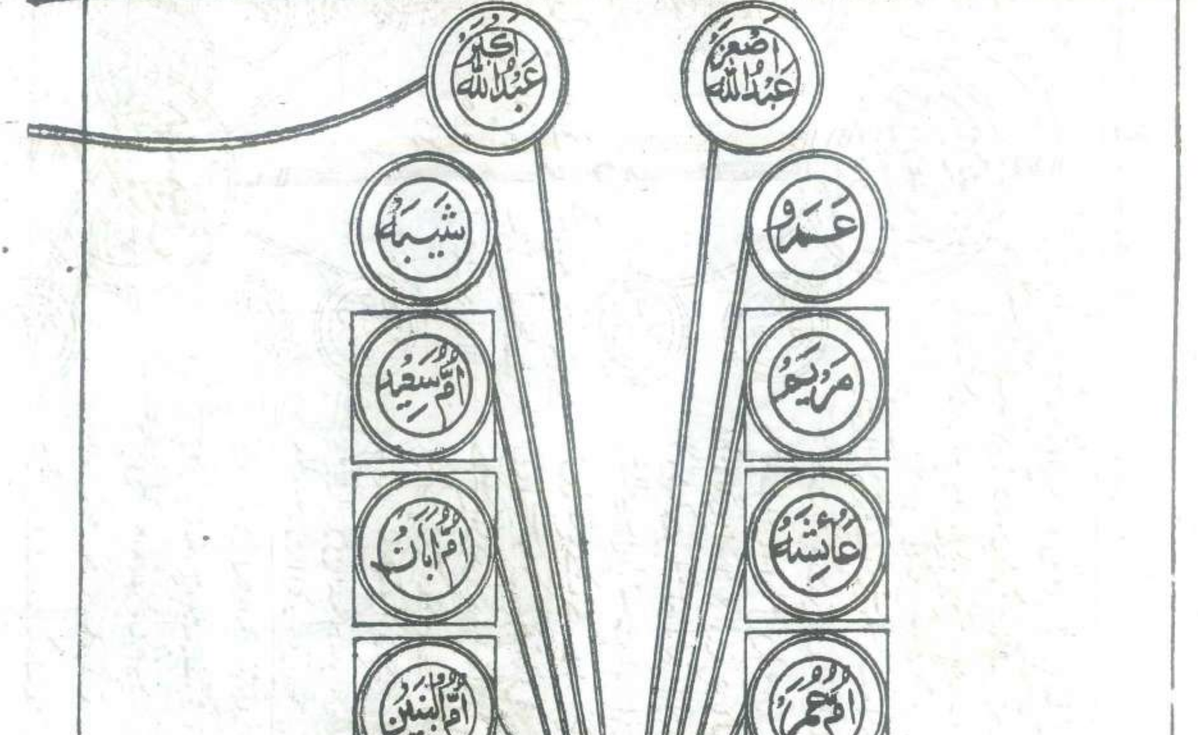
کے باہر بلحاظ ادب خیمہ نصب کیا۔ شام کے وقت تک اللہ کے واسطے محتاجوں کو تقسیم کر دیا۔ آپ نے فرمایا ہے جسمیں تین خصلتیں ہونگی اسکا دین کامل ہوگا۔ ایک وہ جو نیک امر کی ہدایت کرے۔ دوسرے جو افعال بد سے منع کرے اور آپ بھی باز آئے۔ تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ تعالےٰ نے حدیں شرع میں باندھی ہیں اُنسے تجاوز نکرے اور جو دنیا سے زاہد رہا اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ سے سچا رہا وہ نجات پاویگا۔ کسی نے امام شافعیؒ سے پوچھا کہ ریا کیا ہے فرمایا کہ ایک فتنہ ہے کہ ہوائے نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اور نفس کی بدی سے اُسکا خیال کرتے ہیں اسواسطے اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے حال پر نگاہ نہ رکھے اُسکو علم نفع نہ دیگا اور جو کوئی علم میں اللہ کی طاعت کریگا اُسپر اسرار الٰہی کھلیں گے۔ امام احمد حنبلؒ سے روایت ہے کہ میں چالیس برس سے نماز کے بعد امام شافعیؒ کے حق میں دعا مانگتا ہوں ایک روز انکے بیٹے نے کہا کہ اے باپ امام شافعیؒ کون ہے جسکے واسطے تم ہمیشہ دعا مانگتے ہو امام احمد حنبلؒ نے فرمایا اے بیٹے امام شافعیؒ دنیا کے آفتاب اور خلق کی عافیت تھے اور دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے کہ علم کے واسطے دوات و قلم چھوئیگا مگر امام شافعیؒ کی سنت اُسکی گردن پر ہوگی۔ امام احمد حنبلؒ تین لاکھ احادیث کے حافظ تھے باوجود اس فضائل کے پھر امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے۔ یہ مختصر حال آپکا لکھا گیا۔ مناقب آپکے حد سے زائد ہیں۔ آپکی عمر ۵۴ سال کی ہوئی ۲۹ رجب سنہ ۲۰۴ھ یوم جمعہ کو انتقال ہوا۔ سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مصر میں آپکا مزار ہے۔ آپکا مرتبہ بڑا عالی تھا۔ (روضۃ الاصفیا و فلاح)

بنو جمح - بنو عدی - بنو مخزوم - بنو عبدالدار کے ہمراہ ہو کر فریقین معہ اپنے ہمراہیوں اور احلاف کے میدان میں نکلے اور لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے ہر ایک دوسرے پر آوازے کسنے لگے - بنو عبدالدار بنو اسد کے مقابلے پر آئے اور بنو جمح بنو زہرہ سے مڈبھیڑ ہوئی اور بنو مخزوم نے بنو تیم سے صف آرائی کی اور بنو عدی بنو حرث کے مقابلے پر تلے پھر فریقین کچھ سوچ سمجھ کر مصالحت پر آمادہ ہو گئے چنانچہ بعد رد و کد فریقین اس امر پر راضی ہو گئے کہ بنو عبد مناف سقایہ اور رفادہ کے متولی رہیں اور بنو عبدالدار مجاورت اور لواء حرب کے مالک ہوں - (ابن خلدون)

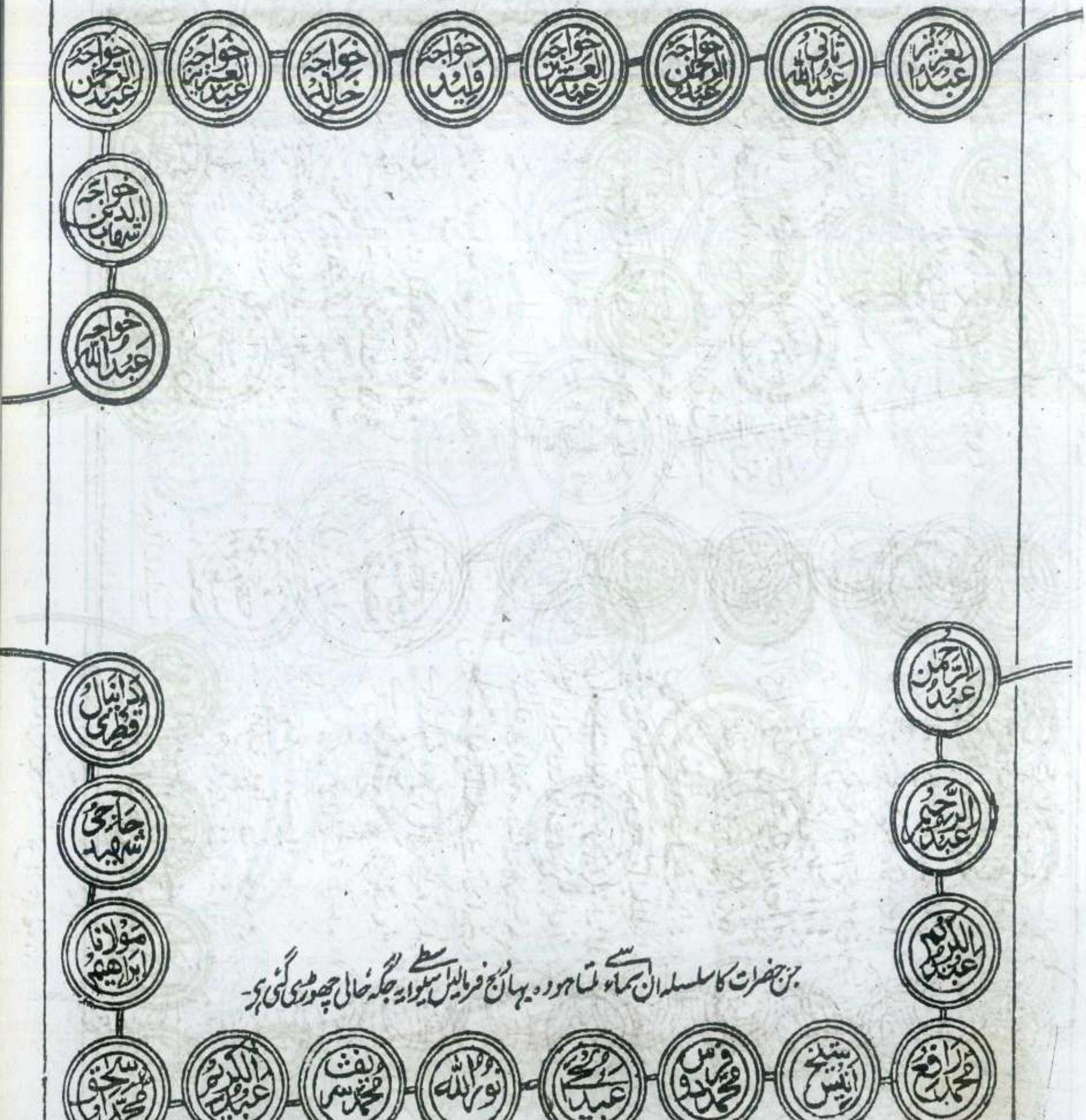


یہ خط حضرت عثمان غنی رض کے نام سے ملیگا

آپ کا اسم مبارک **حضرت عثمان غنی** رضی اللہ عنہ۔ ولادت عام الفیل سے چھ سال بعد ہوئی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے آپکی شادی ہوئی۔ اسوجہ سے آپکا لقب **ذوالنورین** ہوا صحابہ سابق الاسلام میں آپ بھی شامل تھے۔
قرآن مجید آپکے زمانہ میں جمع کیا گیا اسد ابن ثابت اور سعد بن عاص عبدالرحمٰن بن عوف لغت قریش کے مطابق اس امر پر مامور کیئے گئے تھے۔
آپکی خلافت میں بہت سے شہر تصرف اسلام میں آئے مثل ہمدان آذربیجان افریقہ اسکندریہ گاذروان مازندران نیشاپور طوس

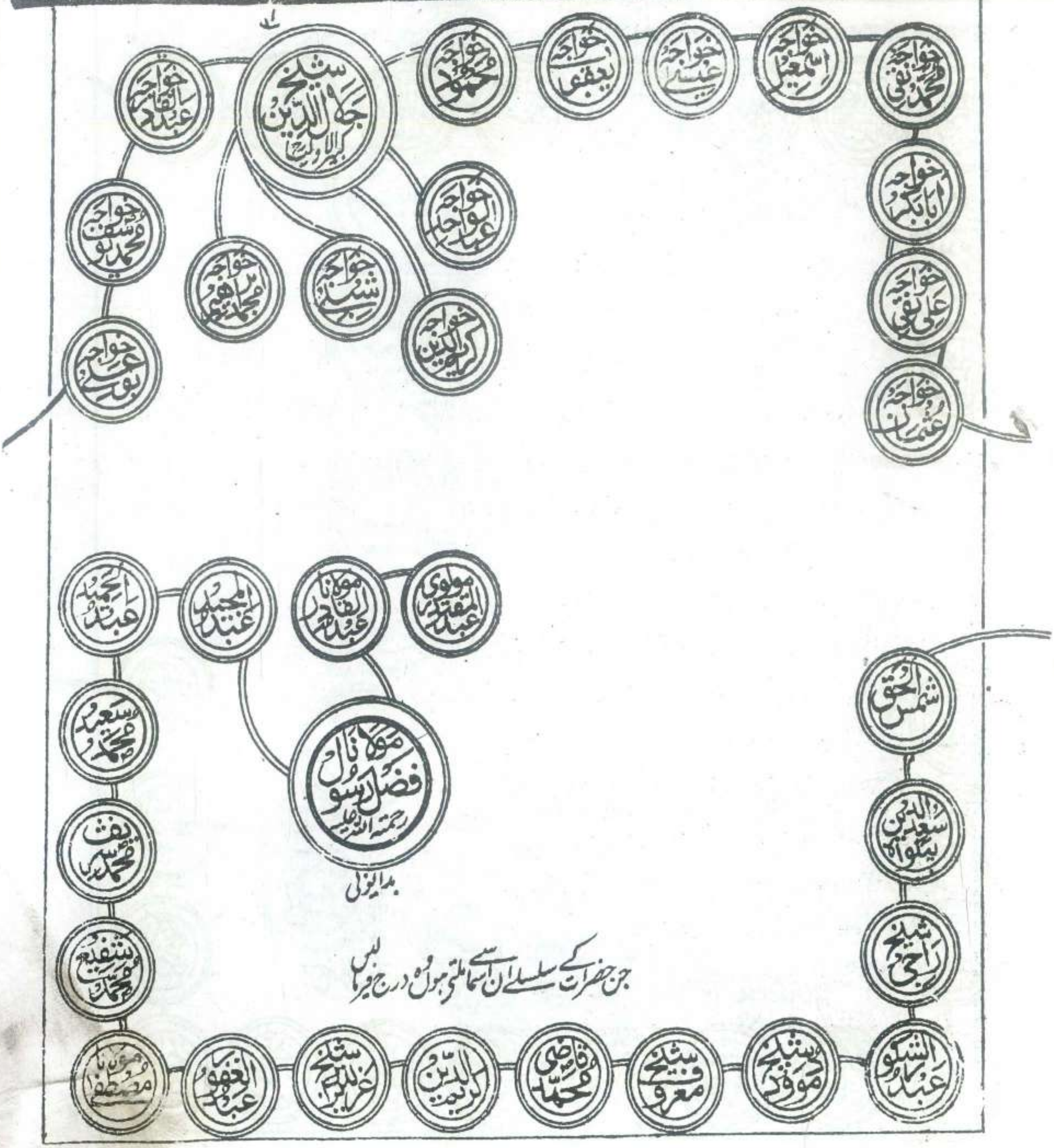


ہرات۔ بلخ۔ قسطنطنیہ وغیرہ۔ اور روایت ہے کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو پانی شیریں بہت دور تھا اور شور پانی سے صحابہؓ کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور ایک یہودی کا میٹھا کنواں جسکا نام بیر رومہ ہے مدینہ میں تھا۔ حضورؐ نے فرمایا جو کوئی بیر رومہ کو رضائے خدا کے واسطے سبیل کریگا تو میں ضامن ہوں کہ کل بہشت بریں میں چشمۂ آب بعین اُسکے نصیب ہوگا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اُس کنوئیں کو یہودی سے گراں قیمت دیکر خرید اور عسرت جیش مہاجرین کو آسان کیا۔ اسی طرح ایک شخص کے گھر کی عوض میں حضورؐ مضاعف قیمت دیتے تھے جب اُسنے قبول نہ کیا تو حضرت عثمان غنیؓ

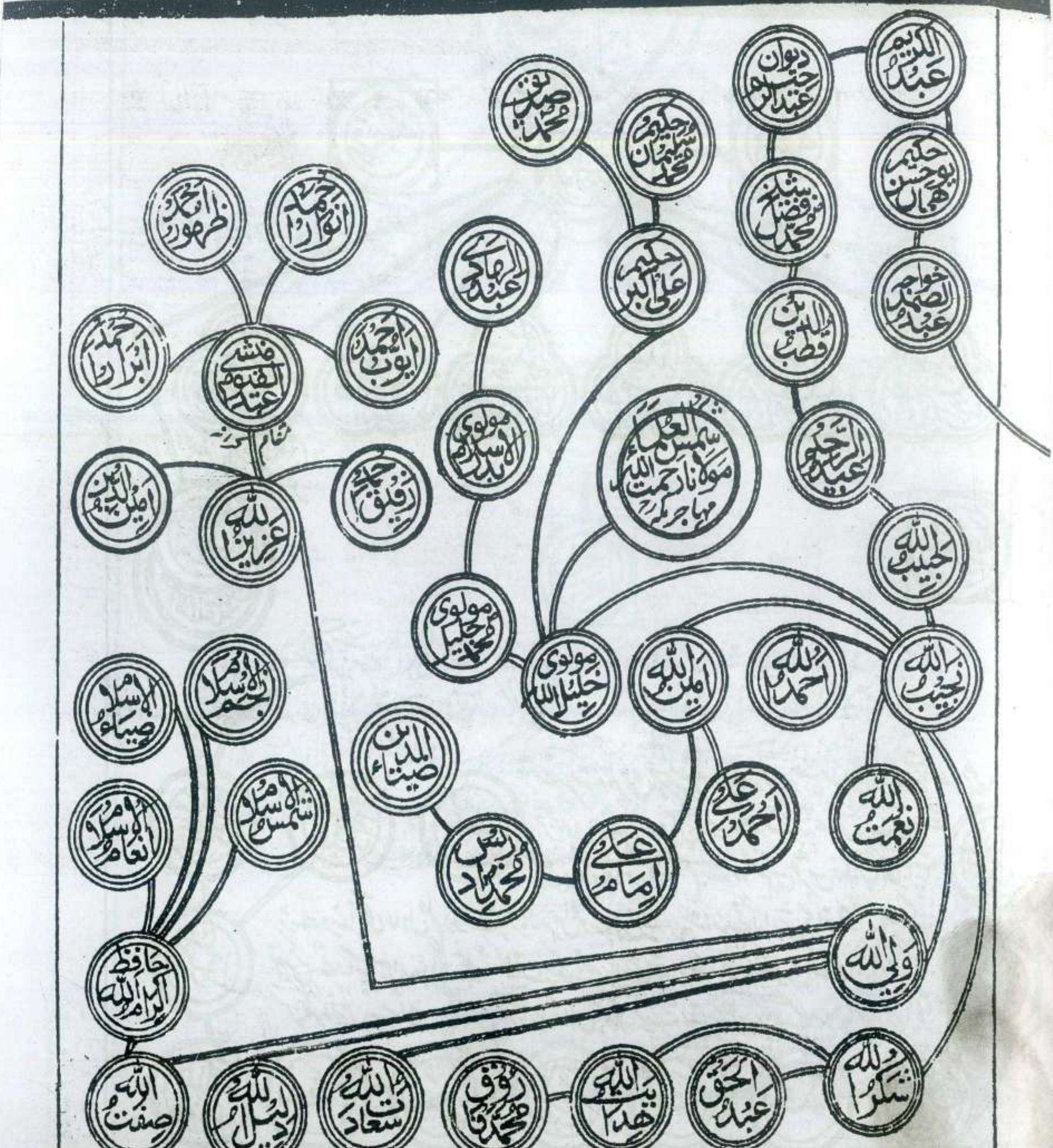


جن حضرات کا سلسلہ ان بزرگوں سے ملتا ہو وہ یہاں درج فرمالیں اسی واسطے یہ جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔

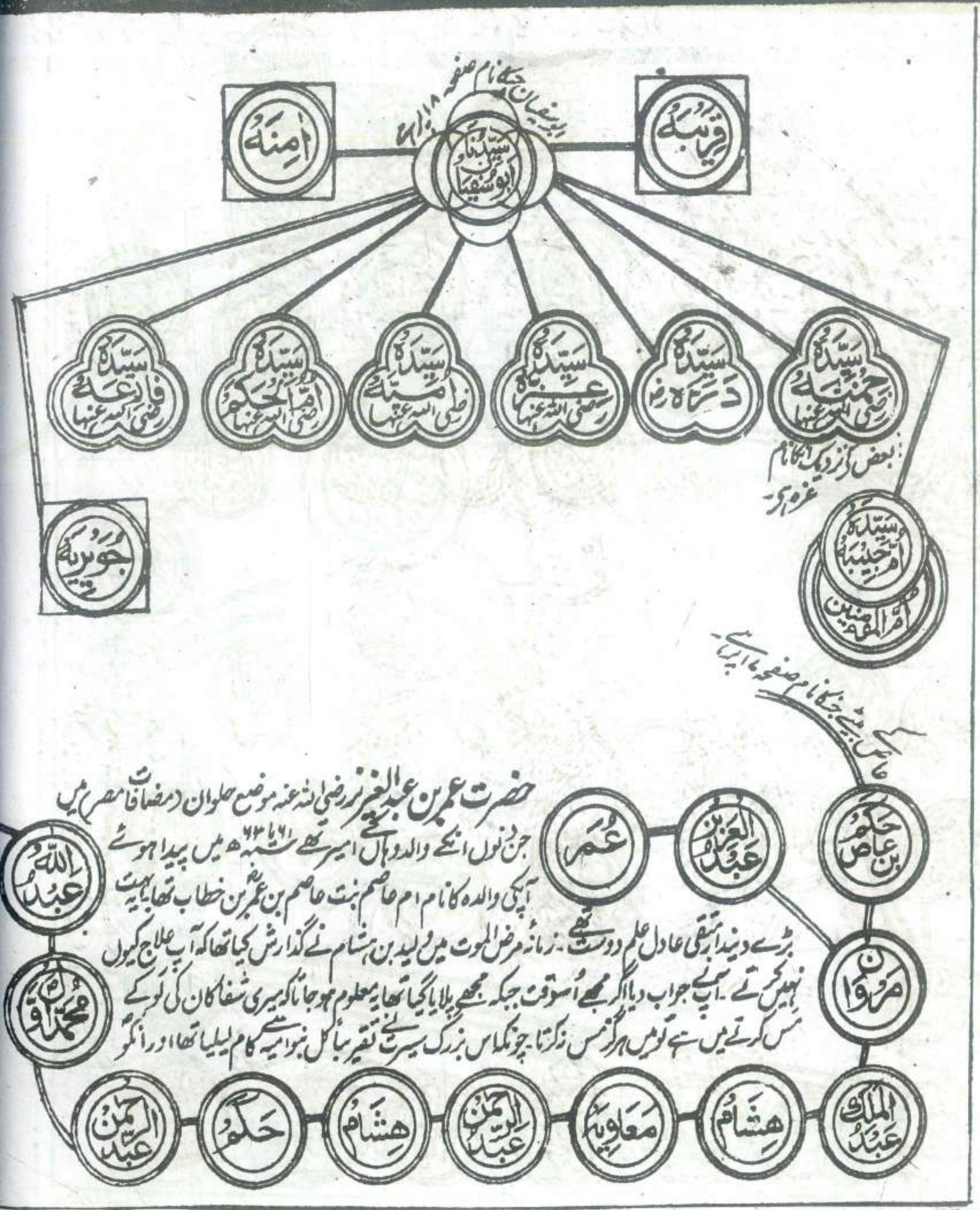
نے اُس گھر کو بہت زیادہ قیمت دیکر مسجد نبوی میں داخل کیا اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں جب لوگ تنگی مسجد سے تکلیف پانے لگے تو بہت حویلیاں جوار مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دیکر مسجد میں داخل کیں اور بکمال تکلف سے مسجد تعمیر کی۔ ۸۲ و بقول بعض مورخین ۹۳ سال کی عمر شریف ہوئی۔ آپکے زمانہ میں اہل مصر اور بعض اہل مدینہ نے بغاوت کی اُنمیں سے کچھ آدمی حضرت عثمان غنیؓ کے مکان میں بارادۂ قتل داخل ہوئے آپنے انکا اژدحام دیکھکر قرآن شریف اپنی گود میں رکھ لیا اور قرءت میں مشغول ہو گئے۔ اہل بغی میں سے ایک کمبخت نے ضرب ماری کہ جسم اطہر سے خون کے قطرے



نکلکر قرآن شریف کی آیہ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ پر پڑے اور ایک دوسرے شقی ازلی نے آپکو شہید کیا۔ یوم جمعہ بعد عصر باختلاف روایات ۱۳ یا ۱۸
، ۱۷ یا ۲۲ ماہ ذی الحجہ کو سنہ ۳۵ ہجری میں یہ واقعہ پیش آیا۔ ۳۳ سال کی عمر میں آپ ایمان لائے۔ ۱۱ سال ۱۱ ماہ آپنے خلافت کی۔ عمر ۸۲ حش الکوکب مدینہ منورہ
قطب الاقطاب فخر الاولیا خواجہ محمد شیخ جلال الدین مخدوم کبیر الاولیا چشتی صابری پانی پتی قدس سرہٗ۔ ارادت سے پہلے آپنے چالیس سال تلاش
محبوب حقیقی میں مسافرت کی اور حج کئی بار ادا کئے۔ علم ظاہری باطنی میں کمال رکھتے تھے مناقب و فضائل اور تصرف و کرامات آپکی مشہور ہیں۔ کتاب



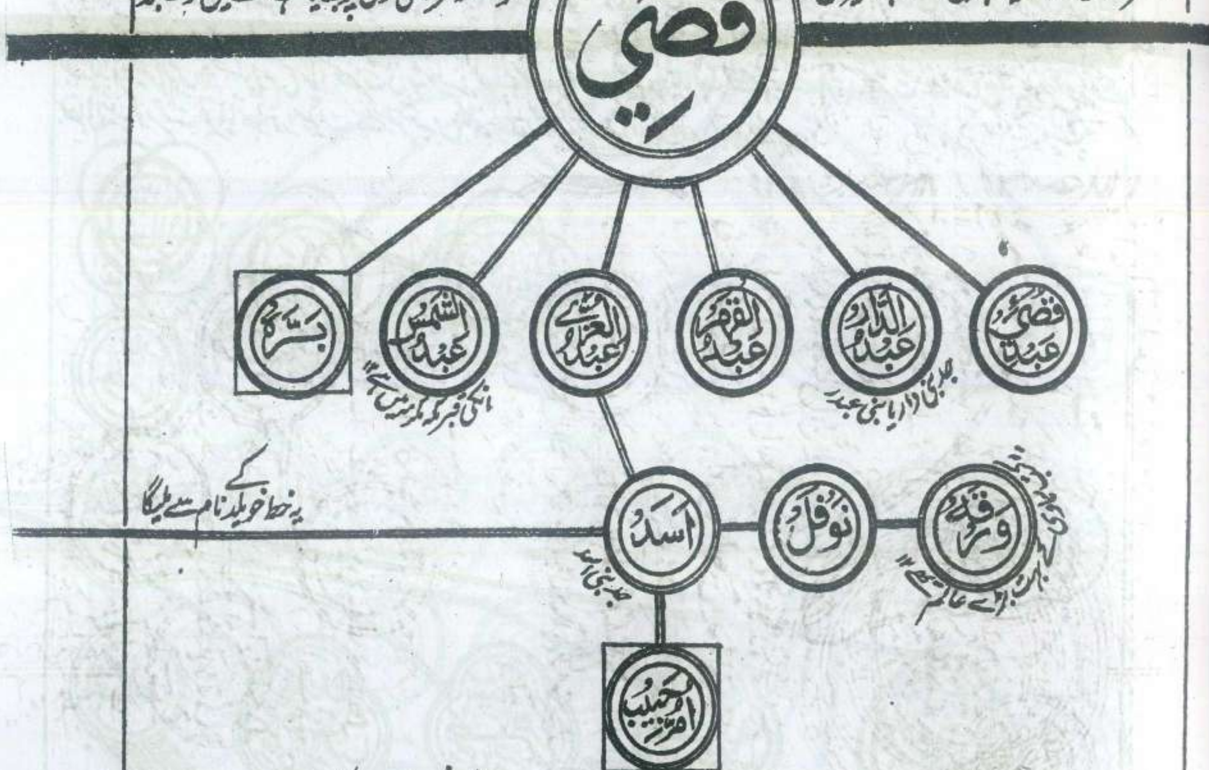
زادالابرار تصوف میں انکی معروف تصنیف ہے حضرت مخدوم پاک کو اکثر استغراق رہتا تھا ایک سو ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی - ۱۳ - ربیع الاول ۷۶۵ھ میں واصل الی اللہ ہوئے آپکے چالیس خلفاء تھے جمیں سے ہر ایک مقتداء عالم اور پیشوائے وقت ہوے آپ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے کملائے طریقت ہیں حضرت سید شمس الدین ترک شاہ ولایت پانی پتی سے خرقہ خلافت پہونچا اور حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ پانی پتی کے خاص مقبولان بارگاہ سے ہوا ہیں آپکے جملہ صاحبزادے کملائے وقت اور مسند آرائے خلافت ہوے - بڑے صاحبزادے خواجہ عبد القادر صاحب حضرت مخدوم پاک کی حیات میں انتقال ہوا باقی چار صاحبزادگان



حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ موضع حلوان (مضافات مصر) میں جن دنوں انکے والد وہاں امیر تھے ۶۱ یا ۶۳ھ میں پیدا ہوئے آپکی والدہ کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب تھا آپ نہایت بڑے دیندار متقی عادل علم دوست تھے - زمانۂ مرض الموت میں ولید بن ہشام نے گذارش کیا تھا کہ آپ علاج کیوں نہیں کرتے - آپ نے جواب دیا اگر مجھے اسوقت جبکہ مجھے پلایا گیا تھا یہ معلوم ہو جاتا کہ میری شفا کان کی لو کے مس کرنے میں ہے تو میں ہرگز مس نہ کرتا - چونکہ اس بزرگ سیرت نے تقریباً کل بنو امیہ سے کام لیلیا تھا اور انکو

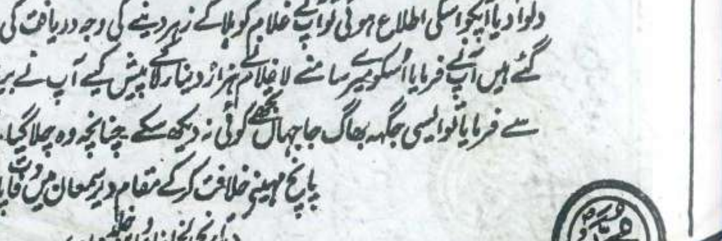
کے فیوضات ظاہری و باطنی سے خلق بہرہ اندوز ہوئی۔ پانی پت میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے اور حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ آپکی ہی اولاد میں سے ہیں
(سیر الاقطاب و اقتباس الانوار)

آپکا نام زید ہے اور قصیٰؒ لقب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب اقدس میں یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے بعض قریش کے قوائے بل کو از سر نو مضبوط اور درست کیا انہوں نے دوبارہ قریش کو حکومت و عزت کی کرسی پر بٹھایا ہے انکے تین لڑکے عبد مناف

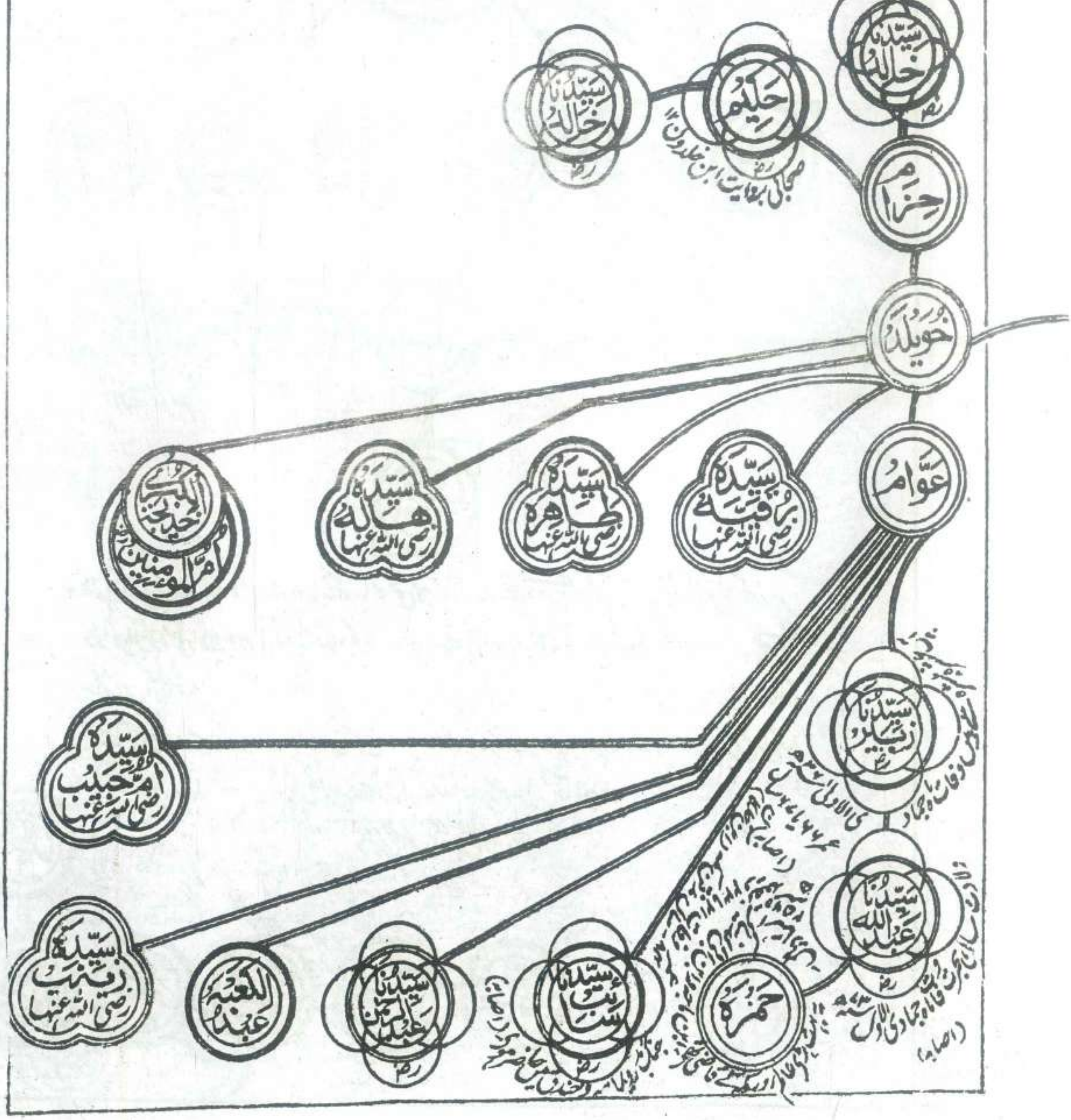


وہ ظلم و تعدی کرنے سے مانع تھے اور انکے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے اسوجہ سے ان لوگوں نے غلام سے سازش کر کے زہر دلوا دیا آپکو اسکی اطلاع ہوئی تو آپنے غلام کو بلا کے زہر دینے کی وجہ دریافت کی۔ غلام نے عرض کیا ہزار دینار مجھے دیئے گئے ہیں آپنے فرمایا اسکو میرے سامنے لا غلام نے ہزار دینار لاکر پیش کیے آپ نے بیت المال میں داخل کرا دیئے اور غلام سے فرمایا تو ایسی جگہ بھاگ جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھ سکے چنانچہ وہ چلا گیا۔ آپنے سنہ ۱۰۱ھ ماہ رجب میں دو برس پانچ مہینے خلافت کر کے مقام دیر سمعان میں وفات پائی ۱۲

(تاریخ الخلفاء ابن خلدون)

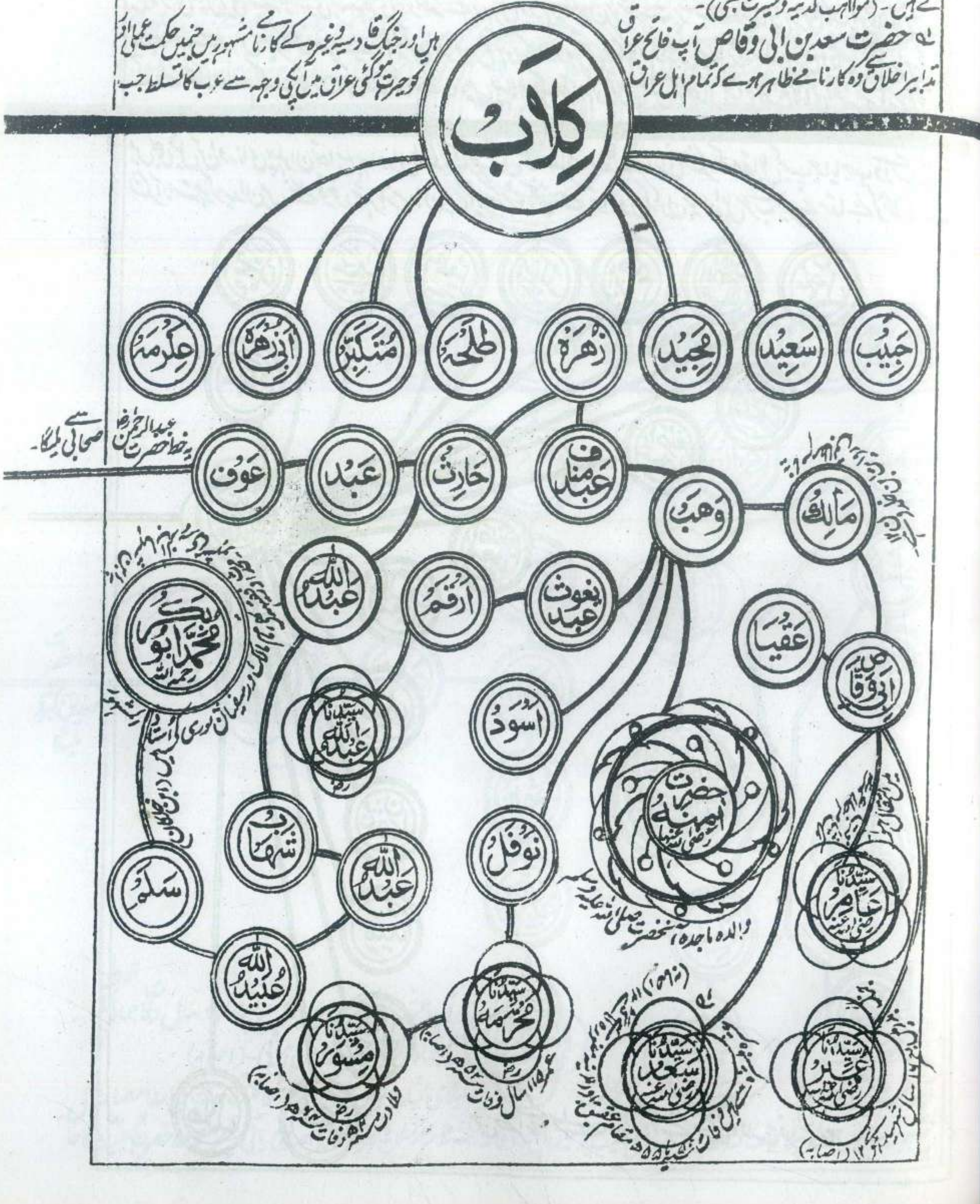


عبدالدار جدِ العزیٰ تھے۔ بنو عبدالدار سے نضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہو کر آیا تھا اور قبل مراجعت آنحضرت نے مقام صفراء میں اسکی گردن مار جانے کا حکم دیا تھا) اور مصعب بن عمرو بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار (یہ صحابی بدری ہیں جنگ احد میں شہید ہوا اس دن لوائے اسلامی پھریرہ انہیں کے ہاتھ میں تھا) اور انکے اعقاب سے عامر بن وہب (جو سرقسطہ مضافات اندلس میں ابو جعفر المنصور کی دعوت دیتا تھا اسکو یوسف بن عبدالرحمٰن فہری امیر اندلس نے قبل ورود عبدالرحمٰن اموی کے قتل کیا تھا) اور ابو السنابل بن بعلک بن السباق بن عبدالدار (مشہور صحابیؓ) اور عثمان ابن طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبدالدار وغیرہم ہیں (جسکو یوم فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مفتاح کعبہ عنایت فرمایا تھا۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مفتاح کعبہ یوم فتح مکہ انکے بھائی شیبہ کو مرحمت فرمایا تھا اور اسیوقت سے بنو شیبہ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار رہے) ۱۲ (ابن خلدون)



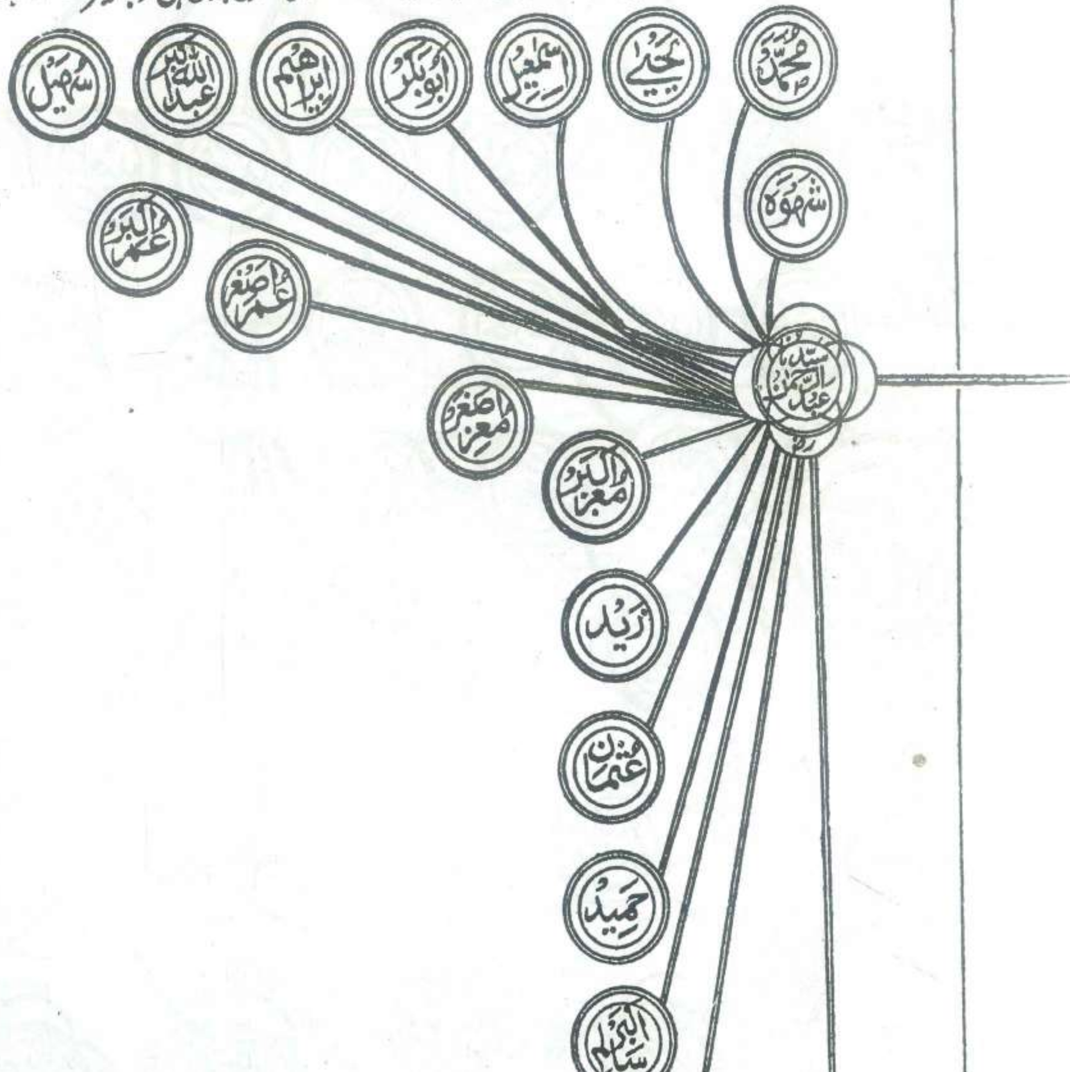
ان کا نام حکیم ہے اور لقب مشہور کلاب ہے یہ سرگروہ قریش تھے اور قبیلہ عدنان میں سب سے زیادہ شریف مانے جاتے تھے۔ کلاب کے معنی مخاصم دشمنان کے ہیں۔ (مواہب لدنیہ و سیرت حلبی)۔

ف حضرت سعد بن ابی وقاص آپ فاتح عراق ہیں اور جنگ قادسیہ وغیرہ کے کارنامے مشہور ہیں جنمیں حکمت عملی اور تدابیر اخلاق سے وہ کارنامے ظاہر ہوئے کہ تمام اہل عراق کو حیرت ہوگئی عراق میں آپکی وجہ سے عرب کا تسلط جب



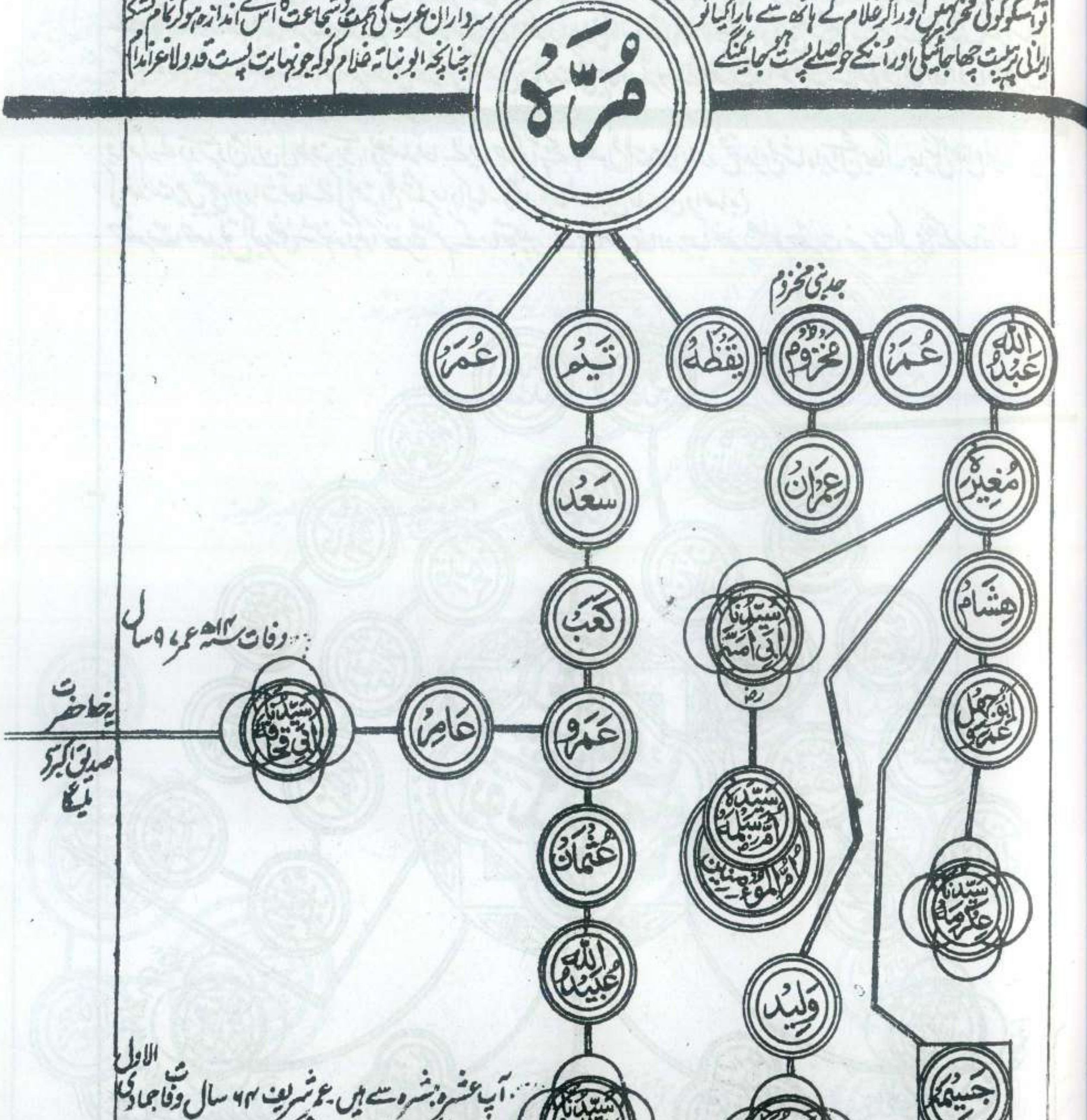
بخوبی ہوگیا اور کسی بغاوت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت سعدؓ نے اُس مضبوط شہر مداین پر چڑہائی کا ارادہ کیا جسکو رومی لشکر اور انکی جرار فوجیں فتح نہ کرسکی تھیں یعنی ۶۲۹ عیسوی ۸ ہجری کا واقعہ ہے کہ ہرقل روم ایرانیوں کو شکست پر شکست دیتا ہوا مداین تک پہونچا اور بڑے زور و شور سے اس شہر کا محاصرہ کیے رہا لیکن مداین فتح نہو سکا اور ہرقل کو ناکام واپس جانا پڑا سعد بن ابی وقاص فتح مداین کسریٰ کے لئے لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہوے اثنائے راہ میں پہلا معرکہ مقام کوثی میں پیش آیا جہاں شاہی فوج کا نامی افسر شہر باز جو تن و توش

میں ہاتھی فیل تن اور نامی پہلوان تھا مع بہادران لشکر کے خیمہ زن ملا حضرت سعدؓ نے ایرانی لشکر کے مقابل کیمپ جمایا جب دوسرے دن دونوں لشکر آراستہ ہوکر میدان میں نکلے تو خود شہر باز میدان میں آیا اور بڑی سختی سے آواز دی کہ کون جوان اہل عرب سے میرے مقابلے کو نکلتا ہے



جن حضرات کے سلسلے ان اسماء سے ملتے ہوں وہ درج فرمائیں ۱۲

گر ہمت ہو تو ایک جوان و رنجار یا دس آئیں ہیں عربی پہلوانوں کے ساتھ مقابلے کو تیار ہوں جلدی کرو ورنہ میں تمام لشکر پر تنہا حملہ کردونگا ایرانی پہلوان کی لن ترانی سنکر سرداران عرب مسکرائے اور یہ تجویز کی کہ اسکے مقابلے پر ایک غلام بھیجا جائے اسلئے کہ شہر باز اگر غالب آئے تو اسکو کوئی فخر نہیں اور اگر غلام کے ہاتھ سے مارا گیا تو سرداران عرب کی ہمت و شجاعت کا اس سے اندازہ ہوکر تمام لشکر ایرانی پر ہیبت چھاجائیگی اور انکے حوصلے پست ہوجائینگے چنانچہ ابو نباتہ غلام کو کہ جو نہایت پست قد و لاغر اندام



آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ عمر شریف ۶۴ سال وفات جمادی الاول یا جمادی الآخر سنہ ۳۶ھ میں ہوئی۔ (اصابہ)

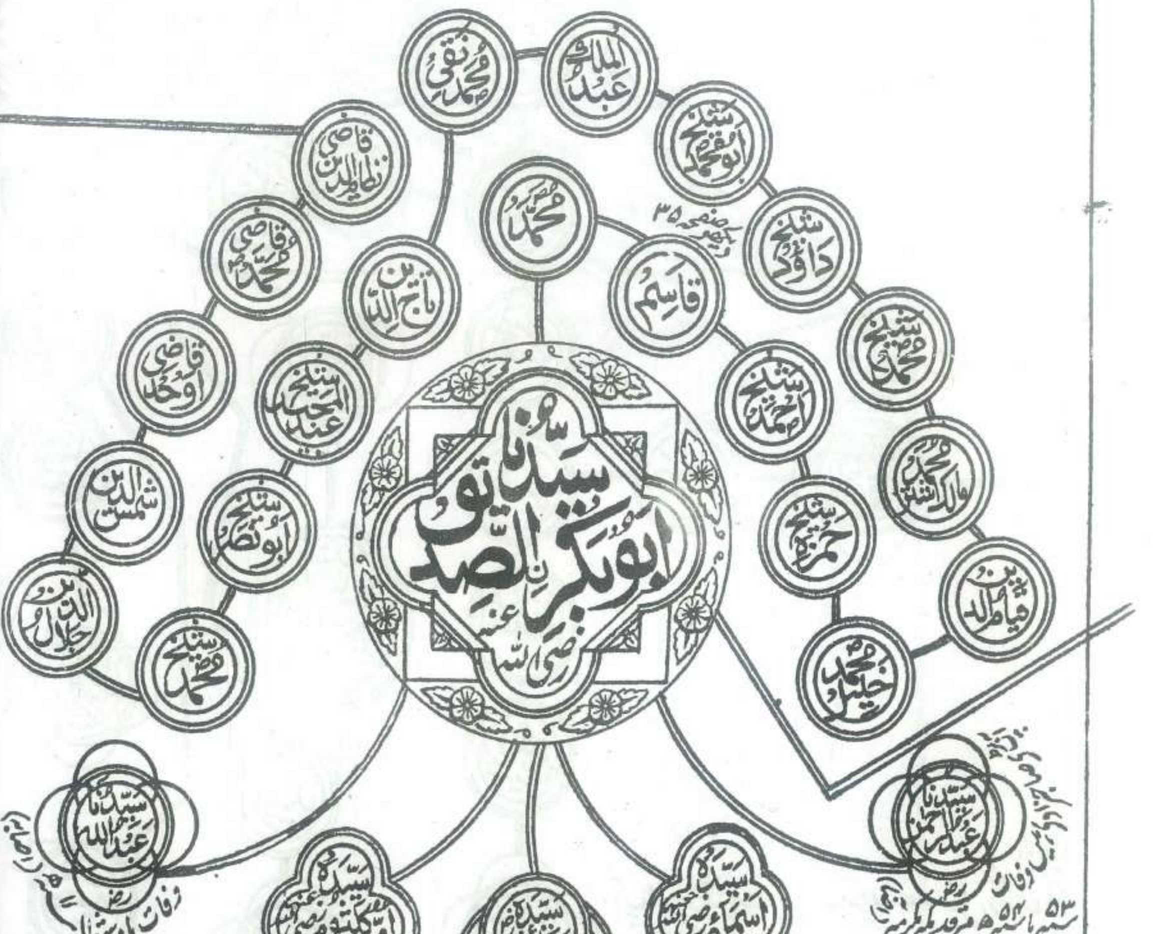
سیدنا طلحہ — سیدنا خالد رض

آپ حضرت عمر رض کی والدہ ہیں۔

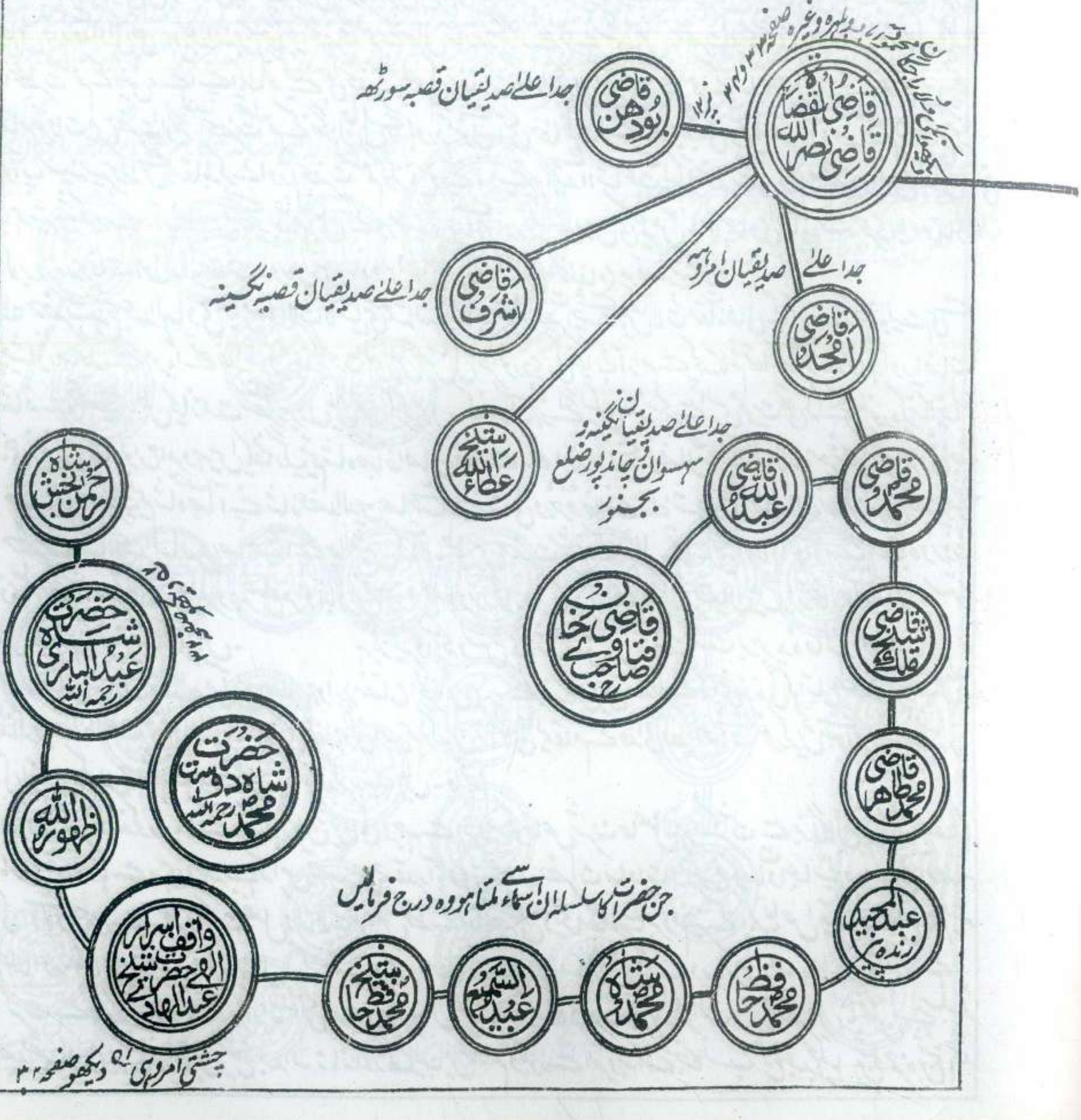
آپکی خدمات اسلامی محتاج بیان نہیں آپکی تیغ شجاعت سے بہت سے دیار و امصار فتح ہوئے اسیواسطے آپکا سیف اللہ لقب ہے۔ آپکی کنیت ابو سلیمان ہے۔ وفات سنہ ۲۱ھ مقام حمص یا مدینہ منورہ (اصابہ) باقی دیکھو صفحہ ۵۰ حضرت ابو عبیدہ رض کا حال

تھے اُسکے مقابلے کو بھیجا گیا میدان میں دونوں جانب سے حملہ شروع ہوا اور پے در پے دونوں طرف سے وار پڑنے لگے مگر عرصے تک دونوں ضرر سے محفوظ رہے یہ حال دیکھکر دونوں لشکر والے تحسین اور مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے بالآخر ہیبت حق غالب ہوئی اور شہر یار تیغ ابوبکر سے ہلاک ہوا اسکے بعد حضرت سعدؓ نے لشکر اسلام کو حملے کا حکم دیا ایرانی تاب مقابلہ نہ لا سکے اور آپکی حسن تدابیر سے میدان جنگ لشکر اسلام کے ہاتھ رہا حضرت سعدؓ نے نماز شکریہ ادا کی اور اُس مقام کی زیارت کی جہاں نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کیا تھا اور اُسکے دن وہیں قیام کرکے دوسرے دن مداین کی طرف بڑھے اور بفضلہ تعالےٰ یزدجرد کو آپکے ہاتھوں ذلت ہوئی اور فتح مداین و شاہ ایران کے بھاگ جانیکی اطلاع خلیفہ ثانی کی خدمت میں بھیجی اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا۔ (تاریخ عالم و ابن خلدون و اصابہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپکو آنحضرت صلعم کے ساتھ بچپن سے ہی اُنس تھا اور جب آنحضرت صلعم حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ شادی



کر کے ان ہی کے مکان میں آرہے تو حضرت ابوبکر رضؓ کو جو اسی محلہ میں رہتے تھے آنحضرت صلعم کیساتھ نشست و برخاست کا بہت زیادہ موقع ملتا رہا
کوئی دن شائد خالی جاتا جس دن آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ میں ملاقات نہ ہوتی یہ خالص محبت دن بدن ترقی کرتی گئی۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت
ابوبکرؓ کو اپنے رسول اللہ ہونیکی بشارت سنائی تو آپ نے بلاتردد و تعجب آنحضرت صلعم کی تصدیق کی۔ اور ایمان لائے بعض مورخ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم
کی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانیوالے ابوبکر صدیقؓ تھے اور بعض لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ایمان لائیں پھر حضرت علیؓ پھر زید بن حارثؓ



جو آنحضرت صلعم کے آزاد غلام تھے۔ انکے بعد حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے۔ بعض نے ان اقوال کا یوں تطبیق کی ہے کہ عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ لڑکوں میں سے حضرت علیؓ اور مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ پہلے ایمان لائے لیکن ان اقوال کی عمدہ تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ اور زید بن حارث آنحضرت صلعم کے گھر کے لوگ تھے اسلئے گھر سے باہر جو شخص سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لایا وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ آنحضرت صلعم نے آپکا نام بجائے عبد الکعبہ عبد اللہ رکھا اور عتیق اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے صرف اپنے اسلام لانے پر قناعت نہیں کی بلکہ اشاعت اسلام میں جان و دل سے

کوشش کی اور اپنا تمام مال اسلام کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا اور کئی ایک غلاموں کو جو مسلمان ہو جانیکی وجہ سے اپنے مشرک مالکوں کے ہاتھ سے سخت ایذائیں اٹھاتے تھے خرید کر آزاد کر دیا جنمیں بلالؓ جو اسلامی جماعت کے مؤذن تھے اور عامرؓ بن فہیرہ جو حضرت ابوبکرؓ کا گلہ چرایا کرتے تھے اور جنہوں نے ہجرت نبوی کیوقت آنحضرت صلعم کی قابل قدر خدمت ادا کی تھی۔ اور عبد اللہ بن مسعودؓ جو آنحضرت صلعم کے جاں نثار خدمتگزار تھے بڑے مشہور ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ تمام مصائب اور تکالیف میں آنحضرت صلعم کے رفیق رہے آپنے ایک لمحہ کیلئے بھی آنحضرت صلعم کی مفارقت گوارا نہکی اور آخر آنحضرت صلعم کے ساتھ ہی ہجرت کرکے مدینہ پہونچے تمام غزوات میں حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلعم کے نگران حال رہے۔ اور دشمنوں سے آپکی حفاظت کرتے تھے جب کوئی دشمن موقعہ پاکر آنحضرت صلعم پر حملہ آور ہوتا تو آپ سینہ سپر ہو کر اس سے مقابلہ کرتے اور آنحضرت صلعم کو گزند پہونچنے نہ دیتے۔ ابتدا اشاعت سے لیکر آنحضرتؐ کی وفات تک یہ دونوں مقدس وجود باہم شیر و شکر رہے۔ آپ دو برس چار مہینے بعد عام الفیل کے دوشنبہ کو پیدا ہوئے اور ترسٹھ[۶۳] برس کی عمر میں ۳ یا ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری یا ۲۲ جمادی کو بروز جمعہ وفات ہوئی زمانہ خلافت دو برس تین ماہ دس دن ہا۔ (اصابہ و تاریخ الخلفاء) مرقد مدینہ منورہ

لہ حضرت شیخ عبد الہادی جامع کمالات لامتناہی رحمۃ اللہ علیہ آپ کبائر حضرات چشتیہ سے ہیں کمالات و مقامات عالی کے آثار زمانہ طفولیت ہی سے پیشانی مبارک سے ہویدا تھے غلبۂ شوق جذبۂ محبت الٰہی میں بیس سال صحرا نوردی کی خواب و آرام سے کچھ کام تھا۔ بڑے بڑے مجاہدات اور ریاضات شاقہ سے تصفیۂ باطن کیا کثرت سفر سے پیروں میں زخم ہو کر کیڑوں کے خوراک ہو گئے لیکن غلبۂ سکر سے ایسی محویت تھی کہ انکے علیحدہ کرنیکا خیال بھی نہیں ہوتا تھا۔ نواح امروہہ میں ایک بزرگ یتیم شاہ صاحب خاصان خدا سے تھے ابتداءً انکے فیضان صحبت سے کمالات معرفت کی تکمیل ہوئی بعدہٗ حسب ایماء حضرت یتیم شاہ صاحب آپنے شاہ عضد الدین صاحب سے بیعت کی اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے طالبان خدا کو منزل مقصود پر پہونچایا حضرت شاہ عبد الباری صاحب آپکے جانشین کمالات باطنی میں حضرت شیخ کے مثال تھے۔ انکی اولاد امجاد سب صاحب جاہ و ثروت ذی علم حضرات اسوقت تک بھی امروہہ ضلع مراد آباد میں موجود ہیں ہر دو بزرگواروں کا مزار امروہہ محلہ قریشیان میں زیارتگاہ عام ہے اور بدستور اہل ظاہر و باطن فیضیاب ہوتے ہیں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ہ۔ رمضان المبارک سنہ ۹۱۱ھ میں آپکا وصال ہوا۔ (مفتاح الخزائن)۔ یہ تھے بزرگان دین کے طریقے کہ اپنی زندگی کو اتباع سنت اور طلب حق میں فنا کر دیا تھا طاعت حق اور عبادت الٰہی آپکی غذا ہو گئی اب ہم لوگ ان بزرگان عالیمقام کے فدائی نظر انصاف سے غور کریں کہ سوائے خواہشات نفسانی کی اتباع کے ان حضرات کے کونسے عمل کی تقلید کر رہے ہیں۔ فافہم

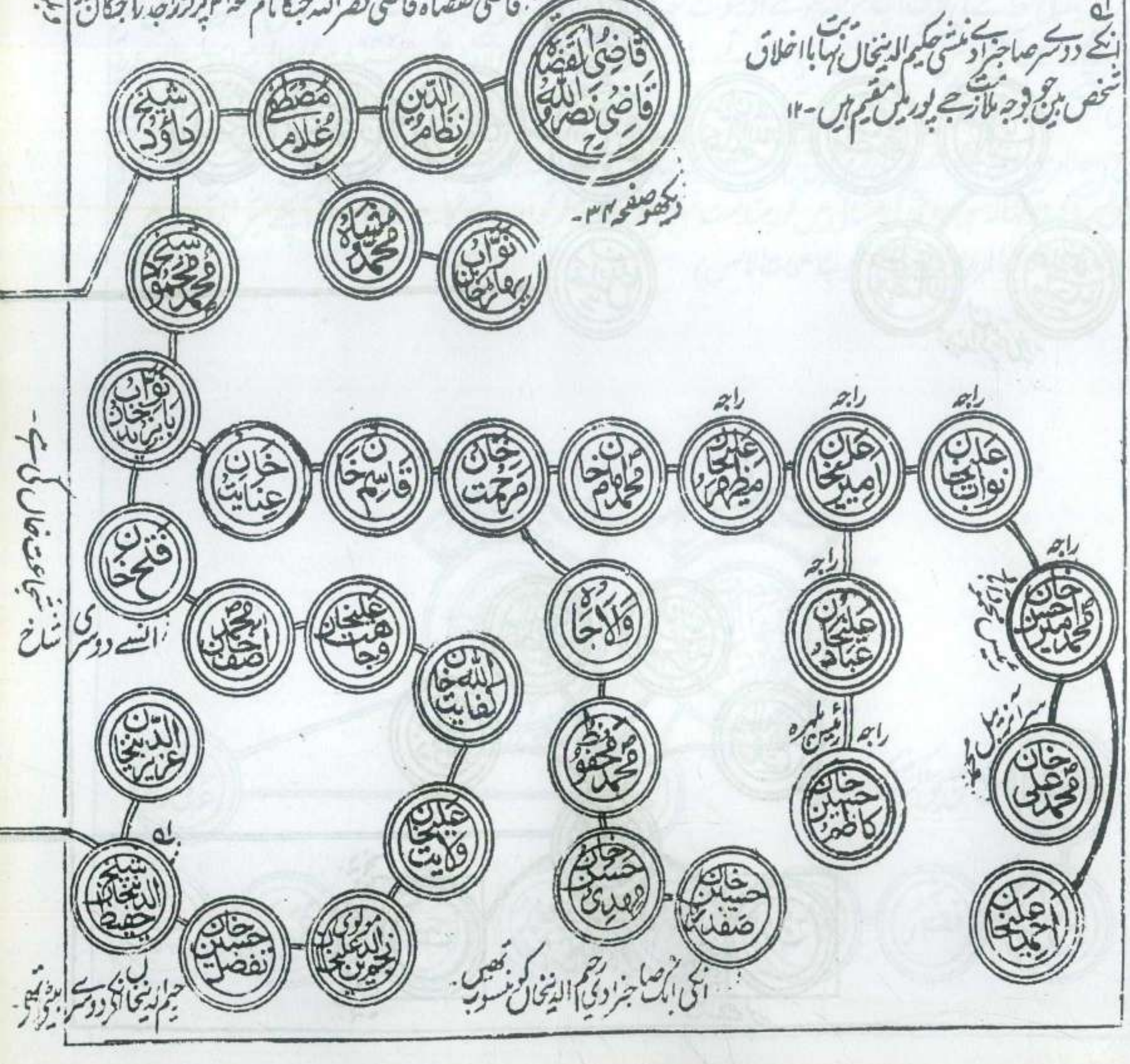
علاوہ حضرات مذکورۂ بالا کے دیگر بزرگان دین کی وجہ سے امروہہ کو خاص شرف حاصل ہوا۔ کثرت سے بزرگان دین کا یہ مقام ماوا و ملجاء رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قصبہ میں جسقدر آبادی ہے وہ حضرات سادات و شیوخ و سادات عباسیہ مہاجرین و انصار کی اولاد سے معمور ہے۔ علم و حکمت فضل و کمالات کو اس خطہ کے ساتھ مثل دیگر مقامات مردم خیز کے ایک خاص امتیاز حاصل ہے ہمیشہ علما اور فضلا اہل ظاہر و باطن یہاں کے مشہور دیار و امصار رہے اور سلاطین دہلی کے دربار میں عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ کثرت سے بزرگان دین کے مزارات و انکی اولاد امجاد یہاں منتشر ہے جسکا احصاء بوجہ طوالت اس مختصر میں ناممکن ہے سلسلۂ صدیقیان میں شیخ نور محمد بن شیخ عبد اللہ زمانۂ اورنگزیب میں مقام ڈبگور سے امروہہ آئے جنکا نسب شیخ عبد الجلیل بن شیخ حمزہ بن شیخ احمد

بن حضرت قاسم بن محمد بن صدیق رضؓ سے ملتا ہے انکی اولاد سے صاحبزادگان شیخ کرامت علی۔ حاجی محمود حسین اور حافظ شاہ احمد حسن و محمد حسن بن زاہد حسن مرحوم امروہی مقیم محلہ ملانان ہیں۔ وغیرہم۔ اور حضرت شیخ برہان الدین کہ شہدائے باکمال و صاحب جلال تھے جنکا مزار اقدس موضع نگلیہ جوالئے امروہہ میں ہے انکی اولاد سے میر ابوالفضل وغیرہ تھے جنکی اولاد اب مرزا کے لقب سے مشہور ہے کیونکہ سلطنت تیموریہ میں ابوالفضل کو میر کا خطاب ہوا

جسکی وجہ سے شدہ شدہ انکی اولاد اور انکے بھائی کی اولاد مرزا مشہور ہوگئی مرزوجہ مضافات امروہہ میں انکی اولاد تا حال موجود ہے جنکا سلسلۂ نسب ذیل میں درج ہے شیخ کفایت حسین و عنایت حسین و مظفر حسین ابنائے شیخ غلام حسین بن شیخ جلال الدین بن شیخ کمال الدین بن شیخ محمد فاضل بن محمد واصل بن کمال الدین بن عبدالمجید بن حاجی محمد بن محمد کالے بن شیخ برہان الدین شہید۔ و ابراہیم علی بن مرزا نبیاد علی بن محمد فاضل بن غلام قلندر بن میر ابوالفضل بن غلام حسین بن محمد فاضل مذکور (از فرامین سلاطین تیموریہ) علی قول صاحب نخبہ

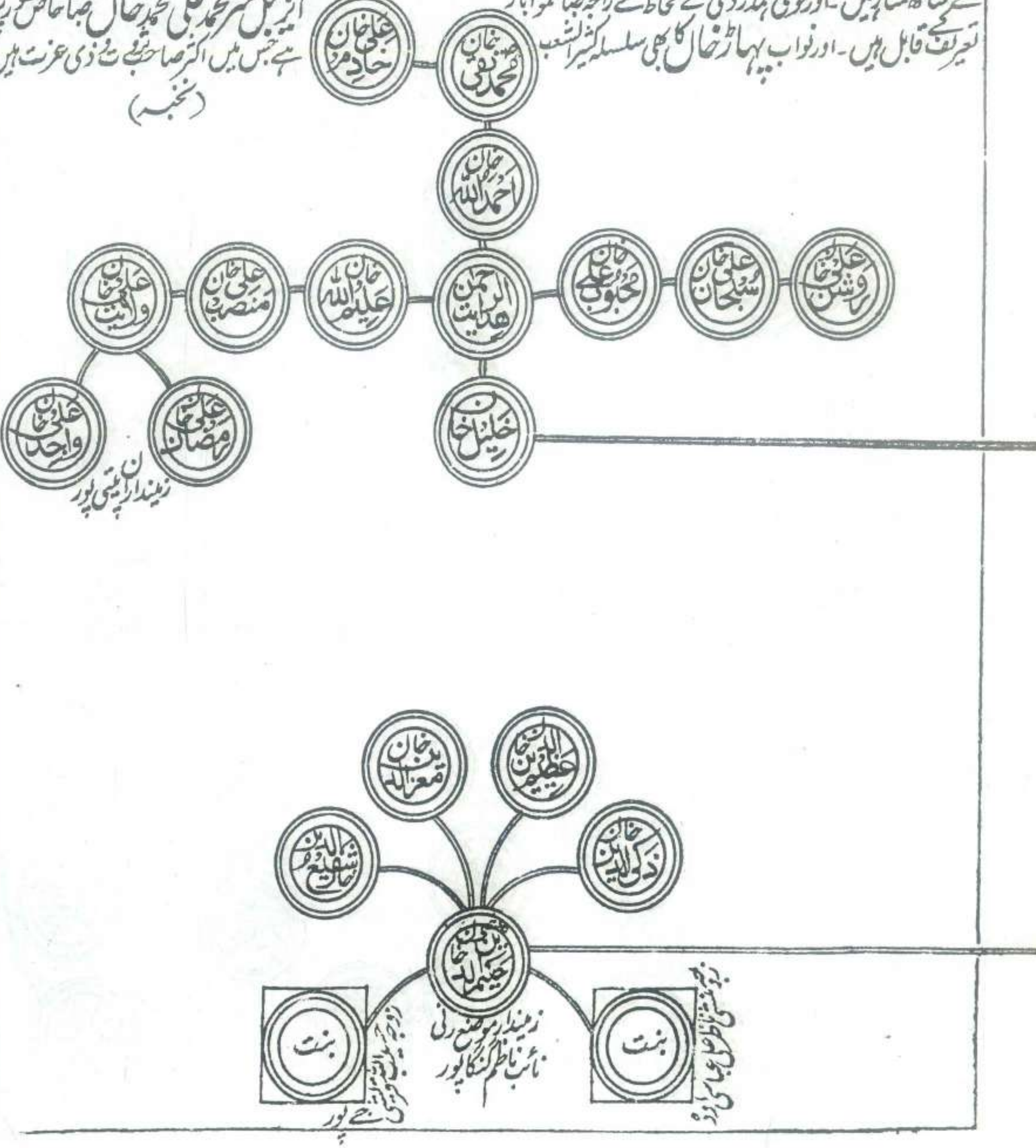
قاضی القضاۃ قاضی نصر اللہ جنکا نام صفحہ ۳۱ پر گزرا جد راجگان محمود آباد

انکے دوسرے صاحبزادے منشی حکیم الدینخاں نہایت با اخلاق شخص ہیں جو فوج ملازمت جے پور میں مقیم ہیں۔ ۱۲



قاضی القضاۃ قاضی نصر اللہ آپکے والد بزرگوار معہ اپنے بھائی قاضی امام الدین کے زمانہ سلطنت تغلقیہ میں بخارا سے دہلی تشریف لائے اور اپنے فضل و کمال کے باعث امامت جامع مسجد پر مامور ہوئے انکے دوسرے بھائی بعد سیر و سیاحت وطن مالوف کو چلے گئے۔ بعد ازاں مقام سرسی میں قاضی نظام الدین کی شادی ہوئی اور امروہہ میں قیام اختیار کیا قاضی نصر اللہ انکے صاحبزادے سلطنت لودھیان میں منصب قضاء پر سرفراز ہوئے اعزاز و اکرام شاہی سے روز بروز انکی عزت دو بالا ہوتی گئی اور بڑی عروج کو پہونچی سلسلۂ اولاد انکا علاوہ امروہہ کے جابجا کثرت سے منتشر ہے علاقہ اودہ میں جسقدر صدیقی ہیں اکثر و بیشتر انکی اولاد سے ہیں ریاستہائے محمود آباد و بلہرہ کی اصل قاضی نصر اللہ صاحبؒ کے زمانے سے ہے۔ انکے اعقاب سے ہر زمانے میں کارنمایاں ہوتے رہے اور صلۂ خدمات میں انعامات شاہی کے مستحق ہوئے اسی سلسلہ میں اس خاندان کو خطاب خانی ہوا۔ موجودہ راجگان محمود آباد و بلہرہ اپنے اعزاز و وقار میں بفضلہ تعالےٰ خصوصیت کیساتھ ممتاز ہیں۔ اور قومی ہمدردی کے لحاظ سے راجہ صاحب محمود آباد آنریبل سر محمد علی محمد خاں صاحب خاص طور پر قابل تعریف ہیں۔ اور نواب پہاڑ خاں کا بھی سلسلہ کثیر الشعب ہے جس میں اکثر صاحب علم و ذی عزت ہیں

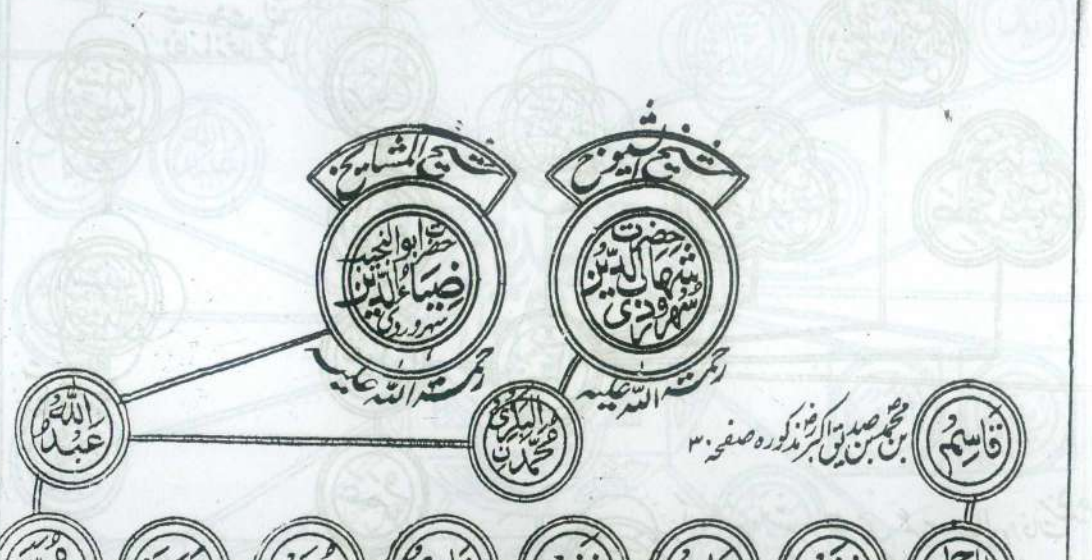
(نخبہ)



عالم ربانی قطب زمانی صاحب المقامات و الکرامات شیخ المشائخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر رحمۃ اللہ علیہ آپ مشائخ کرام اور علمائے عظام دونوں فرقوں کے پیشوا ہیں سب انکا ادب و لحاظ کرتے تھے مدرسہ نظامیہ کے مدرس تھے علاقہ بغداد میں مقام سہرورد سنہ ۴۹۰ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور بروز جمعہ ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۵۶۳ھ میں بعد نماز عصر آپکا وصال ہوا اور ۱۸ کو دوسرے دن اپنی رباط جو دجلے کے کنارے بنائی تھی مدفون ہوئے۔ امام احمد غزالی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ انکے خلفاء مثل نجم الدین کبریٰ و عمار یاسر وغیرہ بڑے کاملین سے گزرے ہیں اور

حضرت شیخ الشیوخ مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقہ ترجمان الحقیقہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض ہوا اور بہت سے مشائخ وقت سے آپ ملے عرصہ تک (عباداں) جزیرہ میں بدالوں کے ساتھ مشغول عبادت رہے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی۔ حضرت غوث پاک نے آخر المشہورین بالعراق آپکی شان میں فرمایا کرتے تھے ظاہر و باطن میں آپکو کمال حاصل تھا۔ تصنیفات آپکی بکثرت ہیں عوارف و کشف النصائح و اعلام الہدیٰ وغیرہ۔ جب آپکو کوئی دشوار مسئلہ پیش آتا تو باری تعالےٰ کی طرف آپ متوجہ ہوتے اور طواف کعبہ کرتے وہ اشکال رفع ہو جاتا اپنے وقت کے شیخ الشیوخ تھے اہل طریقت دور و نزدیک سے آپکے پاس آتے اور فتویٰ دریافت کرتے۔ ماہ رجب سنہ ۵۳۹ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور سنہ ۶۳۲ھ میں وصال ہوا۔ سلسلہ سہروردیہ کو آپکی وجہ سے ایسی ترقی ہوئی کہ یہ سلسلہ بہمہ وجوہ آپکی طرف منسوب ہو گیا اور کثرت سے طالبان حق کو آپ سے فیض پہونچا۔ رسالہ اقبالیہ میں لکھا ہے کہ شیخ سعد الدین حمویؒ سے حضرت محی الدین عربیؒ کی نسبت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ایک موجزن سمندر ہے جسکی انتہا نہیں اور حضرت شیخ الشیوخ کی بارہ میں دریافت کیا تو کہا کہ سہروردیؒ کی پیشانی میں نور متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور ہی قسم کا ہے۔ فضل و کرامات آپکے بیش از قیاس ہیں۔

(ابن خلکان آداب المریدین حضرت ابو النجیب و نفحات الانس)



کعب یہ قریش کے سرداروں اور قریش کے اعلیٰ ترین شرفاء میں سے تھے اکثر امور میں لوگ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنی قوم میں بہت نہایت سخی اور کریم النفس شخص تھے اور یہ اول شخص ہیں کہ ہر جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کرکے خطبہ سنایا کرتے تھے اور وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور نبی آخرالزماں کی اتباع و پیروی کی وصیت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ وہ میری اولاد میں سے ہونگے۔ اور اکثر

کَعَبُ

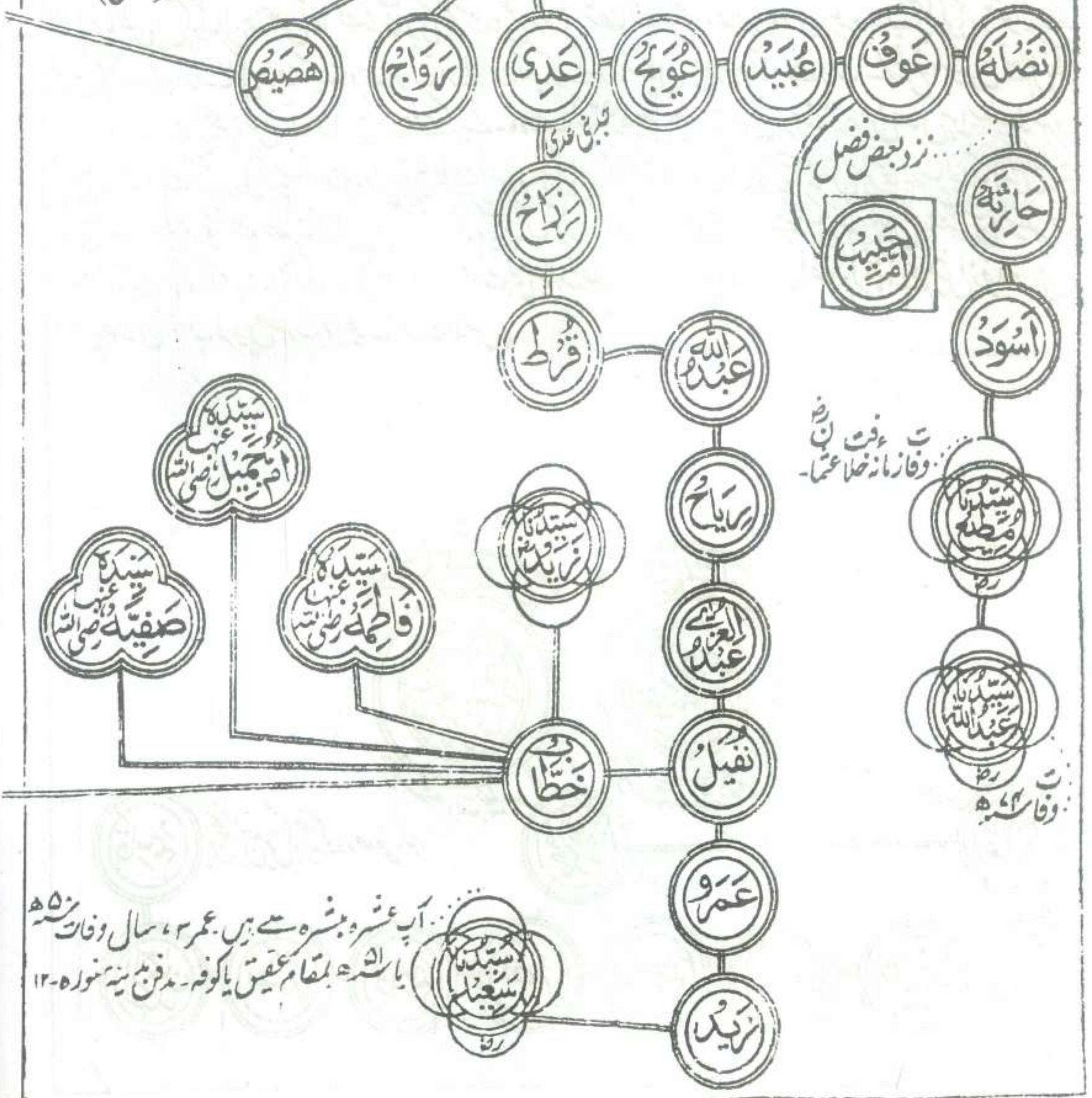
اثناء وعظ میں اس قسم کے اشعار پڑھا کرتے تھے شعر

حِینَ الْعَشِیْرَۃُ تَبْغِی الْحَقَّ خُذْلَانًا یعنی لوگوں کو ایمان کی طرف بلائینگے اور قریش انکے دین حق کو جھٹلائینگے۔

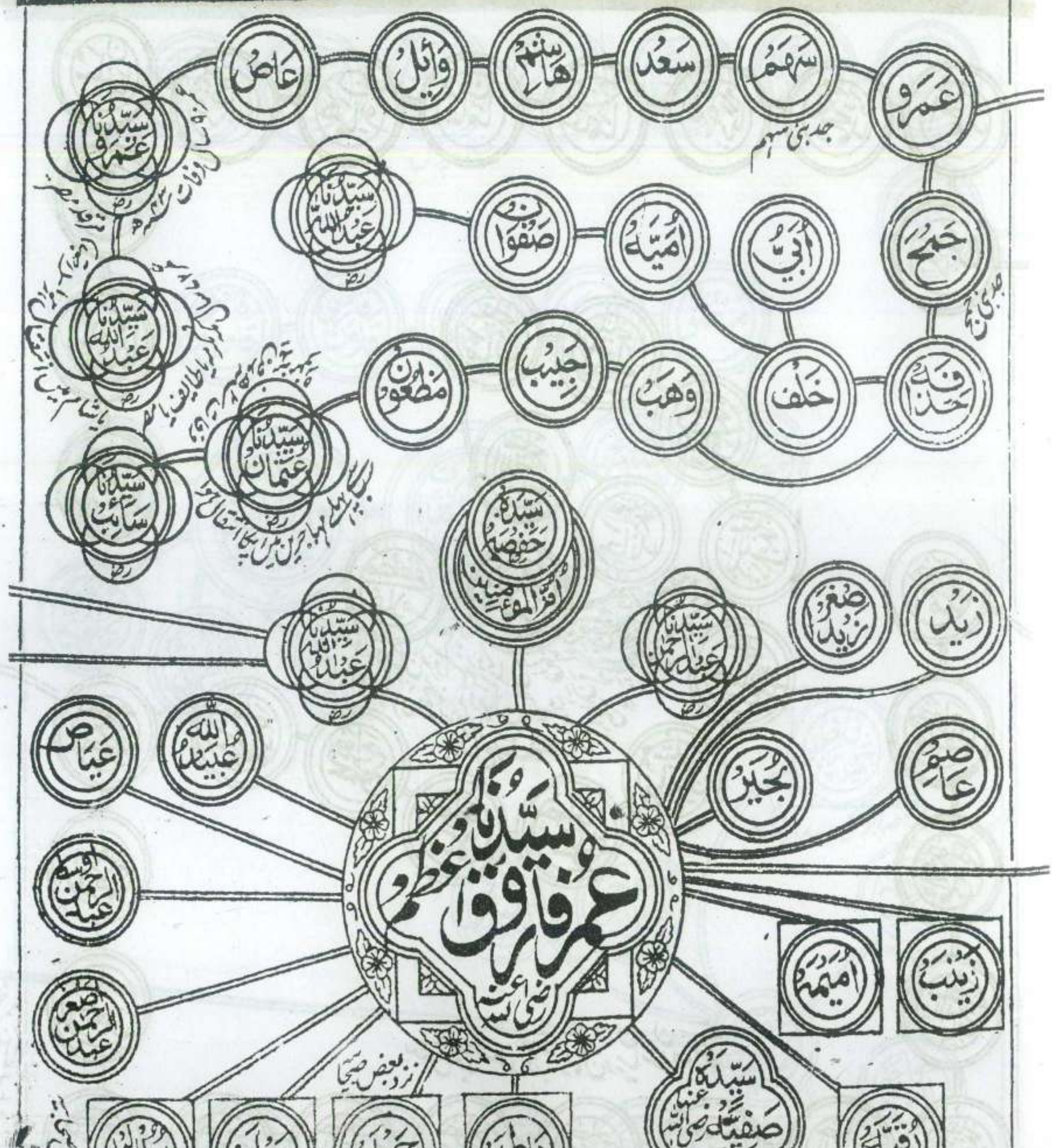
یَا لَیْتَنِی شَاھِدٌ فَحْوَاءَ دَعْوَتِہٖ

اے کاش میں اُسوقت موجود ہوتا جبکہ نبی یعنی محمد صلعم

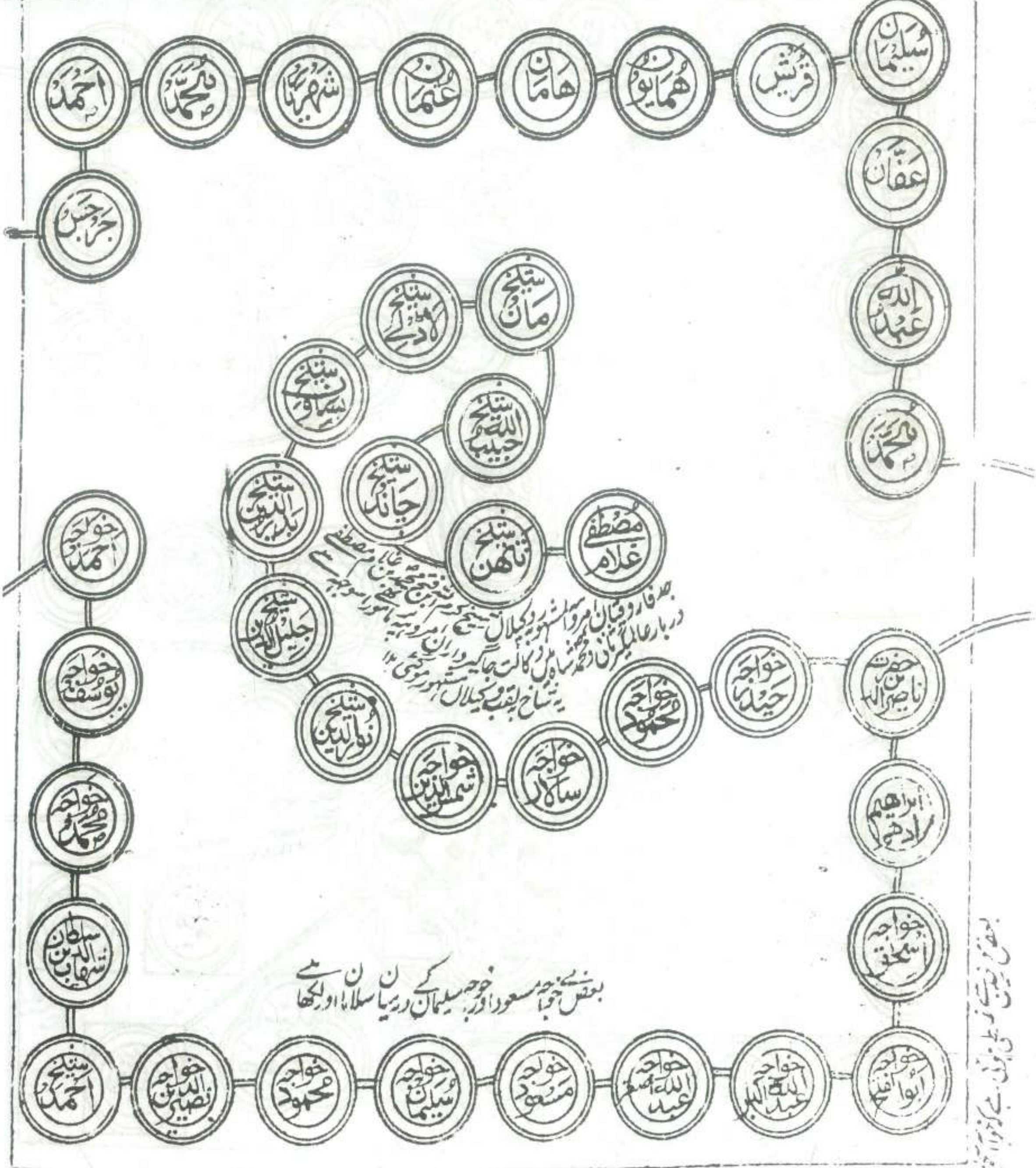
(مواہب و سیرۃ الحلبی)



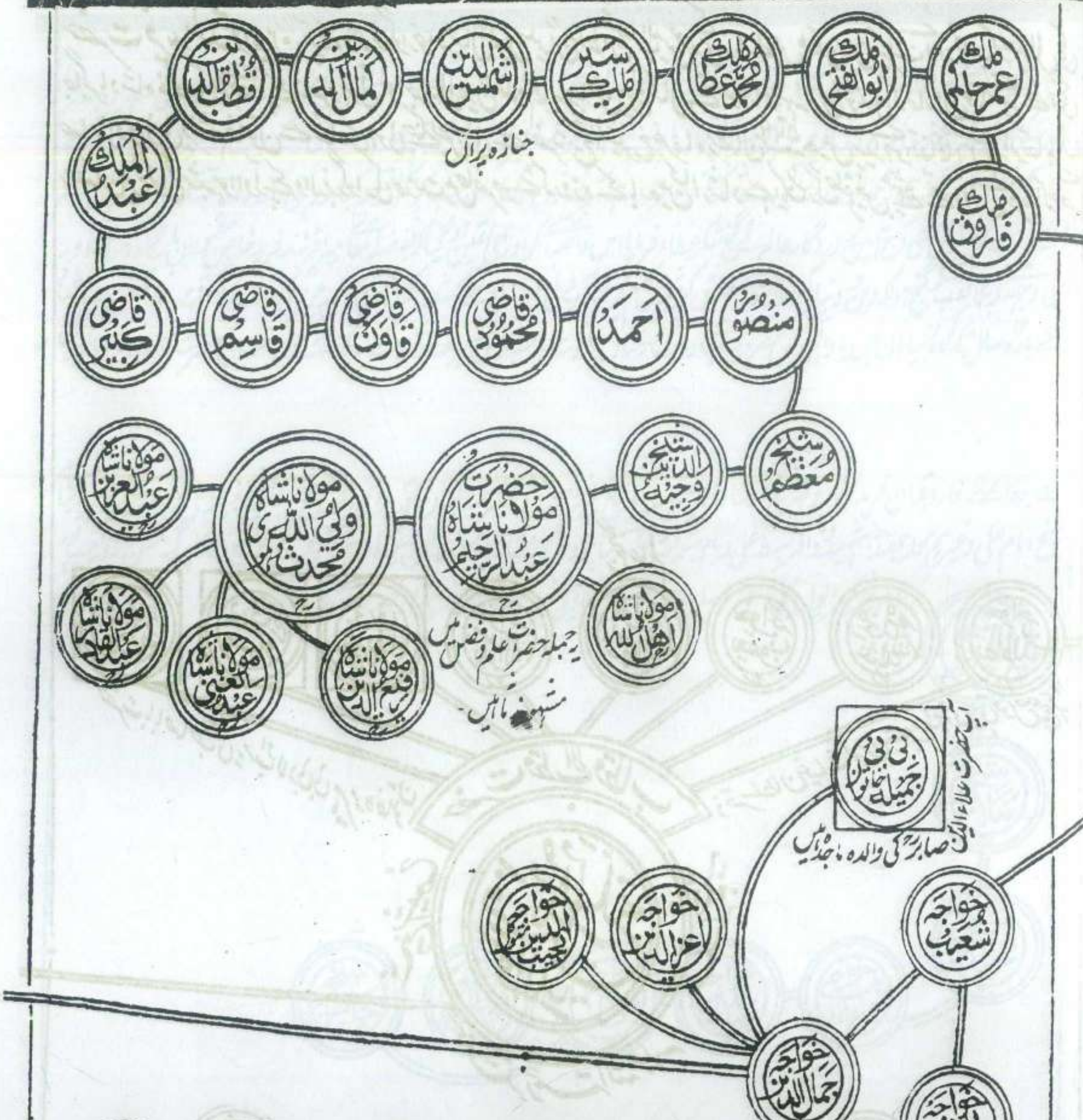
فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الفیل سے ۱۳ سال بعد آپکی ولادت ہوئی اور صدیق اکبرؓ کے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے بڑی خصوصیت آپکی یہ تھی کہ آپ نے اپنے زمانۂ خلافت میں نبی کریم صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے نقش قدم پر برابر چلتے رہے۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِی الْعُمَرَیْنِ حضورؐ کی یہ دعا آپکے حق میں قبول ہوئی اور آپ نے ابتداء اسلام سے آخر عمر تک اتباع نبوی اور حب رسول کا وہ ثبوت دیا کہ جسکی مثال بہت ہی کمیاب ہے۔ فتوحات اسلامی کی آپکے زمانے



یں یہاں تک ترقی ہوئی بعض مورخین نے مبالغہ سے یہانتک بیان کیا ہے کہ آپکے زمانہ میں چھتیس ہزار شہر عربوں نے فتح کئے۔ قطع نظر اسکے آپکی فتوحات کی اگر صحیح تعداد لکھی جائے تو دنیا کو حیرت استعجاب میں ڈالنے کے لئے کافی ہے اسمیں کچھ شک نہیں کہ عرب فلسطین شام عراق عرب الجزیرہ مصر فارس عجم کی شہنشاہی کا تاج آپ اپنے انتقال کیوقت اپنے جانشینوں کو سپرد کر گئے باوجود اس سلطنت کے آپکا گزارہ صرف نمکین جو کی روٹی کھجور اور پانی پر تھا۔ اور بعض وقت زکیہ نفیس کھلاتے

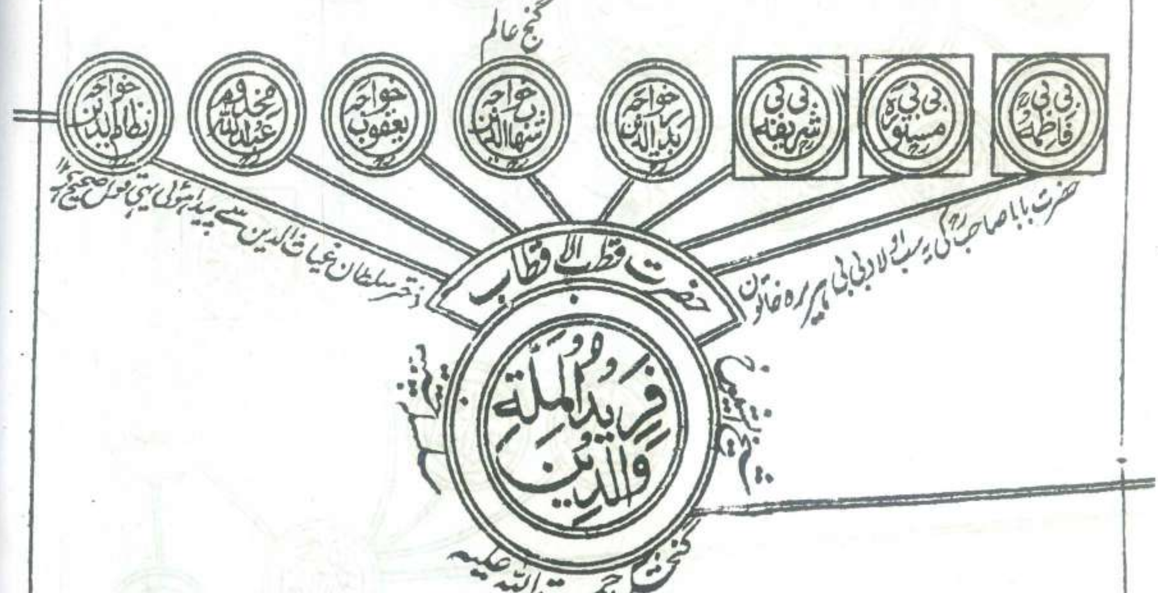


نمک بھی نہیں کھاتے تھے۔ لباس پھٹا پرانا جسمیں پیوند لگے ہوتے زیب تن رہتا تھا۔ مسجد کی سیڑھیوں یا کسی درخت کے سائے میں سوتے رہتے۔ ہرچند مال غنیمت میں بیشمار زروجواہر آتا رہا مگر اپنے نفس کے لئے کچھ نہ رکھا اپنی اولاد کو بھی نہ دیتے بلکہ غربا و ساکین میں سب تقسیم کردیا کرتے۔ ہمیشہ آپ شان و شوکت اور عیش و عشرت کے سامان کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے عاملوں کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت فرماتے باوجود اس سادگی کے آپکی وہ ہیبت تھی کہ اسوقت کی زبردست



اور طاقتور سلطنتیں ہر وقت لرزاں رہتی تھیں۔ ایک روز مسجد میں آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ فیروز نامی ایک غلام مجوسی جو آپ سے دل میں عناد رکھتا تھا خنجر لیکر مسجد میں آیا اور آگے بڑھکر آپ پے در پے چھ وار کیے آپ زخمی ہوا اور بانخلاف و آیا تین یا سات دن زندہ رہکر بعمر تریسٹھ ۶۳ سال ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کو وفات پائی۔ دس سال چھ ماہ آپنے خلافت کی۔ مرقد مدینہ منورہ۔ (اصابہ و تاریخ الخلفاء و تاریخ عالم)

حضرت فرید الملۃ والدینؒ آپکے والد بزرگوار خواجہ جمال الدین سلیمانؒ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے میں ملتان میں تشریف لائے اور قصبہ کوتھیوال کی جاگیر بادشاہ مذکور کی طرف سے آپکے نام فرد ہوئی۔ خواجہ جمال الدینؒ علوم ظاہر و باطن میں باکمال تھے مولانا وجیہہ الدین خجندی کہ خاندان عباسیہ سے تھے انکی صاحبزادی بی بی قرسم خاتون سے شادی ہوئی جنکے بطن صافی سے حضرت شیخ الشیوخ غرہ ماہ رمضان ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے اتفاقاً اُس روز ابر تھا ہلال رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ روزہ کے بارہ میں کیا ارشاد ہے ایک مرد حلقہ میں بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضرت

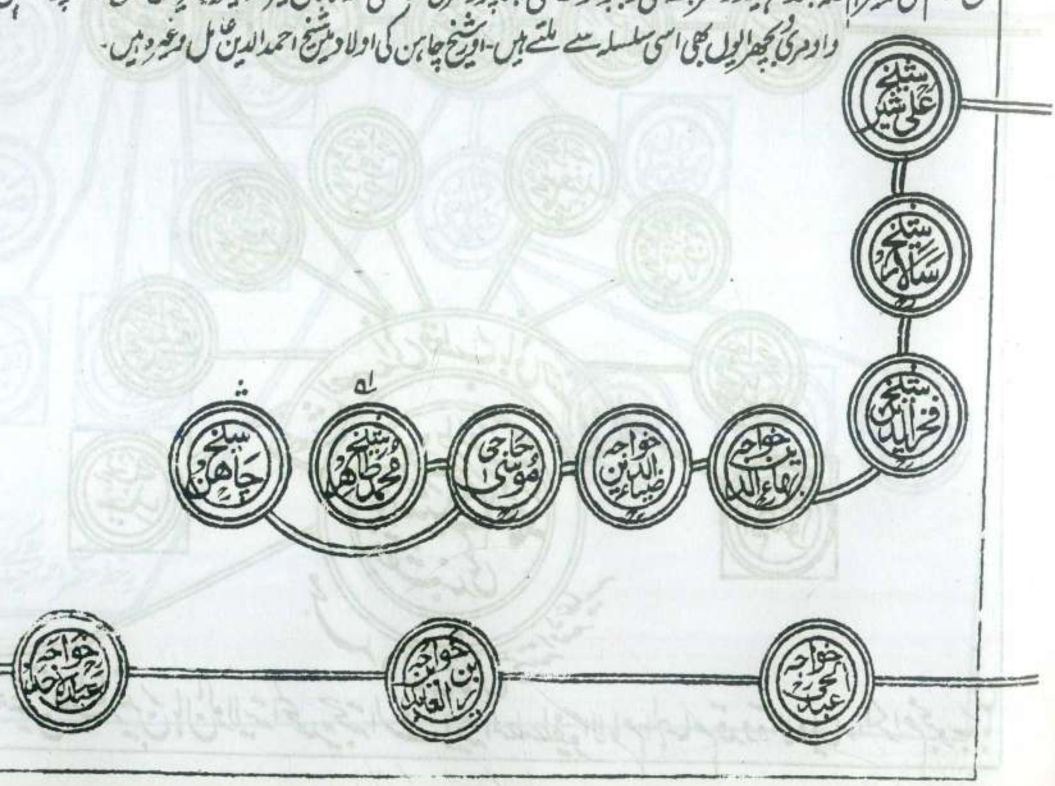


سلسلہ حضرت مجد صاحب

شیخ جو قطب الاقطاب ہونے والے ہیں اگر دودھ پی لیں تو رمضان نہیں ورنہ سب آج روزہ رکھنا ضروری ہے چنانچہ آپکی والدہ ماجدہ نے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپنے دودھ نہیں پیا پھر سب نے روزے رکھے بعد کو قرب و جوار سے چاند ہو جانے کی خبریں معلوم ہوئیں۔ آپنے تمام ماہ رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیا افطار کے وقت شبکو دودھ پیتے ابتدا ہی سے آثار عرفان اور کمالات معرفت آپکی جبین مبارک سے ہویدا تھے آپکی دو ڈھائی سالہ عمر میں حضرت والدہ ماجدہ نے نماز پڑھانی شروع کی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ نماز پڑھنے سے کیا ملتا ہے،

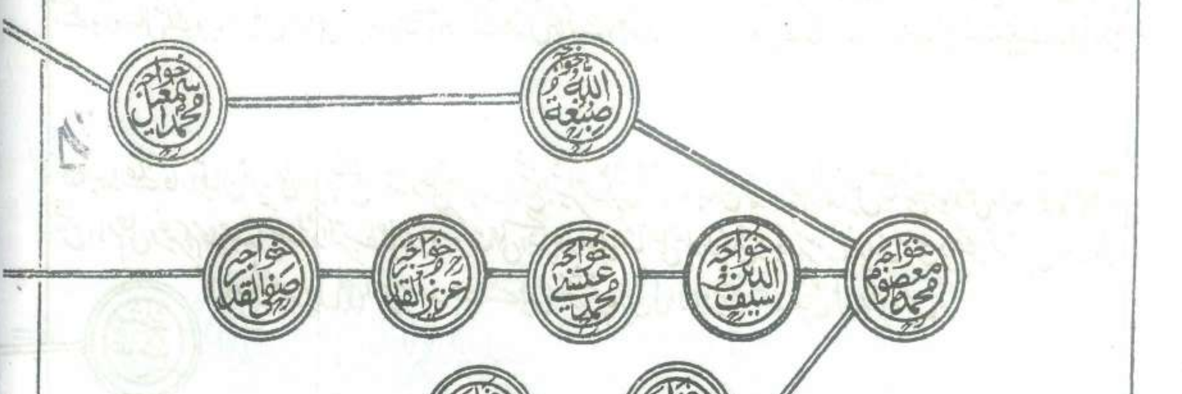
آپکی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ شکر ملتی ہے۔ جب آپکو نماز کے لئے کھڑا کرتیں تو مصلی کے نیچے آپ شکر رکھدیا کرتی تھیں اسلیئے کہ بچوں کو مٹھائی سے رغبت ہوتی ہے اور بعد فراغ نماز شکر نکالکر حضرت فریدالحق کو دیدیا کرتیں۔ ایک روز آپکی والدہ ماجدہ اپنے کسی عزیز کے ہاں تشریف لے گئیں اور آپ حسب عادت نماز کے وقت مصلے پر کھڑے ہو گئے آپنے دعا کے بعد مصلے کے نیچے دیکھا تو قدرت الٰہی سے شکر کا خزانہ موجود ہے آپنے خود بھی کھایا اور سب بچوں کو تقسیم کیا اور اپنی والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ تمہارے پاس نماز پڑھنے سے کم شکر ملتی تھی آج ہمیں پروردگار عالم نے گنج شکر عطاء فرمایا اس واقعہ سے انکو اور بھی یقین ہو گیا کہ بفضلہ تعالیٰ میرا فرزند فرید خاص مقبولان بارگاہ سے ہو گا۔ اور اسی وجہ سے آپکا لقب گنج شکر ہوا کہ دین و دنیا کی حلاوت سے مخلوق کو شیریں کام فرمایا آپ ولی مادر زاد تھے کشف و کرامات آپکے بیحد ہیں آپکی والدہ کملا وقت سے تھیں حسب ارشاد انکے بارہ ۱۲ سال تک کوہ و بیابان میں یاد الٰہی میں مصروف رہے اور برگ درختاں آپکا قوت رہا جب واپس تشریف لائے تو آپنے سرگذشت دریافت کی حضرت شیخ نے فرمایا کہ برگ درختاں ص

۵ جد اعلیٰ فاروقیان فریدی امروہہ شیخ ارشاد علی تحصیلدار و شیخ بشیر احمد ڈپٹی کلکٹر صاحبان محمد ابراہیم و محمد اسمٰعیل ابنائے شیخ نیاز علی و عبدالحکیم وغیرہ ابنائے شیخ امام علی وغیرہم محلہ جھنڈا شہید و ڈاکٹر سبط علی و بابو شوکت علی ابنائے چودھری ممتاز علی محلہ ملانان وغیرہ اور شیوخ فریدی موضع دھکار پرگنہ حسن پور و رجب پور و داومری و کچھرالیوں بھی اسی سلسلہ سے ملتے ہیں۔ اور شیخ چاہن کی اولاد میں شیخ احمد الدین عمل وغیرہ ہیں۔



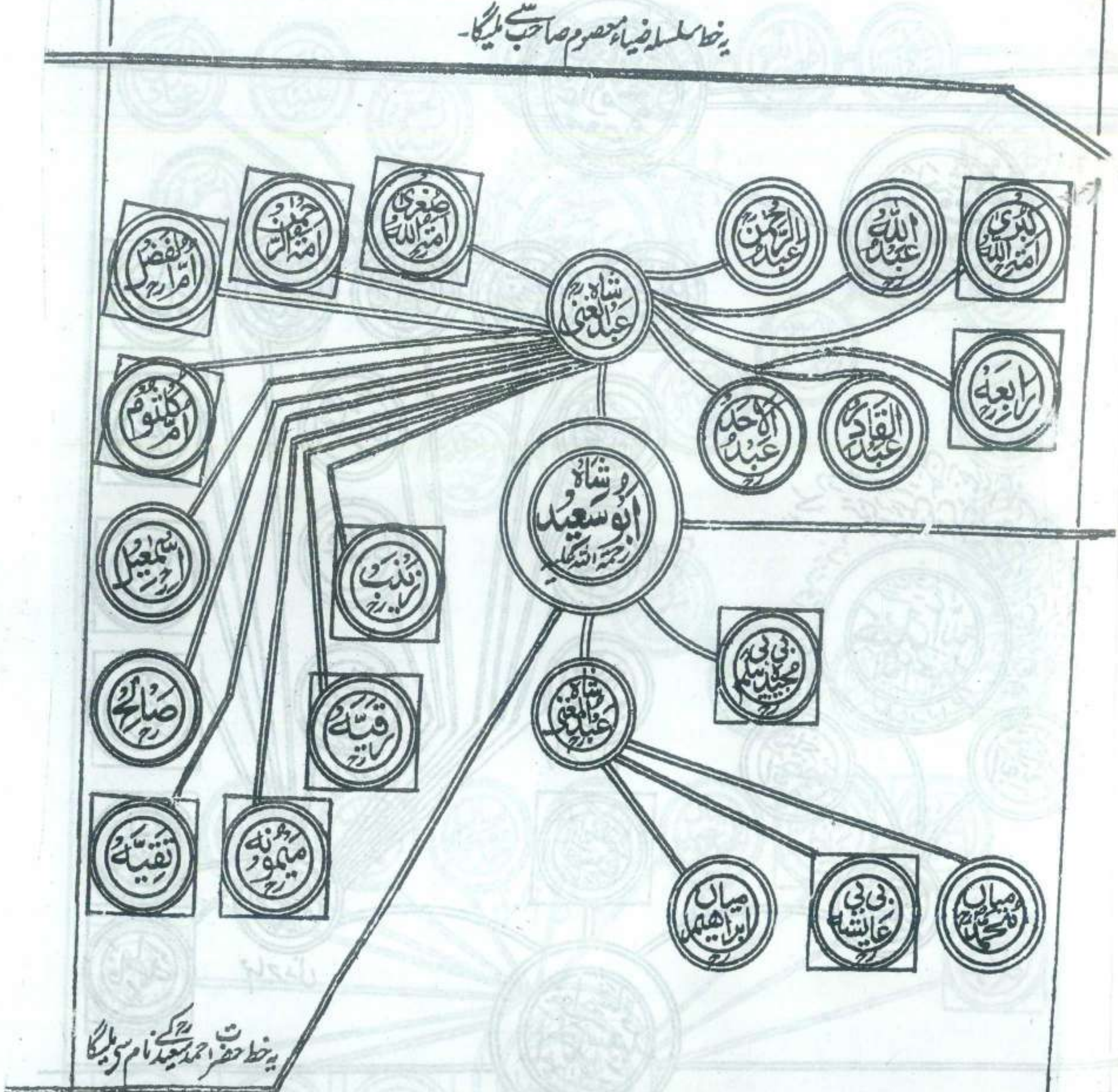
کاہ برقناعت کی اور عبادت میں مصروف رہا۔ آپکی والدہ ماجدہ نے شفقت سے آپکے موے مبارک میں کنگھی شروع کی تو بالوں کے کھنچنے سے تکلیف ہوئی آپنے عرض کیا کہ سر دکھتا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمنے جو بارہ برس درختوں کے پتے نوچے تھے تمہارا اس فعل سے انکو تکلیف کیا نہ ہوئی ہوگی اس سے آپکو خیال ہوا کہ بیکار وقت صرف ہوا۔ پھر آپ رخصت ہوئے اور بارہ برس تک مجاہدہ و ریاضات میں مصروف رہے ایک قرص چوبیں اطمینان نفس کے لئے شکم سے بندھی ہوتی اور مشغول عبادت رہتے ذکر الٰہی آپکی غذا ہوتی

جو کوئی کھانے کے واسطے دریافت کرتا آپ فرماتے کہ کھالیا ہے اور بچا ہوا بھی موجود ہے اور اس قرص چوبیں کی طرف اشارہ کرتے۔ بعد انقضائے مدت والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بوقت استفسار حال بیان فرمایا تو جواب ملا کہ تمنے اس عرصہ میں جو کچھ کیا خلاف واقعہ ہے۔ اس پر آپکو خیال ہوا کہ اب بھی کچھ نہ کیا پھر رخصت ہو کر بارہ ۱۲ برس مشغول مجاہدہ رہے اور ایک کنوئیں میں آویزاں ہو کر صلوٰۃ معکوس ادا کی۔ بارہ سال کے بعد ہاتف غیب سے آواز آئی کہ فرید جو کچھ چاہیگا وہ ہوگا۔ آپ والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے تحسین و تسکین فرمائی اور تکمیل کمالات عرفاں کی بشارت دی۔ آپ اجل خلفائے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور سرتاج مشائخ چشت سے ہیں آپکے بکثرت خلفا ہوئے عمر شریف ۹۵ سال ۵ محرم یوم شنبہ مزار اقدس پاک پٹن شریف۔ (جواہر فریدی)

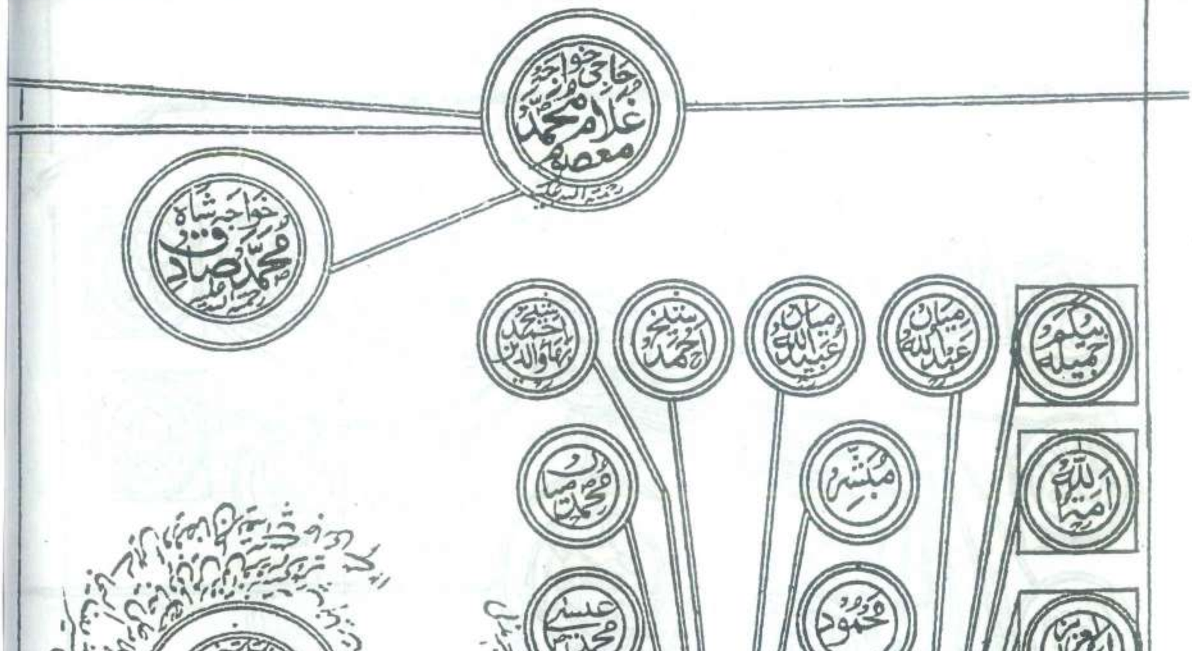


غوث المحققین قطب العارفین برہان الولایۃ المحمدیہ حجۃ الشریعۃ المصطفویہ الامام الہمام قدوۃ الاولیاء الکرام محبوب ربانی

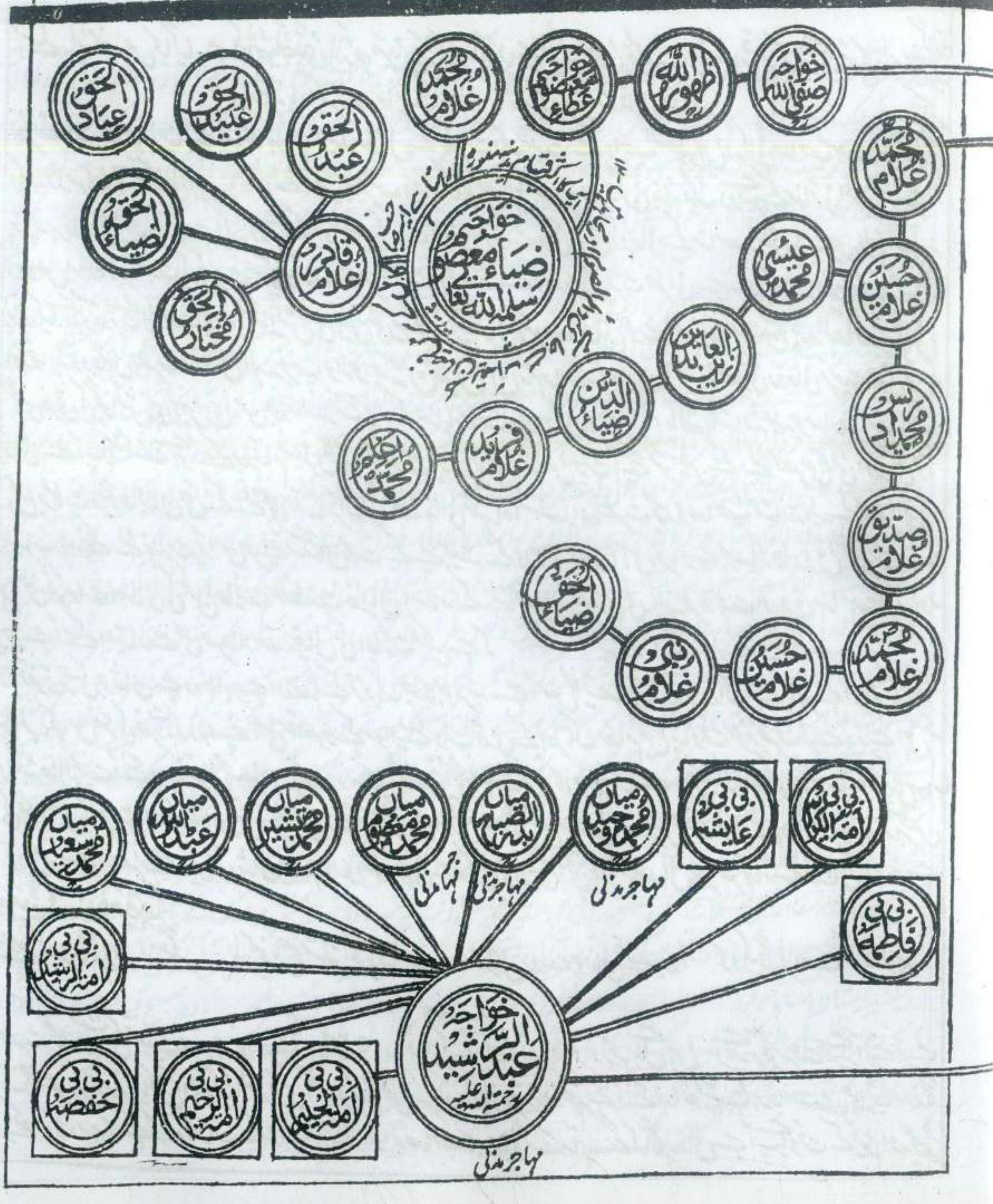
نور امام حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد قادری چشتی سہروردی نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز آپکی ولادت باسعادت
... میں ہوئی حضرت قیوم ربانی کے جملہ اباواجداد علماء مشاہیر مشائخ واکابر سے ہوئے ہیں آپکے وجود مبارک کی نسبت اکثر بزرگان دین نے بشارت دی
صغرسنی سے آثار ولایت جبین مبارک سے ہویدا تھے بچپن میں حضرت کمال کیتھلی نے اپنی زبان مبارک آپکے دہن شریف میں دی اسکی برکت سے



چند روز میں قرآن شریف آپکو حفظ ہو گیا۔ علمائے وقت سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار سے معارف توحید کا حظ وافر حاصل کیا اور سلسلہ چشتیہ و قادریہ کے مسند آرائے ارشاد ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہو کر ذکر و اشغال میں مصروف ہوئے۔ رسائل حضرات نقشبندیہ کے ملاحظہ سے ایک دوسرا جذب پیدا ہوا یہاں تک کہ آپ ولایت پناہ ہدایت دستگاہ ختام خواجگاں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ



کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور دو ماہ چند روز کے عرصہ میں سلوکِ نقشبندیہ طے فرما کر جملہ سلاسل کی دولت سے مشرف ہوا۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر طبقے کے بعض خام اشخاص میں ایسے تعصبی خیالات پیدا ہو گئے ہیں جن کا متقدمین اور سلف صالحین کے زمانے میں وجود بھی نہ تھا اور اس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ اپنے اپنے مشائخ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان ہو کر دوسرے بزرگانِ دین کی تنقیص میں اس قدر بڑھ جاتے



ہیں کہ ادب و لحاظ جو تصوف کی سب سے پہلے الف با ہے وہ ہی ہاتھ سے کھو دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا جہالت کا اثر ہے جسکی وجہ سے خود اپنے ہی مشائخ کے فیضان سے محروم رہ جاتے ہیں اور اپنے گمان ناقص میں خیال کرتے ہیں کہ ہمارا یہ فعل دلیل محبت ہے حالانکہ محبت کی ہوا اُنسے کوسوں دور ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ لفظ فقر و تصوف زبان سے تو بہت جلدی ادا ہو جاتا ہے مگر اسکی دشوار گذار راہوں میں قدم رکھنا اور مصائب کی برداشت اُسی کا کام ہے جو

اُسکے لئے مخصوص کیا گیا ہے اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ اور اُسکو اس قسم کے خیالات ناقص کا خطرہ بھی نہیں گزرتا

ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجاست نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

نظر انصاف اور دیدۂ بینا سے صاف ظاہر ہے کہ جملہ سلاسل کے حضرات ایک حیثیت سے واجب التعظیم ہیں اور کوئی صاحب نسبت سلاسل اربعہ کے ایک دوسری نسبت سے خالی نہیں باستثنائے بعض مجاذیب وغیرہ کما لایخفی لاہل البصیرۃ اور نہ کوئی بذاتہٖ ایک دوسرے کے مغائر فی المنشاء ہے۔ چنانچہ ہر خاندان کے پیشواؤں سے برابر ایک دوسرے کے متوسلین ہر قسم کے اذواق اور اپنے ذاتی مذاق روحانی کے مناسب فیض پاتے ہیں البتہ ادب و اخلاص ارادہ و ریاضت کی کمی ہے جسکی وجہ سے بجائے کثرت میں وحدت کے وحدت بھی کثرت نظر آتی ہے۔ اور کمالات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر غور کیا جائے تو قدرت نے ایسے خیالات کی گنجائش ہی نہیں رکھی کیونکہ جب **فیضان محبوب سبحانی** غوث صمدانی حضرت شیخ **عبد القادر جیلانی** اور خواجۂ خواجگاں حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجہ **معین الدین حسن** رحمہما اللہ کے عرفان باطن سے آپکی روحانی تربیت ہوئی تو اب کسی فرق کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ من بعد سلسلہ نقشبندیہ کے بعنایات ختام خواجگان خواجہ **باقی باللہ** رحمۃ اللہ علیہ جو معارف و مقامات فضل ربانی سے آپ پر منکشف ہوئے اسکے بعد تمام نسبتوں کا مجموعہ نسبت مجددیہ ایک خاص ورثہ آپکے متوسلین کے لئے مخصوص ہو گئی اور آپکی ذات مجمع برکات دیگر طالبان حق کے لئے بھی مقتدا قرار پائی علٰی ہذا الٰی منتہاء السلسلہ اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحر عرفان سے سیراب ہونیکے لئے نہایت پُر امن طریقے تشنگان محبت کے لئے ہمیشہ کے واسطے اسطرح سہل فرما دیئے جیسا کہ **فاروق اعظم** رض نے ظاہری و باطنی فتوحات اسلامی کی مکمل با عافیت سلطنت فدایان اسلام کے لئے مخصوص چھوڑی تھی۔ البتہ غرط محبت اور فرق مناسبت ایک ور چیز ہے اُسکے اعتبار سے بھی صرف اسقدر خیال کی اجازت ممکن ہے کہ

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

رہا تفوق جسکی جو شان ہے وہ ظاہر ہے اور خدا کے نزدیک جسکا جو مرتبہ ہے اُس کا فیصلہ ہمارے فہم و ادراک سے باہر ہے اور نہ ایک سچے طالب کو اس فکر کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے اصلی مقصود کے سوا ایسے ذلت قدمی کے خطرناک مقام میں اپنا وقت عزیز صرف کرے۔ رہے اہل سکر و غلبۂ حال و محبت اُنکے سب افعال محمود اور ایک دوسری شئے ہیں اُنکی نسبت کوئی کلام ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ اخلاص کے ساتھ اصلاح حال کی فکر اصل کام ہے اسکے علاوہ قیل و قال لایعنی سے سوائے محرومی اور تضییع اوقات کسی مفاد کی امید نہیں وقت کوتاہ کام دشوار سفر دراز ہر شخص کو در پیش ہے اور حضرات اکابرین کی شان میں ہماری سوء ادبی سے کوئی کمی نہیں ہو سکتی بلکہ اُسکا وبال سراسر ہمارے لئے خذلان کا باعث ہے وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
ز وصل روے جواناں تمتعے بردار کہ در کمینگہ عمر است مکر عالم پیر

منہ

حضرت مجدد صاحب رح کی نسبت حضرت خواجہ **باقی باللہ** رح بار ہا فرمایا کرتے تھے کہ آپ مراد اور محبوباں سے ہیں اسوجہ سے آپکو سرعت سیر ہے۔ آپنے اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمایا کہ شیخ احمد کثیر العلم قوی العمل ایک شخص سرہند کے ہیں چند روز فقیر نے اُنکے ساتھ نشست و برخاست میں عجائب روزگار دیکھے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ آفتاب عالمتاب ہونگے۔ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کسقدر آپ کے کمالات پر دال ہے آپ اپنے وقت کے قیوم اور مجدد

الف تھے۔ آپکا زمانہ ولادت وہ تھا کہ امم سابقہ میں ایسے پُر ظلمت اوقات میں مشیت ایزدی مقتضی بعثت انبیاءِ اُولو العزم علیہم السلام ہوئی ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین ہیں اور آپکی امت کے علماءِ راسخین کا اصلاح عالم کے لئے مقرر ہونا مثل انبیاء بنی اسرائیل کے قرار پایا ہے۔ اسی وجہ سے باری تعالٰی نے مقامات عالیہ سے آپکو ممتاز فرمایا اور ذات مبارک مجدد الف منتظم شریعت مجدد طریقہ قرار پائی سلسلہ نقشبندیہ

[redacted]

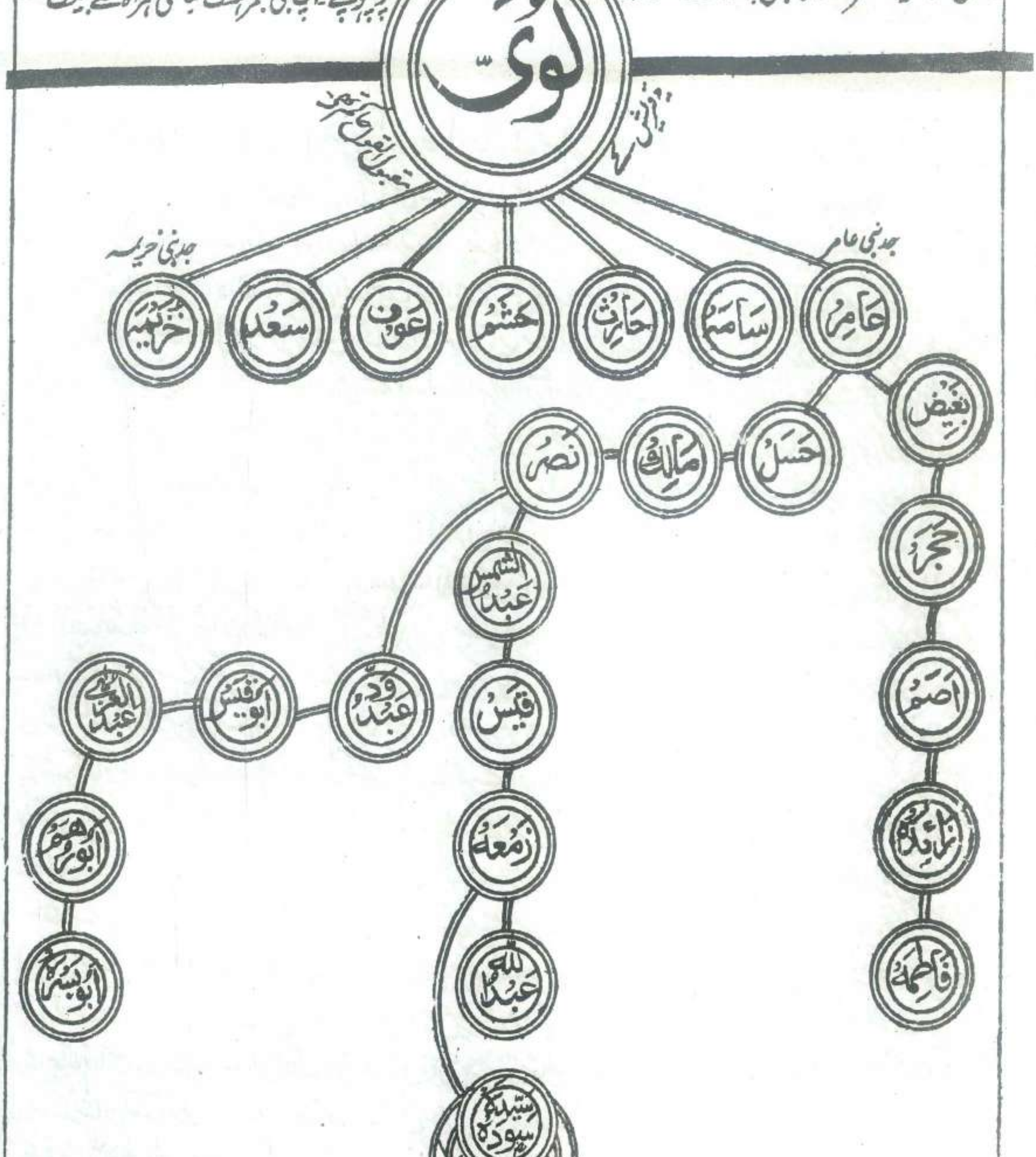
میں جو جدتیں اور مقامات کی ترتیب ظہور میں آئی اور اس طریقہ کو ہر خاص و عام کے لئے جسطرح بلا خوف محرومی آسان فرما دیا وہ قطب ربانی کے کمالات باطن کی ایک نمایاں مثال ہے۔ آپکے فیضان ظاہری و باطنی سے ہزاروں علماء و فضلاء فیضیاب ہوئے استغراق بحر وحدت و استہلاک احدیت طالبان حق کو مفت نقد وقت ہو گیا شہود وحدت در کثرت اور جذبات محبت و معرفت سالکان طریقت کو آپکی ادنی توجہ سے نصیب ہوا آپکی نسبت و جذبات معرفت سے کارخانہ باطن کی ایک عجیب شان ہو گئی سختی مجاہدات و تواتر صوم وصال اور چلہ کشی کی تکالیف کے بجائے اتباع سنت اور معمولی عبادات سے مقامات عالی کا وصول آسان ہو گیا اور ان شاء اللہ تا قیامت آسان رہیگا۔ خوارق کشف و کرامات آپکی بیان سے باہر ہیں۔ طواف کعبہ کا شوق ایک مرتبہ آپ پر غالب ہوا فضل خداوندی سے خانہ کعبہ ظاہر ہوا اور اسے مقام پر آپ نے زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا آپ فرماتے ہیں کہ ہم تمکو علم سموات کی تعلیم کرنے آئے ہیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ دیکھی گئی کہ وہ مثل اتقی فلک کے سرہند میں مقیم ہے حضرت امام اعظم و امام شافعی و غوث الثقلین حضرت سید عبدالقادر جیلانی و حضرات مشائخ چشتیہ و کبرویہ نے معہ دیگر مشائخ و اساتذہ نزول اجلال فرمایا اور القائے نسبتہائے گوناگوں سے آپ شادکام ہوئے۔ ایک روز دید قصور اور ندامت و انفعال کا حال آپ پر بہت غالب ہوا اُسی کیفیت میں آواز آئی کہ غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اکثر ارشاد ہوا کرتا تھا کہ جو ہمارے طریقہ میں بواسطہ یا بلا واسطہ داخل ہے یا آیندہ ہوگا قیامت تک سب مجھ پر پیش کئے گئے اور اُنکے نام و نسب و مسکن تک بتا دیے گئے ہیں کہ میں سب کو بیان کر سکتا ہوں اور وہ مجھے بخش دیے گئے ہیں آپکو بشارت ہوئی تھی کہ جس جنازہ کی نماز میں شریک ہوں یا جس قبر پر فاتحہ پڑہیں وہ مغفور ہیں اور آپکے روضۂ اقدس کی ایک مشت خاک جسپر ڈالدی جائیگی وہ بخشدیا جاویگا آپ فرمایا کرتے تھے کہ طریقۂ نقشبندیہ کبریت احمر ہے اور اُسکی بناء اتباع سنت پر ہے۔ آپکے تصرفات سے دین اسلام کو تقویت ہوئی۔ آثار شریعت جو زمانہ اکبر شاہ میں معدوم ہو چلے تھے پھر مستحکم ہوئے اور کثرت سے کفار دائرہ اسلام میں داخل ہو کر آپکی وجہ سے ناجی ہوئے۔ ظلمت کفر و بدعت کی بجائے اتباع سنت و اشاعت طریقت کی روشنی پھیل گئی۔ مولانا حمید جو آپکے خلفاء میں سے تھے اُنکو رخصت کے وقت ایک کفش مبارک عطا فرمائی تھی مولانا مذکور اُسے سر پر رکھکر اُٹھے بیرون وطن کو روانہ ہوئے وہاں پہونچکر ایک مخصوص حجرہ میں باحتیاط تمام اُسکو رکھدیا۔ اہل حاجت اور امراض جو اُنکے پاس آتے اُس کفش کا ایک حصہ دھوکر آپ پانی دیدیا کرتے تھے بفضل ایزدی اُسکی برکت سے شفا اور حل مشکلات سے خلق مستفید ہوتی تھی اور جس مریض کا وقت قریب ہوتا تھا تو کفش مبارک کے پانی میں ڈالنے سے پیالہ ٹوٹ جاتا تھا۔ سبحان اللہ کیا ذات تھی جسکے ادنی تصرفات کی اس سے بہتر و برتر مثالیں موجود ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَمْطِرْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهٖ وَاَنْوَارِهٖ بِجَاهِ حَبِيْبِكَ

برزمینیکہ نشان کف پائے تو بود — سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود
چشم آندم کہ ز شوق تو نہد سر بلحد — تا دم صبح قیامت نگراں خواہد بود

آپکے فیضان ظاہری و باطنی سے خلق خدا کو بے انتہا فائدہ پہونچا گم شدگان تیہ ضلالت راہ راست پر آئے حرماں نصیب دولت سرمدی سے مالا مال ہوئے ایک نظر جسپر پڑی خدا تک پہونچ گیا سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ صِلَةً بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ ط

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

۱۰۳۴ھ میں ظاہری وجود کا رسمی حجاب جو برائے نام حائل تھا وہ بھی اُٹھ گیا اور مطلوب حقیقی سے آپکا وصال ہوا۔ اولاد امجاد و خلفائے کرام سے سلسلہ جاری ہوا بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ جو ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھے حضرت قیوم ربانی جس وقت حصول فیض کے لئے حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے آستانہ عالیہ پر پہونچے۔ آپ بھی بعمر ہشت سالگی ہمراہ تھے بیعت سے



شرف ہے ہو باوجود صغر سنی احوال و اردات عجیبہ آپ پر وارد ہونے شروع ہو گئے ذوق استغراق اسدرجہ آپ پر غالب رہتا تھا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ
فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق کو بازار کا کھانا کھلاؤ تاکہ غلبہ حال میں کچھ کمی ہو حضرت قیوم ربانی فرمایا کرتے تھے کہ محمد صادق
میرے معارف کا مجموعہ ہیں۔ سرہند کی ولایت انکی ہے۔ میں مثل مسافروں کے انکے ہاں مقیم ہوں۔ آپکی عمر

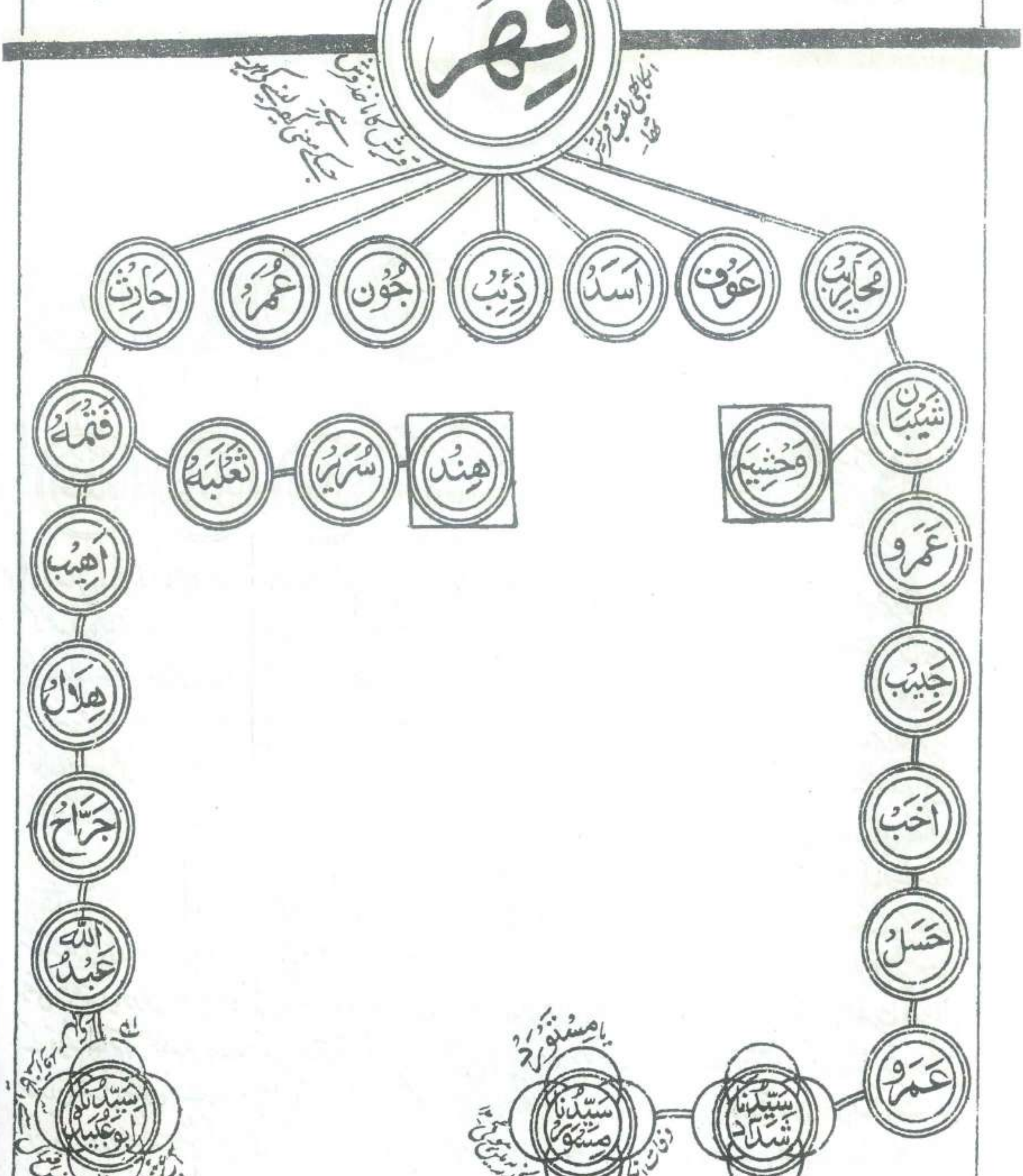


شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا دشمن تھا اسکا خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح مکہ مکرمہ
مباح کر دیا تھا اور بعد فتح مکہ جبکہ یہ پردہ ہائے خانہ کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا اسوقت قتل کیا گیا۔ (ابن خلدون)

۴۲ سال کی تھی کہ وبا پھیلی اور مرض طاعون میں کثرت سے خلق خدا تلف ہونے لگی اُسوقت آپنے بہ نظر شفقت خلق دفع بلا پر توجہ فرمائی معلوم ہوا
کہ لقمہ لذیذ چاہتی ہے آپنے رضا بالقضا اپنے وجود مبارک کو خلق خدا پر نثار کر دیا ۹۔ ربیع الاول کو آپکا انتقال ہوا اور مرض وبائی سے امن ہو گیا۔
ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ آدمیوں کو چاہیئے وبا کے وقت آپکا نام کاغذ پر لکھکر پانی سے دھوکر پیا کریں شر وبا سے محفوظ رہینگے
چنانچہ یہ خبر تمام ملک میں مشتہر ہو گئی اور آپکے نام مبارک کا تعویذ ہو گیا اور ایسے موقعوں پر مخلوق کو شفا ہوئی اور تجربے سے ثابت ہوا کہ حضرت کے
خاک مزار کی بھی یہی خاصیت ہے۔ شیخ محمد یحییٰ چھوٹے صاحبزادے بھی فضل و کمالات ظاہری و باطنی میں۔ این خانہ تمام آفتاب است کے مصداق تھے
آپکی ولادت سے پہلے حضرت شیخ قدس سرہ کو آیہ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ بذریعۂ الہام پہونچی اُسکے اتباع میں آپکا نام یحییٰ رکھا گیا
عبادات و تعمیر اوقات ارشاد طالبان میں آپکی مصروفیت ممتاز زمانہ تھی۔ بادشاہ محمد اورنگ زیب آپکی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا کرتے تھے اور
بہت سے دیہات آپکی نذر کیئے چنانچہ مشہور ہو گیا تھا کہ اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْمِلْكُ لِيَحْيَىٰ یعنی ملک خدا کا اور ملک یحییٰ کی ہے۔ جذب و استہلاک آپ پر غالب تھا
۱۰۲۴ھ میں آپکی ولادت ہوئی اور وفات ۱۰۹۶ھ میں۔ تیسرے صاحبزادے حضرت خازن الرحمہ خواجہ محمد سعید اور چوتھے حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم
رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرات لفظ شیخین کے ساتھ ملقب ہیں اور مخزن فیضان طریقہ یہی حضرات ہیں۔ اور کمالات معرفت میں حضرت امام ربانی
کے قائم مقام ہوئے مخصوص مقامات حضرت مجدد سے سرفرازی حاصل ہوئی ایک مقام غوثیت میں ممتاز تھے دوسرے مرتبہ قیومیت سے سرفراز تھے۔
خازن الرحمہ کی شان خلت اور حضرت عروۃ الوثقیٰ میں ذات مجبوبی تھی۔ خواجہ محمد سعید کی ولادت ۱۰۰۵ھ میں اور وفات ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ
میں ہوئی۔ اور خواجہ محمد معصوم کی پیدائش ۱۰۰۹ھ اور زمانہ وفات ۹۔ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہے۔ یہ دونوں حضرات اس طریقے کے راس الطریقہ ہیں
کثرت سے مخلوق انسے فیضیاب ہوئی۔ باقی اور اولاد امجاد و خلفائے کرام سے سلسلہ جاری ہوا اور تا ہنوز فیضان طریقہ جاری ہے۔ علاوہ خلفائے

کاملین کے حضرت امام ربانیؒ کی نسل سے شاہ ابوالخیر و شاہ ضیاء معصوم صاحب رونق افزائے طریقہ ہیں خداوند عالم ان دونوں حضرات کے ظل ارشاد کو قائم رکھے آمین۔ (مکتوبات امام ربانی و مقامات سعیدیہ)

حضرت ابو عبیدہ عامر بن جراح اکثر فتوحات شام کے کارنامے آپ ہی کی طرف منسوب ہیں امین الامۃ آپکا



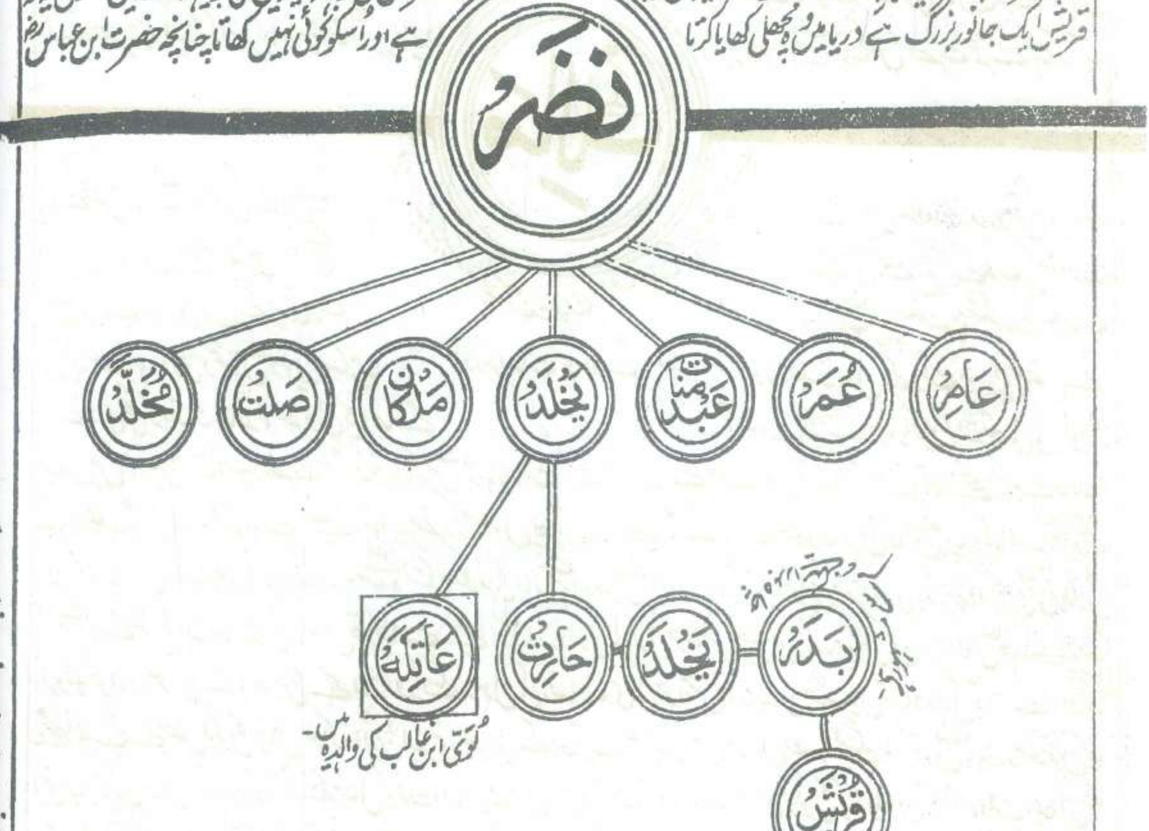
تعجب ہے آپکی ماموری ورحضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی بھی ایک عجیب اسلامی بردباری کا نمونہ ہے - اسواسطے ہم حضرت خالدؓ اور ابو عبیدہؓ کے ابتدائی حالات کا تذکرہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں - حضرت عمرؓ کا جب دور خلافت ہوا تو آپنے حضرت خالدؓ کو لشکر اسلام کی امارت سے معزول کرکے حضرت ابو عبیدہؓ کو امیر کیا - اس پر خالدؓ بن ولید کی قوم بنی مخزوم میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ

مالک

ایسے شخص کو امارت سے معزول کرتے ہیں جنہنے دشمنوں کے دلوں میں ہیبت الٰہی ڈالدی ہے وسیع کی ہے اور رومیوں کے بیشمار لشکر کی شجاعت و بہادری کا دشمنوں کے دلوں پر سکہ جما ملک شام میں سلام کا نام روشن کر دیا اور انکے کئی قلعے فتح کرکے عرب کی سلطنت کو ہر ایک موقع پر شکست پر شکست دیکر عرب دیا - خلیفہ اول کے وقت میں بھی بعض نے رائے دی تھی کہ حضرت خالدؓ کو معزول کیا جائے مگر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی تلوار کو میان میں کرنا نہیں چاہتا - اسپر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے بڑا بار امانت اپنے ذمہ لیا ہے خلیفہ اول کو خالدؓ پر اعتماد تھا مجھے بہ نسبت خالدؓ کے ابو عبیدہؓ پر زیادہ اعتماد ہے اسلیئے انکو امیر مقرر کرتا ہوں پھر آپنے ابو عبیدہؓ کے نام خط لکھکر عامر بن وقاص کے سپرد کیا اور انکو دمشق روانہ کر دیا اس خط کے پہونچنے پر حضرت ابو عبیدہؓ نے لشکر اسلام کی امارت اپنے ہاتھ میں لی اور خالدؓ بن ولید کو اپنی معزولی کی ذرا پرواہ نہیں ہوئی بلکہ یہ کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قید کیا ہے - مجھے امارت یا سرداری کی کوئی خواہش نہیں ہے میں ایک سپاہی بن کر اسلامی علم کے نیچے جہاد کرونگا خواہ وہ علم کسی کے ہاتھ میں ہو مجھے اللہ اور اسکے رسول کی رضامندی کی خواہش اور میدان جنگ میں شہادت کی تمنا ہے اللہ تعالیٰ مجھے نصیب کرے - بعض لوگوں کا خیال تھا کہ خالدؓ بن ولید اپنی معزولی کے بعد آیندہ لڑائیوں میں چنداں حصہ نہ لینگے مگر انہوں نے آیندہ معرکوں میں اپنی جانبازی و جاں نثاری دکھا کر انکے خیال کو غلط اور اپنے قول کو سچا ثابت کر دیا - اللہ اکبر ان لوگوں کا کیا ایمان تھا کہ دولت ایمان کے مقابلے میں شوکت دنیا انکے نزدیک کوئی چیز نہ تھی ایسے ہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام کو اس عروج تک پہونچایا - چنانچہ ابو عبیدہؓ نے فتح ابی القدس (درمیان عرقہ وطرابلس) کے لیئے حضرت عبداللہ بن جعفر کو صرف پانچسو ۵۰۰ سوار دیکر بھیجا اور انکے وہاں پہونچنے پر دشمن کی قوت بہت زیادہ معلوم ہوئی تو عبداللہ بن جعفر نے اسکی اطلاع حضرت ابو عبیدہؓ کو دی تو آپ کو پریشانی ہوئی اور دلگیر ہوکر فرمانے لگے کہ امارت ہاتھ میں لیکر پہلا لشکر مقابلے کے لئے بھیجا ہے اگر اسکو خدانخواستہ گزند پہونچی تو میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو کیا مونہہ دکھاؤنگا اور خلیفۃ المؤمنین سنینگے تو کیا کہینگے پھر آپنے خالدؓ بن ولید کو بلایا اور فرمایا کہ اس میدان کے مرد تم ہو جلد اپنے بھائیوں کی کمک کو پہونچو میرا پہلے بھی ارادہ یہی تھا کہ تم اس مہم پر جاتے مگر میں بوجہہ حیا کے نہ کہہ سکا کیونکہ مجھے یہ خیال آیا شاید تم جانا پسند نکرو اسلئے کہ تمکو خلیفہؓ ثانی نے امارت سے معزول کر دیا اور تمہاری دلشکنی ہوئی ہے خالدؓ بن ولید نے کہا کہ خدا گواہ ہے مجھے خلیفہ ثانیؓ کا حکم بسر وچشم منظور ہے میری ہرگز دلشکنی نہ ہوئی میں ہروقت خدا کی راہ میں جان دینے کو تیار رہوں آپ تو ہم میں بڑے بزرگ و بلند مرتبہ آدمی ہیں اگر خلیفہؓ ثانی ایک طفل نوخیز کو امیر لشکر بناکر بھیجدیں تو اسکی ماتحتی میں بھی میں ویسے ہی اسلام کی خدمت کروں جیسا کہ اسوقت تک کرتا رہا ہوں جس شخص کو ہر جنگ کے موقع پر یہی خواہش ہو کہ کسیطرح اسکو شہادت نصیب ہو جائے وہ امارت اور سرداری کا کب خیال کر سکتا ہے حضرت ابو عبیدہؓ یہ سنکر بہت خوش ہوے اور حکم دیا کہ وہ اپنا لشکر جو عراق سے لاتے تھے اپنے ہمراہ لیکر ابی القدس جائیں حضرت خالدؓ اسیوقت اپنے خیمے میں گئے اور مسلح ہوکر اپنا سیاہ علم جسکا نام رایۃ العقاب تھا ہاتھ میں لیا اور اپنے لشکر کو جو لشکر زحف کے نام سے موسوم تھا تیار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور ابی القدس کی طرف روانہ ہوگئے ادھر عبداللہ بن جعفر طیارؓ

ابو عبیدہ ہمیشہ خالد سے بزرگ مبارک و محتاجوں کی سی تعظیم کیا کرتے اور مراعات بجالاتے - ۱۲

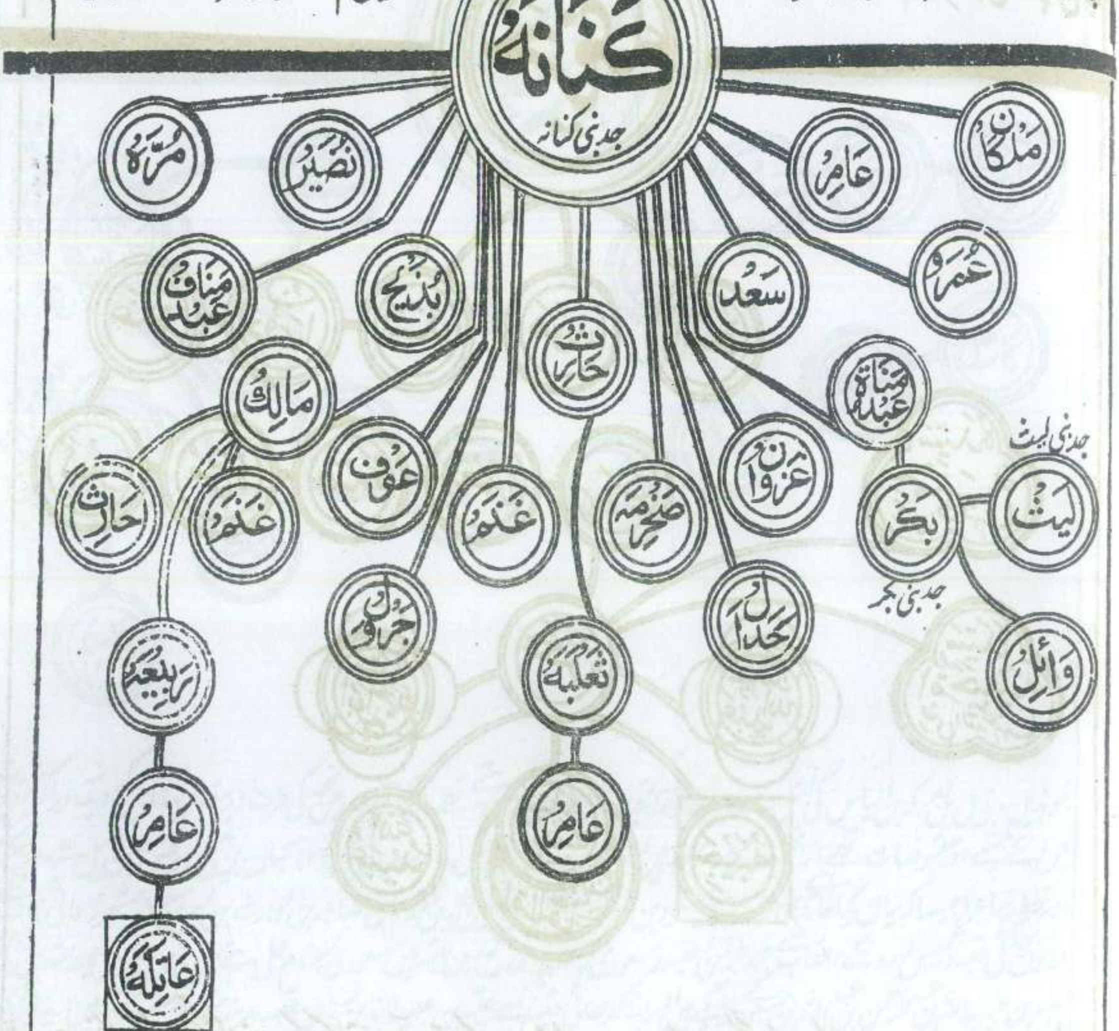
انکا نام قیس اور قریش بھی انہیں کا لقب تھا یہ ایک روز سوتے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجھکو اختیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری باطنی اور عزت سرمدی کے نضر نے کہا۔ کلا یا رب قد اخترت ما یبقی الابد لفظ قریش کی وجہ تسمیہ میں کئی توجیہہ لکھتے ہیں۔ اول یہ کہ قریش ایک جانور بزرگ ہے دریا میں وہ مچھلی کھایا کرتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا چنانچہ حضرت ابن عباس رض



نے باوجود اپنی کم جمعیت کے دشمن کی ہزارہا فوج جرار پر حملہ کر کے کشتوں کے پشتے لوٹ دئے اور شجاعت ہاشمی کی داد دی بالآخر کثرت ہجوم سے اہل شام نے عبد اللہ بن جعفر رض کو گھیر لیا اور مسلمان اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تھے کیونکہ کثرت قتل و قتال سے انکے بازو تھک چکے تھے اور دن بھی غروب کے قریب تھا کہ خالد رض بن ولید معہ اپنے لشکر کے عین وقت پر لڑائی کے موقعہ پر پہونچگئے اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے میدان جنگ میں اتر آئے۔ عبد اللہ بن جعفر پر اسوقت سخت حالت پہونچ چکی تھی اور قریب تھا کہ وہ معہ اپنے گھوڑے کے گر پڑیں لیکن ضرار رض بن ازور کے آنے سے آپکو خوشی ہوئی اور نعرہ بلند کیا کہ مسلمانو خالد رض بن ولید آپہونچے ہیں تھوڑی دیر اور استقامت کرو۔ مسلمانوں کی قلیل جماعت کو جو شامی دبائے جاتے تھے خالد رض بن ولید اور انکے ہمراہیوں کی آمد سے وہ پسپا ہوتے ہوئے دیر کو پہونچ گئے۔ اور حاکم طرابلس جو اتفاقاً وہاں پر مقیم تھا میدان میں اتر آیا شیران اسلام نے دل توڑ کر مقابلہ کیا اور گھمسان لڑائی کے بعد اسلام کی فتح ہوئی۔ خالد رض بن ولید اور عبد اللہ بن جعفر رض مظفر و منصور ہو کر مع مال غنیمت اور قیدیوں کے حضرت ابو عبیدہ رض کے پاس واپس آئے تو انکو بہت خوشی حاصل ہوئی اور اللہ کا شکر بجا لائے کیونکہ انکو اس بات کی بڑی فکر تھی کہ اگر خدا نخواستہ مسلمان شہید ہوئے تو خلیفہ ثانی کو کیا جواب دینگے مگر انکی نیک نیتی اچھا پھل لائی اور انکی پریشانی دفع ہوئی کیونکہ انکی امارت کا ابتدائی واقعہ تھا۔ ۵۸ سال

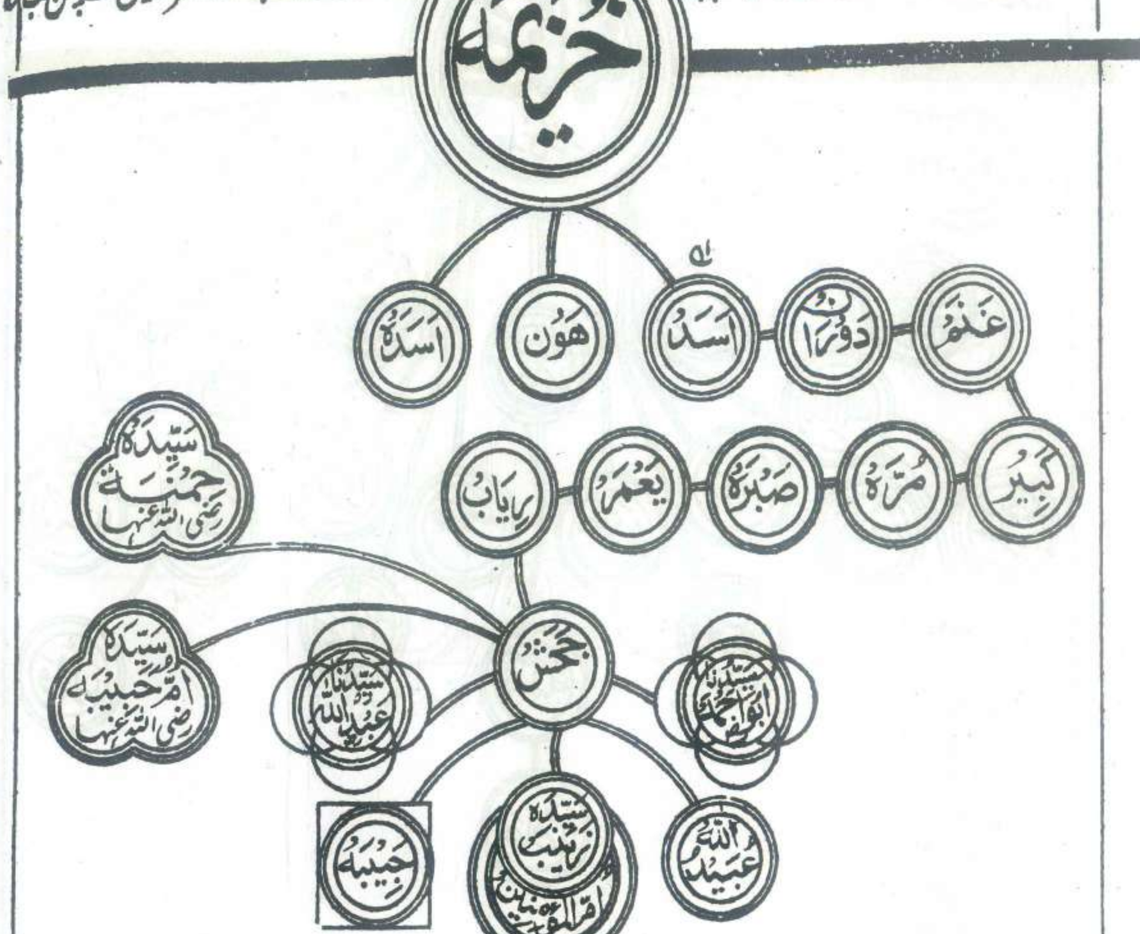
آپکی عمر ہوئی ۱۷ھ یا ۱۸ھ میں بمرض طاعون ملک شام میں انتقال ہوا۔ مرقد نزد بعض بیسان (اصابہ، ابن خلدون ۱۲)

سے مروی ہے کہ قریش کو قریش کہنے کی وجہہ یہ ہے کہ قرش ایک دریائی مچھلی کا نام ہے جو اور مچھلیوں کو نگل جاتی ہے اور خود کسی کے قابو میں نہیں آتی اسی طرح فہر بھی غلبہ اور قوت کی وجہہ سے قریش کے لقب سے مشہور ہوئے یہ زمانہ حج میں فقرا و مساکین کو بھی تلاش کر کچھ دیا کرتے تھے اسوجہہ سے بھی قریش کہلائے (روضۃ الاحباب) کنانہ رئیس قوم تھے ان کی عمر نوے برس کی تھی انکے



ہاں نضر اسّی سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ملک یمن میں انتقال فرمایا یہیں انکی قبر ہے اور انکی اولاد۔ بنو اسد کے نسبی بھائی ہیں یہ اطراف مکہ میں رہتے تھے یہ قبیلہ بھی کثیر البطون ہے مشہور و معروف تر ان میں قریش ہے اور وہ نضر بن کنانہ کی اولاد ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ بعد اسکے بنو عبد مناۃ بن کنانہ اور بنو مالک بن کنانہ ہے۔ بنو عبد مناۃ سے بنو بکر و فقوہ نبو الحرث اور بنو عامر ہیں اور بنو بکر سے بنو لیث اسی سے بنو ملوح بن یعمر (یعنی شداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث اور اسی سے صعب بن جثامہ بن قیس بن شداخ مشہور صحابی اور شاعر عروۃ بن اذینہ بن یحییٰ بن مالک بن الحرث بن عبد اللہ بن شداخ ہے) اور بنو شجع بن عامر بن لیث بن بکر (اسی قبیلہ سے ابو واقد لیثی صحابی یعنی حرث بن عوف بن اسید بن جابر بن عبد یدہ بن عبد مناۃ بن شجع ہیں) اور بنو سعد بن لیث بن بکر (جس سے ابو طفیل عامر بن واثلہ بن عبد اللہ بن عمرو بن جابر بن خمیس بن عدی بن سعد اور واثلہ بن الاسقع بن

۴ عبدالعزیٰ بن عبد یالیل بن ناشب بن عبد بن سعد مشہور صحابی ہیں۔ ابوالطفیل عامر وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں سے آخر رہ گئے تھے
سنہ ۱۰۰ھ میں انکا انتقال ہوا۔ ۵؎ اسد بن خزیمہ کا وسیع بطن اور کثیر الشعوب قبیلہ تھا سرزمین نجد میں متصل کے خطے کی
ہمسایگی میں رہتے تھے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ پہلے بلاد طے بنو اسد کے قبضے و تصرف میں تھے پس جب وہ



۵؎ یمن سے نکلے تو انہوں نے انکو مغلوب کر کے بلاد سلمی پر قبضہ کر لیا اور انکی مجاورت میں آباد ہو گئے بعد اسکے بنو اسد اقطار ممالک میں ایسے
متفرق و منتشر ہو گئے کہ اب ان میں کا کوئی قبیلہ باقی نہ رہ گیا۔ ابن سعید کہتا ہے کہ انکے بلاد اب طے کے قبضے میں ہیں اس کثیر البطون قبیلہ سے
بنو کاہل (قاتل حجر بن عمرو بادشاہ پدر امرء القیس) اور بنو غنم بن دودان بن اسد (اسی قبیلہ سے عبید اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ
بن مرہ بن کبیر بن غنم جو مسلمان ہو گیا تھا پھر نصرانی ہو گیا اور بحالت نصرانیت میں ہی مر گیا اور اسکی بہن زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا اور عکاشہ بن محصن بن
حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر مشہور صحابی ہیں) اور بنو ثعلبہ بن دودان بن اسد (جس سے کمیت شاعر ابن زید بن الاخنس بن ربیعہ بن امرء القیس بن الحرث بن
عمرو بن مالک بن سعد بن ثعلبہ اور ضرار بن الازور یعنی مالک بن اوس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ صحابی قاتل مالک بن نویرہ و حضرمی بن عامر بن مجمع بن موالہ بن
ہمام بن صحیب بن القیس بن مالک وغیرہ ہیں) اور بنو عمرو بن قعین (قعین) بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان ہیں (اسی قبیلہ سے طماح بن قیس بن طریف بن

عمرو بن قعید جو قیصر کے پاس امرؤالقیس کے قاتل کا ساعی تھا اور طلحہ بن خویلد بن نوفل بن نضلہ بن الاشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو جو پہلے کاہن تھا اور نبوت کا دعوے کیا تھا پھر اسکے بعد ایمان لایا۔ (ابن خلدون و سبائک الذہب)

مدرکہ انکا نہایت عظیم الشان کثیر البطون قبیلہ ہے جسکے اعظم ترین قبائل سے ہذیل۔ فارہ۔ اسد۔ کنانہ۔ قریش ہیں۔

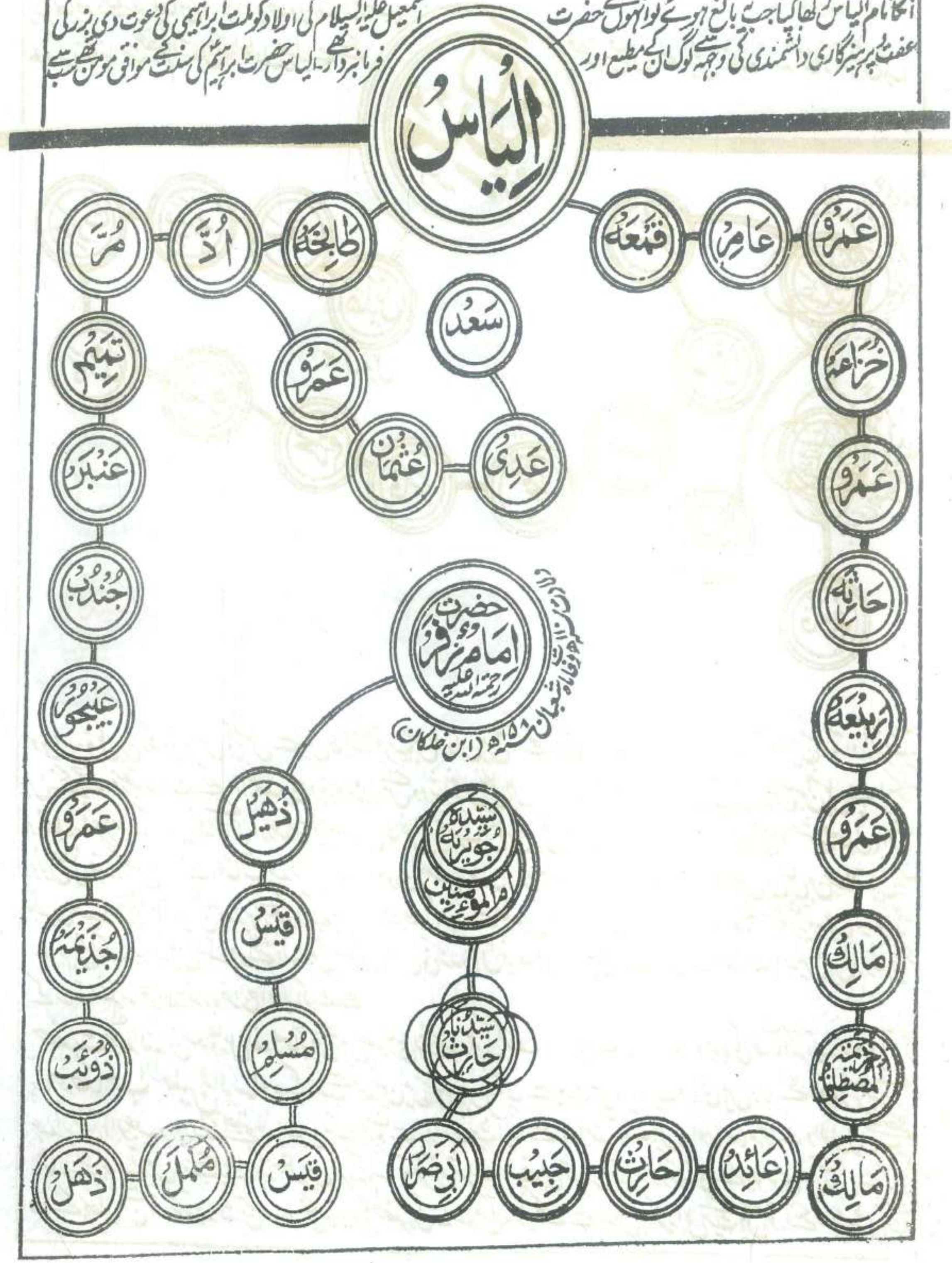


بنو ہذیل۔ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے ہیں طائف کے قریب جبل عرفان میں رہتے تھے اسکے نشیب میں نجد کی طرف ورمقام تہامہ میں مکہ و مدینہ ور اکثر مقامات میں انکے چشمے اور مقبوضات تھے از انجملہ رجیع و بیر معونہ ہیں اس سے دو شاخیں نکلی ہیں (۱) سعد بن ہذیل (۲) سجان بن ہذیل پس سعد بن ہذیل سے ابو بکر شاعر اور خطیبہ شاعر (جیساکہ بیان کیاجاتاہے) اور عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فارہ بن مخزوم بن صاہلہ بن الحارث بن تمیم بن سعد (مشہور صحابی) اور انکے دونوں بھائی عتبہ و عمیس اور انکے اعقاب سے عبد الرحمن و عتبہ و مسعودی (مشہور مورخ) بن عتبہ ہیں مسعودی کا نام علی ہے حسین بن علی بن عبد اللہ بن زید بن عتبہ بن عبید اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود کے لڑکے ہیں اور انکے بھائی عتبہ سے عتبہ بن عبید اللہ بن زید بن عتبہ مدینہ منورہ کے مشہور فقیہہ ہیں۔ یہ لوگ عہد اسلام میں ممالک اسلامیہ میں منتشر ہوگئے اب اس قوم کا کوئی بطن باقی نہ رہا ہاں افریقہ میں ان میں کا ایک قبیلہ ہے جو اطراف باجہ میں ہیں اور شاہی لشکر کے ساتھ لشکر آرا رہا ہو اور مقررہ خراج ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود جلیل القدر صحابہؓ میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری مسواک و سادہ وغیرہ کی خدمات اکثر آپ انجام دیا کرتے تھے چنانچہ صاحب النعلین و الوسادہ کے لقب سے محدثین میں مشہور ہیں۔ آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں اور انکے دونوں صاحبزادے عبد الرحمن و ابو عبیدہ اور انکے بھتیجے عبد اللہ بن عتبہ وغیرہ بہت سے رواۃ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور اسلام لانے والوں میں آپ چھٹے شمار کیئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے مکہ معظمہ میں جہر کے ساتھ قرآن شریف آپ نے ہی شروع کیا۔ اور ترمذی نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے کہ ابو موسیٰ اور انکے بھائی یمن سے آئے تو عبد اللہ بن مسعود اور انکی والدہ کی حضورؐ کی خدمت میں آمد و رفت دیکھنے سے خیال ہوا کہ یہ اہل بیت میں سے ہیں حضورؐ انکے حال پر بڑی عنایت

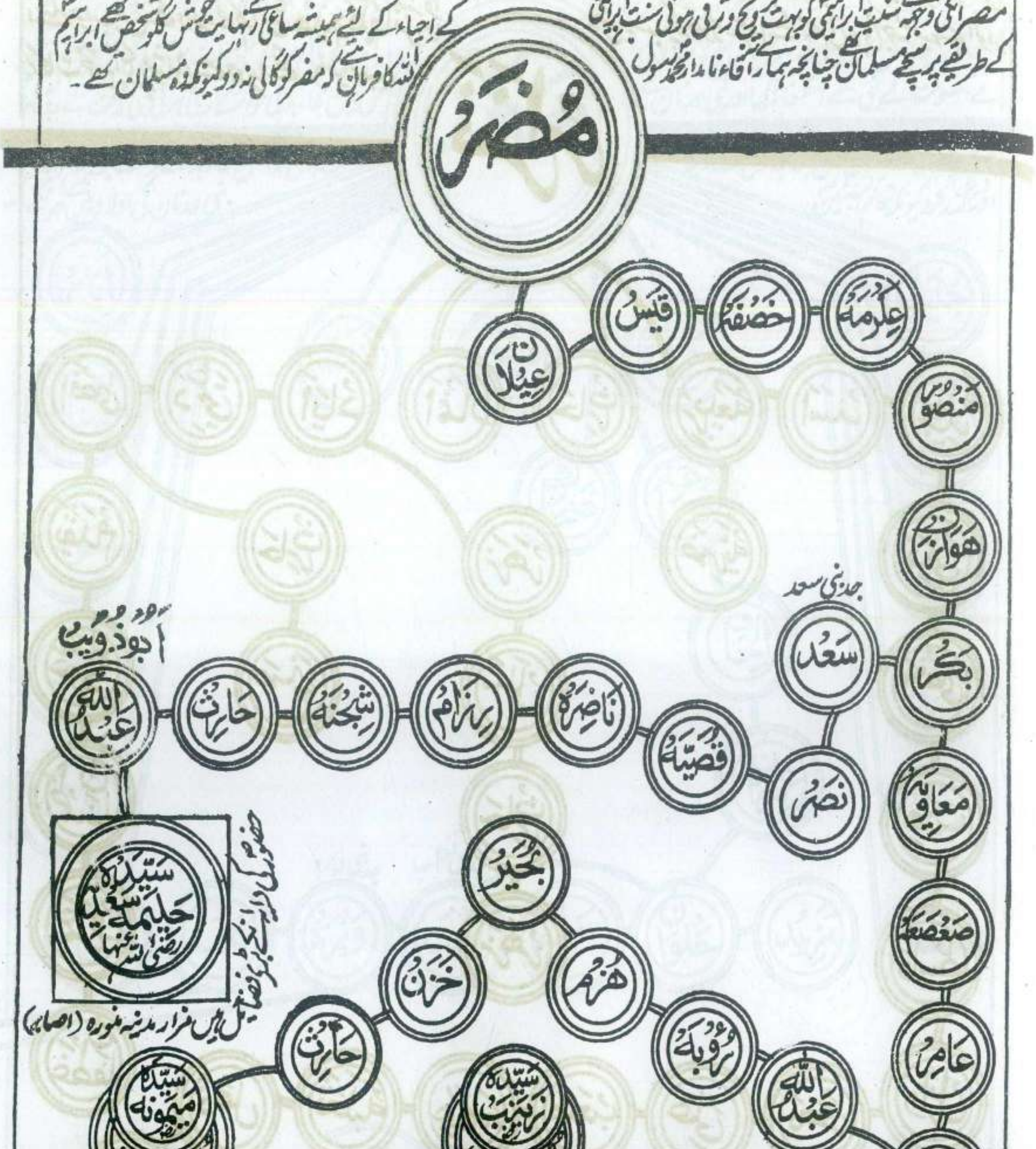
فوائد ... (اصحاب)

الیاس میں الف لام تعریفی ہے اسکے لغوی معنی ناامید ہونے کے ہیں انکے والدین اولاد سے ناامید اور مایوس ہو چکے تھے بڑھاپے میں یہ پیدا ہوئے اسلئے انکا نام الیاس رکھا گیا جب بالغ ہوئے تو انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو ملت ابراہیمی کی دعوت دی بزرگی عفت و پرہیزگاری دانشمندی کی وجہ سے لوگ ان کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ الیاس حضرت ابراہیمؑ کی سنت کے مواقف مومن تھے سب سے

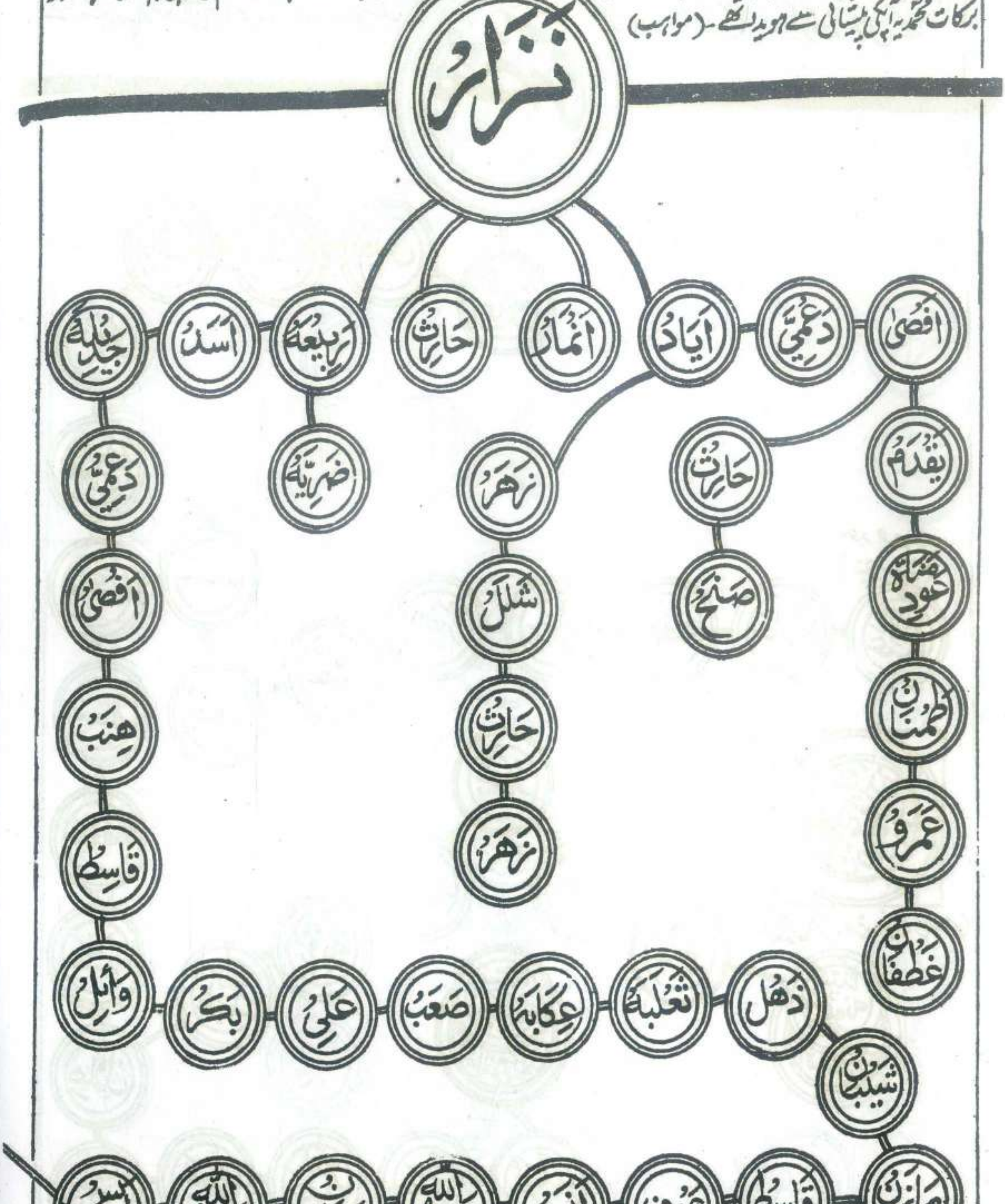


پہلے خانۂ کعبہ میں اونٹ کی قربانی آپ نے کی ہے۔ سِل کی بیماری سے فوت ہوئے۔ (روضۃ الاحباب)

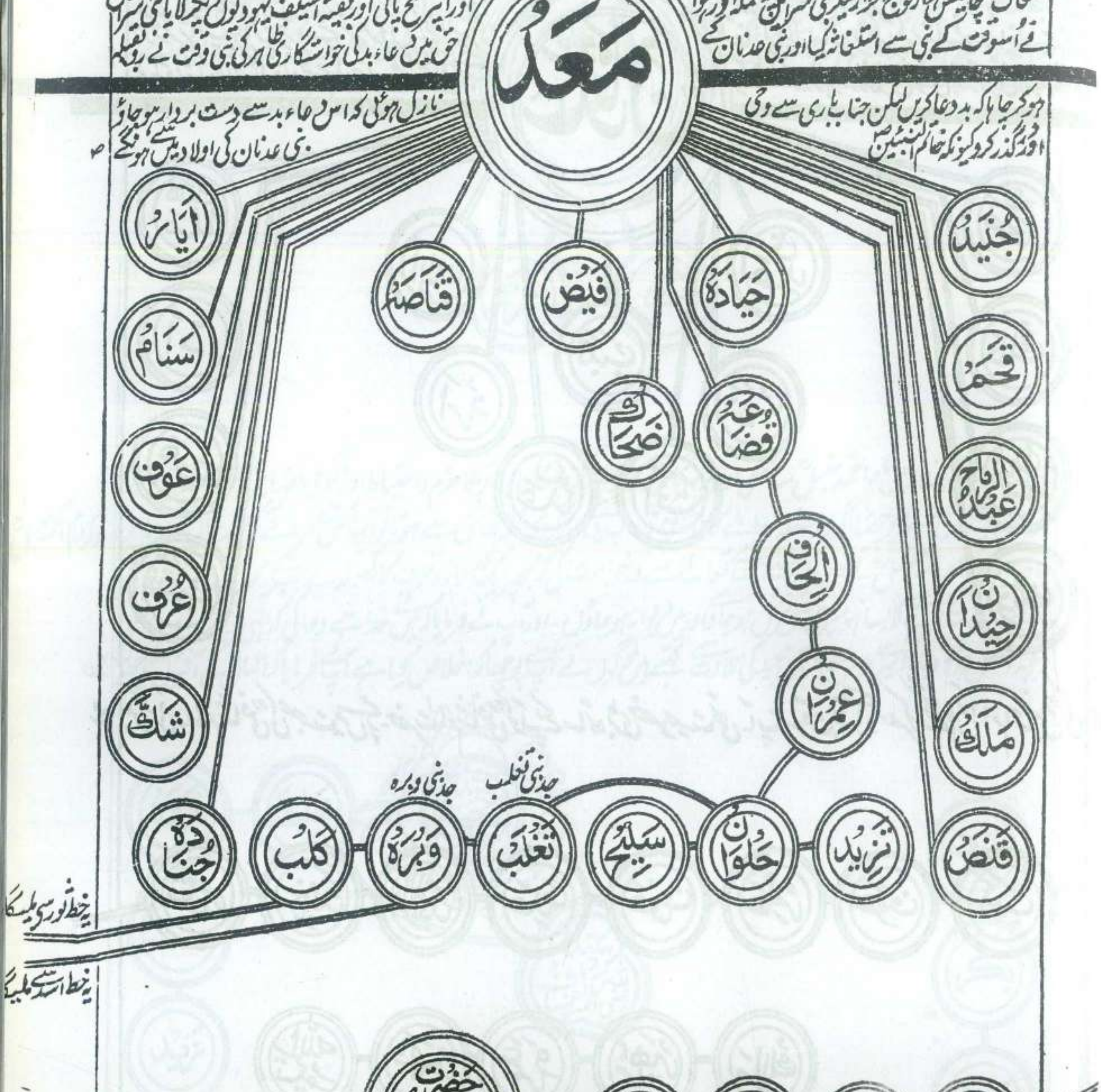
مضر انکی وجہ سے سنتِ ابراہیمی کو بہت رواج و ترقی ہوئی سنتِ ابراہیمی کے احیاء کے لئے ہمیشہ ساعی رہتے تھے نہایت خوش گلو شخص تھے ابراہیم کے طریقے پر سچے مسلمان تھے چنانچہ ہمارے آقاء نامدار محمد رسول اللہ کا فرمان ہے کہ مضر کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھے۔



نزار انکی کنیت ابو ربیعہ ہے جب یہ پیدا ہوئے تو انکے والد نے ہزار اونٹ ذبح کر کے غربا اور مساکین کو کھلائے اسوجہ سے مخلوق انکو مسرف و فضول خرچ کہنے لگی اسکے جواب میں انکے والد نے کہا اِنَّ هٰذِهٖ كُلَّهَا نَزْرٌ یعنی یہ سب کچھ تھوڑا ہے انکے نام کی یہی وجہ تسمیہ ہے انوار و برکات محمدیہ آپکی پیشانی سے ہویدا تھے۔ (مواہب)



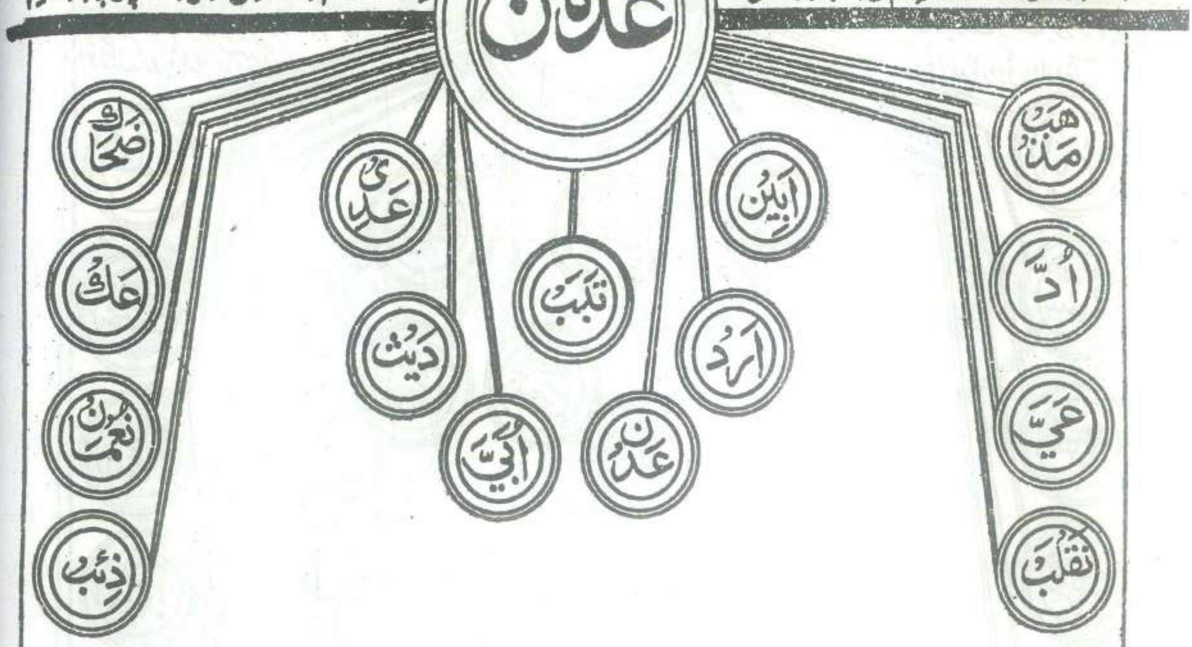
معد انکی کنیت ابوقضاعہ ہے لفظ معد بمعنی تر میوہ چونکہ یہ نہایت خوشرو اور ہر وقت ہشاش بشاش تر و تازہ معلوم ہوتے تھے اسلئے انکا نام معد ہوگیا اور انکے ۱۷ سترہ بیٹے ہوئے تھے از انجملہ چار بیٹے جو نہایت دلیر اور بہادر تھے بہت مشہور ہیں۔ قضاعہ ۱ قنص ۲ ایار ۳ نزار ۴ انہیں سے ضحاک چالیس ہزار فوج جرار لیکر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا اور اُن پر فتح پائی اور بقیۃ السیف یہودیوں کو پکڑ لایا بنی اسرائیل نے اُسوقت کے نبی سے استغاثہ کیا اور بنی عدنان کے حق میں دعاء بد کی خواستگاری ظاہر کی نبی وقت نے رو بقبلہ ہوکر چاہا کہ بد دعا کریں لیکن جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ اس دعاء بد سے دست بردار ہوجاؤ اور درگذر کرو کیونکہ خاتم النبیین صلعم بنی عدنان کی اولاد میں سے ہونگے



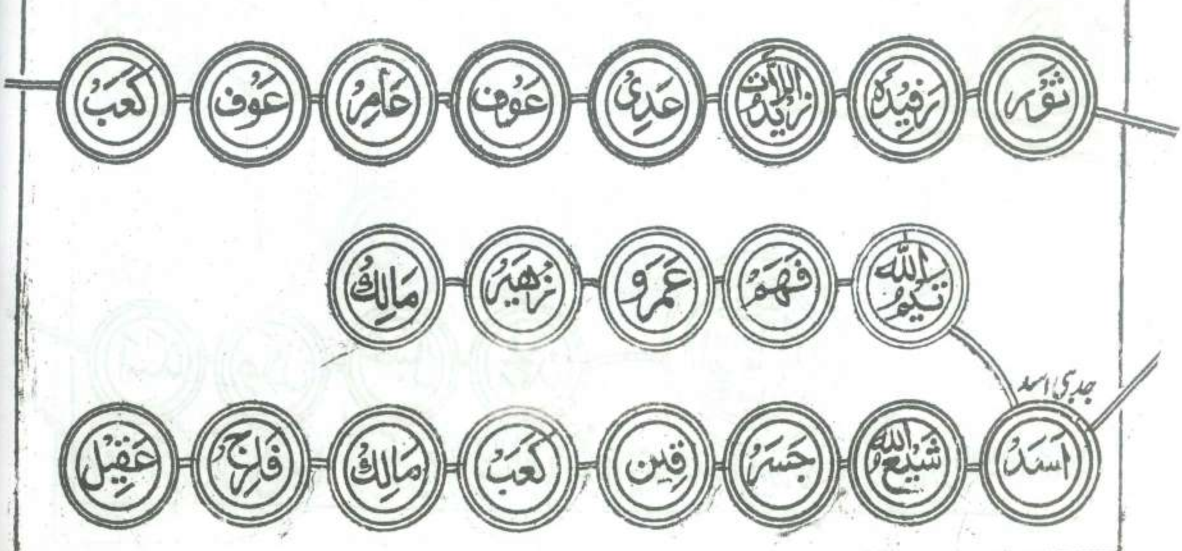
امام المحدثین رئیس الفقہاء والمحققین حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ آپکی ولادت ماہ ربیع الاول ۱۶۴ھ مقام بغداد یا مرو

ص اُنکے حق میں بد دعا مقبول نہوگی۔ (روضۃ الاحباب)

منقول ہے کہ عدنان سے یہودیوں کو عداوت تھی ایک دن یہ اکیلے جا رہے تھے دیکھیں یہودی آپکے پیچھے ہوئے اور ایک مقام میں دو پہاڑوں کے درمیان انکو گھیر لیا دیر تک مقابلہ کرتے رہے بالآخر آپکا گھوڑا زخمی ہوکر گر پڑا آپ پہاڑ پر چڑھ گئے شیروں نے اسیر بھی کو ہلاک نہ کیا بلکہ پہاڑ پر چڑھکر آپکو ستانے اور ایذا دینے میں کوتاہی نہ کی عاجز آکر قادر قیوم کی جناب میں التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور عدنان کو کسی بلند تر چوٹی پر جا بٹھایا



ع یہ عرصے تک امام شافعیؒ کی صحبت میں رہے۔ حضرت امام شافعیؒ کو آپکے ساتھ بڑی خصوصیت تھی۔ آپ جسوقت بغداد سے مصر کو گئے ہیں تو امام احمد حنبلؒ کی ۵۲

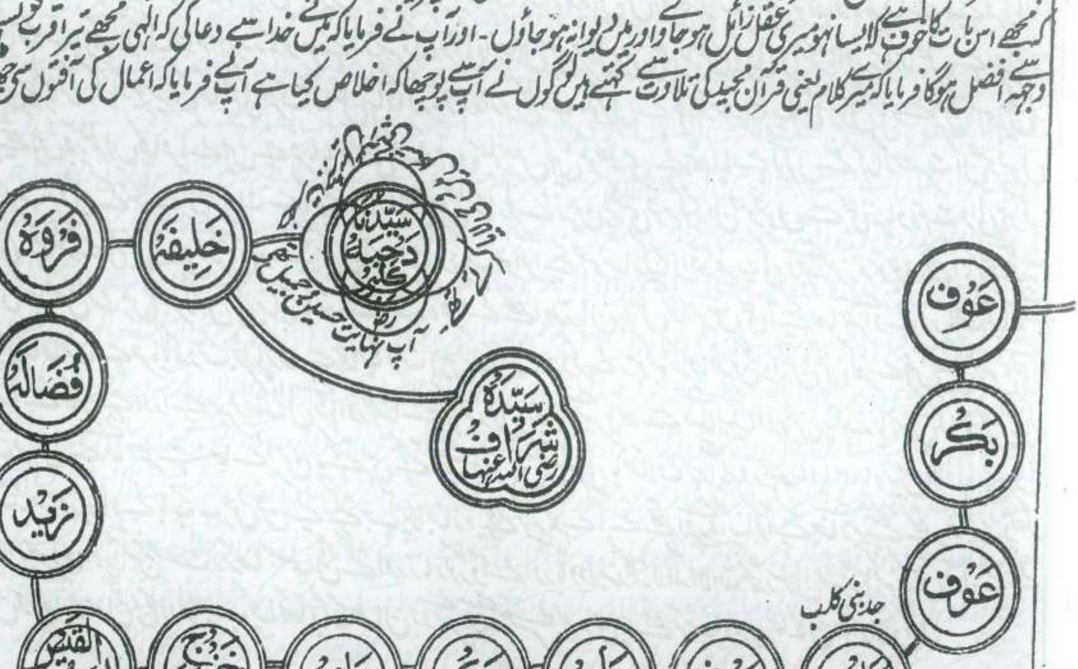


(مواہب روضۃ الاحباب) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے رسالہ سرور المحزون میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ عدنان تک بیان فرمایا ہے۔ یہاں تک علمائے محدثین کا اتفاق ہے لیکن اس سے اوپر کے سلسلہ میں آدم علیہ السلام تک مؤرخین کا بیحد اختلاف ہے۔ بعض متقدمین نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک صرف چار واسطے بیان کئے ہیں اور بعض نے چالیس اشخاص بیان کئے ہیں پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لیکر آدم علیہ السلام تک اختلاف عظیم ہے۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تو



ع نسبت فرمایا کہ بغداد میں امام احمد حنبلؒ سا متقی اور پرہیزگار سمجھ دار چھوڑ کر جاتا ہوں۔ آپکا حزم واحتیاط اور تقوی فقہا میں اور عام طور پر مشہور رہے جو شخص آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر وہ مسئلہ معاملے کا ہوتا تو آپ جواب دیتے اور اگر وہ مسئلہ حقائق سے ہوتا تو آپ اس سے فرماتے کہ بشر حافیؒ کے پاس جاؤ۔ حضرت امام احمد حنبلؒ نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ پر ایک دروازہ خوف کا کھول دے جب سے مجھ میں ایسا خوف سمایا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ایسا نہ ہو میری عقل زائل ہو جاوے اور میں دیوانہ ہو جاؤں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ الٰہی مجھے تیرا قرب کونسی وجہ سے افضل ہوگا فرمایا کہ میرے کلام یعنی قرآن مجید کی تلاوت سے کہتے ہیں لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اعمال کی آفتوں سے چھوٹنا ع

ذکر امام احمد حنبلؒ



توعدنان پر توقف فرماتے اور ارشاد فرماتے کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ مَافَوْقَ الْعَدْنَانْ یعنی عدنان سے اوپر بیان کرنیوالے جھوٹے ہیں حضرت عمر رض
فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا شجرہ نسب معد تک یاد کیا ہے انسے پہلے لوگوں کا حال ہمکو معلوم نہیں حضرت عروہ بن زبیر رض فرماتے ہیں کہ
ہمکو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلے میں واقفیت رکھتا ہو۔ جبکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد فیض بنیاد اسطرح پر ہے تو حضورؐ اور حضورؐ کے زمانے سے زیادہ اب کون تحقیقات کرسکتا

اُدَدَ

ہے اور وہ کیونکر قابل اعتبار ہوسکتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ عدنان اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان میں جو
اسماء ہیں وہ مورخین لکھتے چلے آئے ہیں صحت اور تعین سے کلام ساکت ہے جسکی وجہہ مذکور ہوئی۔ البتہ تمام
اہل سیر اور جملہ مورخین اسپر متفق ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت
شیث علیہ السلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اسوجہہ سے ہم اُدَدَ سے قیدار تک درمیانی اشخاص کا تذکرہ غیر ضروری
خیال کرکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حال درج کرتے ہیں جنکا اسم گرامی صفحہ ۶۸ پر آئیگا۔

پوچھا کہ توکل کیا ہے آپنے فرمایا کہ خدا تعالےٰ پر مضبوط بھروسا کرنا۔ پوچھا کہ رضا کیا ہے آپنے فرمایا کہ اپنے جملہ کاروبار خدا تعالےٰ کو سونپنا۔ پوچھا سے
کہ محبت کیا ہے آپنے فرمایا کہ یہ بشر حافیؒ سے پوچھنا چاہیئے کیونکہ جب تک وہ زندہ ہیں میں اسکا جواب نہ دونگا۔ پوچھا کہ زہد کیا ہے آپنے فرمایا کہ زہد
تین قسم کا ہے ایک تو ترک حرام اور یہ زہد عوام ہے دوسرے ترک افزونی از حلال یعنی حلال میں بھی حرص زیادتی کی نکرنا اور یہ زہد خواص ہے اور تیسرے
اُس چیز کا ترک کرنا کہ جو چیز حق تعالیٰ کی طرف سے غافل بنادے اور یہ زہد عارفوں کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ ان صوفیوں کے بارے میں جو مسجد میں توکل کرکے
بیٹھے ہیں اور بے علم ہیں کیا فرماتے ہیں آپنے فرمایا تم غلطی کرتے ہو وہ بے علم نہیں ہیں انکو علم ہی نے بٹھایا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت اُن صوفیوں
کی ہمت روٹی کے ٹکڑے پر مصروف ہے آپنے فرمایا کہ میں نہیں جانتا روئے زمین پر کسی قوم کو کہ ان صوفیوں سے بھی زیادہ ہمت والی ہو کہ
روٹی کے ٹکڑے کی بھی آرزو نہ رکھتی ہو۔ جب آپکی وفات کا وقت نزدیک ہوا تو آپکے جسم مبارک پر واقعۂ ضرب کی وجہہ سے جو زخم موجود تھے اُنکی سخت تکلیف ذکر امام احمد بن حنبل رح
ہوئی آپ اُس حالت میں صبر وتحمل کی بنا پر ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے اور زبان بالکل خاموش تھی آپکے صاحبزادے نے دریافت کیا کہ حضرت
آپکی کیا حالت ہے فرمایا کہ وقت بڑا نازک ہے جواب کا وقت نہیں دعا سے مدد کرتے رہو کیونکہ حاضرین مجلس دائیں بائیں کھڑے ہیں اُنمیں ابلیس بھی ہے
جو سامنے کھڑا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے اور کہتا ہے اے احمدؒ تو اپنی جان میرے ہاتھ سے سلامت لیگیا اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں کیونکہ
ایک دم باقی ہے جانے کا خطرہ ہے نہ جانے امن۔ یہ کہتے ہی کہتے آپنے جان بحق تسلیم کی باختلاف روایات روز جمعہ ۱۲ یا ۱۳ ماہ ربیع الاول یا ربیع الثانی
سنہ ۲۴۱ھ اور بغداد کے باب حرب میں دفن کئے گئے جب آپکا جنازہ لیچلے تو پرندے آتے تھے اور اپنے آپ کو آپکے جنازے پر ٹپکتے تھے یہ حالت دیکھکر
دو ہزار یہودی اور آتش پرست اور ترسا مسلمان ہوگئے اور زنار توڑ ڈالے اور باواز بلند کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھا کیونکہ حق تعالیٰ نے
اُس روز چار قوموں کو رنج والم نصیب کیا تھا ایک مسلمان دوسرے پرندے تیسرے یہودی چوتھے ترسا (ابن خلکان و انوار الاذکیا)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلف اکبر ہیں مراجعت مصر کے بعد دسویں برس حضرت سارہ رض نے ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ رض سے
نکاح کرنیکی اجازت دی (ہاجرہ رض) کی نسبت جو عام لوگوں کا خیال ہے کہ وہ لونڈی تھیں محض غلط ہے زبان عبرانی میں انکا نام
(ہاغار) ہے رقیون بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں اور یہ رقیون شہر بابل کا رہنیوالا تھا جو افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے بابل

ہمیسع

چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا سب سے پہلے جسکا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے اسی کے عہد حکومت میں ابراہیم فلسطین سے
بوجہ قحط سالی کے آئے اور یہ رفتہ رفتہ ارکان سلطنت میں اپنی حکمت عملی اور دانشمندی سے داخل ہو کر رفتہ رفتہ مصر کا
بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ حضرت سارہ رض انکی پہلی بی بی نے اس امید پر اجازت دی کہ شاید اللہ جل شانہ انہیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے کیونکہ سارہ رض اپنی
زیادہ عمر ہونے سے اولاد کی طرف سے ناامید ہو چکیں تھیں جب ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے عقد کیا تو آپکی چھیاسی برس کی عمر میں ہوا مؤتفکات ہبوط
آدم علیہ السلام سے ۳۴۱۶ میں بطن ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ سارہ رض کو بعد اسکے غیرت نے اس بات پر مجبور کیا کہ انہوں نے ہاجرہ رض کے
نکالنے کا ابراہیم علیہ السلام پر دباؤ ڈالا۔ ابراہیم ع کو سخت تردد کا سامنا ہوا اللہ جل شانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہ رض کی اس بارے میں اطاعت
کرو۔ پس ابراہیم ع سارہ رض کے کہنے سے ہاجرہ رض اور اسمٰعیل ع کو ایک خچر پر سوار کر کے کچھ تھوڑا سا زاد راہ لیکر روانہ ہوئے اور جناب باری کے حکم سے سرزمین
مکہ معظمہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے مراجعت کرنے پر ہاجرہ رض نے گھبرا کر ابراہیم علیہ السلام سے کہا مَنْ اَمَرَكَ اَنْ تَتْرُكَنَا بِاَرْضٍ
لَيْسَ فِيْهَا زَرْعٌ وَّلَا مَاءٌ (کس نے تمکو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہمکو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں کوئی درخت اور پانی ہے) ابراہیم ع نے کہا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ
(میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے) ہاجرہ رض نے جواب دیا فَاِنَّهٗ لَنْ يُّضَيِّعَنَا (وہ بیشک ہمکو ضایع نکریگا) اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں ابراہیم ع نے بوقت مراجعت
تقاضائے بشریت یا الفت پدری سے مضطربانہ یہ دعا کی رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا ذکر اسمٰعیل
لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (اے رب میں نے
اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کہ کھیتی نہیں ہے تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو انکی طرف
مائل رکھ اور انکو روزی دے میووں سے شاید کہ وہ شکر کریں) اللہ جل شانہ نے آپکی یہ دعا قبول فرمائی۔ ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانیکے بعد بی بی ہاجرہ رض
اور اسمٰعیل ع دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے ایک شب و روز میں یا اسی دن وہ پانی ختم ہو گیا جسکو روانگی کے وقت جناب ابراہیم ع اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسمٰعیل ع کو غلبہ
تشنگی نے بیتاب کیا ہاجرہ رض بیتاب پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی پریشانی کی
حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہونچ جاتی تھیں تا آنکہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آئیں گئیں آٹھواں بار شروع ہونے نہ پایا تھا کہ
اپنے پیارے شیر خوار بچے کے رونے کی آواز سنکر دوڑ آئیں اسمٰعیل ع اسوقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں مار رہے تھے جس سے بعنایت الٰہی چشمہ زمزم ابل پڑا
سدی سے روایت کیجاتی ہے کہ اسمٰعیل ع کو ہاجرہ رض مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں اور انکے لئے ایک عریش بنا دیا تھا اور جبرئیل ع نے آکر ہاجرہ رض کے بعد چشمہ
کھولدیا تھا۔ اور انہوں نے ہی جاکر ہاجرہ رض کو اس سے آگاہ کیا اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہونگے اور تھوڑے دنوں بعد اس لڑکے کا باپ
آئیگا اور دونوں ملکر اللہ تعالےٰ کا گھر بنائینگے پھر جرہم کا ایک گروہ یا انکے اہل بیت اسطرف سے گذرے نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اڑتے ہوئے دیکھکر یہ
تعجب سے کہنے لگے اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اڑ رہی ہیں چند لوگ اس جستجو میں نکلکر چلے اور مقام حجر میں پہونچکر ایک عورت اور ایک بچہ اور
چشمہ کو دیکھا اور وہیں ان سب نے قیام کیا اسوقت آپکی عمر دو سال کی تھی۔ الغرض ہاجرہ نے دوڑ کر اسمٰعیل ع کو چپ کیا اور اس ابلتے ہوئے پانی کی چاروں
طرف مٹی کی ایک مینڈھی باندھ دی۔ آنحضرت صلعم اکثر بروقت تذکرہ فرماتے تھے يَرْحَمُهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهَا لَكَانَتْ عَيْنًا سَائِحَةً (اللہ ہاجرہ رض

پر رحم کرے۔ اگر وہ اس چشمے کو بحالہ چھوڑ دیتیں تو وہ ایک چشمہ جاری ہو جاتا) اور ربانی کے رد کرتے ہیں فرماتی جاتی تھیں زم زم جسکے معنی ٹھہرنے کے ہیں اسیواسطے
چاہ زمزم کے نام سے یہ کنواں مشہور ہو گیا جس سے زائرین و حجاج ابتک سیراب ہوتے ہیں۔ پھر بنی جرہم بڑی سائش کی زندگانی
حضرت ہاجرہ کی اجازت سے یہاں بسر کرنے لگے اور یہ گروہ انکی رفع تنہائی کا باعث ہوا۔ اسمٰعیلؑ نے اسی گروہ میں

پرورش پائی جوان ہوئے اور زبان عربی سیکھی بنی جرہم نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپکا عقد کردیا بعض روایات
سے ثابت ہے کہ اسمٰعیلؑ کی والدہ ہاجرہ کا انکی پندرہ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا اور یہ دل برداشتہ ہو کر وہاں سے شام
کو چلے جانے پر تیار ہو گئے تھے جسپر بنی جرہم نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے آنکو اس ارادے سے روکا اور عمارہ بنت سعید بن سامہ بن اکیل سے آپکا نکاح کر دیا
جیساکہ مذکور ہوا اور آپ مکہ مکرمہ بدستور مقیم رہے۔ حضرت ابراہیمؑ جیسے پہلے آتے رہتے تھے بی بی سارہ سے اجازت لیکر مکہ مکرمہ آئے تو اسوقت حضرت
ہاجرہؓ کا انتقال ہو چکا تھا اور اسمٰعیلؑ شکار میں مصروف تھے۔ صرف آپکی بی بی گھر میں موجود تھیں۔ ابراہیمؑ نے عمارہ سے بھی چند باتیں دریافت فرمائیں کہ تم
کون ہو اسمٰعیلؑ کہاں گیا؟ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا؟ عمارہ نے کچھ ایسی ترشروئی سے جواب دیا کہ ابراہیمؑ انکی کج خلقی سے پریشان ہو گئے اور روانگی کیوقت
کہہ گئے۔ اسمٰعیلؑ آئیں تو کہدینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر دو۔ ابراہیمؑ کے چلے جانیکے بعد جسوقت اسمٰعیلؑ شکارگاہ سے واپس آئے اور عمارہ
نے کل واقعات بیان کئے اور یہ ظاہر کیا کہ اُس پیر مرد نے یہ کہا ہے کہ "تم اپنے گھر کا دروازہ بدل دو" اسمٰعیلؑ نے عمارہ سے کہا وہ میرے باپ تھے وہ مجھکو
ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمکو طلاق دیدوں اسوجہہ سے اب میں تمسے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔ عمارہ کے طلاق کے بعد اسمٰعیلؑ نے سیدہ بنت مضاض
بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیمؑ تیسری بار سارہ سے اجازت لیکر اسمٰعیلؑ کے دیکھنے کو آئے اسمٰعیلؑ اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ
تھے۔ سیدہ بنت مضاض نے بہت خوشی سے استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا دودھ گوشت جو کچھ اسوقت موجود تھا بطیب خاطر پیش کیا اور
معذرت کی یہاں گیہوں وغیرہ نہیں پیدا ہوتے ہملوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گذران کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ بہت خوش ہوئے اور
دعائے برکت کی۔ سیدہ نے ہر چند روکا لیکن وہ کب رک سکتے تھے بی بی سارہ کی ٹھہرنے کی تو اجازت ہی نہ تھی خواہ مخواہ سیدہ سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ
ہوئے اور وقت روانگی فرما گئے کہ جب تمہارا شوہر آوے تو میرا اسلام کہنا اور یہ کہدینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے میں نے پسند کیا اب اس کو
کبھی تبدیل نکرنا۔ اسمٰعیلؑ جسوقت شکار کھیلکر واپس آئے سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیمؑ کا نام بتلایا اور کل ماجرا لفظ بلفظ کہہ سنایا اسمٰعیلؑ نے سنکر فرمایا
کہ وہ میرے باپ تھے مجھکو ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمکو کبھی جدا نکروں۔

سرزمین عرب میں مکہ مکرمہ کی آبادی آپکی خصوصیات میں سے ہے اور آپکے واقعات میں سے قربانی کا واقعہ عجیب دردانگیز ہے آپ سن شعور کے قریب تھے
یا بقول بعض ابھی دس سال کی عمر تھی بہر حال جب آپ سمجھدار اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ خواب جو کہ درحقیقت
وحی تھی لڑکے کے ذبح کرنیکا حکم ہوا اور حضرت ابراہیمؑ کو پورے طور سے یقین ہو گیا کہ یہ حکم الٰہی ہے وسوسۂ شیطانی نہیں تو آپنے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا
کہ رسی اور تبر لیکر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کی طرف آؤ تاکہ لکڑیاں کاٹ لائیں اسمٰعیلؑ یہ سنتے ہی رسی اور تبر لیکر ابراہیمؑ کے پیچھے پیچھے چلے شیطان کو یہ فکر
دامنگیر ہوئی کہ کسی طرح ابلیس سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہیئے اور اس خیال سے پہلے اسمٰعیلؑ کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں متمثل
ہو کر آیا اور کہنے لگا۔ تم جانتے ہو کہ تمکو تمہارا باپ کہاں اور کسلیئے لئے جا رہا ہے اسمٰعیلؑ نے فرمایا ہاں اس پہاڑی پر لکڑی کے لئے ہمکو لئے
جا رہے ہیں شیطان افسوس اور حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھکر بولا۔ واللہ تم بھی کسقدر بھولے ہو صاحبزادے یہ تمکو ذبح کرنیکو لئے جاتے ہیں
اسمٰعیلؑ نے دریافت کیا وہ مجھکو کیوں ذبح کرنیکو لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ مجھپر انسے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا شیطان نے کہا ابراہیمؑ کو یہ خیال
پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالٰے نے اسکا حکم صادر فرمایا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے کمال بے اعتنائی سے فرمایا اگر ایسا ہی امر ہے تو مجھکو بسر و چشم منظور ہے

ز اسمٰعیلؑ

واقعہ قربانی

شیطان یہ سنکر خاموش ہوگیا پھر اسکو اسمٰعیلؑ سے بات کرنیکی جرأت نہوئی۔ بعدازاں ابراہیمؑ کے پاس آکر کہنے لگا کیوں بڑے صاحب آپ کس خیال میں ہو بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کے ذبح کرنیکو کہے تم اس خیال کو چھوڑ دو اور ناحق اس لڑکے کی جان نہ لو۔ ابراہیمؑ نے فرمایا ملعون تو مجکو بہکانے آیا ہے چل دور ہو۔ یہ باتیں کسی دانا کو سمجھانا۔ شیطان کو یہ باتیں سنکر ناکام یہاں سے واپس ہوا اور

نابت

ابراہیمؑ نے کچھ دور آگے چلکر اسمٰعیل سے کہا یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھکو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں پس میں تمہاری کیا رائے ہے) اسمٰعیلؑ بھی چونکہ خلعت نبوت سے سرفراز ہونیوالے تھے بے تامل بول اٹھے یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (اے باپ جسپر تم مامور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ صابر پاؤ گے) دونوں باپ بیٹے یہی باتیں آپس میں کرتے ہوئے جسوقت منا میں اس مقام پر جہاں اب قربانیاں کیجاتی ہیں پہونچے اور ابراہیمؑ چھری لیکر ذبح کرنے پر مستعد ہوئے تو اسمٰعیلؑ نے گذارش کیا مناسب یہ ہے کہ آپ میرے چہرے کو زمین کی طرف کر دیجئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے دامن کو سمیٹ لیجئے ہاتھ پاؤں کو میرے رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا نہو کہ آپکی نظر ذبح کے وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپکو محبت آجاوے۔ اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کی تعمیل میں تاخیر کا ہو ابراہیمؑ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور نِعْمَ الْعَوْنَ اَنْتَ یَا بُنَیَّ عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ (اے میرے بیٹے تو بہت ہی اچھا معین ہے خدا کی تعمیل ارشاد میں) پھر ایسا ہی کیا جیسا کہ اسمٰعیلؑ نے عرض کیا تھا جسوقت یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بندے اپنے سچے خدا کے حکم بجالانے پر مستعد ہوئے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو زمین پر لٹا کر چھری کو گلے پر پھیرا اسیوقت بحکم باری جبرئیلؑ نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری سے ندا آئی کہ تم نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اسکی پوری پوری تعمیل کی یہ دنبہ (دنبہ) تمہارے لڑکے کا فدیہ ہے اسکو بجائے اپنے لڑکے کے ذبح کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے بروایت عبداللہ بن عباسؓ یہ دنبہ اس واقعہ سے چالیس برس پہلے جنت میں چر رہا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال یہی سنت ابراہیمیؑ قربانی کی اصل وجہ ہے

واقعہ قربانی

اسی طرح جب حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ بنانیکا حکم ہوا اور آپ شام سے جبرئیلؑ کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئے تو اسمٰعیلؑ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تیاری بیت اللہ میں مصروف ہوئے تو ابراہیمؑ جوڑائی کا کام کرتے تھے اور اسمٰعیلؑ گارہ اور پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بناتے وقت اپنے رب سے یہ دعا کرتے جاتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر بیشک تو سمیع و علیم ہے) جسوقت دیوار کسی قدر بلند ہوئی اور ابراہیمؑ جوڑائی سے مجبور ہوگئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہوکر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے جسکو اب مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ تیاری کے قریب تھا کہ ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تاکہ مقام رکن پر رکھدوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے علماء کہتے ہیں کہ بوقبیس نے آواز دی تھی کہ میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھ ہوا اسمٰعیلؑ اس پتھر کو اٹھا لائے اور ابراہیمؑ نے اسکو اٹھا کر مقام رکن پر رکھدیا یہی حجر اسود ہے جسکا طواف کیوقت بوسہ لیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیمؑ حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کے بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور بہ آواز بلند فرمایا یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَنٰی لَكُمْ بَیْتًا وَدَعَاكُمْ اِلٰی حَجِّهٖ فَاَجِیْبُوْهُ (اے لوگو بیشک اللہ نے تمہارے لئے گھر بنا دیا ہے اور تمکو اسکے حج و زیارت کو بلایا ہے پس تم لوگ آؤ) اسکے بعد یہ دونوں بزرگ جو ان لوگوں کے جواب پر ایمان لا چکے تھے مقامات منا و عرفات کی طرف گئے قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیمؑ شام کی طرف چلے گئے اور خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو ہر سال تا حیات آتے رہے۔ گو کہ اصل بنا کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے لیکن اس مقدس بیت اللہ

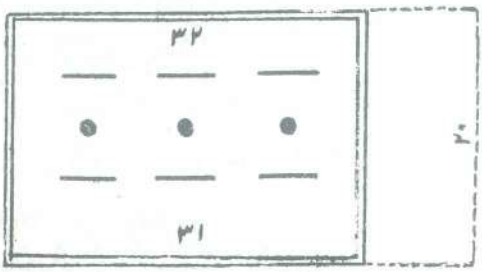
بناء کعبہ

کی متعدد اوقات میں تعمیر ہوئی ہے چنانچہ علامہ ازرقی فاضل بن اسحٰق سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کو نو گز بلند بنایا تھا جانب مشرق دروازہ حجر اسود سے رکن شامی تک اسکا طول بتیس ۳۲ گز کا تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غربی تک جسکو اب رکن عراقی کہتے ہیں بائیس ۲۲ گز کا تھا جانب پشت اسکا طول رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور عرضاً رکن یمانی سے حجر اسود تک

حمل

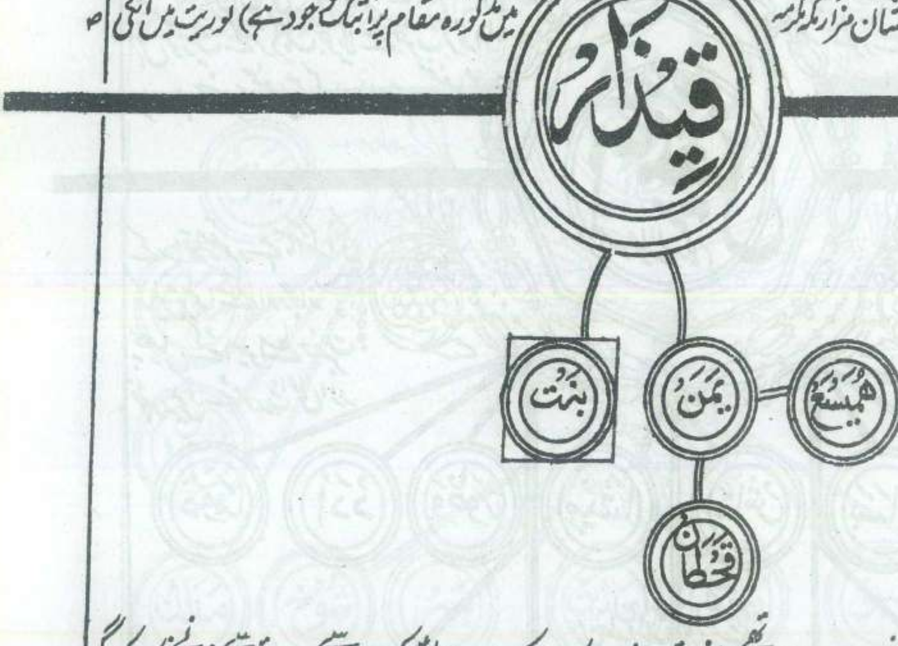
بائیس ۲۲ گز تھا دروازہ اسکا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا کواڑ اور بازو نہیں لگائے گئے تھے اس مقدس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے تحائف جو اطراف و جوانب سے آئیں اسمیں رکھے جائیں اس پیمائش کے مطابق جسکا اوپر ذکر کیا گیا۔ ہم خانۂ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اسکی قطع بخوبی سمجھ میں آجائیگی۔ دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیمؑ کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر کیوقت اسکو چھوڑ دیا تھا اور اندر کعبہ کے جو چھ نقطے مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جنکو قریش نے قائم کئے تھے اور یہ اب نہیں ہیں اور جو تین نقطہ مدور ہیں وہ ستون عبداللہ بن زبیرؓ کے بنا ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔

بناء کعبہ



اسمٰعیلؑ کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانۂ خدا کے متولی ہوئے انکے زمانے میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جسپر ابراہیمؑ نے تیار کیا تھا اسکے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانۂ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب ہی کی وجہ سے پھر انہوں نے خانۂ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ۔ عمالقہ اولیٰ نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے انکی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنی نہایت نادانی ہے اسوقت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پیدا تک نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھدیا ہے کہ بنی جرہم سے پہلے عمالیق نے خانۂ کعبہ بنایا ہے حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی۔ پھر انکے بعد قصی بن کلاب نے کچھ بنایا غالباً اس تعمیر کی وجہ سیلاب ہی ہوگی۔ یہ تعمیر جیسا کہ قیاس کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت آنحضرتؐ ہوئی ہے۔ کیونکہ قصی آنحضرتؐ کی چھٹی پشت میں ہوتے ہیں اور ستون کو قایم کر کے اسکو مسقف (چھت دار) بنایا تھا اسکے بعد قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسوقت آنحضرتؐ پیدا ہو چکے تھے اور پتھر ڈھونے میں شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو نسبت سابق کے دو چند مرتفع کیا اور چھ ذرع ایک بالشت کی کرسی بھی دیدی اور اسپر دروازہ قائم کیا تاکہ سیلاب کا پانی اندر نہ جانے پائے اور شاید لکڑی کی کمی کی وجہ سے حجر اسود کی طرف چھ ذرع ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اسطرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چن لی پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیرؓ نے اسکی تعمیر ویسی ہی کی جیسی ابراہیمؑ نے کی تھی لیکن انہوں نے ایک دروازہ جدید جانب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھا دی یعنی ستائیس ۲۷ ذرعہ کر دی اور ۳ ستون چھت پاٹنے کے لئے بنائے۔ پھر انکے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ کو بنوایا جیسا کہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب واقعات مذکور ہیں حضرت اسمٰعیلؑ چونکہ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے اسواسطے بنی جرہم جنمیں انہوں نے پرورش پائی تھی اور عمالقہ جو اطراف مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور

اہل یمن باری تعالٰے نے ان اقوام کی طرف آپکو مبعوث کیا انمیں سے کچھ لوگ آپ پر ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و الحاد کے راستے پر رہے - ابن اسحٰق کی وفات اسمٰعیل
روایت سے معلوم ہوتا کہ حضرت اسمٰعیل کی عمر ۱۳۰ برس کی ہوئی اور اپنی والدہ ماجدہ کے پاس میزاب رحمت اور حجر اسود
۴ کے درمیان دفن کئے گئے (چنانچہ نشان مزار مکہ مکرمہ میں مذکورہ مقام پر ابتک موجود ہے) توریت میں انکی

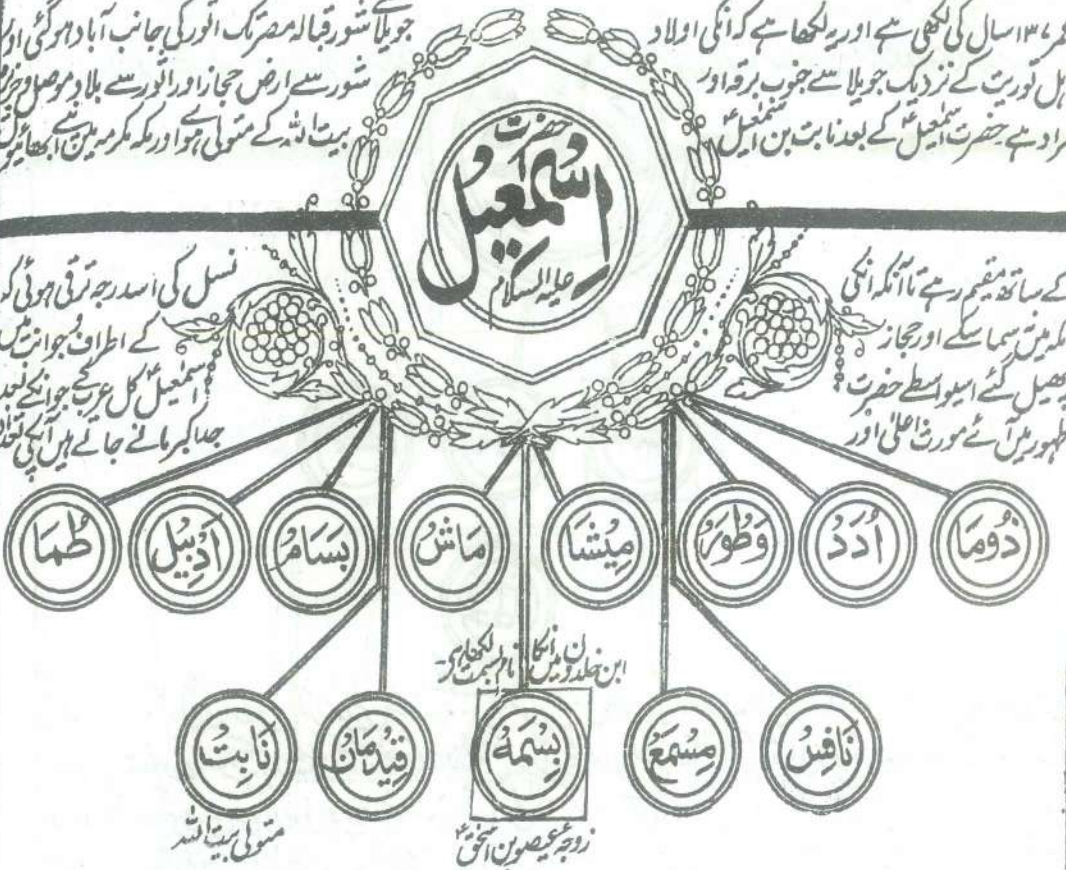


قیذار حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں اکثر امور میں ممتاز زمانہ تھے - ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت اسحٰقؑ کے خاندان سے سو عورتوں سے انہوں نے نکاح کیا مگر اولاد کسی سے نہوئی اسوجہ سے نہایت رنجیدہ رہتے تھے ایک روز اُس مقام پر آئے جہاں حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا واقعہ ہوا تھا اور سات سو گوسفند قربانی کی اور دعا مانگی کہ الٰہی میری قربانی قبول فرما چنانچہ حسب دستور اُس زمانہ کے آسمان سے آگ آئی اور سب قربانی کو لیگئی - الہام ہوا کہ تمہاری قربانی مقبول ہے اُس خوشی میں ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے کہ خواب میں انسے کسی نے کہا کہ نور محمدی سوائے عورات عرب میں سے اور کسی عورت سے ظاہر نہوگا غاضرہ جرہمیہ سے نکاح کرو تو یہ منشاء حاصل ہو سکتا ہے جب یہ بیدار ہوئے تو بنی جرہم میں فوراً پیام بھیجکر غاضرہ سے نکاح کیا اور ان سے حمل رہا یہ اشارۂ غیبی سے کنعان کیطرف روانہ ہوگئے اور اپنی بی بی سے وصیت کی کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو تو حجر اسمٰعیلؑ کے پاس جانا خداوند عالم فرزند عنایت کریگا اُسکا نام حمل رکھنا جب آپ کنعان میں حضرت یعقوبؑ کے پاس پہنچے تو آپنے بشارت دی کہ کل غاضرہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے مجھکو الہام ہوا ہے اور ملائکہ اُسکی زیارت کو جاتے ہوئے معلوم ہوئے قیذار اس خوشخبری کو سنکر دوسرے ہی روز وہاں سے واپس مکہ مکرمہ آئے تو حمل کو دیکھکر خوش ہوئے جب حمل سن رشد کو پہنچے تو قیذار نے انکو جبل ابو قبیس پر لیجا کر وصیت کی کہ نور محمدی کی ارحام طاہرہ میں حفاظت کرنا اسکے بعد حمل کو جبل ثبیر پر لیگئے یہاں ناگہاں ایک شخص ظاہر ہوا اور قیذار سے سلام کے بعد کہا کہ آپ سے مجھکو کچھ باتیں کرنی ہیں اور آپکے کان میں کچھ کہا اسطرح آپکی قبض روح ہوئی حمل نے اُس شخص سے کہا کہ میرے باپ کے ساتھ کیا کیا اور غضبناک ہوئے اُس شخص غیبی نے جواب دیا کہ اپنے باپ کو اچھی طرح دیکھو زندہ ہے یا مردہ حمل نے دیکھا تو اُسکا انتقال ہو چکا تھا پھر یہ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت تھے ۔

(ناسخ)

عمر ۱۳۷ سال کی لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ انکی اولاد
اہل توریت کے نزدیک جویلا سے جنوب برقہ اور
مراد ہے حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد نابت بن اسمٰعیلؑ

جویلا سے شور قبالہ مصر تک اثور کی جانب آباد ہو گئی اور
شور سے ارض حجاز اور اثور سے بلاد موصل و جزیرہ
بیت اللہ کے متولی ہوئے اور مکہ مکرمہ میں انکے بھائیوں

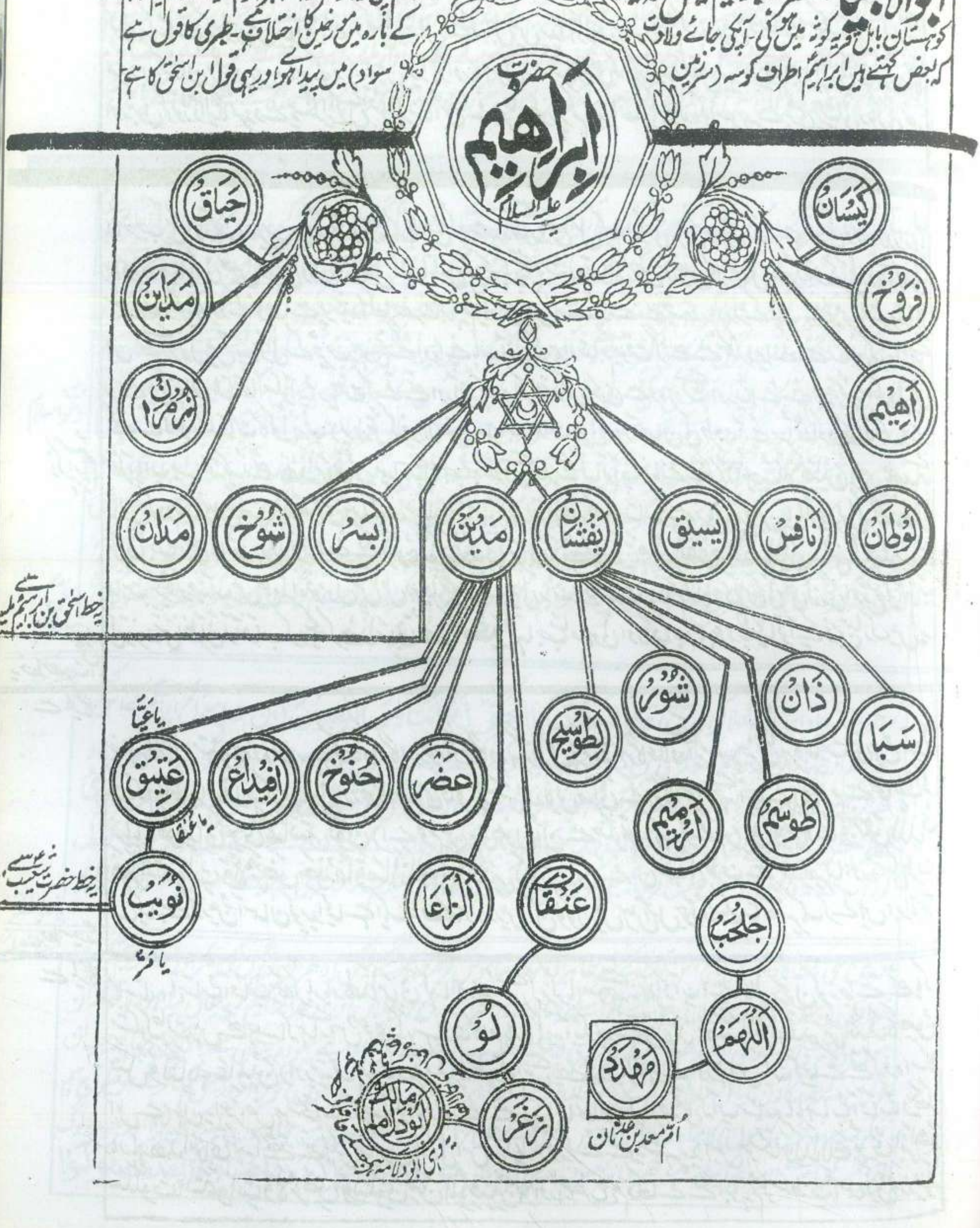


کے ساتھ مقیم رہے تا آنکہ انکی
نسل مکہ میں نہ سما سکے اور حجاز
کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے اسیواسطے حضرت
اسمٰعیلؑ کل عرب کے مورث اعلیٰ اور جد اکبر مانے جاتے ہیں آپکی
ظہور میں آئے

نسل کی اسقدر ترقی ہوئی کہ
جوانکے بعد
تعداد

اولاد اکثر اقوال سے بارہ ثابت ہے اس سے زیادہ میں مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
(ناسخ التواریخ و ابن خلدون)

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آپکی ولادت سنہ ۳۳۲۳ ہبوط آدم علیہ السلام یکم ذالحجہ کوہستان بابل قریہ کوثہ میں ہوئی۔ آپکی جائے ولادت کے بارہ میں مورخین کا اختلاف ہے۔ طبری کا قول ہے کہ بعض کہتے ہیں ابراہیم اطراف کوسہ (سرزمین سواد) میں پیدا ہوا اور یہی قول ابن اسحق کا ہے



کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ بابل میں پیدا ہوئے لیکن زمانۂ ولادت کے بارہ میں عامۂ سلف اسکے قائل ہیں کہ ابراہیمؑ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام کے زمانے میں پیدا ہوئے اور کاہنوں نے خبر دی تھی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونیوالا ہے جو دین شاہی کا مخالف ہوگا اور بتوں کو توڑ ڈالیگا نمرود نے یہ سنکر لڑکوں کے قتل کرنیکا اُس زمانے میں عام طور پر حکم دیدیا تھا آپکی والدہ کو اسوجہ سے بڑی پریشانی رہا کرتی تھی

بالآخر جب آپکی ولادت کا زمانہ قریب ہوا تو آپکی والدہ نے ایک غار میں جاکر پوشیدہ طور سے وضع حمل کیا اور اُسی غار میں پرورش پاتے رہے اور آپکی والدہ روزانہ وہاں جاکر دودھ پلایا کرتی تھیں اور آپکی ولادت کا حال آزر یا تارخ آپکے باپ سے پوشیدہ تھا اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ آزر کو آپکی ولادت کا حال معلوم تھا لیکن نمرود کے خوف سے پوشیدہ رکھا حضرت ابراہیمؑ ایک دن میں اسقدر بڑھتے تھے جسقدر اور لڑکے ایک مہینے میں نشوونما پاتے ہیں۔ تھوڑے دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہونچ گئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کیوقت گڑھے سے نکلکر ویرانے سے مکان کو روانہ ہوئے راستے میں جو جانور ملتا تھا اُسکو آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے ابراہیمؑ یہ سنکر دل میں کہتے تھے کہ ان مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنیوالا) ضرور ہے جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف آپنے سر اُٹھاکر دیکھا تو ایک ستارہ نظر آیا آپ بیساختہ کہہ اُٹھے هٰذَا رَبِّيْ (یہ میرا رب ہے) جب وہ نظروں سے غائب ہوگیا تو آپ فرمانے لگے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ (میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا) پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اُسکو ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اُٹھے هٰذَا رَبِّيْ جب وہ بھی غائب ہوگیا تو فرمانے لگے لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ (یعنی اگر مجھکو میرا رب ہدایت نکریگا تو بیشک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہوجاؤنگا) غرضکہ یہ پہلی رات جوکہ حضرت ابراہیمؑ کو آبادی میں آکر گذری تھی گزر گئی اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھکر هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ کہا جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہوگیا تو آپکے ذہن مبارک میں یہ

ذکر ابراہیمؑ

یہ خط حضرت اسحٰقؑ سے ملیگا

خیال گزرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز قابل ربوبیت کے نہوگا علاوہ اسکے یہ سب چیزیں ظاہر و غایب ہوتی ہیں تو ضروری ہے کہ انکا ظاہر اور غایب کرنیوالا کوئی اور ہوگا اور وہی قابل پرستش و لایق خدائی کے ہوگا اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (اے قوم میں بری ہوں اُن سے جنکو تم شریک کرتے ہو) اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (میں نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اُسکی طرف رخ کیا جسنے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہوکر اور میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں جوکہ اُسکے ساتھ شریک کرتے ہیں ابراہیمؑ

یہ خط شعیبؑ سے ملیگا

کا ستارہ ماہتاب و آفتاب دیکھکر بار بار هٰذَا رَبِّيْ کہنا اور پھر اس سے گریز کرنا اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ اپنے خالق بیچون کو نہ جانتے تھے یا کہ مشکوک حالت میں تھے جیسا کہ ہمارے اس دعوی کی شہادت کلام پاک کی یہ آیۂ کریمہ ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (اور بیشک ہم نے ابراہیمؑ کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوئے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اسکا اہل ہے) ہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب آپکو علم و فہم پہلے سے دیدیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و آفتاب کو دیکھکر بار بار هٰذَا رَبِّيْ کہہ اُٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس آیۂ کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہہ پیدا نہیں ہوسکتا وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (اور اسیطرح ہم دکھانے لگے ابراہیمؑ کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں

کی تاکہ اُسکو یقین ہوجائے کہ اللہ جل شانہ واحد و خالق ہے)۔ ابراہیمؑ نے مدتوں اپنے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آزر بت بناکر آپ کو فروخت کرنیکے لئے دیتا تھا بے تامل بازار میں بتوں کو بیچنے کے واسطے لیجاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے مَنْ يَّشْتَرِيْ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَلَا يَنْفَعُهٗ (کون شخص ایسی چیز کو خرید کریگا جو کہ نہ نقصان پہونچا سکتی ہے اور نہ نفع) لوگ یہ سنکر متعجب ہوتے تھے اور اُنکے پاس نہ

جاتے تھے اور نہ ان سے بتوں کو خرید کرتے تھے جب شام ہوتی تو آپ نہر کی طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پکڑ کر ٹکڑے کے پانی میں ڈبوتے اور مذاقاً اِشْرَبِیْ اِشْرَبِیْ (پی لے پی لے) کہتے تھے رفتہ رفتہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہوگئیں کچھ زمانہ تو اسمیں منقضی ہوا کہ لوگ ان باتوں کو اُنکے بھولپن اور لہو لعب پر محمول کرتے رہے لیکن جب خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے اور علانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اسکے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اُسوقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں اکثر مجلسوں میں انکے خلاف مشورہ کرنے لگے سب سے پہلے جسکو خدا کے سچے دین پر بلایا وہ آپکا باپ آزر تھا لیکن اُسکی قسمت میں دولت ایمان نہیں تھی اُس نے آپکے کہنے پر خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے ان سوالات و جوابات کو جو ابراہیمؑ اور اُنکی قوم میں ہوئے تھے سترھویں پارہ سورۂ انبیاء میں اسطرح بیان فرمایا ہے اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (جسوقت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر اور اپنی قوم یا نمرود بن کنعان اور اُسکے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جنکی تم مجاورت کرتے ہو) قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ (اُن لوگوں سے ابراہیمؑ کا وہ اعتراض تو اُٹھ نہ سکا بوکھلا کر کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسیوجہ سے ہم بھی تقلیداً انکو پوجتے ہیں) قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (ابراہیمؑ یہ انکا لاطائل جواب سنکر بولے کہ جب تم لوگ ان بتوں کو تقلیداً پوجتے ہو تو بیشک تم اور تمہارے ابا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (اُن بت پرستوں کو ابراہیمؑ کے اس کہنے سے کہ تم اور تمہارے ابا و اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ یہ شبہہ پیدا ہوا کہ شاید مذاقیہ نہ کہتے ہوں چنانچہ اس خطرہ کو اُن لوگوں نے ظاہر کر دیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لیکر آئے ہو یا کہ مذاقاً کہہ رہے ہو) قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (ابراہیمؑ چونکہ تعلیم و ہدایت کے لئے آئے تھے اسوجہ سے اُن لوگوں کے اس خیال کو کہ آپ نے مذاقاً نہیں کہا اسطرح رفع فرمایا کہ جنکی تم پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں ہیں بلکہ تمہارا رب وہی ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں) اس تقریر کے بعد ظاہرا وہ لوگ خاموش تو ضرور ہوگئے لیکن اِدھر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہیئے تاکہ اُسکے خیالات اور خطرات رفع ہوجائیں اور اُدھر ابراہیمؑ کو یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ان بتوں کی بیکسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کر دینی چاہیئے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے بیہودہ خیال سے باز آئیں چنانچہ جب ان لوگوں کے عید کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیمؑ تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو چلو آج ہم تمکو اپنے خداؤں (بتوں) کا جاہ و جلال دکھلائیں ابراہیمؑ نے ان لوگوں کو اِنِّيْ سَقِيْمٌ (میں بیمار ہوں) کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیمؑ کے پاس سے ناامید ہوکر جارہے تھے جناب ممدوح نے دبی زبان سے فرمایا وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا

دعوا اسلام

سنجی ... یہ خط خضر

سے ملیگا

یہ خط خضرت

شیعت سے ملیگا

مُدْبِرِيْنَ (اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کرونگا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے) ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے سن لیا تھا ابراہیمؑ نے
ان لوگوں کے چلے جانیکے بعد بتخانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی ایک بڑا بت ایک مکلف تخت پر رکھا ہوا تھا اور اُسکے چاروں
طرف چھوٹے چھوٹے بُت مناسب طریقے سے رکھے ہوئے تھے اور سبھوں کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے چُنے ہوئے تھے پہلے تو آپنے اُن بتوں

سے تعریضاً فرمایا اَلَا تَاْكُلُوْنَ (تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو) جب اسکا جواب کچھ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپنے کہا مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ (تمکو کیا ہوگیا
ہے کہ تم بولتے نہیں ہو) جب اسکا بھی کچھ جواب نہ ملا تو آپ اُن بتوں کے توڑنے میں مصروف ہوگئے جیسا کہ آیۂ کریمہ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ
(پھر متوجہ ہوئے انکی طرف اور مارتے وہنے ہاتھ سے یا بقوت تمام) سے مفہوم ہوتا ہے۔ اُس بتخانہ میں جسقدر بت تھے سب کو توڑ ڈالا سوائے اُس ایک بت کے
کہ جسکے کندھے پر آپ اپنا تیشہ رکھکر چلے آئے تھے جسوقت وہ لوگ عیدگاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھکر چلا اُٹھے مَنْ
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (کسنے یہ کام ہمارے خداؤں یعنی بتوں کے ساتھ کیا بیشک وہ ظالموں میں سے ہے) ایک نے اُن میں سے
کہا کہ کل کا ذکر ہے کہ ایک جوان جسکو لوگ ابراہیمؑ کہتے ہیں انکی برائیاں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اُسی کا ہو لوگوں نے اس واقعہ سے نمرود کو مطلع
کیا اسنے ابراہیمؑ کو بغیر کسی حجت اور دلیل کے دفعتاً گرفتار کرلینا معیوب سمجھکر کہا اچھا انکو ہمارے سامنے لاؤ شاید کچھ آدمی شہادت دے سکیں سنتے ہی
سب لوگ ابراہیمؑ کے پاس گئے اور انکو نمرود کے دربار میں گرفتار کر لائے نمرود نے دریافت کیا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ
(اے ابراہیمؑ کیا تو نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے) ابراہیمؑ نے اسکے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ ایہاماً فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ
كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (بلکہ کیا ہے یہ کام انکے اس بڑے نے سو انسے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں) ابراہیمؑ کے اس
خیال کے ظاہر کرنیسے بعض لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار کسیقدر نمایاں ہوگئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بیشک

اسحٰق علیہ
سے حضرت
سے ملیکا

تم ہی بے انصاف والوں میں ہو) پھر بعد چند لمحہ کے چونکہ شیطان نے انکی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈالدیے تھے۔ ابراہیمؑ سے مخاطب ہوکر
کہا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ (بیشک تجھکو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں) اسیوجہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو دیکھو ابراہیم
سچ سچ بتلاؤ کہ یہ کسکا کام تھا ابراہیمؑ اُن لوگوں کی اس جہالت آمیز تقریر کو سنکر بولے اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا
وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو کہ تمکو نفع
پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان تف ہے تمپر اور اُسپر جسکی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے ہو) پھر نمرود ابراہیمؑ سے مخاطب

شعیب علیہ
سے حضرت
سے ملیکا

ہوکر بولا کیا تم نے اپنے اُس رب کو دیکھا ہے جسکی عبادت تم کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جسکی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو؟ ابراہیمؑ نے فرمایا رَبِّيَ
الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (میرا رب وہ ہے جو کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے) نمرود بولا یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں۔ ابراہیمؑ یہ سنکر خاموش ہوگئے اور نمرود
نے اُن دو شخصوں کو جو واجب القتل ہو چکے تھے اُن دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کردی پھر ابراہیمؑ سے متوجہ ہوکر کہا ابراہیم
تمنے دیکھا کہ مینے کیسے ایک کو مارا اور ایک کو زندہ کیا اس اعتبار سے میں بھی مارنے اور زندہ کرنیوالا ہوں تمہارے رب میں مجھ سے زائد کوئی
صفت نہیں ہے وہ بات بتلاؤ جو تمہارے رب میں ہو اور مجھ میں نہو ابراہیمؑ نے کہا اِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ

(بیشک اللہ تعالےٰ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے پس تو مغرب سے نکال اُسکو) نمرود اس سوال کا جواب کچھہ نہ بن پڑا اپنا سا منہہ لیکر خاموش ہوگیا اور ابراہیمؑ نمرود کے دربار سے اٹھکر چلے آئے تب ان لوگوں میں شورہ ہونے لگا بعضوں نے قتل کرنیکو کہا اور کسی نے شہر بدر کرنیکی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ اس رائے پر متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلادئیے جائیں چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور لکڑی جمع کئے جانیکا حکم عام صادر

کیا۔ ہمارے خیال ناقص میں نمرود کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص نہ تھا جسنے کم و بیش اُس حکم کی تعمیل نہ کی ہو اسوجہ سے نہایت قلیل مدت میں انتہا لکڑیاں جمع ہوگئیں اور آگ مشتعل کی گئی جسوقت ابراہیمؑ منجنیق میں رکھکر اُس آگ میں جسکو ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے اُسوقت عجیب کیفیت تھی سوائے ثقلین (یعنی جن و انس) کے تمام عالم زبان حال سے جناب باری میں کہہ رہا تھا اگر ابراہیمؑ آج جلا دئیے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہیگا تو اگر ہمکو اجازت دے تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں" جناب باری سے حکم ہوا اِنِ اسْتَغَاثَ بِشَیْءٍ مِّنْکُمْ فَلْتَنْصُرُوْہُ وَاِنْ لَّمْ یَدْعُ غَیْرِیْ فَاَنَا لَہٗ (اگر وہ تم میں کسی سے مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اُسکی مدد کرو اور اگر اُسنے میرے سوا کسی دوسرے کو نہ بلایا تو ہم اُسکی مدد کو موجود ہی ہیں اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیمؑ سے کہا اَلَکَ حَاجَۃٌ (کیا تمکو کچھہ ضرورت ہے) لیکن ابراہیمؑ کی صاف یہی جواب دیا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا (ہاں ہے مگر تجھہ سے نہیں) یہ ایک ایسا جواب تھا جو درحقیقت لاجواب اور اُنکی شان کے موافق تھا کاش سوائے جن و انس کے یہ تماشا حسرت و افسوس کی آنکھوں سے دیکھہ رہے تھے جسوقت ابراہیمؑ انبار آتش کے قریب پہونچے آسمان کی طرف سر اُٹھاکر جناب احدیت میں عرض کیا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَآءِ وَاَنْتَ الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (ایخدا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی ہے مجھکو اللہ اور بہت ہی اچھا وکیل ہے) ہنوز آگ کے شعلوں کا آپکے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہونچنے پایا تھا کہ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (اے آگ سرد ہوجا اور سلامت رہ ابراہیمؑ کے لئے) کے خطاب

یہ خط حضرت اسحٰق سے ملیگا

اُس نار کو گلزار بنادیا۔ جل جلالہ کی کیا شان ہے۔ مفسرین رحمہم اللہ اس امر پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جل جلالہ عم نوالہ سَلٰمًا کا لفظ بَرْدًا کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیمؑ کو شدت برد (سردی) سے روحی صدمہ پہونچتا اور وہی باعث جدائی روح و تن ہوتا اور اسیطرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ کے ساتھہ مقید نہ کردیا جاتا تو بیشک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی اور آج آگ کا کہیں نام و نشان نہ ملتا۔ واللہ اعلم۔ نمرود کے دماغ میں یہ خیال یقینی صورت میں مرتسم رہا کہ آگ نے ابراہیمؑ کا کام تمام کردیا ہوگا لیکن ایک روز اتفاقاً اُسنے نظر اُٹھاکر دیکھا تو جناب موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھکر متعجب ہوا اور اُسنے اُسیوقت اپنی قوم کو طلب کر کے کہا مجھہ کو شبہ سا پیدا ہوگیا ہے کہ ابراہیمؑ زندہ ہے اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تملوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ کہ جس سے میں ابراہیمؑ کو دیکھہ سکوں نمرود کے زبان سے یہ فقرہ پورا ہونے بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان کے بنانے میں مصروف ہوگئے

یہ خط حضرت شعیب سے ملیگا

زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ مکان بنکر تیار ہوگیا اور نمرود اس مکان پر چڑھکر آگ کی طرف دیکھنے لگا اسکو اس مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اسوجہ سے ہوا کہ اُس نے ابراہیمؑ کے پہلو میں ابراہیمؑ کی صورت و شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا جب صبر نہو سکا تو چلاکر کہنے لگا۔ اُے ابراہیمؑ تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے اُسکی قدرت عزت اسدرجہ بڑہ گئی ہے کہ میں دیکھہ رہا ہوں اسکو جو تجھہ میں اور آگ میں حائل ہوگئی ہے کیا تجھکو اسقدر استطاعت ہے کہ اس آگ سے تو صحیح و سالم نکل آئے" ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھکو یہاں صحیح و سالم رکھا ہے اُسکی قوت و مدد سے میں باہر بھی آسکتا ہوں ابراہیمؑ یہ کہکر اُٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آگئے۔ نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیمؑ تمہارے پاس تمہارے

ہی شکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ ملک الظل تھا اللہ جل شانہ نے اسکو میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تنہائی کی تکلیف مجھکو نہ پہونچے۔ اس واقعہ کے بعد نمرود نے آپکو کسی قسم کی ایذا نہیں پہونچائی پھر اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ہجرت کا حکم دیا آپ مع اہل و عیال ارض کلدانیئیں سے ہجرت کر کے حران میں چلے آئے اسی زمانہ میں آپکے والد آزر کا دو سو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہو گیا پھر آپنے بحکم الٰہی کنعان کی

طرف ہجرت کی جہاں انکی نسلی ترقی اللہ تعالےٰ کے وعدے کے موافق ہوئی جب وہاں قحط پڑا تو آپ مصر چلے گئے لیکن وہاں سے بھی کچھ عرصہ بعد فرعون کی وجہ سے آپ واپس کنعان تشریف لے آئے اور مقام حیبرون میں جسکو اب مقام خلیل کہتے ہیں قیام کیا۔

آپ پر بیس ۲۰ صحیفے نازل ہوئے تھے۔ رسم مہمانداری تنانوے ۹۹ برس کی عمر میں ختنہ کرانا۔ پانی سے استنجا مسواک۔ ناک میں پانی ڈالنا مصافحہ معانقہ بالہام ربانی سب سے پہلے پاجامہ بنانا بخیال حفظ ایمان اپنے وطن کو چھوڑکر ہجرت کرنا ان سب امور کی ابتدا آپ کی خصوصیات سے ہے۔ سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپکی عمر دو سو برس کی لکھی ہے۔ آپکے انتقال کا واقعہ کامل ابن اثیر نے اسطرح بیان کیا ہے کہ آپنے خدا تعالےٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح نہ قبض کیجائے اسوجہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کیجائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک بوڑھے مسلوب القوی شخص کی صورت میں ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ جناب ممدوح اسوقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے جناب ممدوح نے اس بوڑھے ملک الموت کو بھی دستر خوان پر بٹھلا لیا ضعف و ناتوانی نے اس بڈھے کو اسقدر مجبور کر دیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھا کر منہہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا وہ پہلے آنکھ تک پہونچ جاتا تھا پھر وہاں سے بہک کر کان میں داخل ہوتا تھا اسکے بعد ہزار خرابی منہہ تک پہونچتا تھا ابراہیمؑ یہ ماجرا دیکھکر سخت متعجب ہوئے اور اسکا سبب دریافت کیا اس بڈھے نے کہا کہ ضعیفی نے میرا یہ حال کر رکھا ہے۔ ابراہیمؑ نے اسکی عمر دریافت کی اس بڈھے نے اپنے کو ابراہیمؑ سے دو برس بڑا بتلایا ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا اللہ اکبر میری اور اسکی عمر میں صرف دو برس کی چھوٹائی بڑائی ہے۔ دو برس کی بڑائی میں اسکا یہ حال ہوا ہے غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی۔ تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد دعا کی اَللّٰھُمَّ اقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ (اے خدا تو مجکو اپنی طرف کھینچ لے) وہ بڈھا (ملک الموت) اٹھا اور اسنے روح قبض کر لی

یہ خط حضرت اسحاقؑ سے ملتا ہے

اور بقول ناسخ التواریخ اسوقت آپکی عمر ایک سو پچھتر برس یا ایکسو ایکس برس کی تھی۔ سرزمین شام مقام خلیل میں آپکا مزار ہے۔

حضرت شعیب اول علیہ السلام آپکی ولادت آدم علیہ السلام سے ۳۴۱۴ سال بعد ہے مدین حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے جو بطن قطورا سے ہیں انکی اولاد میں ہیں قطورا سے حضرت ابراہیمؑ نے بعد انتقال سارہ رضی نکاح کیا تھا آپکا لقب خطیب الانبیاء ہے۔ انکی والدہ میسکا اولاد سے تھیں اور جیسا کہ کلام باری سے ظاہر ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور بھیجا ہم نے مدین کی طرف شعیبؑ کو۔ انکی قوم جسکی طرف حضرت شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے وہ سب اولاد محض کی تھی اور قوم اصحاب الرس قوم ایسے جو شعیبؑ مبعوث ہوئے تھے وہ جنکا تذکرہ آئندہ ہوگا۔ حضرت شعیبؑ بن جندل بن یعصب بن مدین بن ابراہیمؑ ثمود بھی انہیں کی اولاد ہیں حضور کی طرف انکے علاوہ دوسرے شعیبؑ ہیں شعیبؑ کے زمانے میں بڑی ملوک اور فرمانروا۔ ابی جاد ہوآز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص قرشیت تھے۔ ابی جاد کی مکہ اور اراضی حجاز میں حکومت تھی اور ہواز۔ حطی طائف سے زمین نجد تک متصرف تھے اور باقی ایکہ۔ مدین میں حکمراں تھے



لوط علیہ السلام

مدین

انکے بھائی

قوبک

رعویل

یہ خط حضرت شعیبؑ سے ملتا ہے

لیکن ان سب میں کلمن والئے ملک اور سب کا حاکم تھا۔ اصحاب ایکہ سے بھی یہی لوگ مراد ہیں اور مقام مدین چونکہ مدین بن ابراہیم کا آباد کیا ہوا ہے اسواسطے وہ انہی کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ قوم کفر و طغیان میں مبتلا ہو گئی۔ خیانت اور ناپ تول میں کمی انکا شیوہ ہو گیا تو حضرت شعیبؑ نے فرمایا یَا قَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (اے قوم پورا کرو تول میزان اور پیمانوں کو انصاف سے

اور لوگوں کے مال دھوکے سے کم قیمت مت لو اور زمین پر فساد مت کرو) حضرت شعیبؑ نے احکامات الٰہی سے آگاہ کیا اور اُسکے عذاب سے ڈرایا مگر قوم بجائے اصلاح پانیکے اور سرکش ہو گئی بلکہ بلاد شام و دیگر ممالک سے جو لوگ آپکے پاس آتے انکو اسلام لانے سے منع کرتی اور راستوں میں بیٹھکر اُنکی مزاحم ہوتی جو انی جان پر کھیل جاتا وہ آپکے خدمت میں پہنچکر مشرف باسلام ہوتا۔ غرضکہ آپکو طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کر دیں اور پادشاہ کلمن ان مفسدوں کی امداد و اعانت کرتا تھا۔ آپکے سمجھانے سے جب کچھ اثر نہوا تو آپکی دعاء بد سے ۳۸۱۲ میں غضب خداوندی ایک ابر کے ٹکڑے کی شکل میں نمودار ہو کر ان پر مسلط ہو گیا اور اُسمیں سے آگ برسنے لگی اور یہ ہلاک کر دیے گئے آپکو حکم خداوندی ہوا کہ مدین میں معہ اپنے جماعت اسلامی چلے جاویں حضرت موسیٰؑ کے آنے تک مقیم رہیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے یہاں پہونچنے کے بعد سات برس چار مہینہ آپ اور زندہ رہے آپ نابینا تھے سوائے آپکے اور کسی شخص نابینا کر ثبوت نہیں ہوئی۔ ۳۸۲۳ ہبوط آدم مقام مدین میں بعمر ۲۲۰ سال انتقال ہوا اور آپکا جنازہ مکہ مکرمہ لایا گیا درمیان رکن و مقام دفن کئے گئے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام

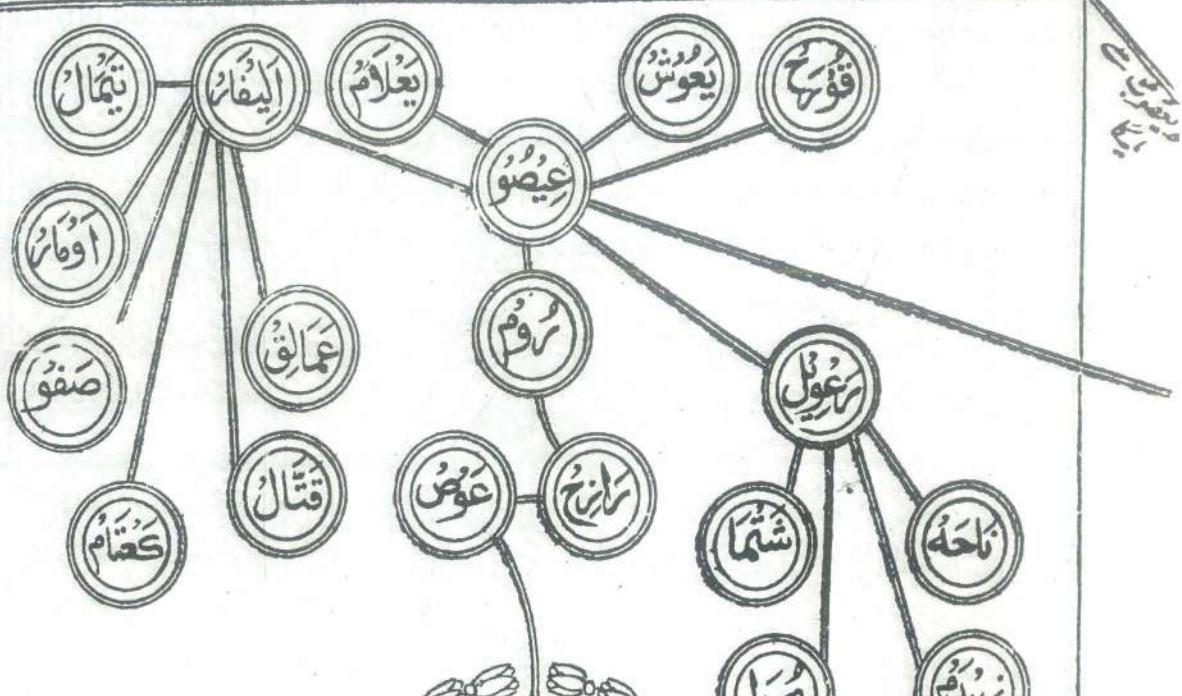
حضرت اسحٰق علیہ السلام آپ حدود فلسطین میں حضرت اسمٰعیلؑ سے پانچ سال بعد قریہ جیرون ملک شام میں پیدا ہوئے جسوقت ملائکہ قوم لوط کی تخریب سدوم و عمورہ کی بربادی کیلئے جا رہے تھے تو درمیان میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس ملائکہ مقیم ہوئے حضرت خلیل اللہ نے حسب عادت انکی خاطر تواضع کی اور جسوقت کھانا پیش کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا ہم بغیر قیمت دیئے کسی کا کھانا نہیں کھاتے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بسم اللہ کہکر شروع کر دو اور بعد کھانے کے الحمد للہ کہو یہی اسکی قیمت ہو جاویگی ہر چند آپنے اصرار و مبالغہ کیا لیکن ملائکہ نے نہیں کھایا آپکو انکے اس فعل سے دہشت ہوئی کیونکہ اُس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو کوئی مہمان کھانا نہیں کھاتا تھا اُسکی جانب سے نقصان کا اندیشہ ہو کر پریشانی ہوتی تھی۔ ملائکہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خوف زدہ دیکھکر راز سربستہ کھولدیا کہ ہم ملائکہ ہیں بحکم باری تعالیٰ قوم لوط کی تباہی کیلئے مامور کئے گئے ہیں تمکو ہم بشارت دیتے ہیں کہ سارہؓ سے تمہارے لڑکا پیدا ہو گا فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَاءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (پس بشارت دی ہم نے سارہؓ کو اسحٰقؑ اور اُنکے بعد یعقوبؑ کی) حضرت سارہ رضؓ فرشتوں کی یہ سب باتیں سنکر متعجب ہوئیں اور ہنسکر فرمانے لگیں يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (کیا میرے اس بڑھاپے میں پیدا ہو گا باوجودیکہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے تحقیق یہ ایک عجیب بات ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر اُسوقت موافق روایات توریت کے ۹۹ سال کی تھی۔ ملائکہ نے فرمایا کہ اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (کیا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے) پھر ملائکہ روانہ ہو گئے اور سات روز کے بعد حضرت سارہؓ کو حمل رہا بعد انقضائے ایام حمل ۳۴۲۳ ہبوط میں آپکی ولادت ہوئی ساتویں روز حضرت خلیل اللہ نے ختنہ کرائی جسروز آپکا دودھ چھوٹا آپنے سب کو ضیافت عظیم دی اور بعد بلوغ اپنے خاندان کی ایک لڑکی ربقہ بنت بتویل بن ناحور سے آپکی شادی

یہ خط حضرت یعقوب سے ملیگا

یہ خط عیص سے ملیگا

کردی بعد ازاں حسب ارشاد حضرت ابراہیمؑ اہالی کنعاں کی طرف آپ چلے گئے چالیس سال دعوت اسلام کی آخر میں آپ نابینا ہو گئے تھے
سنہ ۳۶۰۲ ہبوط میں بعمر ایک سو اسی سال آپکا انتقال ہوا حضرت یعقوبؑ نے قدس خلیل میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس دفن کیا۔
حضرت ایوب علیہ السلام ولادت آپکی سنہ ۳۶۴۲ ہبوط مقام جابیہ (درمیان رملہ و دمشق) میں ہوئی جب سن شد کو پہونچے تو خلعت

نبوت سے ممتاز ہوئے۔ رحمہ بنت افرائیم بن یوسفؑ سے آپکا نکاح ہوا اُنسے سات لڑکے اور تین لڑکیاں آپکے پیدا ہوئیں آپکے مویشی و اموال کثرت
سے تھے یہانتک کہ اطراف جابیہ تمام ان سے بھری رہتی تھی مال و دولت کے ساتھ مزاج میں نہایت فیاضی تھی جسقدر ترقی ہوتی شکر





خداوند تعالے بجالاتے اور وقت تکلیف و امتحان صبر کرتے ارشاد خداوندی اِنَّا وَجَدْنٰہُ
صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ کے پورے مصداق تھے (ہمنے پایا اُسکو ... صابر بہت اچھا بندہ ہے
اسلئے کہ وہ ہماری طرف رجوع کرنیوالا ہے) مقام
جابیہ [illegible] ۷۰ سال دعوت اسلام کرتے رہے لیکن
قوم کی [illegible] نصیبی سے تین آدمیوں سے زیادہ کوئی ایمان نہ لایا۔ اور وہ بھی آپ پر مصائب
پیش آتے [illegible] آپکی طرف سے بدگمان ہو کر گنہگار سمجھتے تھے۔ اور بدعقیدہ ہو جاتے ادھر شیطان لعین کو آپکے صابر و شاکر ہونے پر بہت ہی

حسد تھا ۲۷۱۵ ہبوط میں جناب باری میں اُسنے عرض کیا کہ حضرت ایوبؑ کو تو نے اپنے فضل سے نعمتہائے فراواں عطا کی ہیں اسواسطے وہ بیحد شکر گذار ہیں اگر کوئی مصیبت اُن پر ڈالی جائے تو ہرگز ہرگز تیرا شکر نکریں۔ باری تعالےٰ سے خطاب ہوا کہ اے لعین شکر ایوبؑ خواہش نعمت یا خوف دوزخ سے نہیں ہے بلکہ وہ ہمارا خالص بندہ ہے ہمیں معبود برحق جانتا ہے۔ جا تجھکو اُسکے دولت کے تلف اور ہلاکت اولاد پر قوت دی جسطرح چاہے کر کبھی اسکو

پرواہ نہوگی۔ بحکم خداوند تعالےٰ ایسا ہی ہوا کہ امتحاناً تمام املاک و اولاد آپکی تلف ہوگئی مگر صبر و استقلال کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا بلکہ شکر بجالاتے تھے اور کسی طرح کوئی لغزش و فتور واقع نہوا جب شیطان نے دیکھا کہ یہاں تو ہر مصیبت پر شکر ادا ہو رہا ہے تو بعد استدعاء بجناب باری آپکے جسم اطہر

یہ خط یعقوبؑ

سے ملیگا

پر مسلط ہوا سوائے اسکے کہ دونوں کان۔ آنکھیں۔ زبان و دل اُسکے اثر سے محفوظ رہا باقی تمام جسم زخموں سے گل کر کیڑوں کی خوراک ہوگیا اور سوائے آپکی بیوی رحمت کے کوئی آپکے پاس کھڑا ہونیوالا بھی نرہا بدبو کی وجہ سے شہر سے باہر کردئے گئے جب یہ زمانہ ابتلا کا ختم ہوا۔ ۱۸ برس بعد وہی دولت و ثروت صحت و عافیت آپکو واپس عنایت ہوئی اور ان ہی رحمت سے اولاد بھی ہوئی اُن سب کے وہی نام رکھے گئے جو پہلی اولاد کے تھے۔ نیز لعت ابراہیمی پر آپ دعوت کرتے تھے ۷۰ سال کی عمر میں آپکا ابتلا ہوا ۱۸ برس امتحان کا زمانہ رہا بعد صحت ۱۴۶ برس اور زندہ رہے کل عمر شریف ۲۲۶ سال ہوئی۔ بلاد حوران میں آپکا مزار ہے۔

حضرت اسمٰعیل ثانی علیہ السلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

آپکا نام یحزقیل ہے عبری زبان میں اسکے معنی قوی کردہ خدا کے ہیں اور ابن العجوز بھی آپ کو اسوجہ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنے والد کی کبر سنی میں پیدا ہوئے تھے بخت نصر بادشاہ جسوقت فتح بیت المقدس کے بعد بنی اسرائیل کو گرفتار کر لیگیا تو قیدیوں میں آپ بھی تھے آل یہود نے آپکی خدمت میں گریہ وزاری کی کہ دیکھئے کب تک مصیبت رہے اور کتنے عرصے ذلت و خواری میں گرفتار رہیں حضرت ذوالکفلؑ نے انکی تسکین کی اور فرمایا کہ بنی اسرائیل پر ۷۰ سال سے زیادہ مصیبت نہیں رہنے کی اسکا میں ضامن ہوں اسوجہ سے آپکو ذوالکفل کہنے لگے جسکے معنی ضامن کے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا جسکی تفصیل کتب

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

تاریخ میں مذکور ہے آپ شریعت موسوی پر بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے تھے اور ان ہی میں آپکی زندگی بسر ہوئی ۴۸۳۰ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا ارض بابل میں قریب مشہد امام حسینؑ آپکا مزار ہے۔ اور آپکے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ۴۸۶۰ ہبوط میں زمانہ بخت نصر میں بوقت گرفتاری

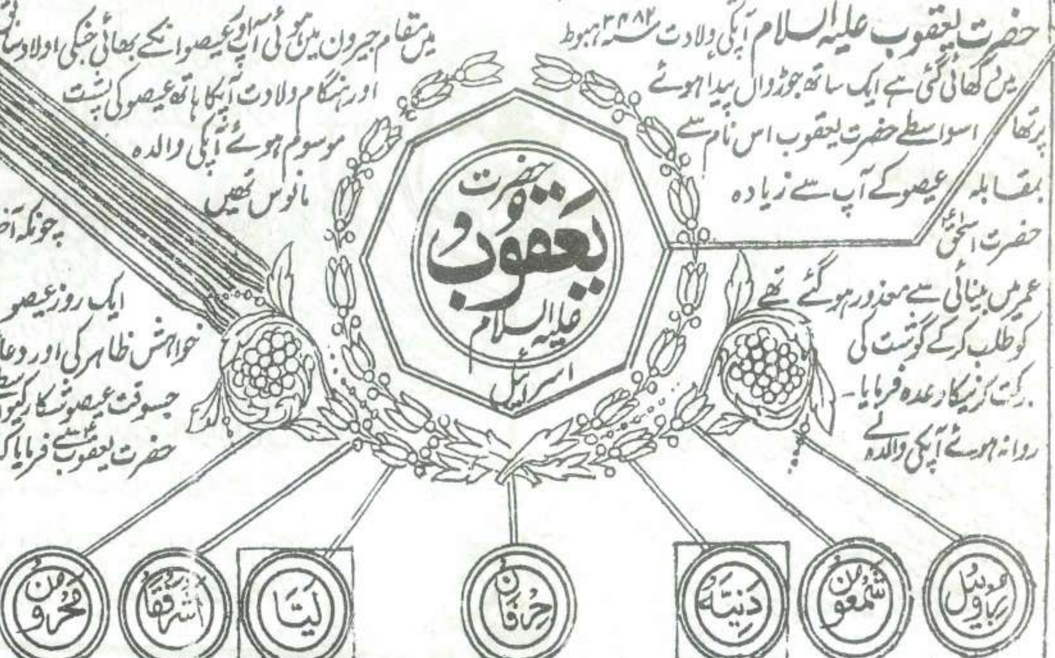
۵ بنی اسرائیل کچھ لوگ متفرق ہوگئے اور جسکو جسطرف موقعہ ملا چلا گیا از انجملہ آپ بھی روانہ ہوکر مکہ مکرمہ پہونچے اور اس نواح کے لوگ آپکے معتقد و منقاد ہوگئے صدق و صفا اور آپکے اوصاف حمیدہ کی دور دور تک شہرت ہوگئی ایک روز آپ اطراف مکہ مکرمہ میں تھے کہ دو چار آدمی طائف کے آپکو ملے اور اپنی کسی ضرورت سے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے واپس آنے تک یہاں تشریف رکھیں۔ اور خود طائف کی طرف روانہ ہوگئے اور اس معاملہ

کا خیال نرہا آپ ایکسال تک بحالہ اُسی مقام پر بیٹھے رہے ہر چند اہل مکہ نے آپ سے اصرار کیا مگر اصلا پذیرا نہوا اور فرمایا کہ شاید میرے جانے کے بعد وہ لوگ آویں اور مجھ نہ ملا تو خلاف وعدہ ہوگا ناچار مکہ مکرمہ سے کچھ آدمی طائف گئے اور انکو تلاش کرکے لائے جب آپنے مکان کا ارادہ کیا تو طائفی اشخاص نے کہ بوجہ نسیان کے یہ ارتکاب عصیان ہُوا تھا معافی چاہی صفت صدق اور وفائے عہد میں آپ مشہور تھے۔ اور کلام پاک میں یہ اوصاف مذکورہ جنکی نسبت ثابت ہیں وہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام ہیں۔ اگرچہ بعض مورخین نے آیۂ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ الخ سے اسمٰعیل بن ذوالکفل مراد لیتے ہیں۔ لیکن علامہ رازی نے تفسیر کبیر میں اسکی شرح میں صاف لکھا ہے کہ (هُوَ اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ علیہما السلام) اور یہی صحیح ہے۔

حضرت یعقوبؑ

حضرت یعقوب علیہ السلام

آپکی ولادت ۲۴۸۲ھ ہبوط میں مقام جیرون میں ہوئی آپ اور عیصو آپکے بھائی جنکی اولاد بنی روم کہلائی گئی ہے ایک ساتھ جوڑواں پیدا ہوئے اور بہنگام ولادت آپکا ہاتھ عیصو کی پشت پر تھا اسواسطے حضرت یعقوب اس نام سے موسوم ہوئے آپکی والدہ بمقابلہ عیصو کے آپ سے زیادہ مانوس تھیں چونکہ آخر حضرت اسحٰقؑ عمر میں بینائی سے معذور ہو گئے تھے ایک روز عیصو کو طلب کرکے گوشت کی خواہش ظاہر کی اور دعاء برکت دینیکا وعدہ فرمایا۔ جسوقت عیصو شکار کیواسطے روانہ ہوئے آپکی والدہ نے حضرت یعقوبؑ سے فرمایا کہ



کر تم سبقت کرکے دعاء اپنے والد سے حاصل کرلو چنانچہ آپنے عیصو کی واپسی سے پہلے اپنی بکریوں میں سے ایک عمدہ بکری ذبح کی اور آپکی والدہ نے نہایت عمدہ طور سے لذیذ طیار کرکے آپکو دیدیا پھر آپ حضرت اسحٰقؑ کی خدمت میں لیگئے حضرت موصوف تناول فرماکر خوش ہوئے اور یعقوبؑ کے حق میں دعاء برکت فرمائی اور بشارت دی کہ تمہاری اولاد ستارگان آسمان کے برابر ہوگی چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ آپکی اولاد میں سے صرف انبیاء علیہما السلام کی شمار تعداد ہے اور ملوک و صنادید زمانہ اسکے علاوہ ہیں۔ عیصو جب شکار سے واپس آئے اور یہ واقعہ معلوم ہوا تو حضرت اسحٰقؑ کی خدمت میں گریہ وزاری کی اور دعاء کے خواستگار ہوئے۔ حضرت اسحٰقؑ نے اُنکے لئے بھی برکت اور اولاد کی دعا

مانگی جو انکے حق میں مقبول ہوئی اُس روز سے عیصو حضرت یعقوبؑ سے عداوت رکھنے لگے تاآنکہ کچھ عرصہ بعد حضرت یعقوبؑ اُنکے ایذا کے اندیشہ سے اپنے ماموں لابان بن بتویل بن ناخور بن تارح کے پاس حاران ہجرت کر گئے اسی ضمن میں باری تعالےٰ سے آپکو اسرائیل کا خطاب ہوا کیونکہ آپ رات کو سفر کرتے تھے عرصہ تک اپنے ماموں کے پاس رہے انکی دونوں لڑکیوں سے حضرت یعقوبؑ کی شادی ہوئی پھر آپ مال و مویشی کے

ساتھ کنعان میں معہ اہل و عیال آئے۔ عیصو سے عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی تھوڑے دن آپکے پاس رہے پھر عیصو کثرت اموال و اولاد کی وجہ سے نواح روم کی طرف چلے گئے اور آپ اسی اطراف میں سکونت پذیر رہے زمانہ وفات آپکا جب قریب ہوا اُسوقت آپکا قیام جوسن میں تھا۔ جب وقت آخر آپکا آپہونچا تو سب اولاد کو آپنے جمع کیا اور یہودا کے حق میں پروردگار عالم سے دعاء کی کہ اُسکی اولاد میں سلطنت عطا فرمائے اور سب کے حق میں اُنکے مناسب حال دعاء فرمائی وصیت کی۔ حضرت یوسفؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور حضرت ابراہیمؑ کے جوار میں دفن کئے جانے کی وصیت کی اسکے بعد

یعقوبؑ خطوط اولاد

آپنے اس دار فانی سے ملک جاودانی کو سفر کیا اور حضرت یوسفؑ نے ایک صندوق سال کا بنا کر آپکا تابوت مبارک اُسمیں رکھا اور چالیس روز تک مطابق رسم اُس زمانہ کے اُس تابوت کو معطر کرتے تھے۔ غمکدۂ یعقوبؑ و حوالئے مصر میں ایک کہرام برپا تھا۔ بالآخر آپ کو بیت المقدس مقام خلیل میں دفن کیا۔ باختلاف روایات ۱۴۰ یا ۱۴۷ یا ۱۸۰ سال آپکی عمر شریف ہوئی۔

نسب نامہ

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام آپ حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں بطن راحیل سے ہیں کہ ۲۵۵۶ ہبوط میں مقام حاران جمال یوسفیؑ سے نور افشان عالم ہوا یوسفؑ جسکے معنی از دیاد نعمت کے ہیں آپکا نام رکھا گیا آپکی دو سالہ عمر میں جسوقت حضرت یعقوبؑ حاران سے حیرون کو ہجرت کرکے جا رہے تھے اثناء راہ میں آپکی والدہ نے وضع حمل میں انتقال فرمایا اور بن یامین آپکے دوسرے بھائی پیدا ہوئے آپکے حسن و جمال نے حضرت یعقوبؑ کے دل میں گھر کر لیا روزانہ اُنکی شفقت بمقابلہ دیگر برادران حضرت یوسفؑ کے ساتھ روزانہ زیادہ ہونے لگی اور یہ امر آپکے بھائیوں کو شاق گزرنے لگا اور بناء رشک روز بروز مستحکم ہوتی گئی تاآنکہ سترہ یا بارہ سال کی عمر میں آپکے بھائیوں نے چاہ میں ڈالا جسکی شہرت زبان زد خاص و عام ہے۔ آپ جسوقت کنوئیں میں گرے اور بظاہر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو اللہ جل شانہ نے جبرئیلؑ کو آپکی تسکین کے واسطے بھیجا۔ اسکے بعد یہودا آپکے بھائی کنوئیں پر آئے کہ دیکھیں یوسفؑ کس حال میں ہیں اور اوپر سے آواز دی آپنے جواب دیا کہ تم کون ہو جو اس غمزدہ بیکس کا حال دریافت کرنیکی جرأت کرتے ہو اور میرے بھائیوں سے نہیں ڈرتے۔ یہودا نے کہا میں تمہارا بھائی ہوں۔ اور آپکی دردانگیز آواز سنکر رونے لگے حضرت یوسفؑ نے بحالت یاس

افرائیم بن یوسفؑ

یہودا سے خطاب کیا یا اَخِیْ اِنَّ لِکُلِّ مَیِّتٍ وَصِیَّۃٌ وَوَصِیَّتِیْ لَکَ اَنْ لَا تَنْظُرَ اِلٰی شَابٍّ اِلَّا ذَکَرْتَ شَبَابِیْ وَلَا اِلٰی یَتِیْمٍ
اِلَّا ذَکَرْتَ یُتْمِیْ وَلَا اِلٰی غَرِیْبٍ اِلَّا ذَکَرْتَ غُرْبَتِیْ (اے پیارے بھائی ہر میت کی وصیت ہوتی ہے تمکو میری یہ وصیت ہے کہ کسی
جوان کو دیکھو تو میری جوانی یاد کرلینا اور کسی یتیم کو دیکھو تو میری یتیمی کا بھی خیال کیجو اور کسی مسافر کو دیکھو تو میری غربت یاد کرلینا - درحقیقت

حضرت یوسفؑ کے یہ پر ملال الفاظ ایسے تھے جسکے سننے سے پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا یہودا کو یہ فقرہ سنکر تاب نہ رہی اور بیساختہ دھاڑیں مار کر
رونے لگے چونکہ یہ اپنے بھائیوں سے پوشیدہ یہاں آئے تھے اتفاقاً انکے دوسرے بھائی یہودا کی آواز سنکر یہاں آپہونچے اور انکو ملامت کرنے
لگے - ایک بڑا پتھر اُس کنوئیں کے اوپر اور ڈھکدیا - بلائے درد منداں از در و دیوار می آید اُسوقت لاوی آپکے بھائی نے
بھائیوں سے کہا کہ دیکھو بھائیو ہم اولاد پیغمبر ہیں جو گناہ ہم سے سرزد ہوا نبی برحق سے پوشیدہ نہیں رہنیکا مناسب یہ ہے کہ اب غسل کرکے
کریں اور جماعت سے نماز ادا کریں بارگاہ خداوندی میں گڑ گڑا کر عہدہ پوشی کی التجا کریں اور ملت ابراہیم کا یہ طریقہ تھا کہ گیارہ آدمی سے کم جماعت نہیں یعقوبؑ خطوط اولاد

ہوتی تھی اور یہ اُسوقت دس نفر تھے لاوی نے کہا اس نماز میں ہم خدا کو امام کرتے ہیں تاکہ نقصان عدد نہ پایا جاوے اور نماز ادا کی ستاری یوسفؑ مسائین



لی انکی قبولیت دعا کا یہ اثر ظاہر کیا کہ حضرت یعقوبؑ کے سامنے انہوں
نے جو اظہار کیا اُسکو تسلیم کیا اور یہ برادران یوسفؑ ہلاک ہونے سے مامون رہے ورنہ یعقوبؑ
اگر انکے کہنے کو سچا نہ سمجھ لیتے تو حضرت یوسفؑ کی فرط محبت میں یعقوبؑ کی بد دعا سے سارے
ہوجاتے - گو حضرت یعقوبؑ کو اس واقعہ کی اصلیت بذریعہ وحی و مکاشفہ روشن ہوگئی تھی
معاملہ ایک غیبی اسرار سے تھا اور حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو جو مدارج عطاء فرمانے تھے اصلی
تھی - اسمیں خیال ہوسکتا ہے کہ اگر حضرت یعقوبؑ کو وفات یوسفؑ کا غلط ہونا محقق تھا جیسا
لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ سے آپنے کنایۃً ظاہر بھی فرما دیا تو آپکو حزن و ملال ہونیکی کیا وجہ
اسکا سبب دراصل مفارقت اور انتظار لقاء یوسفؑ تھا - بلکہ آپکا جزع و فزع ہی دلیل علم
کیونکہ اگر یوسفؑ کا فوت ہونا برادران یوسفؑ کے کہنے سے مان لیتے اور بذریعہ وحی آپکو اصل حال
معلوم نہ ہوتا تو ہلاک یوسفؑ پر یعقوبؑ جیسے برگزیدہ نبی کی گریہ وزاری کرنا اور صبر و شکیب کو ہاتھ سے
دیدینا بعید از قیاس امر ہے - بعض عوام برادران یوسفؑ کو خلاف ادب الفاظ سے یاد کرتے ہیں

یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ اول تو یہ سب دو دمان نبوت سے تھے دوسرے توبہ انکی ثابت ہے اور یہ کہ اس واقعہ اور ندامت کے بعد اُنکے مرتبہ کا اندازہ نہیں کہ کس پایہ کے ہوئے ہوں۔ اسواسطے ان سب کا ذکر خیر کے ساتھ ہونا ہر حال میں مناسب ہے۔ آپ حضرت آدمؑ سے بہت مشابہت رکھتے تھے شریعت ابراہیمیؑ پر دعوت کرتے۔ تین دن رات چاہ میں رہے اور چاہ سے نکلنے کے بعد مصر میں پہونچے چھ برس عزیز مصر کے پاس رہے اور

واقعہ زلیخا کے باعث سات برس قید میں گزرے تیس۳۰ سال کی عمر میں وزارت یا ان فرعون مصر حاصل ہوئی ۵۷ برس کے ہوئے تو حضرت یعقوبؑ کی ملاقات سے مشرف ہوئے ستر سال کی عمر تک والد بزرگوار کے ساتھ حزن و ملال گذشتہ کر ایام عیش و مسرت سے بسر کئے بعد انتقال یعقوبؑ ۳۶ سال آپ اور زندہ رہے کل ایک سو دس سال بقید حیات رہے اولاد بنی اسرائیل کی کثرت آپنے بچشم خود دیکھی وقت نزع تمام بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے اولاد سرائیل تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ اسکے بعد فراعنہ جبار پیدا ہونگے بنی اسرائیل کے ساتھ ظلم ہوگا انکو ذلیل کرینگے

یعقوبؑ خطوط اولاد

بعد ان ایام کے اولاد لاوی سے ایک پیغمبر ہونگے موسیٰؑ انکا نام ہوگا وہ دولت اشرار کا قلع قمع کرینگے۔ بنی اسرائیل کو مصر سے لیجاوینگے اور

یوسفؑ نسابن

صندوق نعش میرا بھی نیل سے نکالکر میرے آبا و اجداد کے مقبرہ میں لیجاوینگے تم سب بھی اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ انکی فرمانبرداری میں

یہ خط الیسعؑ

کوتاہی نکریں۔ اور یہودا کو آگے بلاکر اپنا جانشین کیا اور اپنے صاحبزادوں کو اُنکے سپرد کیا اور دست مناجات دراز کرلیئے اور فرمایا

سے ملیگا

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (اے خدا مجھے وفات دے اسلام پر اور شامل کر نیک بندوں میں) اسکے بعد آپکے لب بند ہوگئے اور اس دار فانی کو الوداع کہا۔ اہل مصر سے آہ و بکا کے نعرے بلند ہوئے۔ اور ہر شخص کی خواہش تھی کہ اپنے قریب میں آپکو دفن کرے اور اس شور سے عظیم اندیشہ ہوا کہ قتل و قتال کی نوبت نہ پہونچے بالآخر بزرگان قوم نے یہ صلاح کی کہ تابوت مبارک قعر دریائے نیل میں رکھا جاوے تاکہ ہر شخص پانی کے ذریعہ آپکی برکت سے بہرہ مند ہوتا رہے چنانچہ سب اسپر راضی ہوگئے اور سنگ رخام سے ایک صندوق بناکر آپکو اسمیں رکھا گیا اور قعر نیل میں رکھدیے گئے ایک زمانہ کے بعد حضرت موسیٰؑ نے آپکی پیشین گوئی کے مطابق وہاں سے نکالا اور قدس شریف میں حضرت یعقوبؑ و ابراہیمؑ کے پاس دفن کیا۔

(ناسخ)

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات مشہورہ دیگر کتب مثل قصص الانبیاء وغیرہ میں مذکور ہیں شائقین اُن سے مستفید ہوسکتے ہیں اسوجہ سے یہاں مختصراً آپکا حال لکھا گیا۔

یہ خط یوشعؑ

سے ملیگا

حضرت الیسع علیہ السلام آپکا ظہور حضرت الیاسؑ کے بعد ۵۲۹ھ میں ہوا۔ اجل انبیاء بنی اسرائیلؑ سے ہیں زمانہ سلطنت یواشن یا یہواشن ۵۹۵ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ بنی اسرائیل کو آپکے انتقال سے بڑی پریشانی کا سامنا ہوا جسوقت آپکا جنازہ قبرستان میں لیگئے اور قبر تیار کی تو اتفاق سے اُس قبر میں ایک نعش موجود پائی خدا جانے کس زمانہ کی تھی ناچار آپکو اس قبر میں اس مردہ پر رکھدیا گیا جسوقت آپکے

اعضاء سے اُسکا جسم متصل ہوا فوراً وہ زندہ ہوکر کھڑا ہوگیا اُسوقت بنی اسرائیل کو آپکی جلالت قدر کا اور بھی اندازہ ہوا۔ اسکے علاوہ آپکے معجزات بکثرت ہیں۔ ممالک بنی اسرائیل کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے۔ آپکی عمر ۲۰۴ سال ہوئی مرقد قریہ تستر۔

حضرت یوشع علیہ السلام آپکا ظہور ۳۸۶۹ھ میں ہوا۔ آپکی عمر ۹۷ سال کی تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے تدبیر امور بنی اسرائیل کا آپکو خلیفہ کیا اور جسوقت حضرت موسیٰؑ نے اس دار ناپائیدار کو الوداع کہا آپکو بارگاہ لم یزلی سے خطاب ہوا کہ اتباع موسوی کے ساتھ کاربند ہوکر قوم کو ہدایت کریں اور (رود اردن) سے عبور کا حکم ہوا۔ بنی اسرائیل کیلئے اراضی شام کنعان و بیت المقدس کی فتح پر مامور ہوئے تعمیل ارشاد خداوندی سے آپ بنی اسرائیل کو لیکر مقام اریحا کی طرف روانہ ہوئے اور آپکی برکت سے جب وہ فتح ہوگیا۔ تو بمدلول آیہ اُسْكُنُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا آپنے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل مقام اریحا فیض خداوندی کی جگہ ہے داخل ہونیکے وقت عاجزی اور زاری کرتے جاؤ اور از روئے تعظیم جھکتے چلو اپنے گناہوں کی طلب مغفرت کرو مقدسین بنی اسرائیل نے فرمانبرداری کی اور جہلا ہنسی کرنے لگے جیساکہ باری تعالے نے فرمایا ہے فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ استہزاءً حطہ کو حنطہ سمقاثا سے بدل دیا جسکے معنی گندم سرخ کے ہیں۔ اشرار بنی اسرائیل کی اس حرکت سے غضب خداوندی کو حرکت ہوئی جیسا کہ حق جل و علا فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ بلاء طاعون کا عذاب نازل ہوا اور

حضرت الیسع علیہ السلام

حضرت یوشع علیہ السلام

۲۴ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ حضرت یوشعؑ اور مشایخ بنی اسرائیل نے درگاہ بے نیاز میں گریہ وزاری کی اُسکی برکت سے یہ بلا دفع ہوئی اور تمام ملک میں امن ہو گیا۔ آپکے زمانہ میں ارض مقدسہ سے ملوک و جبابرہ کا تسلط اُٹھ گیا جسقدر ظالم و جبار تھے آپکے مقابلہ میں تہ تیغ ہوئے۔ باری تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ سے جن نعمتوں کا وعدہ فرمایا تھا آپکے وقت میں اسکی تکمیل ہوئی ارض مقدسہ

تمام ملوک اور امم سے خالی ہو کر بنی اسرائیل کے سپرد ہو گئی۔ جب آپکا وقت آخر ہوا تو آپنے قوم کو نصیحت کی کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کبھی اُسکی نافرمانی مت کرنا قوم نے آپکی نصیحت پر عمل کرنیکا اقرار کیا آپنے سنکر اُسکو لکھا اور پہلے کتاب آسمانی میں رکھدیا ایک

یعقوبؑ خط اولاد

پتھر بڑا اُٹھا کر اُسکی طرف اشارہ کیا کہ جس روز بنی اسرائیل اپنے عہد سے پھرینگے یہ گواہ ہوگا کیونکہ میں نے جو احکام خدا کے دیے لو... سنائے گئے بیان ہیں اُنکو بھی سنائے ہیں۔ اسکے بعد ہو گیا اُسوقت سنہ ۳۸۹۲ تھا۔ ۱۲۰-۱۲۶ یا ۱۲۷ سال عمر ہوئی اور تھوڑے عرصہ میں آپکا انتقال جبل افرائیم میں جسد مبارک دفن کیا گیا۔

یسّاکر بن یعقوبؑ

منسّا بن یوسفؑ

آصوتا

اجیا بن منسا

یعشون

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت ایلیا علیہ السلام

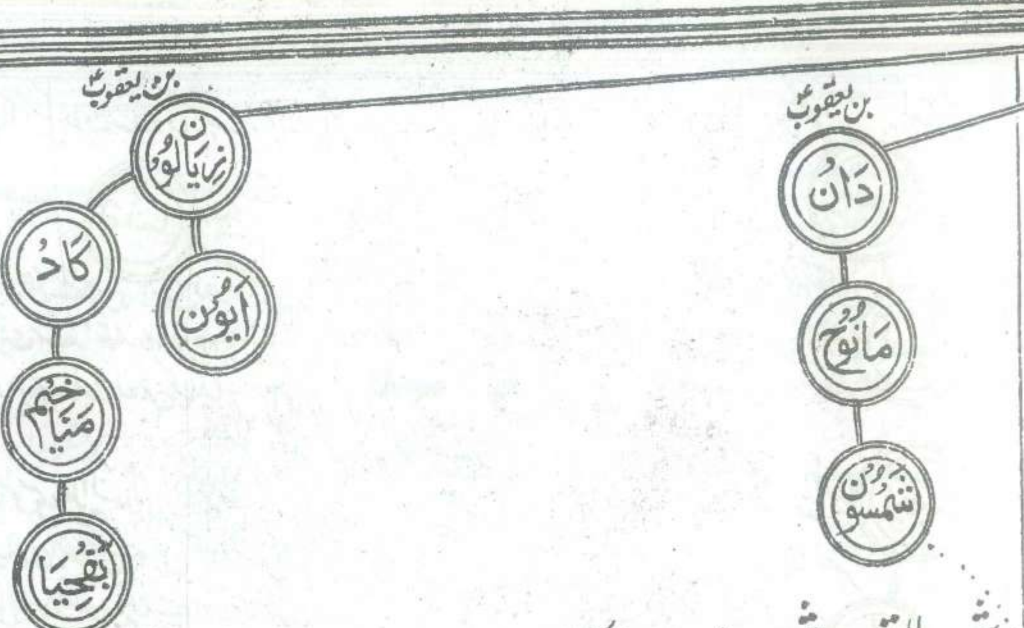
حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں اور بعض مورخین نے ملاقات خضرؑ کو انہیں کی طرف منسوب کیا ہے اور آپکا ظہور اور وقت ملاقات سنہ ۳۸۲۲ لکھتے ہیں لیکن یہ قول مورخین کا احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے اسلئے اسکی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے بروایت عبداللہ بن عباسؓ جو حدیث مروی ہے اُس سے اور دیگر احادیث سے ملاقات خضر علیہ السلام موسیٰ بن عمران کے ساتھ میں ثابت ہے اور چونکہ بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام کثرت سے گذرے ہیں اسلئے آپکا نبی ہونا کوئی مستبعد نہیں۔ اور قول مورخین صرف اسقدر قابل تسلیم ہے۔

حضرت ایلیا علیہ السلام آپ زمانۂ حکومت یہورام میں اُٹھائے گئے۔ اسکے بعد آٹھویں برس یہورام کا انتقال ہو گیا

بڑی ملوک بنی اسرائیل گزری ہیں۔ ۱۲

اور اسکا بیٹا تخت حکومت بنی اسرائیل پر بیٹھا اور اپنی حکومت کے دوسرے سال جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی اس لڑائی میں اسکے ماں اجاب کا لڑکا والئے سامرہ بھی اسکا شریک تھا چنانچہ یہ دونوں والئے جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے۔ یہوشافاذ بن ایشا نے جو منسا بن یوسفؑ کی نسل سے تھا اور یورام بن اجاب کے قتل کی فکر میں تھا اسکو یہ موقع ملا اور ایک ہی وقت میں دونوں کو قتل کر دیا۔ (ابن خلدون)

اولاد یعقوبؑ



شمسون القوی اور شمسون الجبار بھی انکو کہتے ہیں بنی اسرائیل میں بیس برس تک حاکمانہ زندگی بسر کی۔ بنی فلسطین سے بہت لڑائیاں لڑیں اور انکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ بعض نے انکو انبیاء بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور بعض مورخین کاہنوں میں شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اور کہنونیت بھی قربانگاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور ذبح و بخور کے شرائط پورا کرنیکو کہتے ہیں۔ ابن عمید کہتا ہے کہ شمسون کے بعد ایک دوسرا حاکم میخائیل بن اعیل نامی بنی اسرائیل میں ہوا اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی مگر اسکی حکومت مستقل نہ تھی اسکے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہے انہیں فتنوں میں سبط بنیامین کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر فتنہ و فساد فرو ہو گیا ان ایام میں انکا کاہن عالی بیطات بن حاصاب بن الیان بن فنحاص بن عیزار بن ہارونؑ تھا فتنہ فرو ہونیکے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے۔ اسکے دو لڑکے تھے اور یہ دونوں نافرمان و سرکش تھے اسکے عہد و حکومت میں بھی بنی فلسطین سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کے بدولت بہت سی بدافعالیاں پیدا ہو گئیں۔ انبیاء وقت انکو سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرتے تھے آخرکار انکی بدکرداریوں نے یہ برا دن دکھایا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ (ناسخ)

حضرت موسیٰ اول علیہ السلام سنہ ۳۷۴۸ ہبوطی میں آپکی ولادت ہوئی فرعون مصر قابوس بن مصعب کو کثرت بنی اسرائیل سے اندیشہ ہوا کہ مبادا انکی کثرت کا انبوہ مخل سلطنت ہو اور روز بروز انکی ترقی سے فرعون کی پریشانی بڑھتی گئی تا آنکہ ارکین سلطنت کو اسنے جمع کیا اور یہ صلاح قرار پائی کہ بنی اسرائیل کو کارہائے سخت پر مامور کیا جاوے اور حکام جابران پر تشدد کیلئے مامور کئے گئے طرح طرح کی سختی اور ایذا سے بنی اسرائیل کو

مجبور کیا گیا اور محض انکی آزاردہی کی غرض سے بلدہ اعمیس کی بنا شروع کی تاکہ محنت اور مزدوری کا کام انسے لیا جاوے باوجود اس ظلم و تعدی کے بنی اسرائیل کی نسلی ترقی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اسی اثناء میں فرعون نے ایک رات خواب دیکھا جسکی تعبیر معبران نے یہ بتائی کہ بنی اسرائیل سے ایک

اولاد یعقوب

لڑکا پیدا ہوگا اور سلطنت مصر کو تباہ کردیگا اس خوف سے فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ لیکن یہ تدابیر فرعونی قضا و قدر کا کیا مقابلہ کرسکتی تھیں بلکہ کمال قدرت الٰہی کا یہ اظہار ہوا کہ خود فرعون کے گھر میں پرورش پائی جوان ہوئے۔ پھر ایک قبطی کے قتل پر آپ خوف زدہ ہو کر چالیس سال کی عمر میں سنہ ۳۷۸۸ میں مصر سے نکلے اور سات روز کی مسافت طے کر کے اطراف مدین میں پہنچے۔ ایک درخت کے نیچے آپ آرام فرما رہے تھے کہ حضرت شعیبؑ کی صاحبزادیاں اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کی غرض سے آئیں اور آپ نے انکے مویشیوں کو سیراب کیا اور حضرت آپ حضرت شعیبؑ کی خدمت میں پہونچے حضرت شعیبؑ نے آپسے فرمایا جیسا کہ کلام پاک میں مذکور ہے اِنِّیٓ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ھٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو لڑکیوں میں سے کیسکا تمہارے ساتھ نکاح کردوں اس امر پر کہ تم آٹھ سال میری خدمت کرو۔ چنانچہ آپ دس سال حضرت شعیبؑ کی خدمت میں رہے اور انکی صاحبزادی صفورا سے آپکی شادی ہوئی۔ ادھر قابوس بن مصعب کا

یہ خط یصہر سے ملیگا

یہ خط فنحاص سے ملیگا



انتقال ہوگیا اور اُسکا دوسرا بھائی ولید بن مصعب بن معوتہ بن ابی نمیر بن فلوص بن لیث بن یاران بن عمر بن عملیق بن عویج بن جامصر کا بادشاہ ہوا اور آپ معہ اہل وعیال ۹ ۲ سال ایک ماہ ایک ہفتہ بعد بحکم ربانی مراجعت مصر کے لئے عازم ہوا اور اُسوقت آپکے والد عمران کا بھی بعمر ایک سو چھتیس سال انتقال ہوچکا تھا۔ آپ مدین سے نکلکر پانچویں روز چھٹی رات کہ شب جمعہ تھی وادیٔ ایمن کے قریب پہونچے اتفاقاً ہوا و بارش کثرت سے

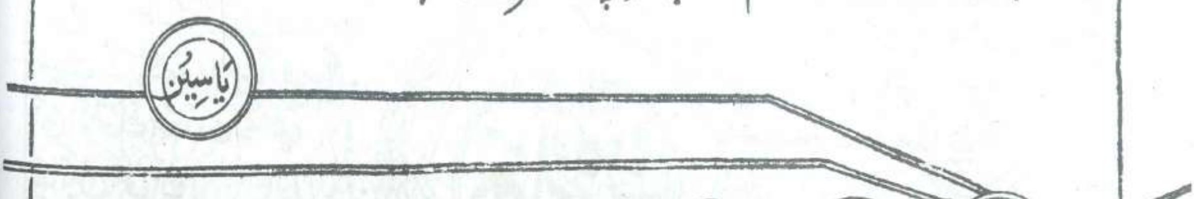
ہوئی آگ کی تلاش تھی کہ سامنے سے کوہ سینا پر روشنی معلوم ہوئی اور اُسکی طرف آپ روانہ ہوئے جسوقت کوہ طور پر پہونچے وہاں وسر اسعاملہ تھا خطاب ہوا اِنِّیۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی (تحقیق میں رب تیرا ہوں پس اُتار دے جوتیاں اپنی اسلئے کہ تو پاک زمین میں ہے) اُسوقت آپکا سن شریف ۹ ۷ سال ایکماہ بارہ روز کا تھا۔ اسکے بعد راز و نیاز کی گفتگو ہوئی خلعت نبوت معجزہ ید بیضا عصا

یعقوبؑ
خطا اولاد

عطا ہوا ولید بن مصعب فرعون مصر کے ہدایت پر مامور ہوئے۔ آپنے اپنی تقویت معذوری زبان کیوجہ سے جناب باری میں عرض کیا وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَهۡلِیۡ هٰرُوۡنَ اَخِی (اور کردے میرا مددگار میرے گھرانے سے میرے بھائی ہارونؑ) یہ درخواست بھی حضرت کلیم اللہ کی مقرون باجابت ہوئی اور مصر کی طرف روانہ ہوئے ادھر آپکے گھر والے جو منتظر آگ کے بیٹھے تھے اتفاقاً صبح کیوقت چند آدمی مدین کے

قاہث
بیصہر بن

ادھر سے گذرے اور ان سب کو ساتھ لیکر حضرت شعیبؑ کی خدمت میں پہونچا دیا۔ جسوقت آپ مصر کے قریب پہونچے۔ حضرت ہارونؑ کو آپکے استقبال کا حکم ہوا آپ راستہ میں آملے اور تین روز مصر میں قیام کرکے فرعون کے پاس گئے اسکو ہدایت کی مگر اثر نہوا ہر چند آپنے معجزات دکھائے مگر اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ کا جواب سنا اور کوئی امید اصلاح ظاہر نہوئی تو غضب خداوندی جوش میں آیا۔ عذاب گوناگوں اُنپر نازل ہوئے اور فرعون معہ تمام گروہ کے دریائے نیل میں غرق کردیا گیا اس مرتبہ مصر میں آپکا قیام کل پندرہ مہینہ رہا اور آپ معہ بنی اسرائیل مصر سے روانہ ہوگئے۔ بنی اسرائیل بیابان میں آباد ہوئے اور یہاں من و سلویٰ ان پر اُترنے لگا۔ موسیٰؑ سے حضرت شعیبؑ کی یہاں بھی ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد ۳۸۲۹ھ میں میقات اربعین کا واقعہ ہوا بنی اسرائیل کو آپ ہدایت کرتے رہے اس درمیان میں کثرت سے معجزات آپ سے ظہور میں آئے۔ حضرت خضر سے ملاقات ہوئی۔ ۳۸۶۹ھ میں مقام قادیس میں حضرت ہارون علیہ السلام و مریم کا انتقال ہوگیا۔ ان واقعات کے بعد ۳۸۶۸ھ میں وادیٔ موآب میں آپکا انتقال ہوا۔ ایکسو بیس سال کی عمر ہوئی۔ مرقد مطہر بیت المقدس سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور ہر سال سلطانی اہتمام سے آپکے مزار پر مولود شریف ہوتا ہے۔



فنحاص

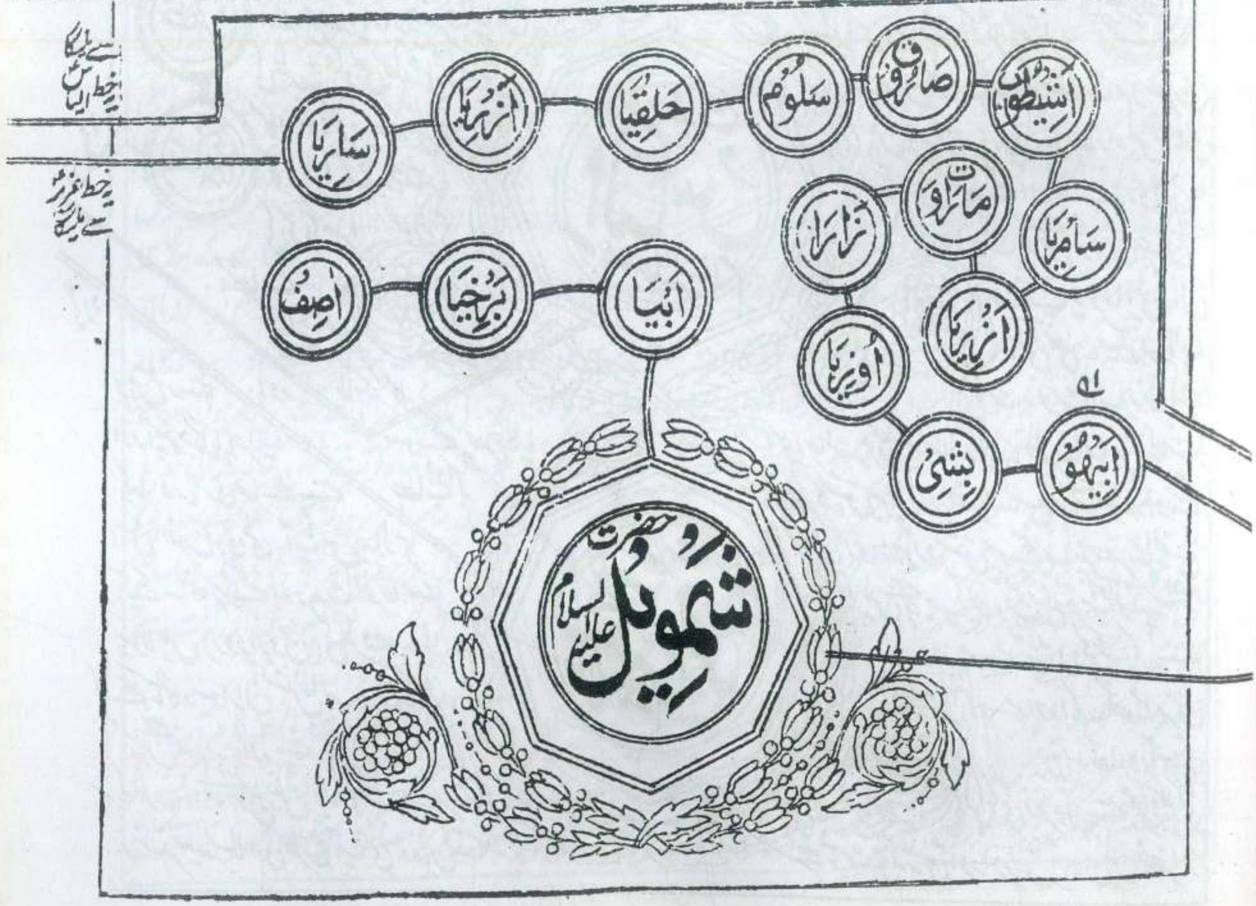
حضرت شمویل علیہ السلام سنہ ۱۱۳۱ میں آپکی پیدائش ہوئی اور علی بن بیطات بن حاصاب بن الیان کے پاس آپنے پرورش و تربیت پائی۔ اور آپکے والد القانا یا کنا کو صاحب ناسخ التواریخ نے انبیاء بنی اسرائیل سے لکھا ہے اور سکونت انکی جبل افرائیم میں تھی۔ لیکن نسب میں انکے بہت اختلاف ہے بعض نے اسفاد قارون سے لکھا ہے اور بعض عیزار بن ہارونؑ کی اولاد سے لکھتے ہیں۔

بہر حال حضرت شمویل علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل سے ضرور تھے۔ ۵۲ سال آپکی عمر ہوئی شاول اور داؤدؑ کی لڑائی آپکے زمانہ میں ہوئی دین موسوی پر آپنے مخلوق کو ہدایت کی مقام مصفیا میں آپکو مرض الموت ہوا اور سنہ ۱۰۶۳ میں آپکا انتقال ہوا قبائل بنی اسرائیل نے زمین راما میں آپکو دفن کیا۔

یعقوبؑ
خط اولاد

۵۱ ابیہو سے عزیر علیہ السلام تک صاحب ناسخ التواریخ نے درمیانی تیرہ ۱۳ پشتیں لکھی ہیں اور ابن خلدون و دیگر مورخین چھ وسطے لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

ملیکا
بن قاہت
یہ خط یصہر



حضرت الیاس علیہ السلام آپکی شان میں باری تعالےٰ فرماتا ہے وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (اور تحقیق الیاس البتہ ہمارے بھیجے ہوؤں میں سے ہیں) چونکہ آپکی عمر دراز ہوئی اسوجہ سے ہر عہد اور ہر بلدہ میں آپکا قیام ہوا اور اس بنا پر اُس قیامگاہ کی طرف آپکو نسبت ہوتی رہی اور ابتدائً آپ بادشاہ شہر بعلبک کی سلطنت میں مبعوث ہوئے تھے۔ چلیا داور خضر بھی آپکا نام ہے بنائً علیہ بعض کا خیال

ہے کہ خضر و الیاس ایک ہی تھے (لیکن در حقیقت خضر علیہ السلام دوسرے ہیں) حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کے بعد آپنے عزلت اختیار کر لی اور ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہے قریہ شومرون میں آپکا قیام رہتا تھا کہ اسی اثناء میں احاب بادشاہ بنی اسرائیل نے حضرت الیاسؑ کے معجزات کا اپنی بیوی ایزابل سے ذکر کیا حضرت الیاسؑ نے چونکہ ۴۵۰ آدمی کو جو جھوٹا دعوےٰ نبوت کا کرتے تھے

منسوبؑ اولاد

بصمر — قارون — نشاساث — القانا — اسر — تاحث — صفیا — عزرین — یوئیل

ظفر — سامری

قتل کرا دئے تھے اسوجہ سے اس عورت کو آپ سے ملال تھا۔ بادشاہ کے تذکرہ کرنے سے اُسے غصہ آیا۔ اور حضرت الیاسؑ کے پاس پیام بھیجا کہ اُن مقتولوں کی طرح تمکو بھی جلد قتل کیا جائیگا آپنے ان کلمات ناملائم کو سنکر مقام (سرج) کا ارادہ کر دیا تاکہ آل یہودا میں ایام گزاری کریں۔ وسط راہ میں دامان کوہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور جناب باری میں دعا کی کہ اگر میرا وقت قریب ہے تو اس جہان سے اُٹھالے گویا آپنے یہ دعا اپنی امان کیلئے مانگی تھی۔ اسکے بعد آپ وہیں سو رہے اور ملائکہ کا نوبت بہ نوبت آپ پر نزول ہوا اور آپکو جگایا پھر آپ سو گئے پھر جگایا اسی حالت میں جمال و جلال الٰہی کا حضرت الیاسؑ نے مشاہدہ کیا اور باری تعالےٰ سے خطاب ہوا کہ دمشق میں جاؤ اور حضرت الیسع تمہارے خلیفہ ہونگے اسکی اطلاع دی گئی۔ آپ اس پہاڑ سے روانہ ہوکر دمشق پہونچے یہاں پر حضرت الیسع آپکے ساتھ ہوگئے اور مدت العمر خدمت میں رہے جب آپکا وقت رفع قریب ہوا تو آپ ۵۲۹ھ ہبوط میں (روداردن) کی طرف روانہ ہوئے آپ ود کو عبور کر رہے تھے ناگاہ سواران آتشیں ظاہر ہوئے اور ایک گھوڑا مزین آسمیں سے نمودار ہوا اور آپنے زین پر رکھا اور آسمان کیطرف روانہ ہوا اور خلق کی نظروں سے محجوب ہو گئے اور حضر علیہ السلام کی طرح آپ بھی زندہ ہیں کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ عیسیٰؑ اور ادریسؑ آسمان میں خضر اور

حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت عزیر علیہ السلام

الیاس

عزیر

الیاسؑ زمین میں بقید حیات ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

حضرت عزیر علیہ السلام آپکا ظہور ۹۱۲ھ ہبوط میں ہوا (عزیر) عبری زبان میں دکے معنی ہیں جسکا معرب یہ ہوا۔ اور لقب آپکا سوفر ہے بمعنی کاتب کے۔ توریت میں آپکا نام تحمینا ہے زمانہ بخت نصر میں توریت جلادی گئی تھی سوائے آپکے کسی کو حفظ یاد نہیں تھی۔ چنانچہ آپنے

بیت المقدس میں جسوقت آل یہودا اور بنی لاوی نے اصرار کیا ممبر پر بیٹھکر تمام توریت سنادی اور از سر نو نسخہ توریت لکھا گیا اسیواسطے آپکا لقب سوفر ہوگیا۔ حضرت عزیرؑ نے بتیسویں سال حکومت داریوش بادشاہ میں شوشتر کا ارادہ کیا اثناء راہ میں ایک ویرانہ میں آپکا گذر ہوا جہاں مردوں کی ہڈیاں انکی نظر سے گذریں اور خیال ہوا کہ اللہ تعالے ان گلی ہوئی ہڈیوں کو کیسے زندہ کریگا۔ اسی خیال میں سو گئے۔ باری تعالےٰ نے خواب میں انکی روح

یعقوبؑ خط اولاد

قبض کرلی اور انکی سواری بھی ہلاک ہوگئی۔ سو برس کے بعد آپ زندہ کئے گئے اور ایک فرشتہ نے آکر دریافت کیا تم یہاں کتنے عرصے ٹھہرے آپنے فرمایا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ تمکو یہاں سو برس ہوگئے ہیں مگر اپنے کھانے کو دیکھو بدستور رکھا ہے اسمیں کوئی خرابی نہیں آئی اور قدرت الٰہی کا تماشہ دیکھو تمہاری سواری جو گل کے خاک ہوگئی ہے اور ہڈیاں بوسیدہ ہیں انکو کیسے جوڑتے ہیں اور کسطرح اسپر گوشت چڑھتا ہے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے وہ زندہ ہوگیا آپ اسپر سوار ہوکر شوشتر اپنے وطن آئے چونکہ سو برس کا زمانہ گزر چکا تھا آپکو کسی نے نہیں پہچانا مگر آپکے معجزات دیکھکر سب نے یقین کرلیا اور آپکی طرف رجوع ہوتے لیکن زیادتی اعتقاد سے مخلوق گمراہ ہوگئی اور آپکو خدا کا بیٹا کہنے لگی جیساکہ کلام پاک میں اسکی تفصیل موجود ہے ان واقعات کے بعد پچاس سال آپ اور زندہ رہے اور قوم کو ہدایت کرتے رہے۔

حضرت
حزقیل
علیہ السلام
انکا سلسلہ نہیں ملا

حضرت حزقیل علیہ السلام آپ دودمان بنی لاوی قبیلہ صاف سے ہیں ۶۵۰۶ھ میں ظہور ہوا۔ بادشاہ یہوشافاط پر بنی مواب و بنی عمون جسوقت حملہ آور ہوئے اور قرب و جوار بیت المقدس میں غارتگری شروع کردی اسوقت یہوشافاط کو سخت پریشانی ہوئی اور آپکی خدمت میں حاضر ہوکر استغاثہ کیا آپنے جناب باری میں التجا کی۔ آثار قبولیت نمایاں ہوگئے۔ اور بادشاہ کو آپنے مطمئن کیا کہ یہ لڑائی خدا کی ساتھ ہے کل وہ خود تمہاری مدد کریگا۔ دوسرے روز تمام آل یہودا لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کو نکلی اور مقام جبل ساعیر فریقین میں سخت جنگ ہوئی اور حضرت حزقیلؑ بھی شریک جنگ تھے تین روز کے اندر دونوں قبیلوں کا قلع قمع ہوگیا اور کثرت سے مال و متاع لیکر واپس بیت المقدس آئے۔

حضرت
عوبدیاہو
علیہ السلام
انکا سلسلہ نہیں ملا

حضرت عوبدیاہو علیہ السلام آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں بادشاہ احاب کے زمانہ میں ۵۰۰۰ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ حضرت الیاسؑ کی بددعا سے بنی اسرائیل پر امساک باراں ہوا اور مخلوق تباہ ہونے لگی

حضرت عوبدیاہو چونکہ احاب کے ارکین میں سے تھے اسنے کہا کہ آپ جاکر کسی چشمہ کی تلاش کرو اور خود بھی ایک دوسری طرف کو اس تلاش میں روانہ ہوگیا۔ حضرت عوبدیاہو کو حضرت الیاسؑ راستہ میں مل گئے اور اسوقت احاب کے جاسوس حضرت الیاسؑ کے قتل و گرفتاری کے خیال کی گشت کر رہے تھے۔ آپنے حضرت الیاسؑ کو اسکی اطلاع دی۔ حضرت الیاسؑ نے فرمایا کہ میں خود احاب کے پاس جاتا ہوں اور بارش بھی ہوگی

عوبدیاہو یہاں سے واپس ہوئے اور احاب کو آپکی آمد سے اطلاع دی حضرت الیاسؑ جسوقت پہونچے تو بارش ہوئی۔ اور عوبدیاہو کی وجہ سے حضرت الیاسؑ کی نبوت کے سب قائل ہوئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ عوبدیاہو امور سلطنت احاب میں کامل دسترس رکھتا تھا۔ سو نبیوں کو اسکی شر سے محفوظ رکھا اور پچاس نبیوں کو پوشیدہ طور سے خورد و نوش کا سامان پہونچاتے تھے۔ خط اولاد یعقوبؑ



حضرت یوئیل علیہ السلام بن تبویل ۷۷۲ھ میں آپکا ظہور ہوا زمانہ دولت منشہ میں آپکو نبوت ہوئی۔ آپ بھی شریعت موسوی کے پیرو تھے۔

حضرت عاموس علیہ السلام ۶۱۴ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ عاموس کے معنی عبری زبان میں بار رکش کے ہیں۔ عہد عوزیا میں مرتبۂ نبوت پایا اور بنی اسرائیل کو راہ حق کی ہدایت کرے شریعت موسوی کے متبع تھے بادشاہ عوزیا جسکے زمانہ میں آپ مبعوث ہوئے تھے آل یہودا میں نہایت باہیبت و شوکت بادشاہ گزرا ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں لدا بیت المقدس میں تیار کرائی۔ بنی عمون اور قبائل فلسطین و عمالقہ سے جنگ کی اور غالب آیا فوج و سپاہ بڑی کثرت سے رکھتا تھا چنانچہ سات ہزار پانچسو مسلح سپاہی دست بستہ روزانہ دربار میں کھڑے رہتے تھے شریعت موسوی کا پابند تھا عمر ۵۲ سال سلطنت کی لیکن آخر میں جب انکی سلطنت نہایت وسیع ہوگئی کبر و نخوت سے آپے سے باہر ہوگیا اور اطاعت خداوندی سے پھر گیا ایک روز بیت المقدس میں گیا وہاں کا ایک خادم تھا اتفاقاً اسکا نام بھی عوریا تھا اس سے اسنے مزاحمت کی اور باہر نکالنے کا حکم دیدیا گیا۔ فوراً ہی اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا نشان پیدا ہوا اور اسی حالت میں مرگیا اور چونکہ مبروص مرا تھا اسواسطے لوگوں نے سلاطین کے مقابر میں بھی دفن نہیں کیا غضب خداوندی سے مرنے کے بعد بھی ذلیل ہوا۔



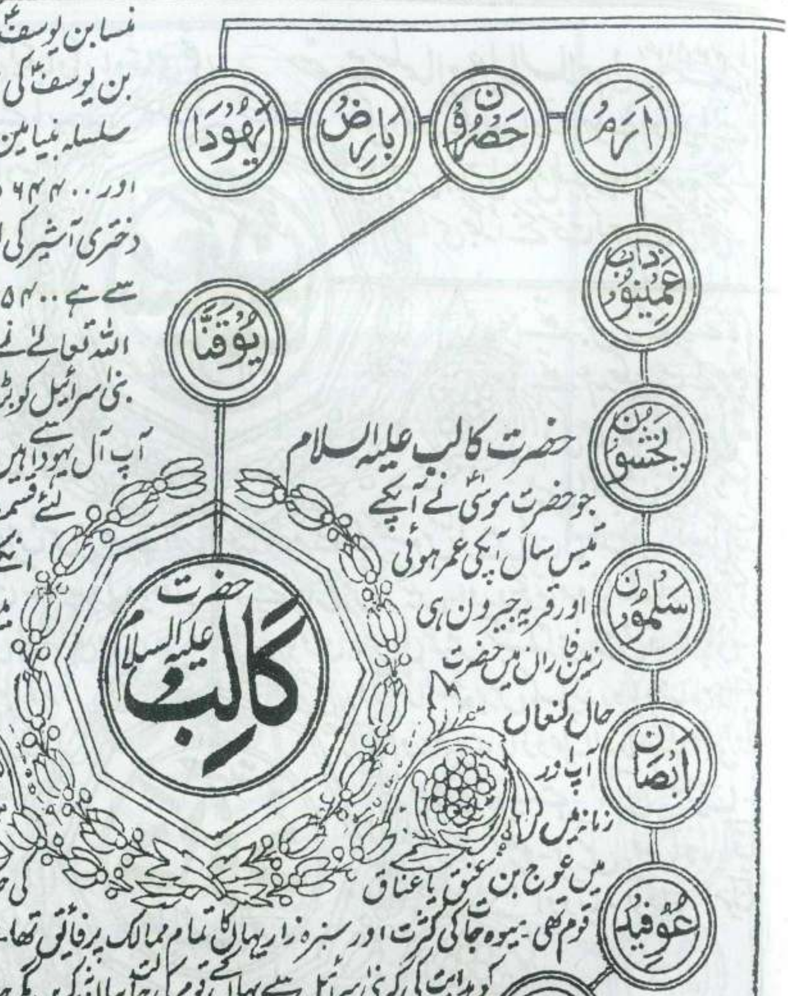
یہودا ابن یعقوب علیہ السلام انکی اولاد میں بڑے بڑے ملوک اور انبیاء کثرت سے ہوئے ہیں گو انکے بھائیوں کی اولاد میں بھی یہ شرف تقریباً مساوی تھا چنانچہ خروج مصر سے چالیس سال بعد حضرت موسیٰؑ نے بحکم باری تعالےٰ بنی اسرائیل کی جسوقت شمار کی ہے تو اولاد یہودا کے علاوہ اُن دونوں لڑکوں عیر اور اونان نامی کے جنکا حضرت یعقوبؑ کے مصر آنے

سے پہلے کنعان میں انتقال ہوگیا تھا اور ذریت سے جو اولاد ہوئی۔ اُنکی ۷۶۵۰۰ تعداد تھی۔ رادبن یعقوبؑ کی ۴۳۷۳۰ اور شمعون بن یعقوبؑ کی ۲۲۲۰۰-جاد کی اولاد ۴۵۰۰۰-اور کار بن یعقوبؑ کی ذریات ۶۴۳۰۰-زبلون کی ۶۲۵۰۰ نفر تھی۔ احفاد

یعقوبؑ خطا اولاد

منسا بن یوسفؑ کی ۵۲۷۰۰ آدمی تھے اور افرائیم بن یوسفؑ کی اولاد سے ۳۲۵۰۰ آدمی تھے اور سلسلہ بنیامین بن یعقوبؑ سے ۴۵۶۰۰ آدمی تھے اور ۶۴۴۰۰ دان بن یعقوبؑ کی اولاد تھی اولاد دختری آشیر کی لڑکی سارح سے جو نسل نفتالی بن یعقوبؑ سے ہے ۴۵۴۰۰ آدمی اس نسل کے تھے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی برکت سے بنی اسرائیل کو بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔



حضرت کالب علیہ السلام

آپ آل یہودا سے ہیں حضرت یوشعؑ کے بعد نبی ہوئے قریہ جیرون آپکے لئے قسمت کیا تھا یہیں آپکا قیام رہا اور ایک سو تیس ۱۳۰ سال آپکی عمر ہوئی انکے بعد شانوش انکے لڑکے خلیفہ ہوئے اور قریہ جیبرون ہی میں ۲۹۲۲ سنہ ہبوط میں آپکی وفات ہوئی۔

جو حضرت موسیٰؑ نے آپکے زمین فاران میں حضرت موسیٰؑ نے نزول کے بعد بغرض استفسار حال کنعان جاسوس روانہ کئے تھے انمیں آپ اور یوشعؑ بھی شامل تھے وہ زمانہ میں کنعان اور اسکے اکناف میں عوج بن عنق یا عناق کی حکومت تھی جو دنیا کی زبردست اور قوی ہیکل قوم تھی۔ میوہ جات کی کثرت اور سبزہ زار یہاں کا تمام ممالک پر فائق تھا۔ حضرت کالبؑ نے یہاں پہونچکر جاسوسوں کو ہدایت کی کہ بنی اسرائیل سے یہاں کے قوم کی حالت بیان نہ کریں مگر جاسوسوں نے یہاں سے واپس ہوکر برخلاف

خط اولاد

عہد کیا اور بنی اسرائیل کو بنی عناق سے خوف زدہ کردیا چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے جسوقت بنی اسرائیل کو کنعان کی طرف روانگی کا حکم دیا سب انکار کرگئے۔ اور عتاب الٰہی نازل ہوا۔

حضرت داؤد علیہ السلام - آپ یہودا بن یعقوبؑ کی اولاد میں سے سنہ ۴۳۳۳ ھبوط میں پیدا ہوئے مقام حبرون میں مقیم رہے جب ۳۸ برس کی عمر کو پہونچے تو بیت المقدس میں گئے اور علاوہ ملک سابق شام میں مقامات فلسطین اور عمان اور رباب اور حلب اور نصیبین اور ملک ارمنی کے کچھہ شہروں کو فتح کیا اور چالیس برس حکومت کی ستر برس کی عمر میں وفات پائی آپکا معجزہ تھا کہ آپکے

ہاتھ میں لوہا موم جیسا نرم ہوجاتا تھا - زرہ بناتے تھے حکیم لقمانؑ آپکے شاگرد تھے - آپ پر کتاب زبور اتری نہایت خوش آواز تھے جب آپ زبور کو پڑھتے جن وانس و جانور تمام سننے کو اکھٹے ہوجاتے پانی بہنے سے رک جاتا اور ہوا چلنے سے رک جاتی تھی صائم ایسے تھے کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اکثر حصہ رات کا بھی عبادت میں گزارتے تھے انکے زمانہ

یعقوبؑ
خط اولاد

سلطنت میں دوسری طرف کنعانیوں سے کیقباد کی بادشاہی تھی۔

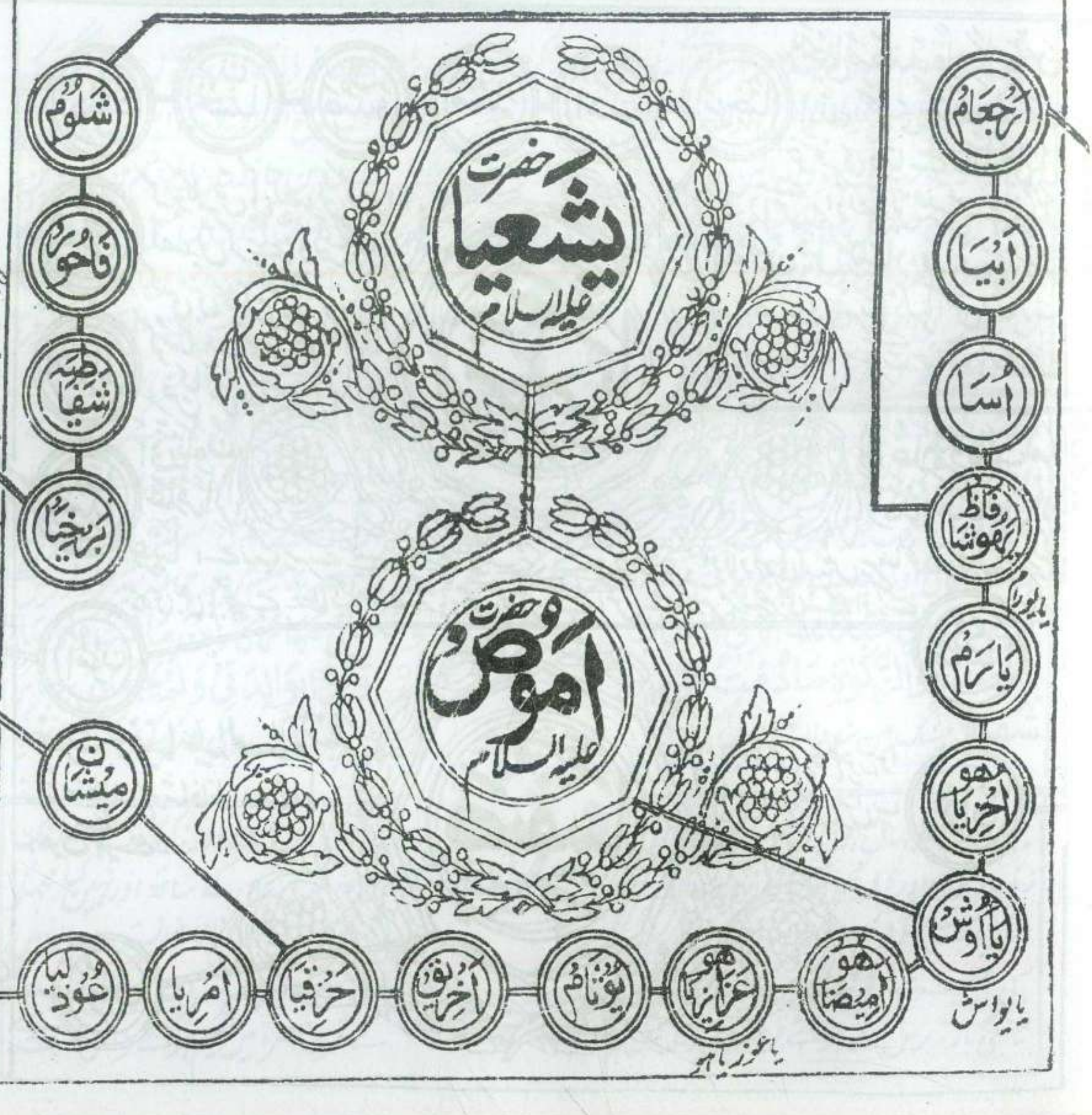
حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد سنہ ۴۳۵۱ ھبوط میں پیدا ہوئے اور بارہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ ہوئے اور آپ ایسے بادشاہ ہوئے کہ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جن وانس وطیور ہوا وغیرہ پر حکم کے بادشاہ تھے جہاں جانا چاہتے تھے اسی جگہ انکے تخت کو ہوا لیجاتی تھی۔ ایک ماہ کا سفر صبح اور ایک ماہ کا سفر شام کو طے کر جاتے تھے۔ جن بڑے بڑے کام بناتے تھے اور حاضر رہتے تھے۔ عہد حکومت کے چوتھے سال میں بیت المقدس کی عمارت بنائی تیس ہاتھ اونچا اور ساٹھ ہاتھ لمبا اور بیس ہاتھ چوڑا بنایا اور اسکی گرد کی دیوار پانچسو ہاتھ بنائی سات برس اس میں رہے اور عہد حکومت کے پچیسویں سال میں یمن کی ملکہ بلقیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے ملک کو سلیمانؑ کے سپرد کر دیا اور آپکے نکاح میں آگئیں۔ اور دیگر تمام دنیا کے بادشاہ آپکے مطیع ہوگئے غرض کل دنیا میں آپکی بادشاہی ہوگئی اور باون برس کی عمر میں سنہ ۴۳۰۳ ھبوط میں وفات پائی۔ آپکے بعد آپ کی اولاد میں ملک رہا اور دو سو اکسٹھ برس تک پندرہ بادشاہ ہوئے پھر آپکی اولاد کے ہاتھ سے ملک نکل گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے صلبی اولاد علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے جو ہوئی وہ یہ ہے۔ ناثان - سمیعا - اربعام - شلوم - منغانبہ - نضح - دانیل - صوباہ - باقیا - الیفات - الباذر - الیسمہ - اودنیا - نوجاہ - اموں - بہار -

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت اموص علیہ السلام آپ اپنے بھائی امصیاہو کے زمانۂ پادشاہت میں سنہ ۵۸۵ ہبوط میں بنی اسرائیل پر مبعوث ہوئے۔

حضرت یشعیا علیہ السلام آپ حضرت اموصؑ کے صاحبزادے ہیں سنہ ۶۹۸ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا اور بادشاہ بنی اسرائیل خرقیا کے زمانے میں آپکی دعاء برکت سے قوم کو امن ہوا اور دشمنوں سے نجات ملی۔



حضرت زکریا علیہ السلام ۵۵۷؁ھ میں آپکا ظہور ہوا آپ نبی وقت اور رئیس خدام بیت المقدس تھے۔ مریمؑ کی بہن یا پھوپی ایشاعؑ سے آپکا نکاح ہوا ۵۰ سال کی عمر تک آپکے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت مریمؑ چونکہ انہی تربیت میں تھیں جب مریمؑ کے پاس جاتے تو میوہ جات خلاف موسم انکے پاس دیکھتے اس واقعہ سے حضرت زکریاؑ کے دل میں خیال ہوا کہ جو قادر قیوم بے وقت

مریمؑ کو ایسی اشیاء خوردنی پہونچاتا ہے کیا عجب ہے کہ مجھے بھی بیوقت اولاد عطاء کرے اور آپنے مراد کے لئے دست دعا پھیلایا
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ط (اسی جگہ دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب بخشدے مجھے اپنے پاس سے بیٹا پاک) یہ دعا آپکی مقبول باجابت ہوئی اور فرشتہ نے بحکم باری ندا دی۔ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ

داؤد — نحشان — صدوق — مسلم — ادن — برخیا

بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ تحقیق اللہ تعالےٰ تجھکو خوشخبری دیتا ہے ولادت یحییٰؑ کی ہوگا۔ (اس سے مراد تصدیق عیسیٰؑ ہے یعنی انکی کہ جو کلمہ حق کی تصدیق کرنیوالا تصدیق کرینگے) وَلَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا (اور اس سے پیشتر کسی نبی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا) حضرت زکریاؑ اس بشارت کو سنکر بہت خوش ہوئے اور غایت مسرت سے جناب باری میں عرض کیا رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا اے رب میرے کیسے اولاد ہوگی کہ میں پیر سالخوردہ ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ خطاب ہوا اے زکریا یہ ہمپر آسان ہے اس سے پیشتر تم کچھ چیز بھی نہ تھے اور ہمنے پیدا کردیا

سلیمان — مسلم — صدیقہ

حضرت زکریا علیہ السلام

امون — ماسان — عمران — کوش

حضرت صفنیا علیہ السلام ۵۲۶؁ھ
ملک ہبوط میں آپکا ظہور ہوا زمانہ سلطنت یہوشافاط بادشاہ بنی اسرائیل میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔

حضرت صفنیا علیہ السلام

آل عمران
یعقوبؑ
خط اولاد
صدیقہ
امون
کوش

اسلئے اب پیدا کرنا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ اس دعا سے پانچ سال بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام چھ ماہ کے حمل سے پیدا ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ اشرار بنی اسرائیل نے حضرت زکریاؑ کو متہم کیا آپ انکے خوف سے ایک درخت میں پوشیدہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اُس درخت کو چیر دیا۔ سو برس کی عمر میں اس ظلم سے آپ شہید ہوئے۔ **حضرت یحییٰ علیہ السلام** بہت ہی عابد زاہد تھے خوف خداوندی سے بہت روتے تھے یہانتک کہ آپکے چہرہ پر آنسوؤں کے جاری ہونے سے زخم ہو گئے تھے ہمیشہ تخلیہ اور تنہائی میں بیٹھے رہتے تھے۔ ساری عمر نکاح نہیں کیا اور یہ اُسوقت کی شریعت میں جائز تھا بادشاہ ہیرودوس اپنے بھتیجی سے ان کا نکاح کرنا چاہا۔ حضرت یحییٰؑ نے انکار کیا۔ اس عداوت سے اُسنے آپکو قتل کرا دیا۔ یوحنا بھی آپکو کہتے ہیں۔

خط اولاد یعقوبؑ

حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت مریم علیہا السلام باری تعالےٰ نے حضرت مریمؑ کو عورتوں میں بڑا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور سب سے زیادہ بزرگی آپکی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں نسب آپکا صاحب ناسخ التواریخ نے اسطرح بھی لکھا ہے مریمؑ بنت ایلیعاذر بن ایلیہود بن الکین بن زادوق بن عازور بن ایلیاقیم بن ابیود بن زوربابل بن شلتائیل بن یوکانیا بن یوشیا بن آمون بن منسی بن حزقیا بن احاز بن یوثام بن عوزیا بن یورام بن یہوشافاط بن اسا بن ابیا بن رحبعام بن سلیمان بن داؤدؑ۔ حضرت عیسیٰؑ بیت المقدس کے قریب قریہ بیت اللحم میں آپکی ولادت ہوئی چونکہ آپ قدرت الٰہی سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور بعد حمل ہی یا بعد انقضائے مدت حمل کہ جو دونوں تعجب خیز صورتیں تھیں آپکی ولادت ہوئی اسکے بعد بنی اسرائیل نے حضرت مریمؑ پر تہمت لگائی اور آپ سے مزاحم ہوئے تو مریمؑ نے فرمایا کہ اس بچے سے دریافت کرو حضرت عیسیٰؑ روح اللہ شیر خوار کو دیکھے آپنے فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (بیشک میں بندہ اللہ کا ہوں اُسنے مجھکو کتاب دی اور مجھکو نبی کیا ہے اور کیا

خط عیسیٰؑ

حضرت مریم علیہا السلام

مجھکو برکت والا جہاں ہوں اور حکم کیا مجھے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا جبتک زندہ رہوں اور کیا مجھے بھلائی کرنیوالا میری ماں کے ساتھ اور نہیں کیا مجھکو متکبر بدبخت) مگر قوم اس معجزہ کو دیکھکر بھی اپنی الفاظ ناشائستہ سے باز نہیں آئی حضرت مریم یوسف بن نجار کو ہمراہ لیکر مصر تشریف لیگئیں اور جب حضرت عیسیٰؑ بارہ برس کے ہوئے تو معہ اپنی والدہ شام کے قریہ ناصرہ میں مقیم ہوئے (اسی نسبت سے

اور عیسائیوں کا لقب نصارا ہوا) آپکی تیس برس کی عمر میں نبوت ہوئی اور انجیل نازل ہوئی اور بکمال درجہ کے زاہد اور تارک الدنیا تھے۔ یہود کو آپسے عداوت ہوئی اور بادشاہ فیلاس آپکے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ باری تعالٰے نے اسکو آپ کا ہمشکل کردیا اور صلیب پر چڑھا دیا گیا اور حضرت عیسٰیؑ آسمان پر اٹھا لئے گئے سنہ ۵۶۱۷ ہبوط میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے ۵۷۰ برس پہلے یہ واقعہ ہوا کل ۳۳ سال آپ دنیا میں رہے اور حضرت مریمؑ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع کے بعد چھ سال اور زندہ رہیں ۵۳ سال کی عمر میں انکا بھی انتقال ہوگیا حضرت عیسٰیؑ کے اٹھائے جانے کے بعد بنی اسرائیل کو سرسبزی نہیں ہوئی اور دن بدن تنزل ہوتا گیا ذَالِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ط (یہ بوجہ اسکے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور ظلم کرتے تھے) آپ بمقابلہ دیگر انبیا کے خصوصیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبشر بھی تھے جیساکہ اس بارہ میں کلام باری سے ظاہر ہے اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُم مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ ط (بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف دلیل اور حجت کے ساتھ حالانکہ تصدیق کرنیوالا ہوں اس چیز کی جو مجھ سے پہلے ہے یعنی کتاب توریت اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسولؐ کی جو میرے زمانہ کے بعد تشریف لاوینگے نام انکا احمدؐ ہوگا۔

خط اولاد یعقوبؑ

حضرت جادؑ علیہ السلام

انکا نور اسلسلہ...

حضرت جاد علیہ السلام... ہیں سنہ ۳۶۲۴ ہبوط میں آپکا ... حضرت داؤد کی سکونت تھی حضرت جادؑ انکی پیغامبران بنی اسرائیل سے ظہور ہوا اور کہتے ہیں کہ جب مقام امصیا میں پاس آئے اور خبر دی کہ حکم باری اسطرح پر ہے کہ تم یہاں سے خرنوب کی طرف جاؤ چنانچہ آپ جادؑ کی ہدایت کے موافق یہاں سے روانہ ہوکر خرنوب پہونچے۔ (ناسخ)

عیسٰیؑ

روح اللہ حضرت عیسٰی علیہ السلام

حضرت دانیال علیہ السلام آپ انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں آپکے والد کا نام یوحنا بن یوشا ہے۔ یوشا کے تین لڑکے تھے۔ اول یوحاز جسنے آل یہودا کی سلطنت کی۔ دوسرے یہو یاقیم جو آخر سلاطین بنی یہودا ہے۔ تیسرے یوحنا والد دانیال علیہ السلام جو یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مثل دیگر انبیاءؑ آپنے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعثت کی خبر دی تھی ۸۱۷ھ سنہ میں آپکا ظہور ہوا۔ آپکی کتاب ۱۲ فصلوں پر مشتمل ہے جسمیں آئندہ کی خبریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حال درج تھا۔ بخت نصر بادشاہ یہو یاقیم کو جسوقت گرفتار کر کے لیگیا۔ اسکے بعد اپنے رئیس خواجہ سرایاں اصفانار سے

یعقوبؑ
خطا اولاد

کہا کہ بنی اسرائیل میں سے چند آدمی جو ذہین و طباع ہوں منتخب کر لے تاکہ کسب علوم میں انکو مشغول کیا جاوے اور بعد حصول قابلیت انکو دربار میں کھا جاوے۔ اصفانار مذکور نے ایک جماعت کا انتخاب کیا از انجملہ حضرت دانیالؑ اور تین انکے اور ہمراہی بھی اسمیں شامل تھے۔ یہ چاروں چار نئے ناموں سے موسوم کئے گئے اور انکی آسائش کا بھی خاص طور سے اہتمام کیا گیا اور کھانا خاصہ مطبخ سے آنا شروع ہوگیا۔ حضرت دانیالؑ کے ہمراہی بھی صلحا اور زہاد وقت سے تھے۔ سب نے پوشیدہ طور سے داروغہ مطبخ سے درخواست کی کہ بادشاہی کھانا ہمارے واسطے نہ آیا کرے۔ بالآخر یہ خواہش حضرت دانیالؑ اور انکے ہمراہیوں کی پوری ہوئی۔ اور دانیالؑ کے ہمراہیوں نے اپنے طور پر احتیاطاً کھانے کا انتظام کیا اور تعلیم میں مشغول رہے۔ کچھ عرصہ بعد دانیالؑ اور آپکے ہمراہی قابلیت میں سب سے بڑھ گئے اور مقربان خاص سے ہو گئے اسی عرصہ میں بختنصر نے ایک خواب دیکھا اور بغیر خواب بیان کئے اسکی تعبیر معہ کیفیت خواب دریافت کی حکما یا اہل مجوس اسکی تعبیر سے معذور رہے۔ گو سوال حضرت دانیالؑ سے نہیں ہوا تھا مگر آپ جماعت حکماء میں شامل تھے۔ اسپر بختنصر نے ناراض ہو کر سب کے قتل کا حکم دیدیا جسوقت ان سبکو عاملان بختنصر قتل کرنیکو اسطے لیچلے اسوقت حضرت دانیالؑ نے درمیان سے نکلکر مہلت طلب کی اور بعد چندے جو خواب بختنصر نے دیکھا تھا ہو بہو بیان کر دی اور اسکی تعبیر ظاہر کی جو بعثت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل تھی گو بختنصر حضرت دانیالؑ کی منشاء کو بخوبی نہ سمجھا

حضرت
دانیال
علیہ السلام

حضرت ملاخی علیہ السلام

ظہور آپکا ۹۱۵ھ سنہ ہبوط میں ہوا۔ عبری زبان میں ملاخی کے معنی رسول کے ہیں۔ حضرت دانیالؑ کے ہم عصر اور شریعت موسوی کے پابند تھے اور بنی اسرائیل انکو آخری پیغمبر سمجھتے تھے۔

حضرت
ملاخی
علیہ السلام

[illegible] اور اضافہ کیا ۔۱۲

حضرت ساریا علیہ السلام ۸۲۵ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ ساریا عبری میں بمعنی سرگردۂ خدا کے ہیں ہمیشہ آپ بیت المقدس میں رہتے اور مسجد اقصیٰ میں اوقات عزیز کو عبادت الٰہی میں گذارتے۔ شریعت موسوی کے متبع تھے بختنصر جب بیت المقدس پر چڑھا اور غالب ہوگیا تو اُسکے سپہ سالار نے بعد ہدم دیوار قلعہ و احراق مسجد ساریا و صفنیا اور تین آدمی اور خدام بیت اللہ کو

گرفتار کیا اور دست بستہ کر کے ارض بلاث بن بختنصر کے پاس لیگیا اور وہاں آپ شہید کئے گئے۔ خرابی بیت المقدس کا روز آل اسرائیل میں ایسا گزرا ہے کہ یہ ہمیشہ اُس دن کی مصیبت یاد کرتے رہے گو در حقیقت اُنکے اعمال کی مکافات تھی

یعقوب
خط اولاد

دو مرتبہ سخت نافرمانیوں کے مرتکب ہوے۔ بہت سے انبیا کو قتل کیا طرح طرح کے معاصی پر دلیر ہوگئے۔ اولاً بختنصر نے انکو پامال کیا دوسری مرتبہ طیطوس کے حملے سے تباہ ہوئے مگر پھر بھی اللہ تعالے نے کرم کیا اور اُنکو ترقی دی جیساکہ کلام باری میں اسکی تفصیل موجود ہے

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا

اور پیام بھیجا ہمنے بنی اسرائیل کی طرف کتاب توریت میں اور بیان کر دیا کہ تم ضرور فساد کروگے زمین میں دو بار اور البتہ سرکشی کروگے بڑی سرکشی تمام بختنصر نے بنی اسرائیل اور بیت المقدس پر بڑے بڑے مظالم کئے۔ اسکے علاوہ اسنے ایک بت زر خالص کا تیار کرایا تھا جسکا طول و عرض ۶۰ × ۶ ہاتھ کا تھا اور ایک بتخانہ میں اُسکو رکھا گیا۔ تمام ممالک میں اُسکی پرستش کی منادی کی تھی۔ اور مخلوق کی گمراہی پر آمادہ ہوا۔

حضرت ساریا علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام

انکا سلسلہ ... ملا

حضرت زکریا علیہ السلام بن ماسا۔ زکریا کے معنی عبری زبان میں حجۃ اللہ خدا کے ہیں۔ زمانہ ۸۲۳ ہبوط میں آپ مبعوث ہوے تھے دولت یہویاقیم شریعت موسوی پر عمل کرتے تھے بنی اسرائیل کو ہر چند آپ نصیحت کرتے رہے لیکن کسی نے آپکی بات نہ مانی اسوجہہ سے اپنی بداعمالی کے مکافات میں مبتلا ہوئے۔

حضرت شمعیا علیہ السلام رجعام بن سلیمانؑ کے زمانہ میں ۴۲۴۴ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ آپ آل یہودا سے ہیں۔ جسوقت رجعام بن سلیمانؑ نے یوربعام بن باناط افرتانی سے جسکا سلسلۂ نسب افرائیم بن یوسفؑ سے ملتا ہے بارادۂ مصاف لشکر کو ترتیب دی تو آپکو بذریعہ وحی الہام ہوا کہ رجعام و آل یہودا سے کہیں کہ آپس میں جنگ نکریں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاویں

تاکہ خونریزی نہو حضرت شمعیاؑ نے حکم خداوندی سے اطلاع دی اور مخلوق کو اس ارادہ سے روکا آخر کار سلطنت آل یہودا و بنی بنیامین رجعام کے حق میں قائم ہوئی۔ اور دوسرے دس سبطوں کی حکومت یوربعام کیلئے مخصوص ہوگئی لیکن باہمی عداوت و نفاق یوربعام اور رجعام میں اندر اندر ہی

یعقوبؑ
خط اولاد

رہا اُسکی وجہہ سے ان دونوں کی حکمرانی میں مقابلہ ہوتا رہا اور یوربعام خود معاصی و نافرمانی سے باز نہ آیا گو حضرت سلیمانؑ کے خوف سے اسنے پہلے سے مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی لیکن حضرت سلیمانؑ کے انتقال کی خبر سنکر سیکان شیشق فرعون مصر کے پاس گیا اور اُس سے اجازت لیکر زمین نابلس میں آگیا اور بنی اسرائیل میں رجعام بن سلیمانؑ کی مخالفت شروع کر دی اور بقیہ اسباط پر اپنی حکومت جمائی لیکن دل میں اسکو خیال ہوا کہ جسوقت بنی اسرائیل حج کی غرض سے بیت المقدس جاوینگے ممکن ہے کہ یہ سب رجعام بن سلیمانؑ کے موافق ہو جاویں اور مجھکو قتل کر دیں اس اندیشہ سے اسنے ایک گوسالہ زر خالص کا تیار کیا اور مسجد و مذبح بنایا اور اس حیلہ سے بنی اسرائیل کو حج سے روکا کہ ہر سال اتنا سفر سفر دور و دراز کرنا اور پریشانی اُٹھانا ضرور نہیں ہے میں نے جو مذبح و مسجد قربانی اور حج کے واسطے تیار کئے ہیں آئین آل یہودا کے موافق یہاں قربانی کریں اور گوسالہ کے قریب ذبح کئے جاویں۔ یوربعام کے اس فریب سے بنی اسرائیل میں بت پرستی کا تو آغاز ہو گیا مگر غضب الٰہی سے اسکا لڑکا بیمار ہوا اور یوربعام نے بغرض حصول شفاء اپنی بیوی کو پوشیدہ طور سے اخیا علیہ السلام کے پاس بھیجا اُس وقت میں آپ بھی نبی تھے اور عدو علیہ السلام بھی اس زمانہ میں موجود تھے اور یوربعام کو نصیحت کرتے رہتے تھے جسوقت اسکی بی بی اخیاؑ کے پاس پہونچی تو وہ غضب آلودہ ہوئے اور یوربعام کے بداعمالی کی وجہہ سے جو اسپر تباہی آنیوالی تھی اُس سے اطلاع دی چنانچہ جسوقت یہ مکان پہونچی لڑکے کو مردہ پایا اور اُسیوقت سے یوربعام کی حکومت کا خاتمہ ہونا شروع ہو گیا اور اسکا بھی خاتمہ ہو گیا

حضرت
شمعیا
علیہ السلام
انکا سلسلہ ابراہیم تک

حضرت
باروخ
علیہ السلام

حضرت باروخ علیہ السلام آپ حضرت نریاؑ بن ماساوا کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کا ظہور ۴۸۲۲ ہبوط میں ہوا۔ باروخ عبری میں مبارک کو کہتے ہیں ارمیاؑ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور سرایاؑ آپ کے بھائی ہیں۔

حضرت ہوسیع علیہ السلام بن بئری انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں آپکو جناب باری سے خطاب ہوا کہ نکاح کریں اور اولاد ہو پر پہلے جو لڑکا ہوگا اُسکا نام ایزرعیل رکھیں اور دوبارہ لڑکی پیدا ہوگی اُسکا نام لارُوحامہ رکھا جاوے اور تیسرے لڑکے کا نام لاعمی رکھو۔ یہ گویا خرابی بنی اسرائیل سے اشارہ تھا۔ اسلئے کہ عبری میں ایزرعیل کے معنی زراعت کرنیکے ہیں اور زراعت میں اول

دانہ بکھرتا ہے اس سے مراد پریشانی بنی اسرائیل کی تھی۔ اور لارُوحامہ بمعنی (رحم نہ کیا گیا) ہے۔ اور لاعُمی بمعنی (ہماری قوم نہیں ہے) اس سے غایت ناراضگی باری تعالے کی مراد تھی۔ اور یہ ترقی بنی اسرائیل کا وہ وقت تھا کہ بنی اسرائیل کی اولاد کا حدو شمار دشوار

یعقوبؑ اولاد

تھا۔ ہوشیع علیہ السلام انکو مواعظ ونصائح کرتے رہے اور آیندہ عذاب کی خبر دیتے تھے۔ عوزیا۔ یوآتیم۔ احاز۔ خرقیا چار سلاطین بنی اسرائیل کا آپنے زمانہ دیکھا۔ سنہ ۶۱۵ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا تھا۔



حضرت زکریا علیہ السلام بن یہودا یاع کا سنہ ۵۵۶ھ ہبوط میں ظہور ہوا اس زمانے میں آل یہودا کفر وطغیان میں مبتلا ہو گئی تھی اور اتباع شریعت موسوی کو پس پشت ڈالدیا تھا۔ باری تعالے نے اُنکی ہدایت کیلئے حضرت زکریا ع کو مبعوث کیا۔ آپ اپنی قوم میں آئے اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر بنی اسرائیل کو خطاب کیا کہ باری تعالے فرماتا ہے (اے قوم تم نے میری نافرمانی کی اسواسطے میں بھی تم سے بری ہوں۔ اور تمہاری رستگاری دشوار ہے) ین آل یہودا نے آپ کے فرمانے پر کان نہ دھرے۔ بادشاہ یواش جو اپنے گروہ کا ہمخیال تھا اُسکے حکم سے آپ سنگسار کئے گئے۔ اور آپکے بھائیوں کو بھی قتل کردیا گیا۔ اس واقعہ سے عذاب الٰہی اُنپر نازل ہوا اور بادشاہ یواش کو خود اُسکی فوج نے مار ڈالا۔ یہ حضرت زکریا والد یحیی علیہما السلام کے علاوہ دوسرے نبی گزرے ہیں۔



حضرت میخا علیہ السلام بن نملا کا ظہور سنہ ۵۲۶ھ میں ہوا آپکے زمانے میں بادشاہ بنی اسرائیل یہوشافاط اور احاب سلطان اسباط عشر کے باہم اتحاد تھا - ایک مرتبہ بغرض ملاقات وہ احاب کے پاس مقام شومرون میں آیا - احاب نے یہوشافاط سے کہا کہ آپ دفع اعدا میں میری کچھ امداد کیجیے تاکہ اراضی راموث جو میری قدیمی میراث ہے قبضۂ ملک آرام

سے نکل آوے - یہوشافاط نے جواب دیا کہ تمہاری اعانت کو موجود ہوں لیکن مناسب یہ ہے کہ اس بارہ میں رضاء خداوندی کسی نبی کے ذریعے سے معلوم کرلیں تاکہ نتیجہ بہتر ہو - احاب نے اسیوقت چار سو آدمی جھوٹے مدعیان نبوت جمع کرلئے اور ان سب نے یہوشافاط کو احاب

یعقوبؑ خط اولاد

کے امداد کی رائے دی لیکن یہوشافاط کو انکی بات پر کچھ اطمینان نہوا اور کہا کہ انکے سوائے کوئی اور بھی نبی ہے - احاب نے حضرت میخاؑ کے بارہ میں ذکر کیا کہ وہ بھی نبی ہیں لیکن اس جماعت میں نہیں تھے انکے کلام میں فال نیک کم ہوتی ہے اسواسطے انکو نہیں بلایا گیا - یہوشا نے حضرت میخاؑ کے لئے اصرار کیا اور آپ طلب کئے گئے - جب آپ تشریف لائے تو احاب نے اس جنگ کے متعلق حضرت میخاؑ سے دریافت کیا - آپنے انبیاء کاذبہ کے خلاف انکو اس ارادہ سے منع کیا اسپر احاب نے ناراض ہوکر آپکو قید کر دیا - اور اپنے لشکر کو تیار کرکے اپنے ارادہ کے موافق یہوشافاط کے ہمراہ ملک آرام پر حملہ کر دیا - اپنی شامت اعمال سے حضرت میخاؑ کے ارشاد کے موافق ذلیل ہوا اور اسی لڑائی میں مارا گیا یہوشافاط بہزار دشواری جان بچا کر واپس آیا - اسکے مرنیکے بعد بحکمت الٰہی آپ بھی رہا ہوگئے -



حضرت حکی حجائی علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل ہیں حکی حجائی علیہ السلام کا سنہ ۹۰۶ھ ھبوط میں ظہور ہوا (حکی حجائی بمعنی حج کردہ) - سلطنت داریوش کے دوسرے سال آپ بیت المقدس میں آئے اور الہام خداوندی سے تعمیر بیت المقدس کے بارہ میں بنی اسرائیل کو آگاہ کیا آپ آزبائیل بن شلتائیل عمائد آل یہودا کے پاس گئے اور رئیس خدام مسجد کو مخاطب کرکے دونوں سے فرمایا کہ باری تعالےٰ کا حکم ہے قوی خاطر ہوکر تعمیر مسجد میں مصروف ہو ورنہ جبتک خانہ خدا حالت تنگی میں رہیگا اللہ کی نعمتیں تم سے رکی رہینگی اور کشت و خون کا اندیشہ رہیگا بنی اسرائیل ہراساں ہوکر آمادہ ہوا اور سلطنت داریوش کے دوسرے سال نویں مہینہ کی تاریخ ۲۴ کو درستی بیت اللہ کا کام شروع ہوا -

(ناسخ التواریخ)

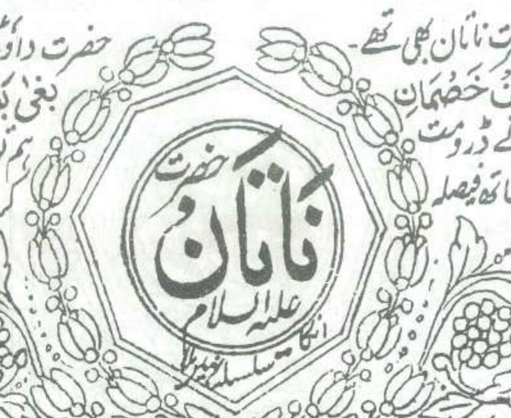


حضرت ناتان علیہ السلام۔ ناتان کے معنی عبرانی زبان میں (دیا ہوا) کے ہیں۔ ۳۸۹۸ھبوط میں آپکا ظہور ہوا شریعت موسویؑ کے پابند تھے۔ ناتان ایل بھی آپکو کہتے ہیں اس صورت میں خداداد کے معنی ہوجائینگے اسلئے کہ عبری میں ایل خدا کو کہتے ہیں۔ حضرت داؤدؑ کے ہمعصر تھے۔ اور داؤدؑ کا حال جیساکہ مشہور ہے ۹۹ بیویاں تھیں آپنے ایک عورت سے اور نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا

ہوا اور اس عورت کا اوریاء جاثانی سے نکاح ہونا قرار پایا تھا چونکہ حضرت داؤدؑ نے اپنی خواہش سے یہ نکاح کیا تھا باوجودیکہ آپکی بیویاں کثرت سے تھیں اسلئے یہ امر پسندیدۂ خداوند نہوا اور اس طریقے سے محض اپنے فضل سے آپکو آگاہ کیا کہ دو

یعقوبؑ
خط اولاد

شخص باہمی جنکے قضیہ تھا تصفیہ کی غرض سے آپ پر داخل ہوئے جیساکہ حق جل و علا کا ارشاد ہے هَلْ أَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ (کیا آئی تیرے پاس خبر ان دو منازعین کی جبکہ داخل ہوئے اسکی عبادتگاہ میں) ان دونوں کے ساتھ حضرت ناتان بھی تھے۔ حضرت داؤدؑ ان لوگوں سے کچھ مرعوب ہوئے تو انہوں نے تسکین کی اور قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ (کہا انہوں نے ڈرو مت ہم تو دونوں مخاصم ہیں جو ایک نے دوسرے پر ظلم کیا گیا ہے۔ تم حق کے ساتھ فیصلہ کردو ہمارا) اور وہ ہمارے باہمی قضیہ یہ ہے کہ یہ ایک میرا بھائی ہے جسکے ۹۹ بکریاں ہیں اور میرے صرف ایک بکری ہے اسکو بھی اسنے ظلم سے لیلیا اور مجکو ذلیل کیا حضرت داؤدؑ نے جو انصافاً اسکا فیصلہ تھا اسکے موافق حکم دیا اور فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهٖ (بیشک اسنے تیرے ساتھ ظلم کیا ایک بکری پر باوجودیکہ اسکے پاس بہت سی بکریاں ہیں یہ قصہ جب طے ہوگیا تو وہ دونوں جھگڑنے والے یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ حضرت داؤدؑ کی نظروں سے غائب ہوگئے اور حضرت داؤدؑ متفکر ہوئے۔ ناتانؑ نے فرمایا کہ اے داؤدؑ یہ ملائکہ تھے اور تمہاری حالت تم پر پیش کر گئے ہیں کہ باوجود ۹۹ بیویوں کے تمنے اوریا جاثانی کے بارہ میں زیادتی کی اور اسکی حق تلفی ہوئی باری تعالے فرماتا ہے کہ میں نے تمکو نبوت اور سلطنت عطاء کی طالوت سے نجات دی اور اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تمکو ایسا کرنا زیبا نہیں ہے۔ گو اللہ تعالے تمکو ہلاک نہ کریگا مگر جو لڑکا اس عورت سے ہے وہ بچے گا۔ یہ کہکر حضرت ناتان تو چلے آئے اور حضرت داؤدؑ نے بارگاہ رب بے نیاز میں سجدہ ہو ساٹھ روز تک گریہ و زاری کرتے رہے کھانا پینا سب چھوڑ دیا۔ اللہ تعالے نے اپنی کریمی سے آپکا عفو قصور کیا۔





حضرت اوریا علیہ السلام بن صاماس

سنہ ۸۱۶ھ میں انکا ظہور ہوا پہلے بیت المقدس میں انکی سکونت تھی بعد کو قریہ یعاریم میں لیگئے حضرت ارمیاؑ کے مواعظ و نصائح پر دعوت کرتے تھے اور یہ ہی انکی شہادت کا باعث ہوا بادشاہ یہویاقیم کے زمانہ میں باتباع حضرت ارمیاؑ بنی اسرائیل کو انکی ہلاکت کا خوف دلایا۔ اسی باعث سے باسباب انکے خلاف ہوئے اور قتل کا ارادہ کیا۔ اوریاؑ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ ارض مقدس سے مصر چلے گئے یہویاقیم نے

وہاں سے گرفتار کرالیا اور شہید کئے گئے۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں جو اوریا تھا وہ انکے علاوہ اوریا حاثانی تھا جس سے ایک عورت بتشبع کا نکاح قرار پایا تھا اور حضرت داؤدؑ نے اس سے نکاح کرلیا جسپر اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کو متنبہ کیا۔ جیسا کہ سابق میں مذکور ہوا۔

بن یعقوبؑ — بنیامین — اِنیس — اِفیح — بجورت — صارو

بعض سلاسل میں یا افیح بن بنیامین لکھا ہے انیس نہیں لکھا

متیؑ

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام آپ اپنی والدہ متیؑ کی طرف منسوب ہیں اور حضرت عیسیٰؑ و یونسؑ ان دونوں کی یہ ہی خصوصیت ہے کہ انکے علاوہ اور کوئی نبی ماں کی طرف منسوب نہیں ہوا اہل نینوی جب بت پرستی میں مبتلا ہوگئے تو باری تعالےٰ نے انکی طرف آپکو مبعوث کیا اور ۳۳ سال آپنے اس قوم کو ہدایت کی مگر سوا دو آدمیوں کے کوئی آپ پر ایمان نہ لایا اور منہیات سے باز نہ آئے تو آپنے انکیلئے بد دعا کی اور فرمایا کہ اہل نینوی پر فلاں دن عذاب آئیگا اور یہ کہکر چلے گئے جب ۵ دن یا تو عذاب کے آثار ظاہر ہوئے قوم کو عذاب کے آنیسے یونسؑ کے نبی ہونیکا یقین ہوگیا اور میدان میں نکلکر روئے اور توبہ کی اللہ تعالےٰ اور یونسؑ پر ایمان لائے اسلئے عذاب ٹل گیا ادھر یونسؑ نے آکے یہ حال دیکھا تو انکو یہ خیال ہوا کہ شاید عذاب نازل نہیں ہوا اور اسکی ندامت کی وجہہ سے آپ واپس چلے آئے جب دریا پر پہونچکر کشتی میں سوار ہوئے تو آپکا مچھلی کے پیٹ میں جانیکا واقعہ ہوا باختلاف روایات تین ۳ یا بیس ۲۰ یا چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے پھر اللہ تعالےٰ نے آپکی توبہ قبول کی اور اپنی قوم میں واپس آئے۔ (کامل ابن اثیر)

حضرت حبقوق علیہ السلام
یا حبقون
انکا سلسلہ نہیں ملا

حضرت حبقوق علیہ السلام آپ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں حبقوق کے معنی (بغل میں لیئے ہوئے کے ہیں) سنہ ۷۴۳ھ میں آپکا ظہور ہوا حضرت الیاسؑ نے آپکو بغل میں لیکر دعا کی تھی اور آپ کی دعا سے حبقوقؑ دوبارہ زندہ ہوئے اسوجہہ سے انکا نام حبقوق رکھا گیا۔ عہد دولت منسّہ میں شریعت موسوی پر دعوت کرتے تھے۔

حضرت ارمیا علیہ السلام آپ بنیامین بن یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں۔ ۲۸۱۹ھ ہبوط میں آپکا ظہور ہوا۔ عبرانی میں ارمیا کے معنی برگزیدہ
خدا کے ہیں۔ ابتداً آپ پوشیدہ طور سے احکام الٰہی کا اظہار کرتے رہے یہانتک کہ یہویاقیم آل یہودا میں سے جسوقت بادشاہ ہوا
تو آپ پر وحی نازل ہوئی اور بنی اسرائیل چونکہ کفر و شرک میں حد سے گزر گئے تھے اُنپر عذاب نازل ہونیکی آپنے خبر دی اور بنی اسرائیل کو

دین اسلام کی طرف بلایا۔ اور آپنے باروخ کو ایک کاغذ دیا اور کچھ لکھوانا شروع کیا۔ اور باروخ کو وہ کاغذ دیکر بیت المقدس
روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ہدایت کریں اور خبر کردیں کہ اگر اطاعت خداوندی قبول نکرینگے تو یہ شہر خراب ہوجائیگا

قیس　　افیل یا ابیل　　افیل

نیر

افنین

اور آل یہودا مسیاہ بابل کے ہاتھ سے تباہ ہوجاویگی اور کتاب آسمانی جلادی جاویگی۔ حضرت باروخ اسکی تعمیل
میں بیت اللہ روانہ ہوئے۔ اور بنی اسرائیل کو متنبہ کیا۔ ایک شخص میخا بن عمار بن صافان انکی تقریر سنکر محل شاہی
میں آیا اور اراکین سلطنت سے اطلاع
کی۔ اراکین نے حضرت باروخ کو معہ اس تحریر کے
طلب کیا اور کہا کہ تم اور ارمیاء کسی جگہ پوشیدہ ہوجاؤ مبادا کہ بادشاہ آل
یہودا سنکر تم دونوں کے قتل کا حکم نہ دیدے حضرت باروخ سے یہ کہکر
وہ کاغذ ارمیا کا بادشاہ کے روبرو پیش کیا اسنے دیکھکر آگ میں جلادیا
اور حضرت باروخ و ارمیا کے قتل پر آمادہ ہوگیا اسکے زمانہ
میں دونوں روپوش رہے یہانتک کہ صدقیا دوسرا
بادشاہ آل یہودا کا تخت نشیں ہوا اسوقت
بالہام باری پھر آپنے بختنصر کے حملہ سے آگاہ
کیا اور قوم کو سمجھاتے رہے۔ اتفاقاً اس زمانہ میں بختنصر نے حملہ کی تیاری کی اور فرعون مصر
یا منتجیس نے بختنصر کی آمد کا حال سنکر آل یہودا کے تحفظ کی غرض سے حوالئے بیت المقدس میں اپنا لشکر بھیجدیا۔ اہل بابل نے جب
یہ خبر سنی تو وہ حملہ سے اسوقت رک گئے اور آل اسرائیل کو اطمینان ہوگیا اور حضرت ارمیاؑ و
باروخ کے ارشاد سے اور لاپروائی ہوگئی۔ حضرت ارمیاؑ اس واقعہ کے بعد اسکے
پاس آئے اور سمجھایا کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ڈھیل ہے۔ خدا کے عذاب سے
بیخوف نہو۔ میں جو کچھ تمہیں خبر دیتا ہوں یہ ضرور ہوگا مگر بادشاہ آل یہودا نے آپکی نصیحت
نہ مانی اور فرعون مصر کا لشکر کچھ عرصہ بعد واپس ہوگیا
اور آپ مجبور ہوکر بیت المقدس سے ارض بنیامین کے عازم
ہوئے تو آپ پر طرح طرح کی سختیاں کیگئیں اور آپ
بہت گھبرے گو زنداں میں آپکو قید کردیا بالآخر آپکو فضل خدا سے
نجات ہوئی اور کچھ عرصہ بعد حضرت ارمیا نے جو کچھ فرمایا تھا وہ ہی صورتیں پیش آئیں

حضرت
ارمیا
علیہ السلام
انکا سلسلہ ... ہیں

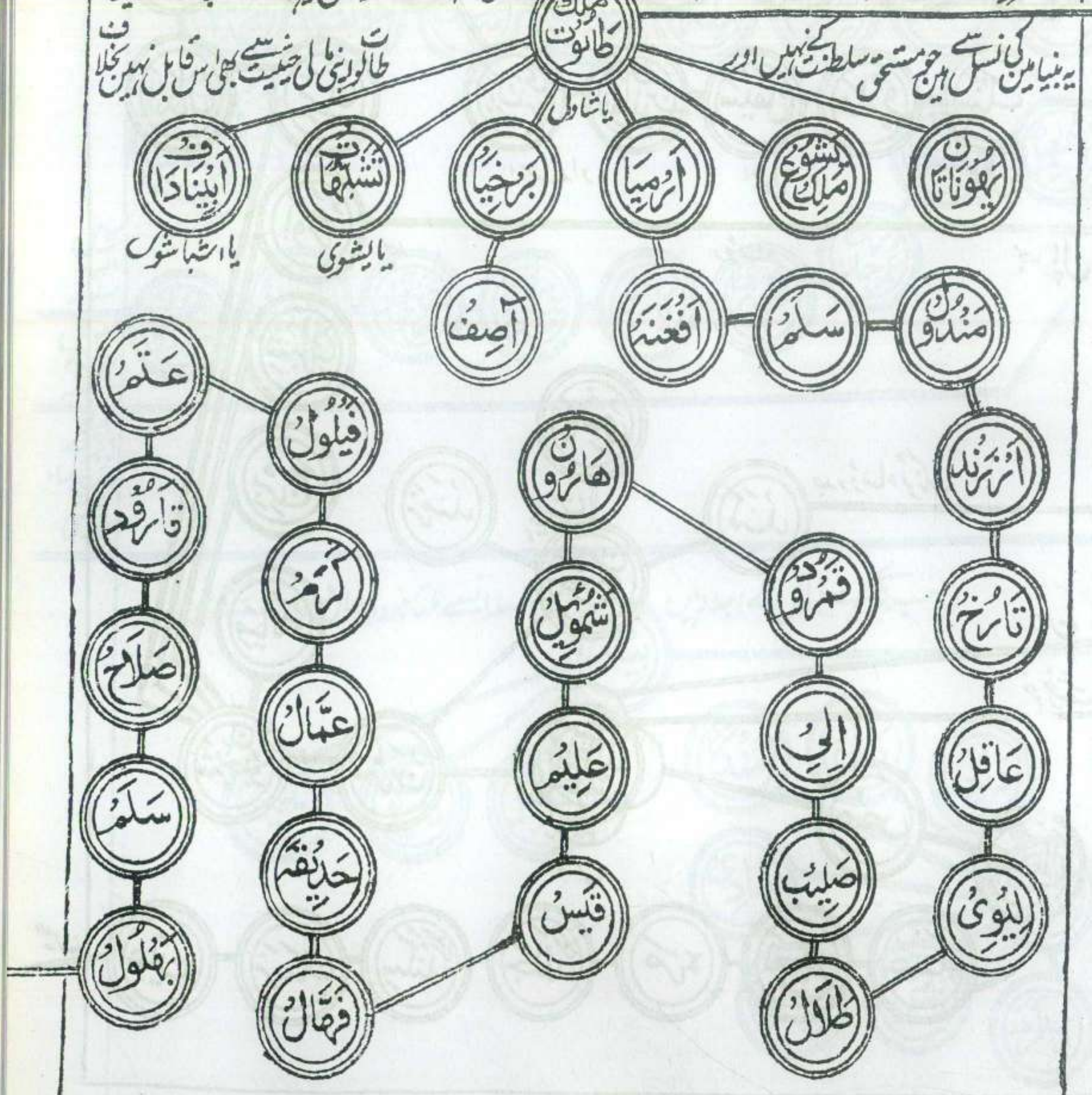
حضرت
مردخای
علیہ السلام
انکا سلسلہ ... ہیں

حضرت مردخائی علیہ السلام بن

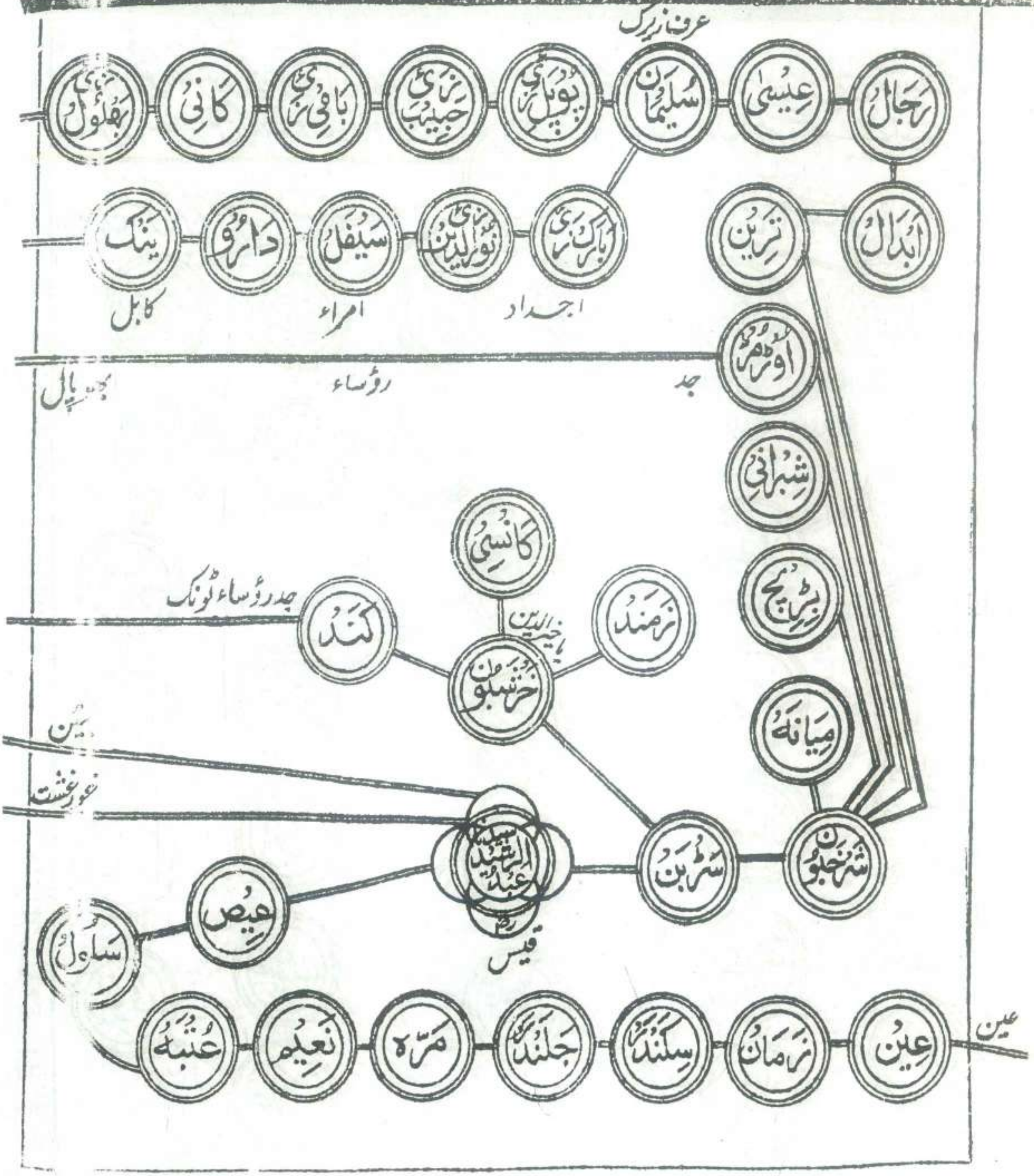
یا بیر بن شمعی بن قیش بن مغبران بنی اسرائیل اور اولاد بنیامین سے ہیں اور لقب آپکا بُاثُان ہے جسکے معنی عبری زبان میں سخنور کے ہیں۔ یہ لقب آپکا اسلئے ہوا کہ آپ اکثر زبانیں جانتے تھے۔ سنہ ۸۹۴ ہبوط میں آپ کا ظہور ہوا۔ (ناسخ التواریخ)
ملک طالوت ملوک بنی اسرائیل سے ہیں حضرت شمویلؑ سے جب بنی اسرائیل نے اپنا کوئی بادشاہ مقرر ہونیکی درخواست کی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت شمویلؑ کے پاس طالوت کو بھیجدیا چونکہ منجانب اللہ حضرت شمویلؑ کو ملک طالوت کی نشانیاں بتا دی

گئیں تھی جسوقت یہ حضرت شمویلؑ کے پاس پہونچے ان علامات کو دیکھکر شمویلؑ نے طالوت کو بادشاہ بنی اسرائیل مقرر کر دیا لیکن یہ بنی یہودا سے نہ تھے سوا بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ طالوت کی بادشاہی کیسے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ملوک آل یہودا سے ہوتے چلے آئے ہیں۔

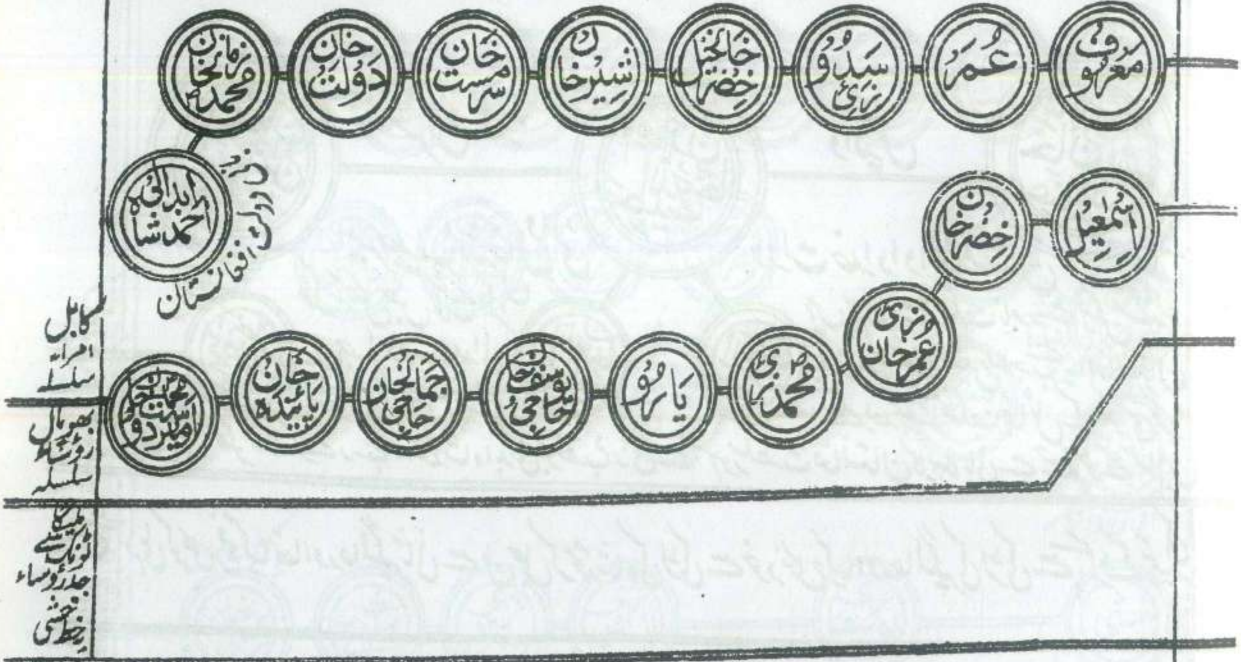
یہ بنیامین کی نسل سے ہیں جو مستحق سلطنت کے نہیں اور طالوت نی مالی حیثیت سے بھی اس قابل نہیں بخلاف



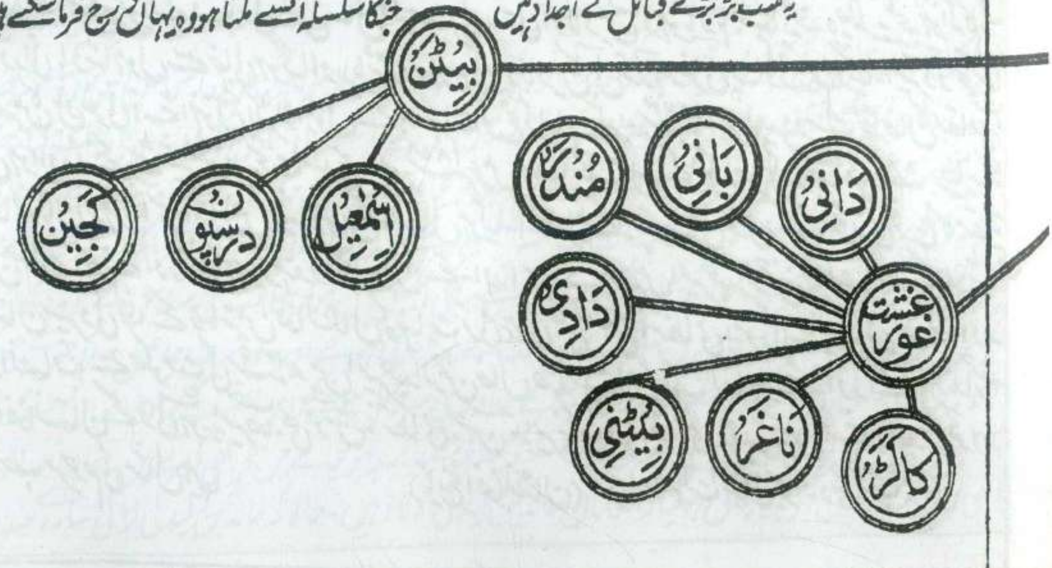
ہمارے کے سبط مملکت سے ہیں حضرت شموئیلؑ نے بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ اللہ تعالےٰ جسکو چاہے مقرر کردے چونکہ حکم باری طالوت کیلئے ہو چکا ہے اسواسطے طالوت کو بادشاہ مانو اور اُسکی اطاعت کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسکو ظاہری قدوقامت اور باطن میں از روئے علم کے تمیز فضیلت دی۔ بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل کے اس جواب پر طالوت کے بادشاہ ہونے کی علامت طلب کی تو حضرت شموئیلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تابوت سکینہ کو اسکی وجہہ سے تمہیں واپس کریگا جو عمالقہ بنی اسرائیل سے چھین لیگئے تھے (جسکے صدمہ سے بنی اسرائیل ہمیشہ رویا



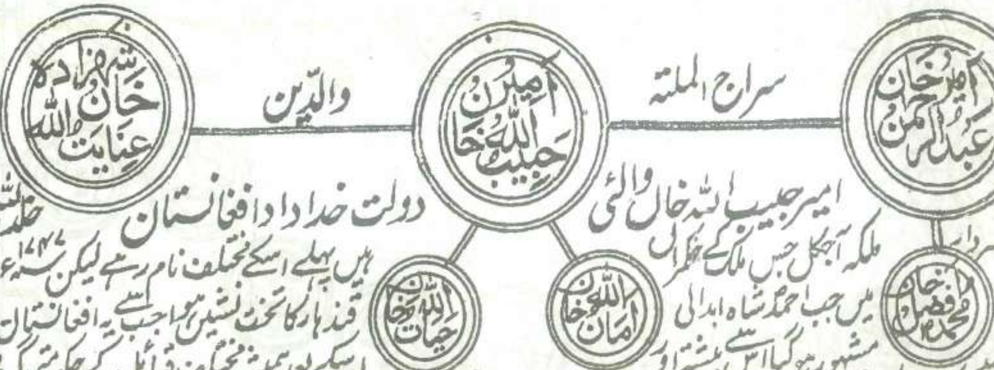
کرتے تھے اور اُسکے واپس آنیکی تدبیریں کیا کرتے تھے) چنانچہ تابوت سکینہ ملائکہ نے طالوت کے پاس پہنچا دیا۔ یہ علامت اور اصل مراد جسوقت بنی اسرائیل نے دیکھی تو ناچار طالوت کے مطیع ہو گئے لیکن دل میں ہمیشہ کدورت رہی۔ طالوت نے بادشاہ ہوتے ہی فلسطین پر حملہ کی تیاری کر دی جسوقت مقابلہ ہوا تو بنی اسرائیل کی کدورت نے جوہر دکھائے اور صرف تعداد اہل بدر یعنی تین سو اور کچھ اوپر دس یعنی تیرہ یا پندرہ آدمی انکے ہمراہ رہ گئے حضرت داؤد کی وجہ سے انکو اس قوم پر فتح ہوئی جالوت مارا گیا اور اس صلہ میں داؤد نے ملک طالوت سے



یہ سب بڑے بڑے قبائل کے اجداد ہیں جنکا سلسلہ انسے ملتا ہو وہ یہاں درج فرما سکتے ہیں۔



اپنی لڑکی کی شادی کردی ۴۰ یا چالیس یا ۴۷ سنتالیس سال بنی اسرائیل پر حکومت کی آخر میں حضرت داؤد کے غالب ہونیکا طالوت کو اندیشہ ہوا اور اس خیال سے انکے ستر آدمیوں کو قتل کرا دیا جسکی مکافات میں طالوت اور اسکی اولاد اہل فلسطین کے ہاتھوں قتل ہوئی۔ طالوت کے دو بیٹے ارمیا و برخیا بعد وفات طالوت پیدا ہوئے جنکو حضرت داؤد نے پرورش کیا اور اپنا وزیر کیا اور ان دونوں کے ایک ایک لڑکے آصف و افغنہ پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان کے وزیر رہے۔ افغنہ چونکہ جری اور قوی ہیکل تھے اسواسطے حضرت سلیمان



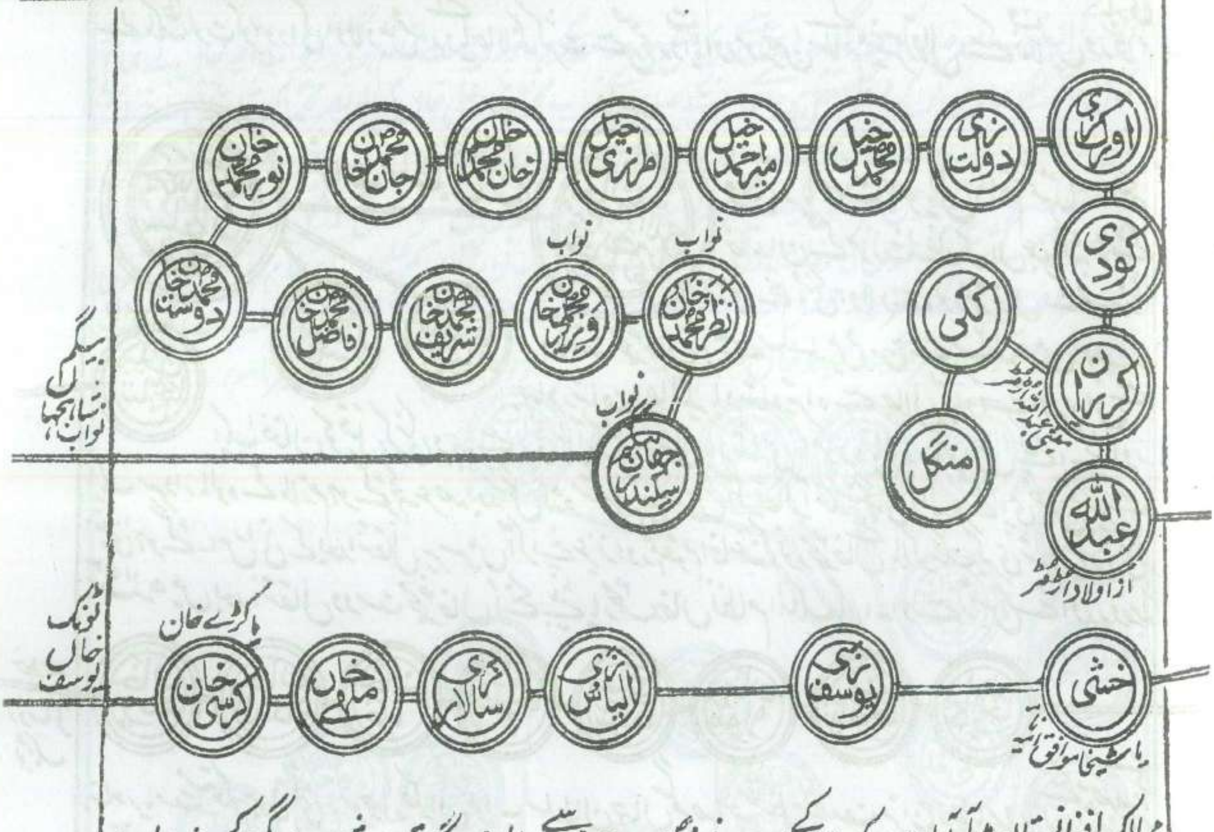
امیر حبیب اللہ خاں والئی دولت خدا داد افغانستان
ملکہ آجکل جس ملک کے حکمراں ہیں پہلے اسکے مختلف نام رہے لیکن ۱۷۴۷ء میں جب احمد شاہ ابدالی قندہار کا تخت نشین ہوا جب سے یہ افغانستان مشہور ہو گیا اس سے پیشتر اور اسکے بعد ہمیشہ مختلف قبائل کے حکومتی گروہ افغانان سے حکومت کرتے رہے۔ احمد شاہ ابدالی جو لقب درانی سے مشہور سلطنت افغانستان کا پہلا بانی ہے جسنے چوتھے حملہ میں

دہلی کو بھی فتح کیا تھا اور عالمگیر ثانی سے مل جل کر محمد شاہ کی لڑکی سے خود نکاح کیا اور عالمگیر کی لڑکی سے اپنے لڑکے تیمور کی

شادی کی بعد اسکے تیمور نے قندہار کی تیس ۳۰ سال حکومت کی۔ اسکی اولاد میں فساد ہوتا رہا جسکا آئندہ چلکر یہ نتیجہ ہوا کہ کابل و قندہار درانی بادشاہوں سے خالی ہو گیا اور پائندہ خاں کی اولاد میں کابل قندہار غزنی پشاور تقسیم ہو گیا۔ امیر دوست محمد خاں صاحب کے قبضہ میں کابل و غزنی آئے انہوں نے اکثر لڑائیوں کے بعد ہرات کو فتح کرلیا اسکے بعد ۱۸۶۳ء میں امیر دوست محمد خاں کا بمقام ہرات انتقال ہوا اور انکے بیٹے شیر علیخاں تخت نشین ہوئے۔ ۱۸۷۸ء میں سفیر انگلستان کے قتل ہونیکی وجہہ سے گورنمنٹ برطانیہ کا حملہ افغانستان پر ہوا۔ اسی اثناء میں شیر علیخاں کا انتقال ہو گیا۔ انکے لڑکے یعقوب علی خاں نے انگریزی فوج کا مقابلہ کیا لیکن مغلوب ہوئے اور گرفتار ہو کر ہندوستان میں آئے۔ اور اس کے بعد ہی امیر عبدالرحمن خانصاحب کو بادشاہی افغانستان سپرد کی گئی انکے زمانہ میں افغانستان کو نہایت ترقی ہوئی علمی صنعتی انتظامی امورات اعلےٰ پیمانہ پر ہو گئے اور عدل و انصاف سے حکومت کی ۱۳۱۹ھ میں امیر عبدالرحمن خاں صاحب راہئ ملک بقا ہوئے۔ اور انکے فرزند ارجمند دولت افغانستان کے والی ہوئے۔ یہ امیر صاحب بھی خوش انتظامی حسن تدابیر نیک دلی فیاضی رحمدلی میں اپنے والد بزرگوار امیر صاحب مرحوم کی مثال ہیں

(تاریخ افغانستان) (راہ صولت افغانی بحوالہ دیگر کتب)

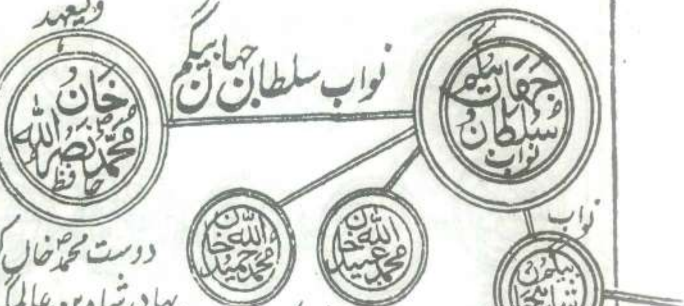
نے افغنہ کو سپہ سالار مقرر کرکے جنون پر بھی حاکم کر دیا اور مسجد اقصیٰ اُسکے اہتمام سے تیار ہوا اسی نسبت سے بعض اشخاص جنکو تحقیق سی سروکار
نہیں یہ لکھتے ہیں کہ افغان جن کی اولاد ہیں - جو سراسر غلط ہے - بعد سلطنت سلیمانؑ بنی اسرائیل میں پھر تفرقہ کی وجہہ سے تباہی ہوئی
اور بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کرکے سب کو جلا وطن کر دیا - جسکو جسطرف موقعہ ملا چلا گیا - افغنہ کی اولاد سے بھی کچھہ لوگ مکہ مکرمہ بلاد
عرب میں چلے آئے بہاں تنگی کی وجہہ سے ایک گروہ نواح ہندوستان میں گزرتا ہوا مسکن کی تلاش میں کوہ سلیمان



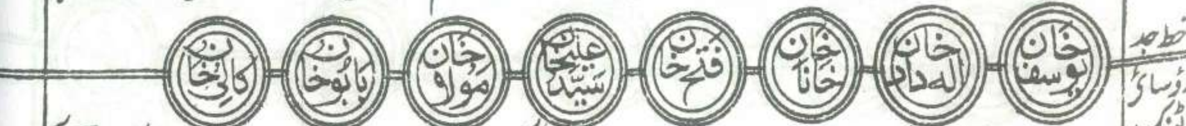
ممالک افغانستان میں آباد ہوا - ایک عرصہ کے بعد جب نور محمدی روحی فداہ سے عالم منور ہوگیا تو چند اشخاص اس گروہ کے مشرف باسلام
ہوے اور انہوں نے باقتضاء ہمدردی قرابت ممالک افغانستان میں اپنے اسلام کی اطلاع کی اور انکو بھی طلب کیا - چنانچہ صفحہ
تاریخ اسکا شاہد ہے کہ قیس افغانستان سے روانہ ہوکر عرب پہونچا اور اپنے اہل خاندان کے ہمراہ عتبہ عالیہ فخر عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر جبہہ سا ہوا - اور حضورؐ نے اپنے الطاف رحمۃ للعٰلمینی سے جماعت اسلامی میں داخل فرماکر عبد الرشید نام سے موسوم کیا
عبد الرشیدؓ کے بنی اعمام حضرت خالدؓ بن ولید کے زیر کمان تھے یہ بھی انہیں شامل ہوکر شجاعت بنی اسرائیل کے جوہر دکھانے لگے
اکثر موقعوں پر قابل قدر خدمات انجام دیں اسوجہہ سے شفیع امت کے مورد عنایات ہوے اور یہ وہ شرف حاصل ہوا کہ جس سے بڑھکر دین و
دنیا میں کوئی بزرگی نہیں ہو سکتی اور حضرت عبد الرشیدؓ کے علاوہ بنی اسرائیل ہونیکے اس فضیلت پر قوم افغان کو جسقدر فخر ہو
بجا ہے اور کم ہے - اسی اتباع میں افاغنہ اپنے سلسلہ کو عبد الرشیدؓ تک پہونچانے میں فخر بھی کرتے ہیں - غالباً عبد الرشیدؓ کے
انہی واقعات سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہوگیا کہ افغانان خالدؓ بن ولید کی اولاد ہیں - حالانکہ خالدؓ بن ولید کی لڑکی سارہ سے عبد الرشیدؓ کا

بقیہ صفحہ ۱۰۹

نکاح ہونا تاریخ میں کسیقدر پایا جاتا ہے۔ جیساکہ تاریخ افغانستان و صولت افغانی میں بحوالہ دیگر کتب لکھا ہے (اور یہ امر خیر القرون کے واقعات صحابہؓ کے اخوت اسلامی) عبدالرشیدؓ کے خاندانی نسوانی قابلیت کے لحاظ سے کوئی مستبعد امر نہیں۔ لیکن سلسلہ نسب بتمامہ اگر خالد بن ولید کی طرف منسوب ہوجاوے گا تو اس صورت میں واقعات مذکورہ کا جیساکہ راقم الحروف نے بیان کیا خلاف لازم آئیگا۔ ہاں سلسلۂ مادری میں اگر اس نسبت کو گنجائش دیجاوے تو وہ امر آخر ہے۔ ایک دوسرا اختلاف اس سلسلہ میں ہے کہ بعض مورخین نے ملک طالوت کو یہودا کی اولاد میں قرار دیا ہے حالانکہ کثرت سے صحیح روایات اور مورخین اسلام کے بیشتر اقوال اسکے خلاف ہیں اور کلام باری



نواب سلطان جہان بیگم والئی ریاست بھوپال دام حشمتہا۔ انکے خاندان کے مورث اعلےٰ کرراں عبداللہ اڑٹ کے متبنی تھے انکی اولاد سے نور محمد خاں کے فرزند دوست محمد خاں کہ جیسے سلسلہ میں درج ہے ۱۱۲۰ھ میں بعہد بہادر شاہ بن عالمگیر بادشاہ تیراہ سے جلال آباد آئے اور یہاں سے ایک افغان کو قتل کرنیکی وجہ سے دہلی میں آکر ہمراہ فوج بادشاہی مامورہ مالوہ۔ مالوہ میں چلے آئے اور ایک سردار مالوہ کے ملازم ہوگئے کچھ عرصہ بعد منگل گڈہ متصل بیرسیہ میں آکر ٹھاکر آنند سنگھ کی والدہ کے اپنی حسن تدبیر سے متبنی ہوگئے۔ اس رانی کے بعد انتقال بیرسیہ میں آکر اپنے عزیز اور ہمقوم افاغنہ کو نور محمد خاں نے بلاکر ملک گیری شروع کردی ۱۱۵۳ھ میں بعد انتقال دوست محمد خاں انکے بیٹے یار محمد خاں نظام الملک کی امداد سے رئیس ہوئے اور روز بروز



بناء ریاست مستحکم ہوتی گئی۔ موجودہ حکمراں نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ منتظم منصف مزاج رعایا پرور ہیں انکے تین صاحبزادے ہیں جنمیں سے صاحبزادہ نصراللہ خانصاحب ولیعہد ریاست ہیں۔ دینی امور میں اور کار خیر میں اس ریاست کی اولوالعزمی ہمیشہ سے مشہور ہے۔

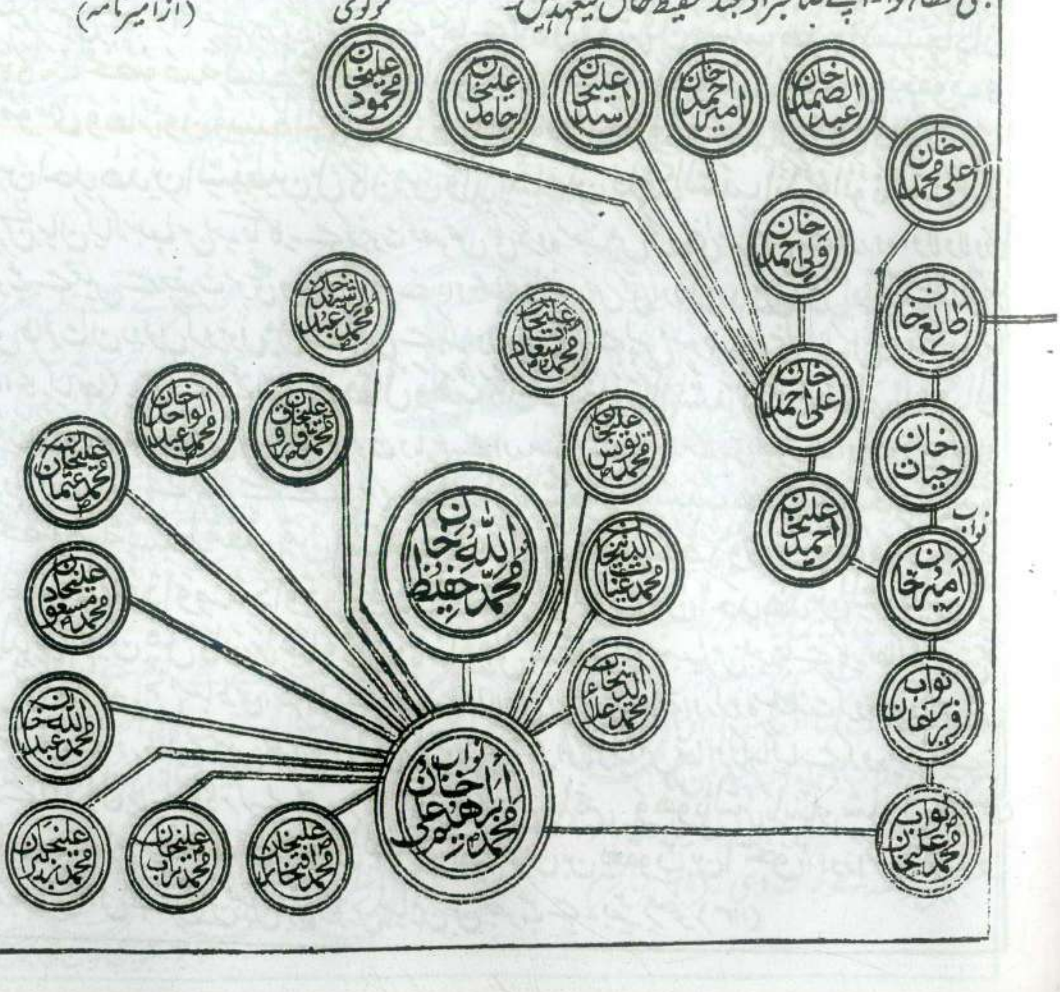
(تاریخ بھوپال)

امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخاں بہادر صولت جنگ والئی ریاست ٹونک دام اجلالہ۔ آپکے مورث اعلےٰ طالع خاں قصبہ جونیر علاقہ بنیر سے ہندوستان مقام رامپور روہلی میں آئے پھر مقام سنبھل ضلع مرادآباد میں اقامت فرمائی اور یہاں ہی انتقال ہوا انکے پوتے نواب امیر خاں ۱۱۸۲ھ میں پیدا ہوئے جنکی پیشانی سے آثار شجاعت ہویدا تھے۔ سن شعور کو پہونچے تو خیالات ملک گیری ظاہر ہونے لگے اور اطراف و جوانب میں انکی شہرت ہوگئی بعد چندے بہ تلاش معاش مالوہ گئے بہانبر معہ اپنی جماعت افغانان جو ایک ہزار انکے ہمراہ تھے رئیس کھیچی والئی راگھوگڈہ کے پاس مقیم ہوگئے اسکے بعد دارا سیندھیا کی رفاقت اختیار کی اور ہر جگہہ ایسے بہادرانہ کارنامے ظاہر ہوئے کچھ عرصہ بعد مہاراجہ راؤ جسونت راؤ ہلکر نے حسب ایماء گورنر جنرل ۹

۴ سے بھی ان اقوال کی تائید ہوتی ہے اسی بنا پر اس ناچیز مؤلف کتاب کو انہی اقوال پر کار بند ہونا پسندیدہ ہوا از انجملہ چند اقوال و آرائے محققین بذیل تفسیر آیات قرآنی حسب ذیل ہیں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ (اور کہا حضرت شمویل ع نے بنی اسرائیل سے تحقیق اللہ تعالےٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے کہا انہوں نے تعجب سے کیونکر ہو سکتی

۵ ویسرائے ہند نواب امیر خاں کو چھ پرگنہ راجستان سے دیکر صلح پر رضامند کر لیا اور ریاست قائم ہوگئی اگر نواب امیر خاں کے تمام و کمال حالات لکھے جاویں تو ایک دفتر مستقل ہو جاوے۔ انکے صاحبزادے نواب محمد وزیر علی خاں کو ابو نصر محمد اکبر شاہ ثانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا۔ اور بعد انتقال نواب امیر خاں سنہ ۱۲۵۰ھ میں گدی نشین ہوئے اکتیس سال ریاست کر کے سنہ ۱۲۸۱ھ میں انتقال کیا انکے بعد نواب محمد علی خاں نے تین سال حکومت کی اور قتل رئیس لاوہ کے باعث بنارس بھیجے گئے۔ سنہ ۱۳۱۳ھ میں انکی وفات ہوئی۔ اسوقت کے والئ ملک نواب محمد ابراہیم علیخاں انتظام ملکی میں بیدار مغزی سے مصروف ہیں۔ نیک مزاج۔ رحمدل فیاض منش اور بڑی خوبی کے رئیس ہیں۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں گورنمنٹ سے آپکو خطاب بھی عطا ہوا۔ آپکے صاحبزادے عبد الحفیظ خاں ولیعہد ہیں۔

(از امیر نامہ)



ہے طالوت کو بادشاہی ہم پر حالانکہ ہم زیادہ لائق ہیں بادشاہی کے۔ اور انہیں عطا کی خدا نے کشائش مال کی۔) یعنی اگر نسب یہودا سے ہونے کی صورت میں کوئی مالی حیثیت ہوتی تاکہ سامان لشکر اور اسباب حرب مہیا کر سکتا۔ آیۃ مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو وجہ انکار نسب طالوت ہوا جیسا کہ مدلول لفظ علینا اور نحن احق بالملک سے پایا جاتا ہے ورنہ درحقیقت طالوت آل یہودا سے ہوتا تو بنی اسرائیل کو اس عذر کی گنجائش نہ ہوتی۔ دوسرے ولم یؤت سعۃ من المال سے بھی انکا نسب غیر ہونا موکد کیا۔ گو مراد بنی اسرائیل

کی (سقایا وغیرہ) افعال سے بھی تھی جو کہ ملک طالوت کرتے تھے۔ بہرحال نفی سبط مملکت اس سے بھی ظاہر ہے اسلئے کہ خاندانی تعلقات کو افعال میں ضرور دخل ہے اس پر حضرت شموئیلؑ کا ارشاد اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ تحقیق اللہ نے پسند کر لیا طالوت کو تم پر اور زیادہ دی اسے کشادگی اور افزونی علم فن حرب وغیرہ میں اور جسم میں کہ سب سے بلند قامت تھا۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ منشاء خرق عادت اضداد میں مرتسم ہوتا ہے۔ باری تعالےٰ کو بنی اسرائیل جیسی قوم پر اپنی سطوت و قدرت کا اظہار کرنا تھا کہ ہم جسکو چاہیں بادشاہ کر دیں اور بادشاہ کو غریب و فقیر کر دیں سب کچھ ہمارے قبضۂ قدرت میں ہے اور اسکے لئے ضرور تھا کہ ظاہری رسم و اسباب کے خلاف کوئی امر ظاہر ہو پس اگر ملک طالوت بن یہودا مانا جاوے تو منشاء آیت کے صریح خلاف ہوگا اور زادہ بسطۃ فی العلم والجسم کی وجہ مفید ثابت نہ ہوگی لہذا مفسرین تو شاول کو بنی یہودا تسلیم کر نہیں سکتے۔ (۱) تفسیر کبیر میں علامہ رازی نے لکھا ہے کہ قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ وَسَبَبُ ھٰذَا الْاِسْتِبْعَادِ اَنَّ النُّبُوَّۃَ کَانَتْ مَخْصُوْصَۃً لِسِبْطٍ مُعَیَّنٍ مِنْ اَسْبَاطِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَھُوَ سِبْطُ لَاوِیْ بْنِ یَعْقُوْبَ وَمِنْہُ مُوْسٰی وَھَارُوْنُ وَسِبْطُ الْمَمْلَکَۃِ سِبْطُ یَھُوْدَا وَمِنْہُ دَاوٗدُ وَسُلَیْمَانُ وَاِنَّ طَالُوْتَ مَا کَانَ مِنْ اَحَدِ ھٰذَیْنِ السِّبْطَیْنِ بَلْ کَانَ مِنْ وُلْدِ بِنْیَامِیْنَ فَلِھٰذَا السَّبَبِ اَنْکَرُوْا کَوْنَہٗ مَلِکًا لَّھُمْ (مفسرین نے بیان کیا کہ سبب اس بعید جاننے کا یہ ہے کہ نبوت مخصوص تھی گروہ معینہ میں گروہ بنی اسرائیل سے اور وہ اولاد لاوی بن یعقوبؑ ہے جنمیں سے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ ہوتے۔ اور مملکت مخصوص تھی اولاد یہودا میں انمیں سے داؤدؑ و سلیمانؑ ہیں اور بتحقیق طالوت ان دونوں گروہوں میں سے نہیں ہے بلکہ اولاد بنیامین سے ہے پس اسوجہ سے بنی اسرائیل نے اُسکے بادشاہ ہونے سے انکار کیا تھا) اسی کے آگے لکھا ہے فَقَالَ وَھَبٌ کَانَ دَبَّاغًا وَقَالَ السُّدِّیُّ کَانَ مُکَارِیًا وَقَالَ اٰخَرُوْنَ کَانَ سَقَّاءً (پس کہا وہب نے طالوت دباغ تھے اور سدی کہتے ہیں کہ مکاری گھوڑے اونٹ وغیرہ کو کرایہ چلانے والا اور اوروں نے کہا کہ سقے تھے۔ (۲) علامہ ابی السعودؒ وَسَبَبُ ھٰذَا الْاِسْتِبْعَادِ اَنَّ النُّبُوَّۃَ کَانَتْ مَخْصُوْصَۃً لِسِبْطٍ مُعَیَّنٍ مِنْ اَسْبَاطِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَھُوَ سِبْطُ لَاوِیْ بْنِ یَعْقُوْبَ وَسِبْطُ الْمَمْلَکَۃِ لِسِبْطِ یَھُوْدَا وَمِنْہُ دَاوٗدُ وَسُلَیْمَانُ وَلَمْ یَکُنْ طَالُوْتُ مِنْ اَحَدِ ھٰذَیْنِ السِّبْطَیْنِ بَلْ مِنْ وُلْدِ بِنْیَامِیْنَ قِیْلَ کَانَ رَاعِیًا وَقِیْلَ دَبَّاغًا وَقِیْلَ سَقَّاءً (اور سبب اس بعید جاننے کا یہ تھا کہ تحقیق نبوت مخصوص تھی سبط معین میں اسباط بنی اسرائیل سے اور وہ سبط لاوی بن یعقوبؑ ہے اور گروہ سلطنت گروہ یہودا جس میں داؤدؑ و سلیمانؑ تھے اور طالوت نہیں تھا ان دونوں گروہوں میں سے بلکہ اولاد بنیامین تھا اور کہا گیا ہے کہ وہ چرواہے یا کھال رنگنے اور پانی پلانے کا کام کرتے تھے۔ (۳) تاریخ کامل ابن اثیر وَھُوَ بِالسُّرْیَانِیَّۃِ شَاوُلُ بْنُ قَیْسِ بْنِ ابْمَارِ بْنِ ضِرَارِ بْنِ یَحْرَفَ بْنِ یَفْتَحَ بْنِ الیشِ بْنِ بِنْیَامِیْنَ بْنِ یَعْقُوْبَؑ بْنِ اِسْحٰقَؑ۔ اور اس طالوت کو سریانی زبان میں شاول کہتے ہیں جو بن قیس بن الخ بن بنیامین بن یعقوبؑ ہے۔ بقیہ بر صفحہ (۱۱۳)

(۴) تاریخ مروج الذہب ومعادن الجوہر للامام ابی الحسن علی بن الحسین مسعودی) لکھتے ہیں و هوشاود بن بشر بن انیال بن طرون بن بحرون بن افیح بن شمیداح بن فائح بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام یعنی وہی طالوت جسکو شاود بھی کہتے ہیں بن بشر الخ بن بنیامین بن یعقوبؑ ہے۔

آزر
یا تارخ

هاران — ناحور — تبوئیل — لبان — راحیل
رفقاء
لیا

(۵) ابن خلدون اس قول کے مطابق سلسلۂ طالوت میں اسماء درج ہیں جس سے ثابت کہ طالوت اولاد بنیامین سے ہیں کہ آل یہودا سے بہر حال طالوت کا اولاد بنیامین ہونا ثابت ہے۔ پس بخوبی ظاہر ہو گیا ملک طالوت اور افغانان کے بنی اسرائیل ہونے میں کوئی شک نہیں اور مضامین بالا سے افاغنہ کی قبطی ہونے سے بھی نفی ہو گئی البتہ یہ ممکن ہے کہ انمیں کوئی اور قوم خلط ملط ہو گئی ہو اور وہ قبطی الاصل ہوا اور یہ گروہ چونکہ کثیر الشعب ہے علاوہ اسکے فن تاریخ میں اختلاف کو جسقدر دخل ہے وہ اہل فن سے پوشیدہ نہیں اور یہ کہ مزید تحقیقات اس مختصر کتاب کی طوالت کا باعث ہے جسکو شوق ہو کتب فن کا مطالعہ کرے۔ نگارندۂ کتاب کے نزدیک جو محقق تھا وہ درج کیا گیا۔

حضرت
لوط
علیہ السلام

موآبی — مارط — عمون
أيد — عربا — بلعورا — بلعام

حضرت لوط علیہ السلام۔ ابراہیمؑ کے چچا کے بیٹے تھے۔ آپ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لائے اور اُنکے ساتھ مصر و شام کی طرف ہجرت کر گئے۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو قوم سدوم کی طرف رسول کر کے بھیجا تھا۔ اس قوم کی یہ عادت تھی کہ افعال شنیعہ میں تمام مرد مبتلا تھے اور شرک تو انکا موروثی گناہ اور کفر تھا۔ لوط علیہ السلام نے انکو توحید کی طرف دعوت کی۔ اور افعال بد سے منع کیا۔ اور عذاب کے آنیسے ڈرایا۔ انکی قوم سے سخت اور فحش گناہ کسی قوم نے نہیں کیے تھے۔ قوم نے لوط علیہ السلام کو بہت سخت سُست کہا اور ہنسی کی اور تکذیب کی۔ آخر اللہ جل شانہ نے اس قوم پر بھی عذاب بھیجا۔ کہ انکے زمین کا تختہ اٹھا کر اُلٹا کرکے مار دیا۔ پھر اوپر سے پتھر برسائے۔ اور لوط علیہ السلام اور اُنکے متبعین کو اللہ نے نجات دی۔ (کامل ابن اثیر)

بلعام یہ مستجاب الدعوات تھا یوشعؑ کیواسطے بددعا کی اسوجہ سے مردود ہوا

آزر یا تارخ۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد کے بارہ میں بھی تاریخ میں اختلاف عظیم ہے اور اس اختلاف کا بلحاظ امتداد زمانہ ہونا بھی ضرور ہے اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے اس اختلافات میں تحریر و کتابت اور اختلاف السنۃ کو بھی دخل ہے ایک شخص نے انیس لکھا اور نقاط اتفاقاً رہ گئے دوسرے نے اسکو انیش۔ اقیش۔ ایلش۔ ابیش پڑھ لیا یا کسی زبان میں ایک نام غز لکھا دوسرے نے غوز اغوز۔ غر پڑھ لیا یا بلحاظ اسکے معنی کے دوسرے نام سے مشہور ہو گیا یا دو نام ہوں یا کسی بے اصل نام سے روایت کی دوسرے نے اسکے لقب مشہورہ سے بیان کیا یا وہ کسی اپنی عادت یا کسی فعل خاص سے منسوب ہو گیا بعض کو اس سے خبر ہوئی بعض کو نہیں۔ اور یہ اکثر ہوتا ہے کہ ایک شہر میں کسی شخص کے دو تین نام و عرف ہوں اور دوسرے شہر والے اس سے کم واقف ہوں قطع نظر اسکے اور بہت سے وجوہات تاریخی ہیں جنکا تذکرہ اصل مراد یہاں نہیں ہے۔ اور پھر یہ امر بھی ظاہر ہے کہ رواۃ احادیث نے تدوین احادیث اور نقادان احادیث نے اسماء الرجال اور تحقیق رجال میں جسقدر احتیاط اور کوشش کی وہ درحقیقت انہی بزرگان کا حق تھا اور انسے ہی یہ ہو بھی سکا۔ لیکن پھر بھی اختلاف روایات مذہبی اور رواۃ حدیث سے جو رہا وہ چلا ہی جاتا ہے۔ اور اکثر اختلافات کا رفع بھی ناممکن بلکہ ہمارے نزدیک ایک معنی کر خالص بہتری ہے جیساکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) والد حضرت ابراہیمؑ کے نام میں بھی کثرت سے اقوال ہیں۔ اگرچہ اس کثرت اقوال کے اسباب اسباب روایات خاص کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بہر حال یہاں جس امر کا اظہار مقصود ہے اسکے لئے امام رازی نے تفسیر آیہ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کیا اختیار کرتا ہے تو بتوں کو اپنا خدا تحقیق دیکھتا ہوں میں تجھے اور تیری قوم کو ظاہر گمراہی میں) میں جو تحریر فرمایا ہے اسکا لکھنا مناسب ہے وَھُوَ ھٰذَا

بظاہر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا اور جو لوگ تارخ بتاتے ہیں اُن میں سے زجاج کا قول ہے (کہ تارخ نام ہونے میں نسابین کا کوئی اختلاف نہیں ہے) پس یہاں پر علماء کے نزدیک دو صورتیں ہیں۔

(۱) اول یہ کہ نام آزر ہے اور اجماع نسابین کا تارخ نام ہونے پر ہمارے نزدیک ضعیف ہے اسلئے کہ یہ اجماع ایک دوسرے کی تقلید کرنیسے حاصل ہوا بالآخر یہ نتیجہ ایک یا دو شخص پر منتہی ہوگا جیسے وہب کا قول ہے۔ یا کعب کا قول ہے وغیر ذالک یا اخبار یہود و نصاریٰ سے متعلق ہوگا یعنی نسابین کو انکی روایات سے ثابت ہوا ہوگا ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ نص صریح سے جو امر ثابت ہے اسکو ترجیح نہ دی جاوے۔

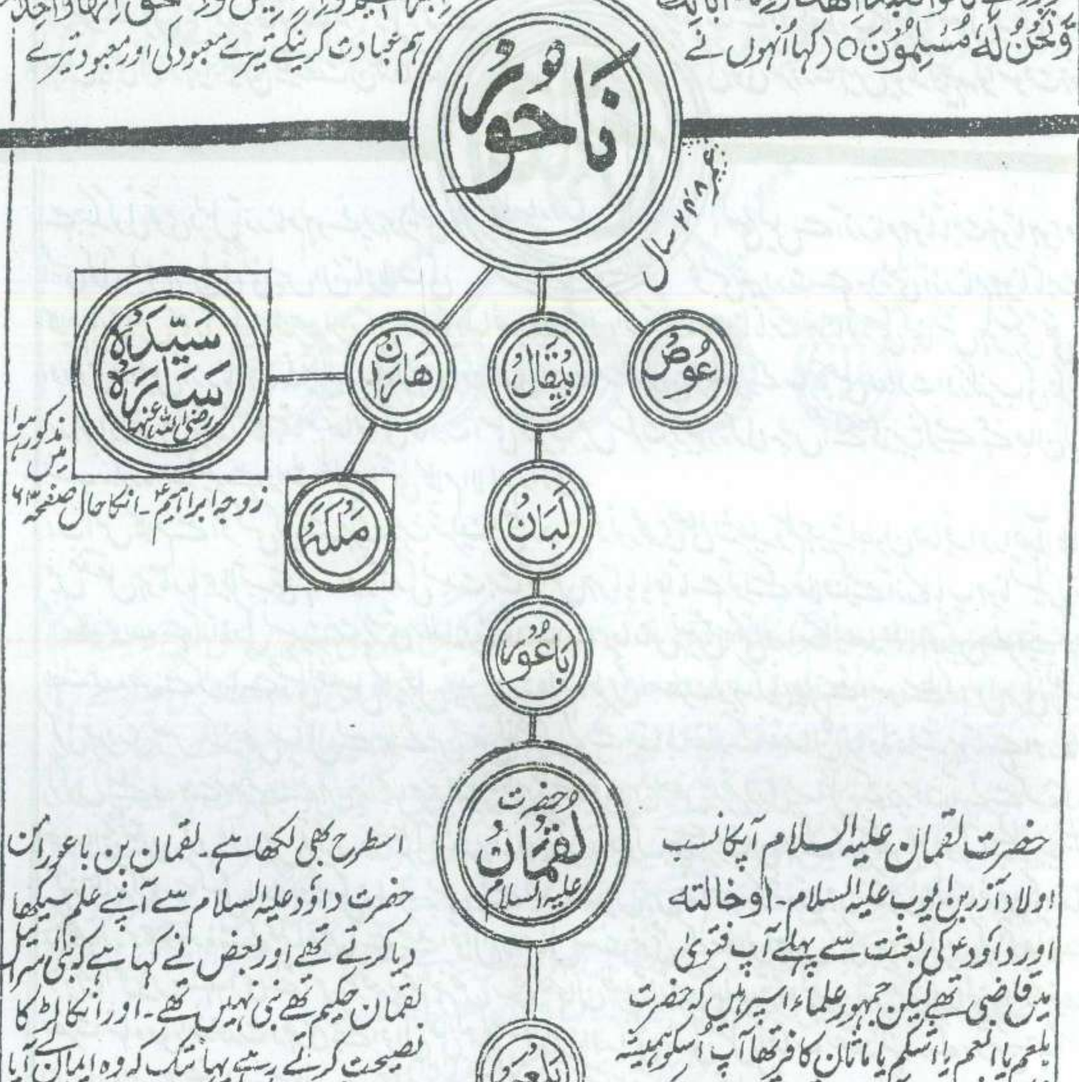
(۲) اور اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ نام تارخ تھا تو کئی توجیہیں اسمیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کے آزر اور تارخ دونوں ہی نام ہیں۔ پس احتمال ہے کہ نام اصلی آزر ہو اور تارخ لقب سے مشہور ہو گئے اسم کم مشہور رہا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسکے اصلی نام آزر سے کلام پاک میں ذکر کیا۔ اور ممکن ہے کہ اصلی نام تارخ تھا اور لقب مشہورہ آزر سے باعتبار شہرت اللہ تعالےٰ نے یاد کیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ آزر ایک بت تھا جسکی پرستش والد ابراہیمؑ کیا کرتے تھے۔ اسمیں بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں جنکی وجہ سے باری تعالےٰ نے اس نام سے موسوم کیا اس لحاظ سے کہ آزر نے اس بت کی عبادت کے لئے اپنی ذات کو خاص کر دیا تھا اور قاعدہ ہے کہ جسکو جس سے محبت ہوتی ہے اسکے نام سے آپ کو منسوب کرلیتا ہے یا یہ کہ آزر سے عابد آزر مراد ہو کہ مضاف حذف کرکے مضاف الیہ اسکی جگہہ قائم کر دیا گیا جیساکہ عرب کا قاعدہ ہے۔ اور جو حجاج ہو جنکے قائل ہیں انکے لئے یہ صورت ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۱۴

(۳۳) کہ ابوالانبیا حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر ہو اور عم پر لفظ اب کا اطلاق اکثر آتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (کہا انہوں نے ہم عبادت کرینگے تیرے معبود کی اور معبود تیرے



حضرت لقمان علیہ السلام آپکا نسب اسطرح بھی لکھا ہے۔ لقمان بن باعورا من اولاد آزر بن ایوب علیہ السلام۔ او خالتہ حضرت داؤد علیہ السلام سے آپنے علم سیکھا اور داؤدؑ کی بعثت سے پہلے آپ فتویٰ دیا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے لیکن جمہور علماء اسپر ہیں کہ حضرت لقمان حکیم تھے نبی نہیں تھے۔ اور انکا لڑکا بلعم یا انعم یا اشکم یا ماتان کافر تھا آپ اسکو ہمیشہ نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آیا قرآن شریف میں آپکا یہ واقعہ اور تعریف مذکور ہے بعض نے لقمان کو غلام حبشی لکھا ہے مگر یہ غیر صحیح ہے۔ بہرحال آپ اپنے زمانہ کے نہایت عابد زاہد مرتاض تھے۔ درزی یا بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔ عمر ۱۰۰۰ سال مرقد فلسطین مابین رملہ و سوق۔ (از تفسیر ابی السعود ملخصًا)

 بقیہ صفحہ ۱۱۵

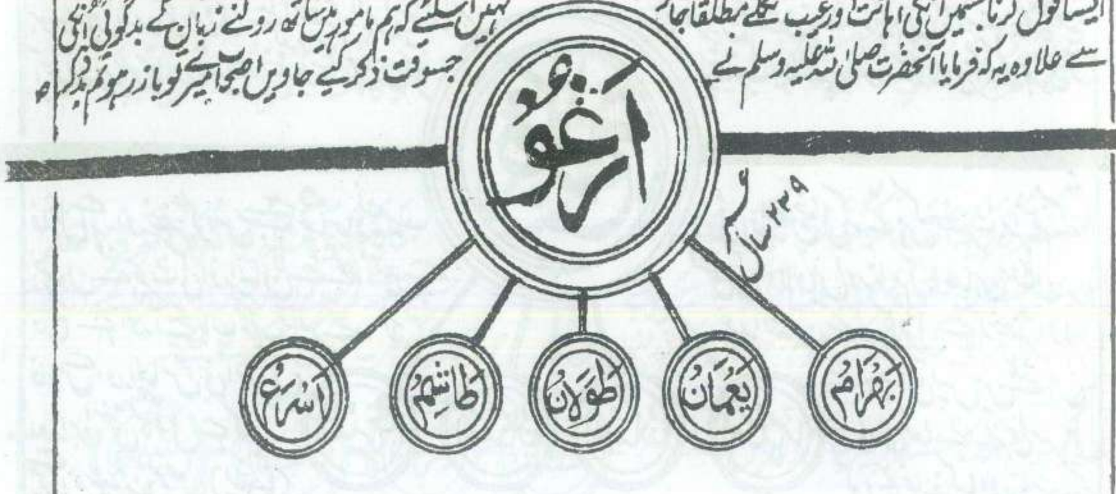
باپوں کی کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ ہیں عبادت کرینگے ہم اُس معبود کی جو یگانہ اور یکتا ہے۔ اور حال یہ کہ ہم اُس خدا کے مطیع اور عبادت کرنیوالے ہیں) اور یہ ظاہر ہے کہ اسمٰعیلؑ عم تھے یعقوبؑ کے اور لفظ اب کا اُنپر استعمال کیا گیا اسیطرح یہاں پر بھی ایراد ہوا۔ لیکن درحقیقت ان تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ توجیہہ تو اسوقت ہو سکتی ہے جبکہ کوئی قوی دلیل آزر نام نہونے پر ہو (یعنی کسی دلیل سے آزر نام ہونا ثابت نہوتا ہو) حالانکہ ایسی کوئی دلیل نہیں پائی گئی پس ان تاویلات کی کونسی ضرورت ہے۔ (یعنی آزر نام ہونا ثابت اور کلام باری میں بھی اُسکی تائید پھر ان تاویلات کی کیا ضرورت۔ ہاں اگر آزر نام ہونا ثابت نہوتا تو اسکی گنجائش ہو سکتی تھی)۔ اور قوی تر دلیل آزر نام ہونے میں یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور عامہ مشرکین کو حضورؐ کے ساتھ جبلی عداوت اور تکذیب کی فکر تھی اور اظہار بغض میں جو کچھ اُنکا اہتمام تھا تو اُنکی عادت اسکی تکذیب میں سکوت پر مجبور نہ کرتی۔ پس اُنکے تکذیب کرنیسے ہمنے جان لیا کہ نسب مذکورہ البتہ صحیح ہے واللہ اعلم) انتہیٰ کلام الامام رازی۔

اب اس کلام سے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بطون صافیہ اور اصلاب طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا جو بلا شبہ صحیح ہے۔ اور آزر کی نسبت بت تراش ہونا پایا جاتا ہے تو اسکے خلاف کیسے آزر کا باپ ہونا تسلیم کیا جاوے اُسکا یہ جواب ہے کہ آزر کی نسبت بت پرستی مضامین احادیث کے معارض نہیں ہو سکتی اور اسکا فیصلہ علماء محدثین نے اپنے محل پر بہت عمدہ طور سے کر دیا ہے جسکی تفصیل کا یہ محل نہیں اور نہ عام ناظرین کو اسطرف توجہہ کرنی چاہیئے اسواسطے کہ اس امر کی واقفیت کوئی ضروری نہیں بلکہ بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جسمیں گفتگو کرنے سے بمقابلہ مفاد کے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے اور عام لوگوں کیلئے وہ بہت مضر ہو جاتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ بعض غیر ضروری مسائل کے زیر بحث آنے سے کسقدر خرابیاں پڑ گئیں۔ گروہ علماء میں تو ایک دوسرے کی تکفیر پر آمادہ ہو گیا عام لوگ بیچارے پریشان ہو گئے کہ ہر شخص علم اور کتاب کے ذریعہ سے کہنا ظاہر کرتا ہے کسکی مانے اور کسکی نہ مانے۔ پس ایسے امورات میں جس صاحب کو شوق ہو متقدمین و متاخرین کی مضامین دیکھے اور موجودہ زمانہ کے علماء میں سے جنکے اقوال و افعال سنت نبویؐ کے مطابق ہوں اُنکی پیروی کریں کیونکہ عافیت دارین اسی میں ہے۔ اسی لئے اس موقعہ پر ہم بغرض رفع خلجان طبع قارئین کتاب قرۃ العیون شرح سرور المحزون تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جنکے اقوال علی العموم مسلمہ ہیں اور اُنکی بزرگی مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہے اُسکا اس بارہ میں جو مضمون ہے بجنسہ درج کرتے ہیں جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو اصل کتاب کا مطالعہ کرے۔

بیان اقوال اُس فریق کا جو اس مسئلہ میں خاموش ہیں ہاں نہ ناں کچھہ نہیں کہتے اور یہی طریق احوط ہے

کہا امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں کہ اس مسئلہ میں میں نے کئی جز لکھے مگر پسندیدہ اور مستحسن نزدیک میرے باز رہنا ہے اس گفتگو سے نفیًا و اثباتًا انتہیٰ اور جواب ابوبکر مالکی کا کہ کسی نے اُنسے کہا تھا کہ آبا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگ میں ہیں تو اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ جو کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اور حدیث میں آیا ہے لَا تُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ بِسَبِّ الْاَمْوَاتِ یعنی ایذا نہ دو تم زندوں کو ساتھ بدگوئی مردوں کے سابق میں گذر چکا اور سوال کئے گئے امام سیوطی اس قول بعض الناس سے کہ جب ظاہر ہوئی حضرت آدمؑ سے لغزش تو سیاہ ہو گیا تمام بدن اُنکا پھر جب اُتارے گئے

زمین پر تو مامور ہوئے نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑہی اور روزے رکھے تب سفید ہوگیا بدن اُنکا کیا صحیح ہے یہ قول انہیں کہا انبیا کی شان میں
ایسا قول کرنا جسمیں اُنکی اہانت اور عیب نکلے مطلقاً جائز نہیں اسلئے کہ ہم مامور ہیں ساتھ روکنے زبان کے بدگوئی اُنکی
سے علاوہ یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت ذکر کیے جاویں اصحاب میرے تو باز رہو تم بدگو[ئی]



اُنکے سے پھر جب ہم اسپر مامور ہوئے کہ ذکر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا ایسے انداز نہ کریں کہ جسمیں اُنکی شان میں کسی نوع کا عیب و نقصان
نکلے تو انبیا علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولیٰ بچنا چاہیئے پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان
کو باز رکھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی نوع کی خفت یا نقصان عائد ہو نعوذ باللہ من ذٰلک تفسیر
روح البیان اور ماثبت من السنت میں ہے وَالْکَلَامُ فِیْ اَبَوَیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ طَوِیْلٌ وَالسُّکُوْتُ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ
اَحْوَطُ یعنی گفتگو حق میں والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز ہے اور سکوت کرنا اسمیں بہتر ہے اور حاشیہ شامی اور
حسن الادب میں ہے کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا تمام ادب سے چاہیئے اور یہ مسئلہ ایسے مسائل سے نہیں ہے کہ جہل اُسکا مضر ہو یا قبر میں
یا موقف قیامت میں اُس سے بازپرس ہو پس اس صورت میں بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ ایسی گفتگو سے منزلۃ الاقدام زبان کو روکنا
چاہیئے ھذا ما تیسّر لی من التحقیق فی ھذا الباب واللہ اعلم بالصواب
(انتہا کلام شارح سرور المحزون)

حضرت خضر علیہ السلام۔ آپکی نسبت علماء کتاب اول کہتے ہیں آپ ملک افریدون بن اثغیان کے زمانہ میں موسیٰؑ بن عمران سے پہلے ہوئے ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ خضرؑ اراکین اسکندر اکبر ذی القرنین سے تھے جو زمانہ ابراہیمؑ میں گذرا ہے۔ جو چشمۂ آبحیات پر پہونچا اور حضرت خضرؑ اسکے ہمراہی تھے آپنے آب حیات پیا اور سکندر و نیز اسکے ہمراہی اس سے



غافل رہے۔ اور خضرؑ کو اس سبب سے حیات جاوید نصیب ہوئی اور بعض خیال کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے ساتھ جنہوں نے ہجرت کی اور ایمان لائے تھے انمیں سے کسی کی اولاد ہیں اور نام آپکا بلیا بن ملکان بن فالغ ہے اور آپکے باپ ملک عظیم تھے۔ اور عبداللہ بن شوذب کا قول ہے کہ خضرؑ اولاد فارس سے اور الیاسؑ بنی اسرائیل سے ہر سال آپس میں ملتے ہیں۔ اور ابن اسحٰق کا قول ہے کہ باری تعالےٰ نے بنی اسرائیل میں سے ناشیہ بن اموص (یشعیاؑ) کو انکا خلیفہ کیا اور ناشیہ کے ساتھ خضرؑ کو بھی مبعوث کیا تھا۔ اور بنی اسرائیل حضرت خضرؑ کا نام ارمیا بن حلقیا اور سبط ہارونؑ بن عمران سے کہتے ہیں۔ لیکن قول صحیح یہ ہے کہ آپ ایام افریدون اور اسکندر ذی القرنین تھے کیونکہ اس مضمون کی حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خلق میں اعلم تر کون ہو سکتا ہے پس خضرؑ سکندر کے ساتھ آب حیات پر گئے وہ پانی پیا اور عمر طویل حاصل ہوئی۔ موسیٰؑ بن عمران کا بعد میں پیدا ہونا ثابت ہے۔ لہذا موسیٰؑ بن عمران کی خضر سے ملاقات میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس ملاقات کا اصل باعث یہ ہوا کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل میں ایک روز وعظ فرما رہے تھے کسی شخص نے آپسے دریافت کیا اے موسیٰؑ کون زیادہ عالم ہے آپنے فرمایا کہ میں ہوں۔ اسپر عتاب باری تعالےٰ ہوا کہ نبی ہو کر علم کو خدا کی طرف منسوب نہ کیا۔ آپنے باری تعالےٰ سے عرض کیا کہ یہاں کیا مجھ سے زیادہ کوئی جاننے والا ہے۔ ارشاد ہوا کہ مجمع البحرین میں ہمارا ایک بندہ ہے وہ تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (حضرت خضرؑ اسوقت اس مقام پر تھے) اسپر آپنے ملاقات کا ارادہ کیا اور باری تعالےٰ سے عرض کیا کہ میں کسطرح اُس سے مل سکتا ہوں ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی لیکر مکتل (ہانڈی یا برتن) میں رکھو پس جہاں اسکو بھول جاؤگے وہ وہیں سے ملینگے (یعنی خضرؑ) حضرت موسیٰؑ نے سفر کا ارادہ کیا اور موافق حکم تیاری کرکے روانہ ہوگئے اور حضرت یوشعؑ جو انکی ہمراہی میں تھے انکو موسیٰؑ نے ہدایت کردی کہ جب یہ مچھلی اسمیں سے گم ہو جاوے تو مجھکو خبر کردینا پھر آپنے چلنا شروع کیا یہانتک کہ دریا کے کنارے پہونچے اور ایک پتھر پر آپنے آرام کیا اور وہ مچھلی بھی وہیں رکھی تھی اور یہ چشمۂ حیات تھا مچھلی کو پانی لگا اور وہ زندہ ہوکر تڑپنے لگی اور روانہ ہوگئی جس جگہ وہ جاتی تھی راستہ ہو جاتا تھا۔ یہ دونوں یہانسے اٹھکر آگے چلے گئے جب کھانیکا وقت ہوا تو یوشعؑ نے آپکے دریافت کرنے پر قصہ بیان کیا پھر وہیں سے لوٹے اور اُس مچھلی کے راستے پر چلے گئے ایک خشکی کے مقام پر پہونچے تو حضرت خضرؑ کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے تھے یہاں سے

[illegible]

لہ یعرب بن قحطان انکی اولاد میں آباد تھی اور انصار یان مدینہ کا سلسلہ انسے منتہی ہوتا ہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں خود اسکا اظہار فرمایا ہے

تَعَلَّمْتُمْ مِنْ مَنْطِقِ الشَّیْخِ یَعْرُبَ اَبِیْنَا ۔ فَصِرْتُمْ مُعْرَبِیْنَ ذَوِیْ نَفَرٍ

عابرؑ

وَکُنْتُمْ قَدِیْمًا مَا لَکُمْ غَیْرَ عُجْمَۃٍ ۔ کَلَامٌ وَکُنْتُمْ کَالْبَھَائِمِ فِی الْقَفْرِ

اے باشندگان عرب تمنے عربی زبان ہمارے باپ سے سیکھی ہے جسکی وجہ سے تم چند لوگ عربی زبان جان گئے ورنہ تمہارے پاس عجم کی زبان کے علاوہ کوئی کلام نہ تھا اور غیر آباد زمینوں میں تم چوپایوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔

قحطان — یعرب — یشجب — سباء اکبر

صفہ ۱۲ دیکھو امام مالک کا سلسلہ جو یعرب کی اولاد میں زرعہ سے شروع ہوا ہے۔

وائل — غوث — قطن — عریب — زہیر — ایمن — ہمیسع — حمیر

جشم — معاویہ — قیس — عمرو — سہل — زید الجمہور — کہف الظلم — سباء اصغر

ذی جدل — ابی شرح — حارث — قیس — صیفی

ذی شرحبیل

ملکہ بلقیس المشہور

ملکہ بلقیس انکے نسب میں بھی مورخین کا اختلاف ہے اور اکثر روایتوں سے انکا اولاد جنیہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ انکی والدہ (رواحہ) سکر ملک الجن کی بیٹی تھی اور بعض نے بلقمہ بنت عمرو بن عمیر الجنی لکھا ہے لیکن اسکی کوئی اصلیت نہیں ہے

دراصل ملکہ بلقیس ملک یمن کی بادشاہ تھی۔ حضرت سلیمانؑ کو جب ہدہد کے ذریعہ سے انکا حال معلوم ہوا اور حضرت سلیمانؑ نے بلقیس پر حملہ کا ارادہ کیا تو بلقیس نے بہت سے تحفے سلیمانؑ کی خدمت میں بھیجے آپنے انکو قبول نہ فرمایا۔ بلقیس نے آپکی اطاعت قبول کر لی اور آپکے دین پاک میں داخل ہو گئی اور اپنی حکومت و سلطنت کو جناب سلیمانؑ کے سپرد کر دیا اور آپکو ملک یمن میں لے گئی۔ سلیمانؑ نے اسکو نکاح کرنیکی ہدایت کی اسنے بادشاہت کی وجہہ سے انکار کیا۔ سلیمانؑ نے فرمایا کہ دین میں داخل ہو کر انکار اس سے نکرنا چاہیئے تب بلقیس نے سدد بن زرعہ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی آپنے اسکا نکاح اس سے کر دیا اور اسکو یمن پر عامل مقرر کر کے بلقیس کو بدستور وہاں کا حاکم اعلیٰ بنا رکھا اور سلیمانؑ شام کیطرف لوٹ آئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمانؑ نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا۔ اور اسکے دیکھنے کو ہر ماہ میں ایک مرتبہ آپ تشریف لیجاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے۔ واللہ اعلم (کامل و ابن خلدون)

ہمادرد یہی

۲ بقول صاحب سبائک الذہب یعرب فصحائے عرب میں اول درجہ کے فصیح مانے جاتے تھے۔ عربیت انہیں کی طرف منسوب ہے۔ سرزمین عرب میں قحطان اور عدنان کی اولاد کی بڑی آبادی تھی قحطانی سلسلہ میں اوس و خزرج وانصاریان مدینہ منورہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں سباء کی اولاد میں یمن والوں نے ایسا عروج حاصل کیا جو اسکے بعد کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا چنانچہ کلام باری میں سورۂ سبا میں انکی ترقی

مالک — نبت — غوث — ازد — مازن — ثعلبہ — بہلول

امرا القیس

الغطریف

زید — کہلان

حارثہ — عامر

و مرفہ حالی کا مفصل ذکر ہے۔ لیکن مثل دیگر اقوام احکام آلہی سے انہوں نے بھی سرتابی کی اور ایک سیلاب کی صورت میں ان پر عذاب نازل ہوا کہ اکثر انمیں سے تباہ ہو گئے۔ عمرو بن عامر ماء السماء اتفاقاً اس تباہی سے پہلے معہ اپنے دیگر ہمراہیوں کے ملک حجاز میں چلا آیا تھا اور اس عذاب کا حال بھی اسکو معلوم ہو گیا اسوجہ سے یہ اطراف حجاز میں پھرتا رہا بالآخر مدینہ منورہ اسکو اچھا معلوم ہوا۔ اسوقت یہود بنی اسرائیل یہاں موجود تھے یہ بھی یہاں مقیم ہو گیا اور اسکی اولاد نے یہاں پر ترقی کی۔ قبائل اوس و خزرج اور انکی کئی شاخیں اسوقت تک عرب میں موجود ہیں۔ عرب و ہندوستان کے انصاریان مثل امروہہ انبہٹہ لکھنؤ فرنگی محل و تھانیسر و پانی پت نواب تسکور احمد خان وغیرہ ان سب کے سلاسل کا اصل منتہا یہی عمرو بن عامر و یعرب بن قحطان بن عابر ہے۔ یعرب بن قحطان کو بعض نے بنو اسمٰعیل سے بھی لکھا ہے۔ لیکن ان اقوال کے مقابلے میں جنکی غایت صحت پر ہمنے سلسلہ درج کیا ہے کوئی روایت زیادہ مستند نہیں پائی۔

ماء السماء

عمرو بن یعرب بن قحطان

امام دار الہجرۃ قدوۃ المحدثین

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۸۹ سال عمر پائی۔ ماہ ربیع الاول روز شنبہ ۱۷۹ھ کو انتقال ہوا۔ امام مالکؒ علم کی تعظیم میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے۔ حدیث شریف کے پڑھانے میں با وضو و نظافت۔ شان و شوکت کے ساتھ بیٹھتے تھے اور فرمایا کرتے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کروں۔ ہارون رشید نے آپ سے دریافت کیا آپکے گھر ہے فرمایا نہیں پس تین ہزار دینار آپکو پیش کئے اور کہا کہ آپ اس سے مکان خرید لیں آپ نے وہ دینار ویسے ہی رکھ چھوڑیں۔ جب ہارون رشید نے مدینہ منورہ سے جانیکا قصد کیا آپ سے کہا کہ تشریف لیچلئے۔ لوگوں کو آپکی موطا پر ترغیب دونگا حضرت امام نے فرمایا کہ حضور سرور کائنات کے اصحاب رضی اللہ عنہم امصار و دیار میں پہنچ گئے ہیں اور حدیثیں پہونچا چکے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کے واسطے بہتر ہے اگر وہ جانیں مدینہ آدمی سے خبث کو ایسا نکال دیتا ہے جیسے بھٹی

ذی اصبح

زید — مالک — عوف — مرثد

عمرو — جثیل — غیمان — حرث — عمرو — عامر (ابی) — مالک

ابی نافع

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ — انس

ذی اصبح اسمہ حرث

۱ لوٹنے کے میل کو۔ آپکے وہ دینار بدستور رکھے ہیں آپکا جی چاہے تو لیلیجے مجکو مدینہ کی مفارقت کسی صورت سے منظور نہیں ہے۔ اطراف و جوانب سے جسقدر مال و زر آپکے پاس آتا تھا سب خدا کے واسطے صرف کر دیتے تھے۔ آپکا قول ہے کہ آدمی کے پاس مال کا نہونا زہد نہیں ہے بلکہ قلب کا فارغ ہونا مال کی محبت سے زہد ہے۔ امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ امام مالک کے دروازے پر مینے خراسان

شالخ

کے گھوڑے اور خچر مصر دیکھے کہ اس سے پہلے مینے کبھی نہیں دیکھے تھے مینے کہا کہ کیا خوب ہیں امام مالک رح نے سب مجکو دیدئیے۔ امام شافعی رح نے اصرار سے کہا کہ ایک آپ اپنی سواری کو رکھلیں فرمایا خدا سے شرم آتی ہے کہ جس

ثعلبہ — حارثہ — خزرج — عمرو — ثعلبہ — تیم اللہ — مالک — عمرو

عمرو مزیقیا

اوس — مالک — النبیت — خزرج — حارث — جشم — عبد الاشہل — زید — امرؤ القیس — نعمان — معاذ — سیدنا سعد رض ۵

عدی — النجار ۲ — مالک ۳ — غنم — ثعلبہ — عبید — عدس — زرارہ — سیدنا اسعد رض ۴

عبد عوف

خاک پاک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک رکھے گئے ہوں اُسکو میں دابہ کے پاؤں سے پامال کروں سچ ہے عاشقان محمدی کے یہی طریقے اور ادب ہے جسکی وجہہ سے خداوند عالم نے ایسے حضرات کو مدارج علیا سے سرفراز فرمایا تھا مدینہ منورہ میں آپکا مزار ہے

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

حضرت امام مالک رح کے سلسلہ میں جو ذی اصبح ہے تو اُسکا نسب بروایت ہشام بن کلبی اسطرح پر ہے۔ ذو اصبح ہو الحرث بن مالک بن زید بن غوث بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن غوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن ہمیسع بن حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ اور جو اسماء کہ سلسلہ میں درج ہیں وہ حازمی کی کتاب عجالہ کے موافق ابن خلکان سے لئے گئے ہیں۔

۲ حضرت انس رض بن مالک رض اسی نجار کیطرف منسوب ہیں جو خزرج کی ایک اور شاخ ہے۔

۳ بنو مالک ایک دوسرا بڑا قبیلہ ہے جسمیں حبیب رض بن زید صحابی ہیں جو حضور کیطرف سے مسیلمہ کذاب کے پاس گئے تھے۔

۴ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ آپ قدیم الاسلام اور باوجود کم عمر ہونیکے اپنے قبیلہ کے نقیب تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لیلۃ العقبہ میں پہلے بیعت کرنیوالے ہیں ہجرت کے نویں مہینہ آپکا انتقال ہوا اور بقول بغوی صحابہ میں انکا پہلا جنازہ تھا جسکی حضور نے نماز پڑھائی۔ (ایضاً)

۵ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور یوم خندق میں آپکے تیر لگا ایک مہینہ تک بنی قریظہ

پر حکومت کی بعد شدت زخم سے آپکا انتقال ہوگیا۔ جنازہ ... [illegible]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپکی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے کثرت سے احادیث آپ سے مروی ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تمام غزوات میں شریک و معاون رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسوقت عراق کو جہاد کیلئے تشریف لیگئے ہیں تو آپکو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا لیکن آپکو جہاد سے علیحدہ رہنے کی تاب نہ لائی۔ عراق پہونچے اور حضرت علی رضؓ کے ساتھ قتال خوارج میں شریک ہوئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو پہلے مکان ابوایوب انصاری کا تھا جسمیں دو جہان کے بادشاہ نے نزول اجلال فرمایا۔ سچ یہ ہے کہ اُس روز دنیا میں ابوایوبؓ سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں تھا۔

وہ آئیں گھر یہ ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

سبحان اللہ کیا وقت تھا اور کیسے فضل و رحمت کا سماں ہوگا جبکہ حضورؐ کی رونق افروزی کی خوشی میں خاندان انصار کی لڑکیاں فرطِ مسرت اور روحی فداہ کے خیر مقدم میں دف بجاتی ہوئیں فدایانہ انداز سے

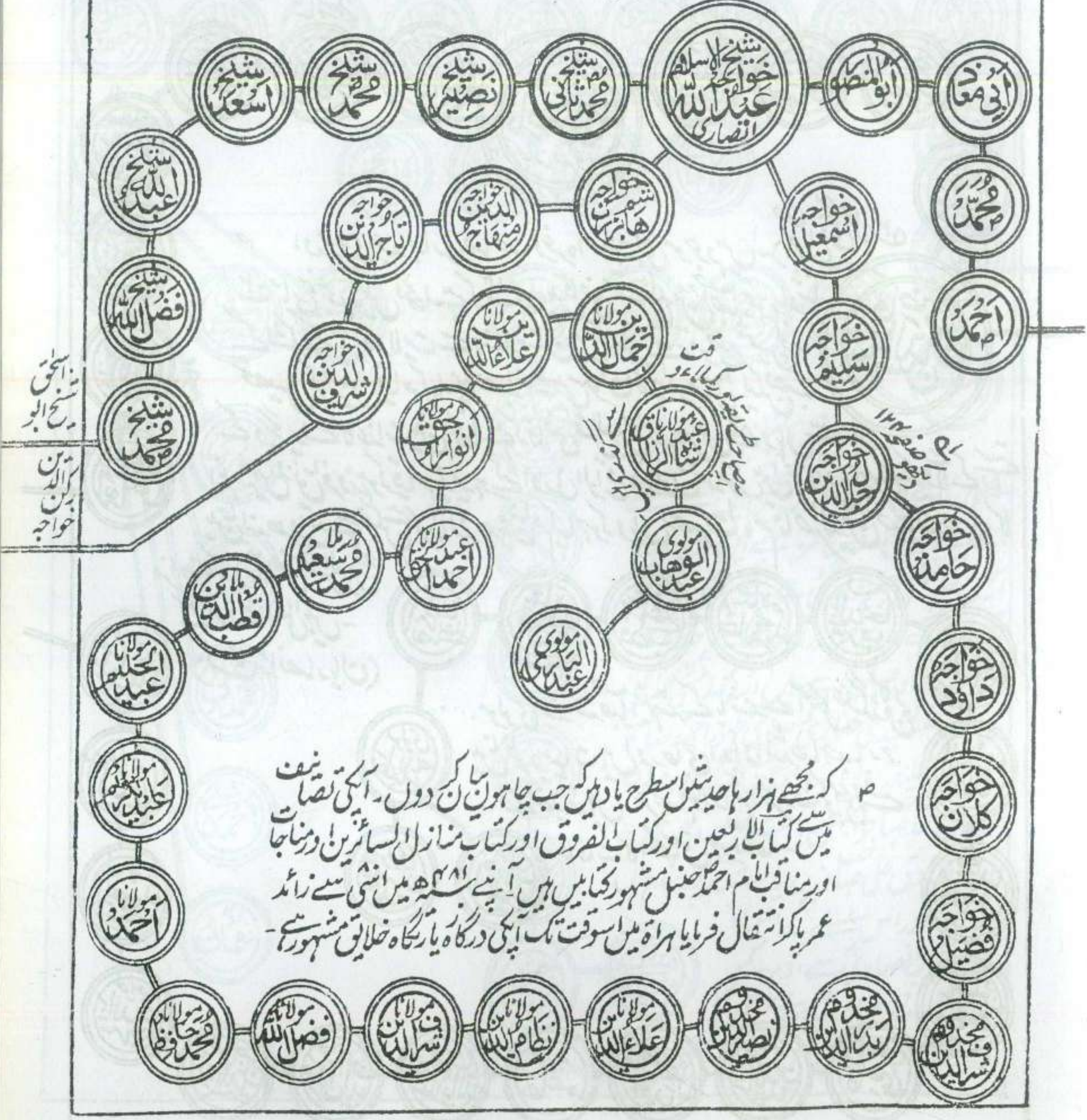
نحن جوار من بنی نجار
یا حبذا محمدؐ من جار

ہم خاندان بنی نجار کی لڑکیاں ہیں
جنکے کیا ہی پیارے محمدؐ ہمسایہ ہیں

کا ترانہ زبان ذوق سے ادا کر رہی تھیں۔ اس محبت و اخلاص کا پہلا صلہ یہ تھا کہ ابوایوب اور اُنکے خاندان والوں نے انصار خدا و رسول ہونیکا لقب حاصل کیا شفیع عاصیاں کے مورد عنایات خاص ہوئے۔ اُسپر فوز سے فلاح دارین انکا نقد وقت ہوگیا۔ حضرات انصار کی فضیلت کا یہاں سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ سعید بن مسیبؓ سے روایت ہے کہ ابوایوبؓ نے حضورؐ کی ریش مبارک سے کچھ بال لئے تھے جسپر حضورؐ نے فرمایا تھا لا یُصیبُکَ السُّوءُ یا ابا ایوب (اے ابا ایوب تجھے کوئی برائی نہ پہونچے گی۔ اور دوسری روایات میں وارد ہے کہ حضورؐ نے آپکی اولاد کیواسطے بھی دعا فرمائی کہ اے خدا ابی ایوب کو ادب عطا کر ابی ایوب کو فراغت دے انکو محروم نہ رکھ الٰہی انکے گروہ اہل سنت باقی رکھ اپنی زمین میں اُسدن تک کہ حشر کئے جاویں الٰہی انکی اولاد میں علم پیدا فرما اور علم میں زیادتی عطا فرما اسدن تک کہ وہ تجھ سے ملیں الٰہی اس گروہ میں علم اور بے پروائی اور فقر دے اے خدا انکی اولاد میں عباد کرنیوالے ابد تک پیدا کر پھر آپنے یہ دعاء تعلیم فرمائی اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ اِلٰی بِغَیْرِ حِسَابٍ کہ صبح و شام پڑھا کریں اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپکی اولاد کو بڑے بڑے مدارج سے سرفراز فرمایا ملک شام ہرات سندھ ہند میں کثرت سے آپکی اولاد موجود ہے اور ہر جگہہ بڑے بڑے قابل آپکی اولاد میں ہوتے آئے چنانچہ ہندوستان میں علماء فرنگی محل اسکی کافی نظیر ہے اور دیگر مقامات میں اب تک بہت سے صلحاء و علماء مثل انبہٹہ و امروہہ و پانی پت موجود ہیں۔ حضرت ابوایوبؓ خلافت معاویہؓ میں ہمراہ لشکر قسطنطنیہ گئے اور سنہ ۹۲ھ میں وہیں آپکا انتقال ہوا۔ استنبول میں جامع ایوبی آپکے نام سے مشہور اور آپکا مزار زیارتگاہ ہے۔

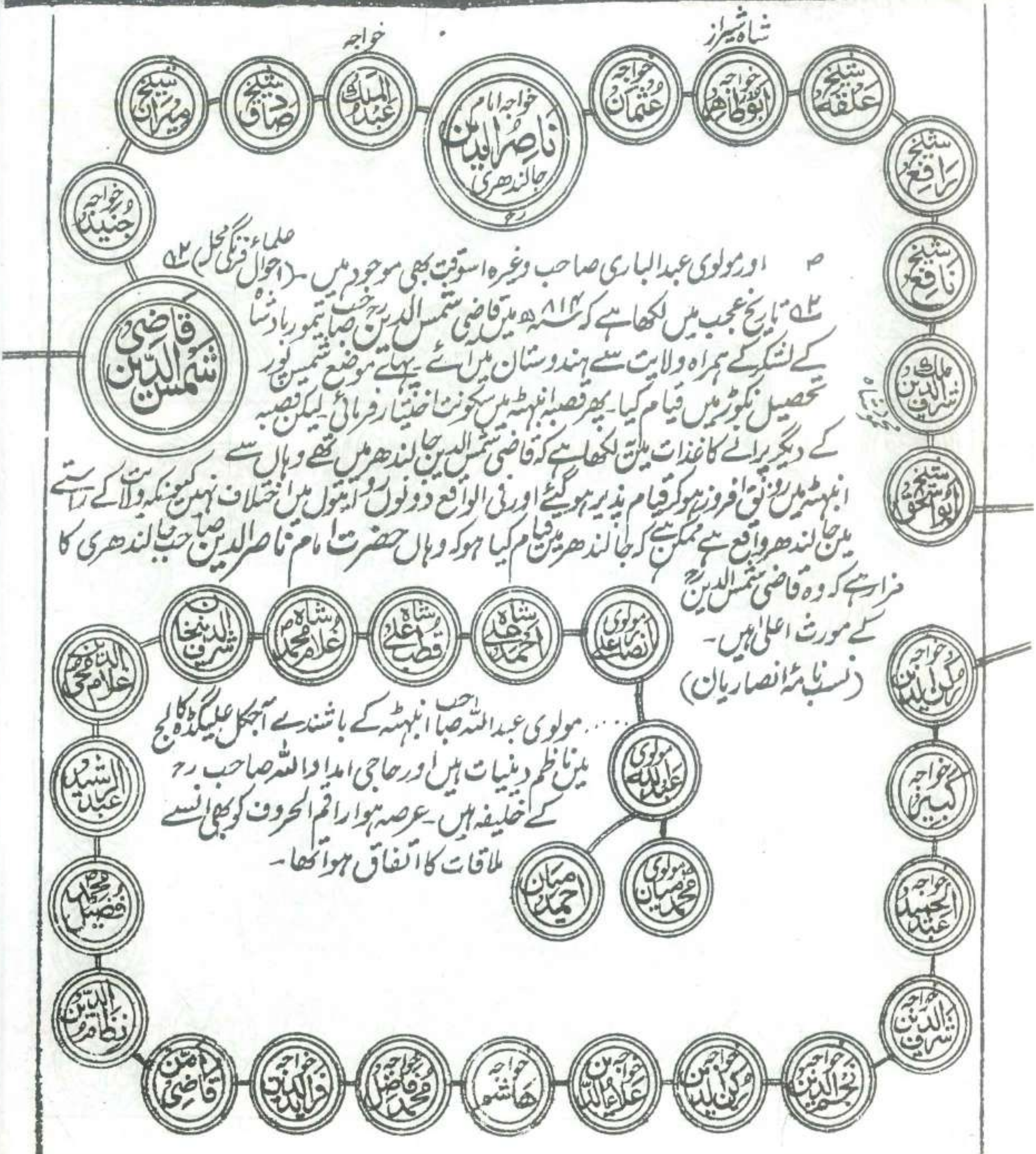
[illegible]

حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ آپکے بارہ میں امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ آپ ۳۹۶ سنہ ہجری میں مقام ہراۃ میں پیدا ہوئے۔ آپنے عربی زبان اچھی طرح تحصیل کی حدیث اور تاریخ و علم الانساب میں کمال پیدا کیا اور تفسیر و حسن سیرت اور تصوف کے امام تھے کبھی امرا اور رؤسا و بادشاہ کی صحبت میں نہیں جاتے اور نہ انکی پرواہ کرتے سال بھر میں ایک مرتبہ مجلس وعظ منعقد کرتے اور اُسمیں آپکے مریدین اور معتقدین جو کچھ خدمت کرتے وہ فوراً بازار میں تقسیم کر دیتے۔ کھانا کپڑا وغیرہ بازار سے لے لیتے نہایت خوش پوشاک اور باہیبت آدمی تھے۔ ایک مجلس میں اتنی احادیث بیان کرجاتے کہ سننے والے دنگ رہجاتے بار ہا فرماتے تھے ص



ص کہ مجھے ہزار ہا حدیثیں اسطرح یاد ہیں کہ جب چاہوں بیان کر دوں۔ آپکی تصانیف میں سے کتاب الاربعین اور کتاب الفروق اور کتاب منازل السائرین اور مناجات اور مناقب امام احمد حنبل مشہور کتابیں ہیں۔ آپنے ۴۸۱ھ میں اسّی سے زائد عمر پاکر انتقال فرمایا ہراۃ میں اسوقت تک آپکی درگاہ زیارتگاہ خلائق مشہور ہے۔

۵۰ ابتداءً ہندوستان میں انصاریان فرنگی محل لکھنؤ کے مورث اعلیٰ خواجہ جلال الدین رح ہندوستان میں تشریف لائے اور قریہ سرسل میں قیام کیا ایک مدت تک درس و تدریس میں بھی وہاں مشغول رہے اور خانقاہ اور مسجد بھی تعمیر کرائی قریب اُس مسجد کے دھرم سال حوض ہے اُسکے متصل دفن کیئے گئے۔ مدت کے بعد وہ قریہ برباد و تباہ ہوگیا سوائے آپکے مقبرہ کے اور مکانات منہدم ہوگئے آپکی اولاد میں بہت بڑے بڑے علماء و فضلا گذرے چنانچہ مولانا مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ اس خاندان میں باکمال گذرے ہیں

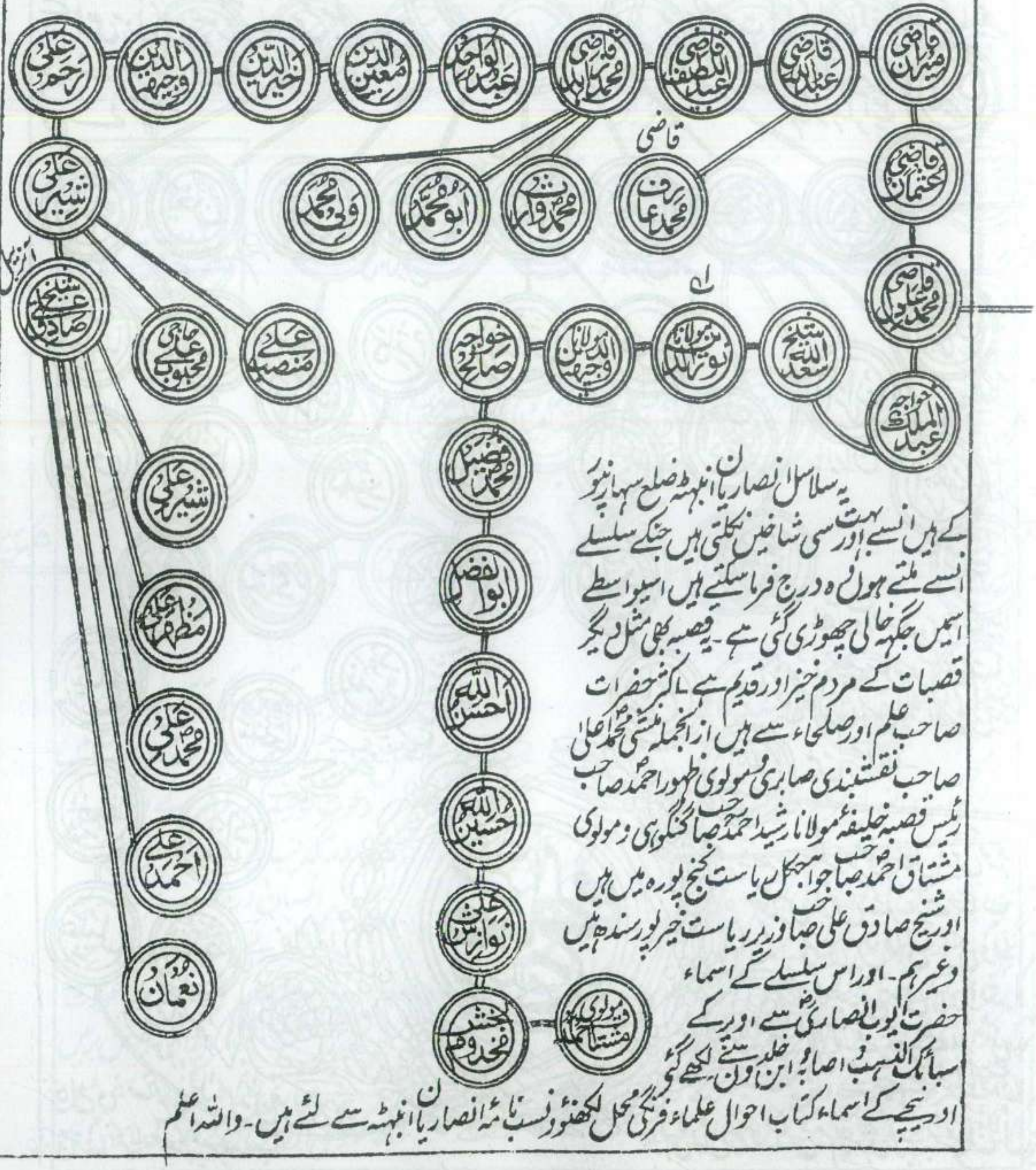


اور مولوی عبد الباری صاحب وغیرہ اسوقت بھی موجود ہیں۔ (احوال علماء فرنگی محل)

۵۲ تاریخ عجب میں لکھا ہے کہ ۸۱۴ھ میں قاضی شمس الدین رح صاحب تیمور بادشاہ کے لشکر کے ہمراہ ولایت سے ہندوستان میں آئے۔ یہاں موضع شمس پور تحصیل نکوڑ میں قیام کیا۔ پھر قصبہ انبہٹہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ لیکن قصبہ کے دیگر پرانے کاغذات میں لکھا ہے کہ قاضی شمس الدین جالندھر میں تھے وہاں سے انبہٹہ میں رونق افروز ہو کر قیام پذیر ہوگئے اور فی الواقع دونوں روایتوں میں اختلاف نہیں کیونکہ ولایت کے راستے میں جالندھر واقع ہے ممکن ہے کہ جالندھر میں قیام کیا ہو کہ وہاں حضرت امام ناصر الدین صاحب جالندھری کا مزار ہے کہ وہ قاضی شمس الدین رح کے مورث اعلیٰ ہیں۔ (نسب نامۂ انصاریان)

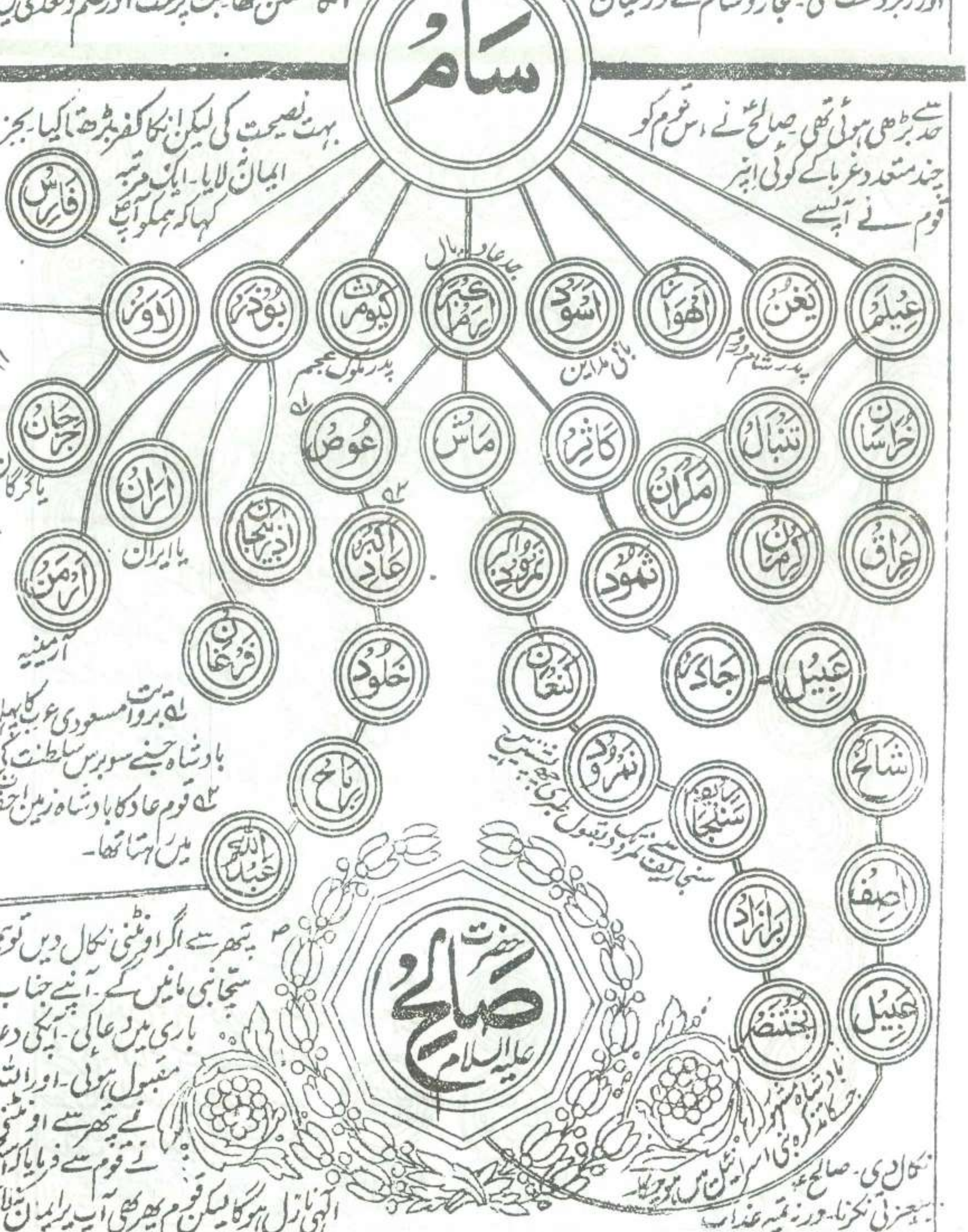
مولوی عبد اللہ صاحب انبہٹہ کے باشندے آجکل علیگڈھ کالج میں ناظم دینیات ہیں اور حاجی امداد اللہ صاحب رح کے خلیفہ ہیں۔ عرصہ ہوا راقم الحروف کو بھی انسے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا۔

لہ مولانا نورالدین اپنے وقت کے اجل فضلاء سے ہیں کلمۂ شیخ سے انکا سن ولادت نکلتا ہے اور امام سے عمر اور شیخ امام سن وفات یہی الفاظ انکے مزار پر انبہٹہ میں کندہ ہیں حضرت سلطان العارفین مولانا رکن الدین قطب عالم گنگوہی کے صاحبزادے تحصیل علوم کیلئے آپکے پاس آیا کرتے تھے۔ (نسب نامۂ انصاریان)



یہ سلاسل انصاریان انبہٹہ ضلع سہارنپور کے ہیں انسے بہت اور سی شاخیں نکلتی ہیں جنکے سلسلے انسے ملتے ہوں وہ درج فرما سکتے ہیں اسیواسطے اسمیں جگہہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ یہ قصبہ بھی مثل دیگر قصبات کے مردم خیز اور قدیم ہے۔ اکثر حضرات صاحب علم اور صلحاء سے ہیں از انجملہ منشی محمد علی صاحب نقشبندی صابری و مولوی ظہور احمد صاحب رئیس قصبہ خلیفۂ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی مشتاق احمد صاحب جو اہلکار ریاست نجیب پورہ میں ہیں اور شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیرپور سندھ ہیں وغیرہم۔ اور اس سلسلے کے اسماء حضرت ایوب انصاری رض سے اوپر کے سبائک الذہب و اصابہ و ابن خلدون سے لکھے گئے اور نیچے کے اسماء کتاب احوال علماء فرنگی محل لکھنؤ و نسب نامۂ انصاریان انبہٹہ سے لئے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت صالح علیہ السلام بعض مورخین نے آپکا سلسلۂ نسب اسطرح پر لکھا ہے۔ صالحؑ بن عبید بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ۔ اللہ تعالےٰ نے آپکو قوم ثمود کی طرف نبی کر کے بھیجا۔ یہ قوم ثمود بڑی قوی اور زبردست تھی۔ حجاز و شام کے درمیان انکا مسکن تھا۔ بت پرست اور ظلم و تعدی میں حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ صالحؑ نے اس قوم کو بہت نصیحت کی لیکن انکا کفر بڑھتا گیا۔ بجز چند متعدد غربا کے کوئی ایمان نہ لایا۔ ایک مرتبہ قوم نے آپ سے کہا کہ ہمکو آپ



۱ بروایت مسعودی عرب کا پہلا بادشاہ جسنے سو برس سلطنت کی
۲ قوم عاد کا بادشاہ زمین احقاف میں رہتا تھا۔

۳ پتھر سے اگر اونٹنی نکال دیں تو ہم سچا نبی مانیں گے۔ آپنے جناب باری میں دعا کی۔ آپکی دعا مقبول ہوئی۔ اور اللہ نے پتھر سے اونٹنی نکال دی۔ صالحؑ نے قوم سے فرمایا کہ اسکی بے عزتی نکرنا۔ ورنہ تمپر عذاب الٰہی نازل ہوگا لیکن قوم پھر بھی آپ پر ایمان نہ لائی

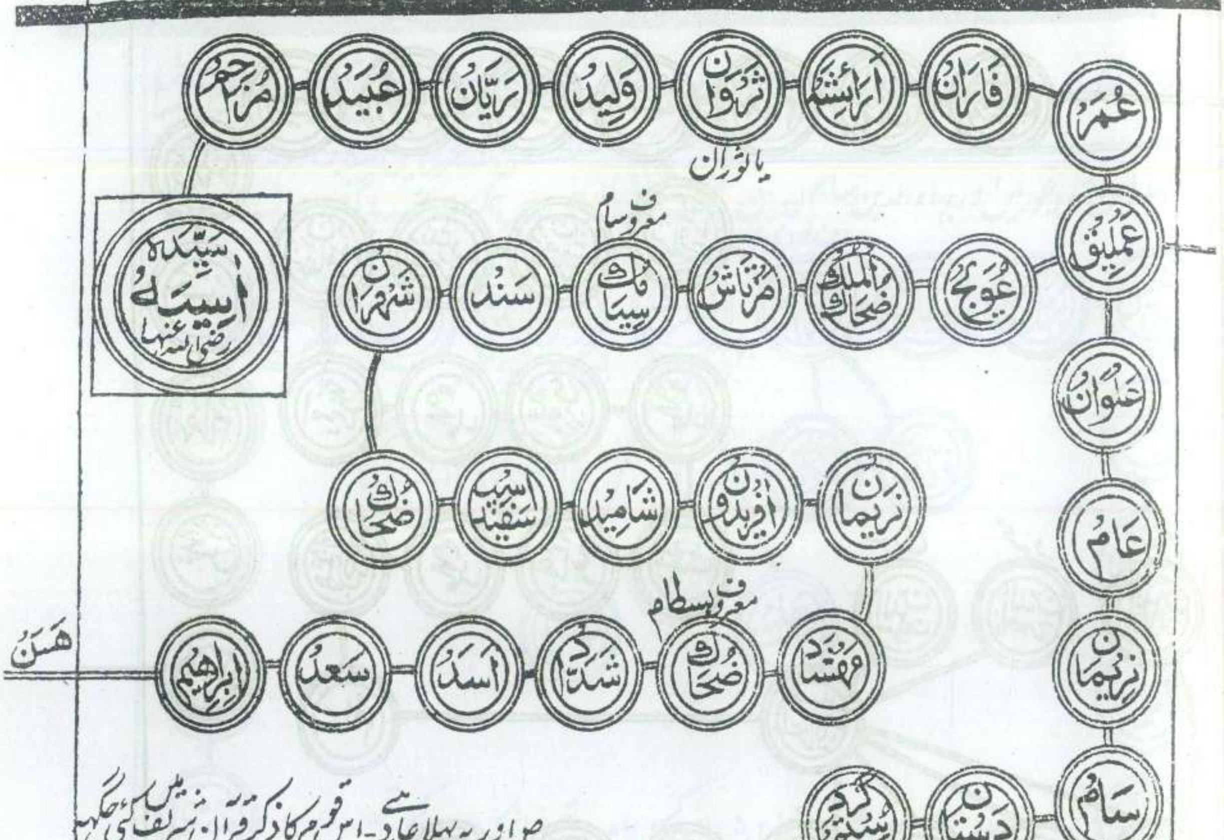
سنجاریب نمرود کی تعبیر

بادشاہ مشہور جسکا تذکرہ بنی اسرائیل میں موجود ہے

اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ مسیر قہر الٰہی کی ... وجہ سے ایک سخت آواز آئی کہ اسکے خوف سے سب کے دل

(ابن خلدون)

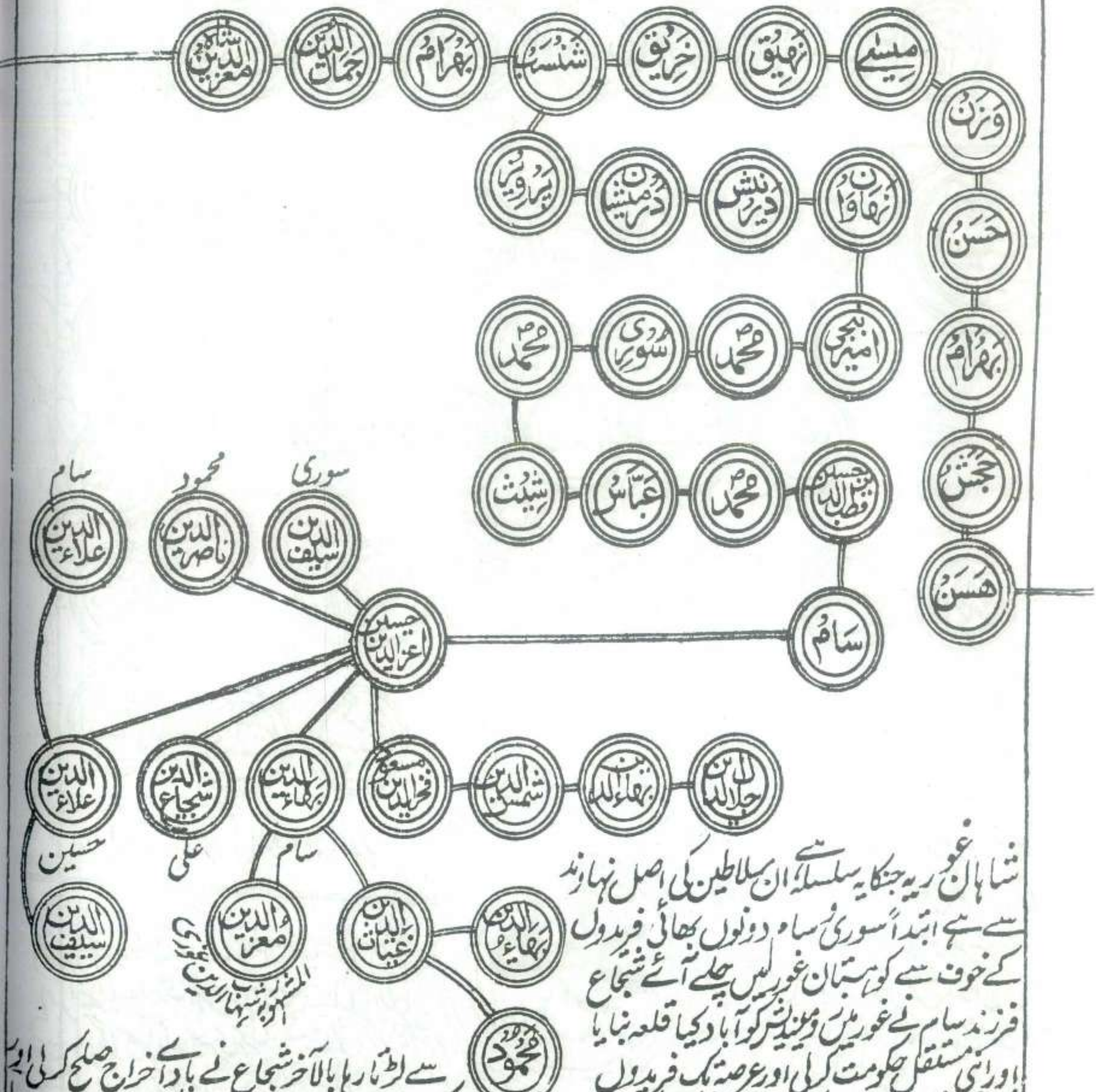
حضرت ہود علیہ السلام بعض نے آپکا سلسلۂ نسب اسطرح بھی لکھا ہے - ہودؑ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام
بن نوح ؑ - جب نوحؑ کی نسل لیں رفتہ رفتہ گمراہی پھیل گئی تو اللہ تعالے نے ہودؑ کو ارم بن سام کی اولاد کیطرف رسول کرکے بھیجا.
ارم بن سام کی اولاد قوم عاد اولے کے نام سے مشہور ہے - اور عاد اولیٰ انکو اسلئے کہا گیا ہے کہ اُنکے بادشاہ کا نام عاد تھا -





اور یہ پہلا عاد ہے - اس قوم کا ذکر قرآن شریف میں کئی جگہ
مفصل طور پر آیا ہے - زمانہ شداد بادشاہ میں
تمام قوم کو اپنے اللہ کی طرف بلایا اور
دعوت توحید کی - مگر قوم نے انکار کیا -
اور تکذیب کی - اس نافرمانی کی شامت
سے ان پر تین سال کی قحط سالی پڑی
انسان اور جانور مرنے لگے - پھر
ان پر ایک ابر ظاہر ہوا - انہوں
نے اس سے بارش کی امید
کی مگر اسمیں آگ بھری ہوئی
تھی - ایک بڑھیا عورت نے
کہا کہ اب تم ضرور
ایمان لاؤ - اس ابر میں
عذاب ہے - مگر قوم بدنصیب نے اس
بیچاری بڑھیا کی بات نہ سنی - بس
ایک ایسی ہوا چلی کہ وہ ایک ایک کو آسمان کیطرف
اٹھا کر لیگئی اور الٹا کرکے پھینک دیا - اور انکی
ع۱۵

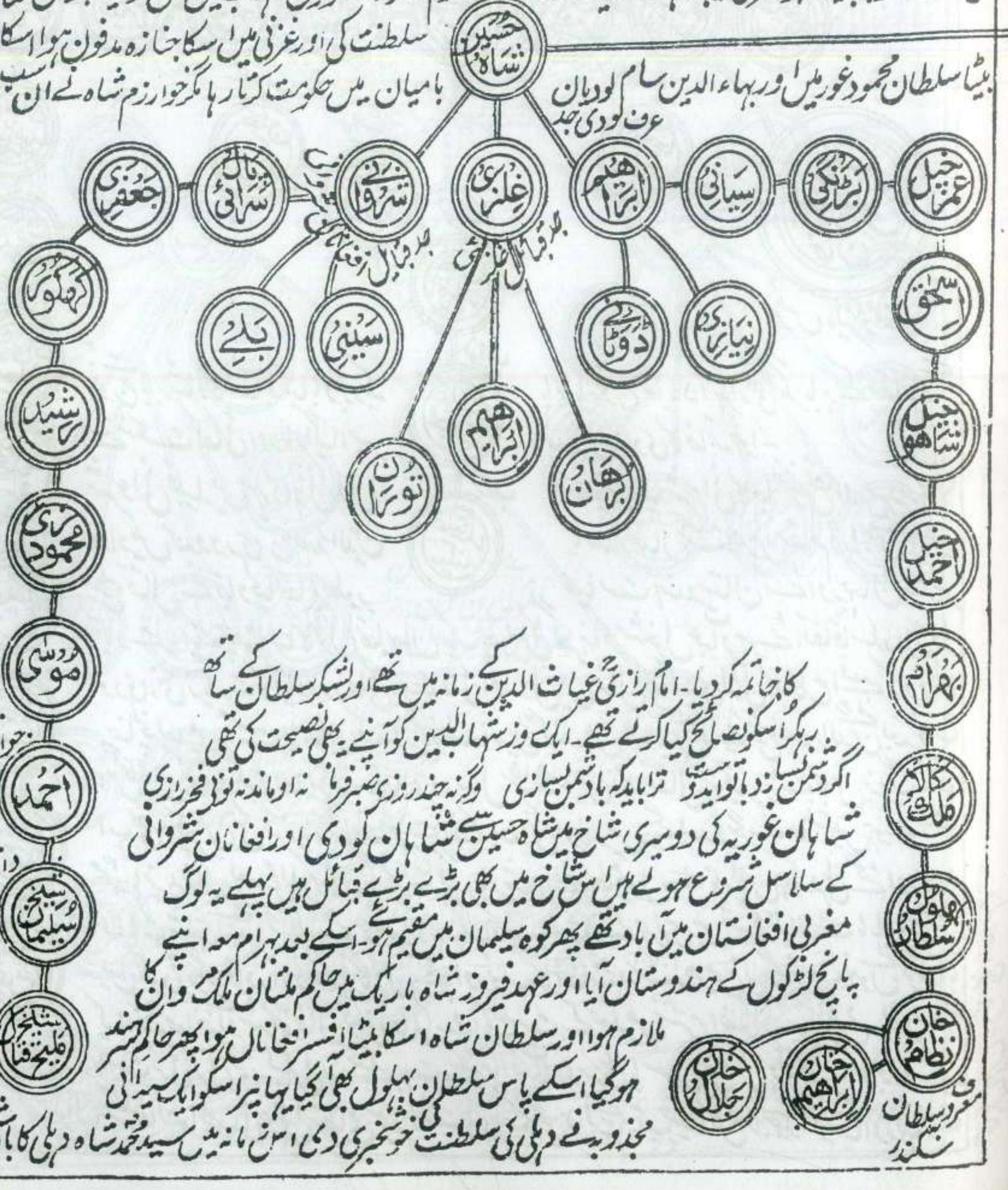
گردنیں توڑ دیں۔ جسم بلا سر رہ گئے۔ میدان میں ایسے پڑے تھے جیسے بڑے کھجوروں کے تنے اور بلّے۔ زمین کے غاروں میں گھس گئے۔ ہوا نے انکو وہاں سے بھی اکھاڑ کر پھینکدیا۔ آٹھ دن اور سات رات متواتر عذاب کی سخت ہوا چلتی رہی۔ اور ابر سے آگ برسی اس سے اور بھی ہلاک ہو گئے ہودؑ اور انکے ساتھ جو لوگ ایمان لائے تھے انکو اللہ تعالےٰ نے اس عذاب سے نجات دی۔ اور ہودؑ مع اتباع مکہ معظمہ میں آکر مقیم ہوے۔ بعد میں آپکا انتقال ہو گیا۔ (مروج الذہب)



شاہان غوریہ جنکا یہ سلسلہ ہے ان سلاطین کی اصل نہاوند سے ہے ابتداً سوری و سام دونوں بھائی فریدون کے خوف سے کوہستان غور میں چلے آئے شجاع فرزند سام نے غور میں ومندیش کو آباد کیا قلعہ بنایا اور اپنی مستقل حکومت کرلی اور عرصہ تک فریدون سے لڑتا رہا بالآخر شجاع نے باداے خراج صلح کرلی اور شنسب کی نسبت لکھا ہے کہ وہ جسوقت غور کا حاکم ہوا تو کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا اور حضرت علیؓ نے بھی اسکو منشور حکومت غور عطا فرمایا جب سے ان سلاطین میں اسلام ہے انمیں امیر بنجی خلیفہ ہارون رشید کا معاصر

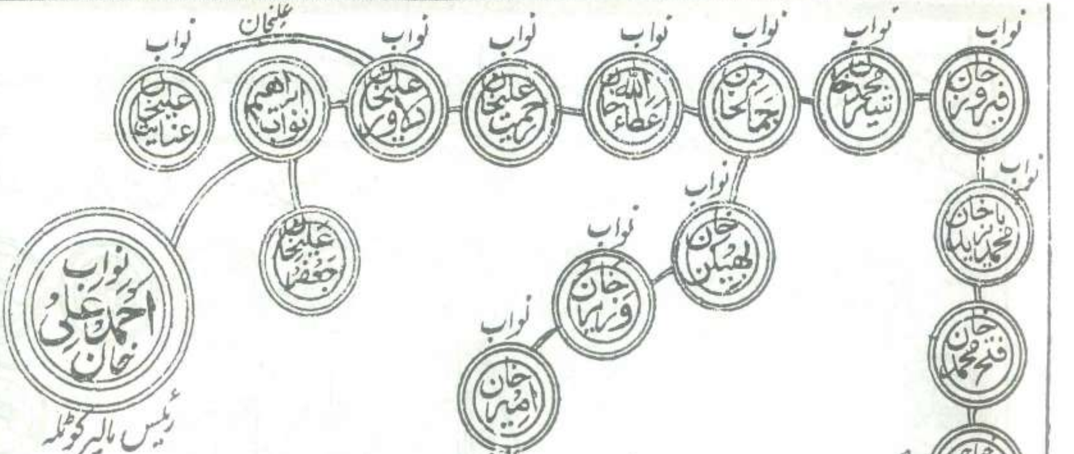
تھا اسکے بعد سوری نے سلطان محمود غزنوی کا دس ہزار لشکر سے مقابلہ کیا اور شکست کھائی مگر محمود نے حکومت اسی خاندان کو دیدی۔
لیکن باہم سلاطین غزنی و غوری میں جنگ ہوتی رہی۔ بہرام شاہ غزنی کے زمانہ میں سیف الدین غوری نے غزنی پر حملہ کیا اور مسلط ہوگیا۔ آخر میں غیاث الدین محمد غور و غزنی کا بادشاہ ہوا۔ اسنے ہندوستان پر زبردست تیرہ ۱۳ حملے کئے اور ہند کی بادشاہت

کی سنہ ۶۰۲ھ کو جب یہ لاہور سے غزنی کو جا رہا تھا دریا سندھ کے کنارے قوم گھگرو کے لوگوں نے شہاب الدین کو قتل کر دیا۔ بتیس ۳۲ سال
سلطنت کی اور غزنی میں اسکا جنازہ مدفون ہوا اسکا
بیٹا سلطان محمود غور میں اور بہاء الدین سام لودیان بامیان میں حکومت کرتا رہا مگر خوارزم شاہ نے ان سب



کا خاتمہ کر دیا۔ امام رازی غیاث الدین کے زمانہ میں تھے اور لشکر سلطان کے ساتھ
رہکر اسکو نصائح کیا کرتے تھے۔ ایک روز شہاب الدین کو آپنے یہ بھی نصیحت کی تھی
اگر دشمن نسازد با تو اید دوست　ترا باید کہ با دشمن بسازی　وگرنہ چند روزی صبر فرما　نہ او ماند نہ تو نے فخر رازی
شاہان غوریہ کی دوسری شاخ میں شاہ حسین سے شاہان لودی اور افغانان شروانی
کے سلاسل شروع ہوئے ہیں اس شاخ میں بھی بڑے بڑے قبائل ہیں پہلے یہ لوگ
مغربی افغانستان میں آباد تھے پھر کوہ سلیمان میں مقیم ہوئے۔ اسکے بعد بہرام معہ اپنے
پانچ لڑکوں کے ہندوستان آیا اور عہد فیروز شاہ باربک میں حاکم ملتان ملک مردان کا
ملازم ہوا اور سلطان شاہ اسکا بیٹا افسر افغاناں ہوا پھر حاکم سرہند
ہوگیا اسکے پاس سلطان بہلول بھی آگیا تھا نیز اسکو ایک سید دانی
مجذوب نے دہلی کی سلطنت کی خوشخبری دی اس زمانہ میں سید محمد شاہ دہلی کا بادشاہ

تھا اس سے مقابلہ کیا اور ۸۵۵ھ میں تخت دہلی پر جلوس کیا ۳۸ برس اکثر ممالک ہندوستان کی اسنے سلطنت کی ۸۹۴ھ میں یہ
فوت ہوا۔ اسکا بیٹا سلطان سکندر نظام خاں تخت نشین ہوا ۹۱۱ھ میں شہر آگرہ کی بنا ڈالی ۲۹ سال پانچ ماہ حکومت کی
۹۲۳ھ کو انتقال ہوا خاندان لودی کا آخری بادشاہ اسکا بیٹا سکندر سلطان ابراہیم خاں تھا جسنے ۹۳۲ھ میں ایک لاکھ ص

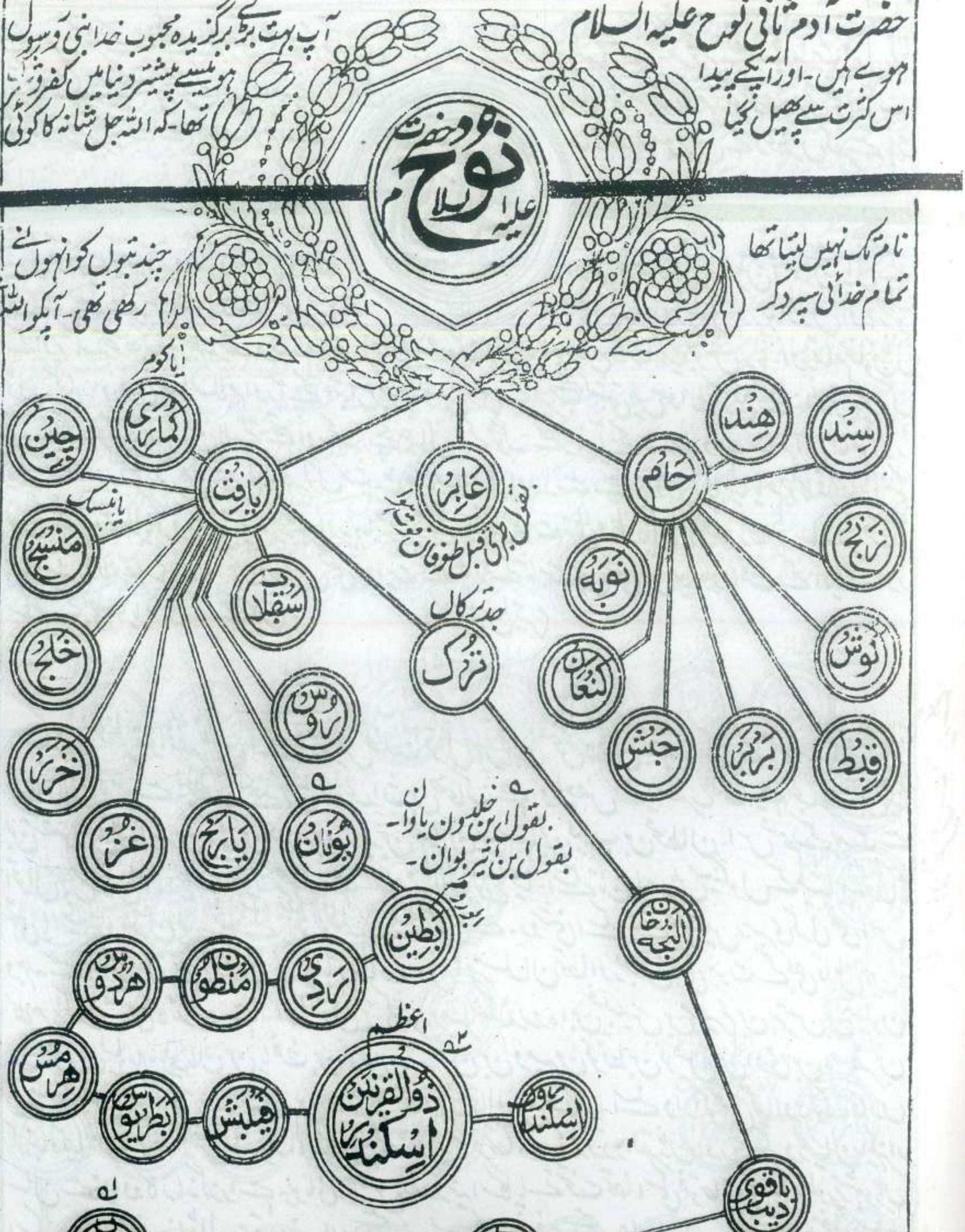






فوج سے بابر شاہ کا مقابلہ کیا باوجودیکہ بابر کی فوج ۱۲ یا ۱۵ ہزار تھی مگر بابر کے مقابلے سے
اسنے شکست کھائی اور مارا گیا اسپر خاندان لودی کا خاتمہ ہوا۔
شروانی قبیلہ میں سربی بال اول اپنے باپ شروانی کا جانشین تھا اور سرداری اسکی
اولاد میں محدود رہی شیخ صدرالدین یا صدر جہاں ۸۷۶ھ میں مقام ڈرابھن سے (جو
ملیح قتال نے آباد کیا تھا) بطور سیاست ہندوستان آئے اور جہاں اب مالیر
آباد ہے یہ ایک چھوٹا سا گانوں تھا یہاں ایک پھونس کا گھر بناکر مشغول عبادت رہے اتفاقاً سلطان بہلول
لودی انکی زیارت کو آیا اور دعا کی استدعا کی اور دل میں خیال کیا کہ اپنی لڑکی کا نکاح انسے کردونگا
چنانچہ بعد میں اسنے ایسا ہی کیا اور شیخ صدرالدینؒ کو نذر میں ۶۸ دیہات دیئے شیخ صدرالدین نے بعد نکاح
اس گانوں کو آباد کیا اور مالیر نام رکھا بعمر ا، سال ۹۱۵ھ میں انکا انتقال ہوگیا یہ بڑے کامل بزرگ تھے
اب بھی مالیر میں انکی قبر زیارتگاہ عام ہے انکے بعد انکی اولاد میں یکے بعد دیگرے جانشین ہوتے رہے
محمد بایزید خاں بعہد محی الدین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ اپنے بھائیوں سے ناراض ہوکر دہلی گئے اور مورد
عنایات شاہی ہوئے۔ شکار کے موقعہ پر اورنگزیب بادشاہ کے ہمراہی میں شیر کو تلوار سے مارا۔ اس صلہ
میں انکو دو پرگنہ قادر آباد اور نوگانوں ملے اور نواب کا خطاب ملا ۱۰۶۹ھ میں مالیر کے قریب انہوں نے کوٹلہ آباد
کیا انکے صاحبزادے شیر محمد خاں کو بھی عالمگیر نے ایک خدمت کے صلہ میں ستر مواضعات جاگیر میں دیئے اسطرح
یہ ریاست ترقی کرتی گئی۔ لیکن اب اسکے بہت سے مواضعات دوسری ریاستوں میں شامل ہوگئے ہیں۔ موجودہ رئیس
نواب احمد علیخانصاحب کی خوش انتظامی سے ریاست کی بہت اچھی حالت ہے۔ آپ چیف کالج لاہور کے تعلیمیافتہ اور نہایت

حضرت آدم ثانی نوح علیہ السلام آپ بہت بڑے برگزیدہ محبوب خدا نبی و رسول ہوئے ہیں - اور آپکے پیدا ہونیسے پیشتر دنیا میں کفر و شرک اس کثرت سے پھیل گیا تھا - کہ اللہ جل شانہ کا کوئی نام تک نہیں لیتا تھا تمام خدائی سپرد کر چند بتوں کو انہوں نے رکھی تھی - آپکو اللہ تعالے



[٥] النجہ خاں کے دو بیٹے ہوئے تاتار خان جو شاہان تاتاریہ کا مورث اعلیٰ اور پہلا بادشاہ ہے - دوسرا مغل خاں جسکا سلسلہ صفحہ ۱۳۳ پر درج ہے -

بلبگا ... ل سے مغل خا ... یہ خط

نے اس کفر کے مٹانیکے لئے بھیجا۔ آپنے قوم کو نرمی اور سختی ظاہر و پوشیدہ ہر طرح سمجھایا۔ مگر قوم بدنصیب کا ہدایت قبول کرنا تو کجا۔ آپکو عیوب سے متہم کرنے اور ایذا دینے میں کوئی کمی نہ کی۔ مگر جسقدر قوم آپکو تکلیف دیتی تھی۔ آپ اسیقدر صبر کرتے تھے اور جب قوم آپکے ساڑھے نوسو برس کے وعظ میں کفر سے باز

لامک

عمر ۷۸۰، یا ۷۸۲ سال

نہ آئی تو آپنے قوم پر بددعا کی۔ اس کے باعث پانی کا طوفان آیا۔ زمین و آسمان سے پانی کے فوارے چلنے لگے جس سے روئے زمین پر پانی پھیل گیا۔ اور ٹیلوں اور پہاڑوں اور درختوں کے اوپر تک چڑھ گیا ہر جگہہ پندرہ پندرہ ہاتھ پانی اوپر چڑھ گیا۔ اور چھ ماہ دس رات تک یہ جوش رہا۔ اور تمام مخلوق پانی میں ڈوب گئی۔ اور نوح علیہ السلام اور آپکے اتباع جو چالیس آدمی کے قریب تھے کشتی میں سوار ہوکر بچ گئے۔ انمیں کچھ لوگ تو وہ تھے۔ جو آپ پر ایمان لائے تھے اور کچھ آپکے عیال کے لوگ تھے یعنی آپکے صاحبزادے سام اور حام اور یافث تھے اور انکی عورتیں تھیں اور کچھ لوگ شیث علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور نوحؑ کا بیٹا یام جو کافر تھا۔ اُسکو نوحؑ نے بہت بلایا مگر وہ کشتی پر نہ چڑھا۔ اور پہاڑ پر چڑھ گیا بالآخر نجات نہ ملی و طوفان میں ہلاک ہوا اور حام۔ سام و یافث سے سلسلۂ اولاد جاری ہوا۔ انکی اولاد میں کسی روایت سے ۹ لڑکے ثابت ہیں کسی میں ۶۔ اور یافث کے ۱۱ یا ۸۔ اور سام کے بھی ۹ یا ۶ لڑکے لکھتے ہیں۔ (کامل ابن اثیر)

٥ اسکندر اعظم ذوالقرنین انکے بارہ میں مختلف اقوال ہیں ابن اسحٰق کا قول ہے کہ سکندر کا نام مرزبان بن مردبہ تھا اولاد یافث سے۔ بعض لکھتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن ضحاک ہے، اور بعض نے اسطرح لکھا ہے عبداللہ بن قینان بن منصور بن عبداللہ بن آزر بن عون بن زید بن کہلان بن سبا بن یعرب بن قحطان۔ اس قسم کے بہت سے اقوال ہیں لیکن اولاد یافث ہونا صحیح تر ہے۔ تمام ممالک کو فتح کیا۔ اسکے تاج یا سر میں سینگوں کے مشابہ کوئی چیز تھی یا اسنے دو قرن پورے کئے یا نور و ظلمت اسکے تابع تھے۔ روشنی اسکے آگے چلتی میں رہبری کرتی تھی اس وجہہ سے اسکو ذوالقرنین کہتے ہیں۔ یہ بادشاہ عادل اور مسلمان تھا اور بعض اسکی نبوت کے بھی قایل ہیں اور کلام پاک میں اسی کا تذکرہ ہے۔ اور بقول ابن کثیر دوسرا سکندر وہ ابن فیلبیس بن مصریم بن ہرمس بن میلون بن ومی بن لیلی بن یونان بن یافث بن نونہ بن شرخون بن ادمیہ بن نونط بن نوفیل بن اومی بن اصفر بن عیذ بن عیص بن اسحٰق علیہ السلام بن ابراہیمؑ تھا۔ ہکذا قال ابن عساکر۔ اسنے دارا کو قتل کیا اور ملوک فارس کو تباہ کیا۔ ارسطاطالیس فیلسوف اسکا وزیر تھا اور یہ کافر تھا۔ اسکندر ذوالقرنین اور اسکے درمیان ایکہزار سال سے زیادہ کا زمانہ گذرا ہے۔ یونانی الاصل مقدونیہ اسکا پائے تخت تھا اسکی فتوحات بھی عام طور پر مشہور ہیں اسکندریہ کی اسنے بنا ڈالی۔ مقدونیہ بلاد روم سے پندرہ روز کی مسافت پر ہے۔ علامہ ابوالسعود لکھتے ہیں کہ میں مغازی سلطانی

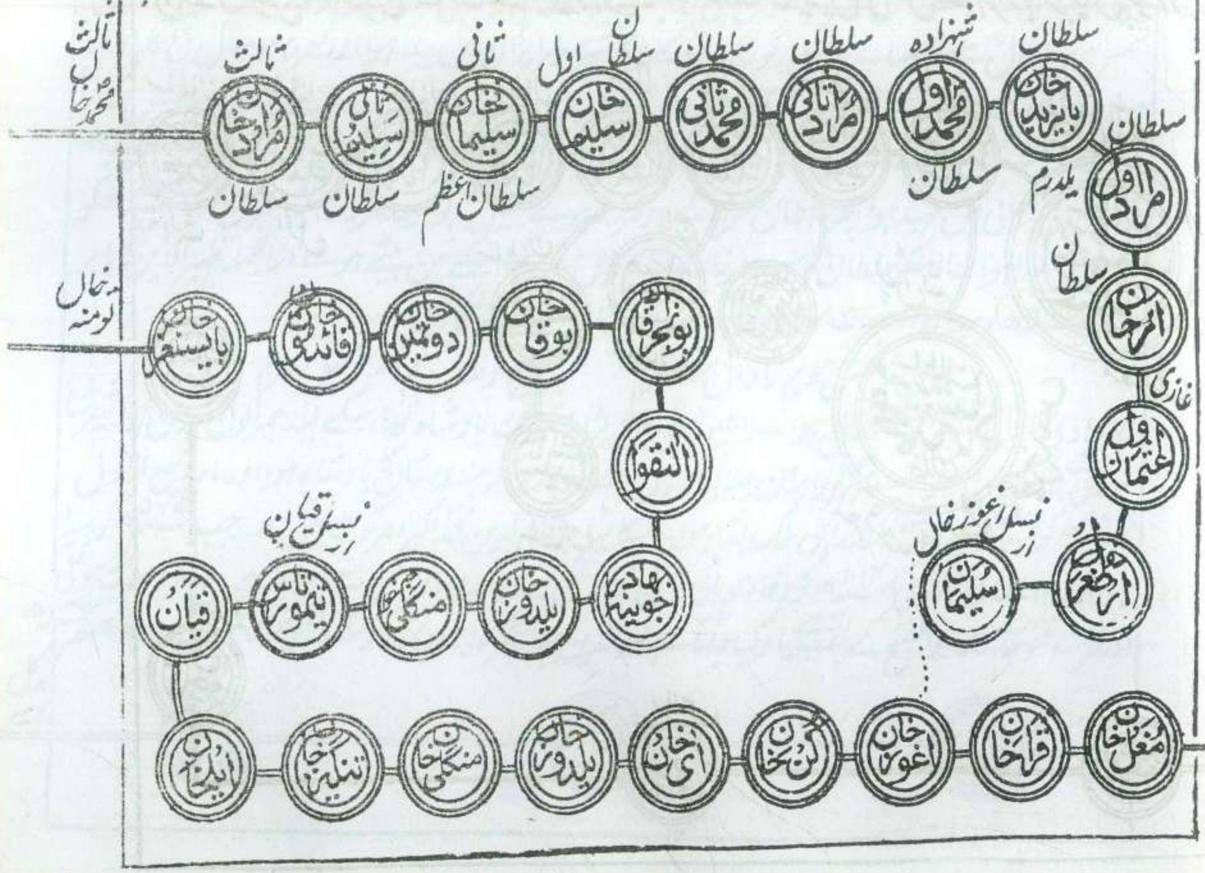
میں اسموقعہ پر گذرا اسکندر کی شان و شوکت کے آثار قابل عبرت میری نظر سے گزری مگر اب وہاں کچھ آبادی نہیں ہے۔ کھنڈر

پڑے ہیں (علامہ ابی السعود نے یہ اپنے زمانہ کا حال لکھا ہے) (تفسیر ابی السعود)

سلاطین عثمانیہ کے سلسلہ میں سلیمان سے اوپر کے حالات تاریکی میں ہیں لیکن اکثر کتب تاریخ سے یہ ضرور ثابت ہے کہ وہ ترکوں کے خاندان اغوز سے تھا جسکی اولاد میں قینان ہے۔ پہلے انکی آبادی ایک دره کوه ارکنہ قون میں تھی جو نہایت وسیع ممالک خراسان میں تھا۔ ور



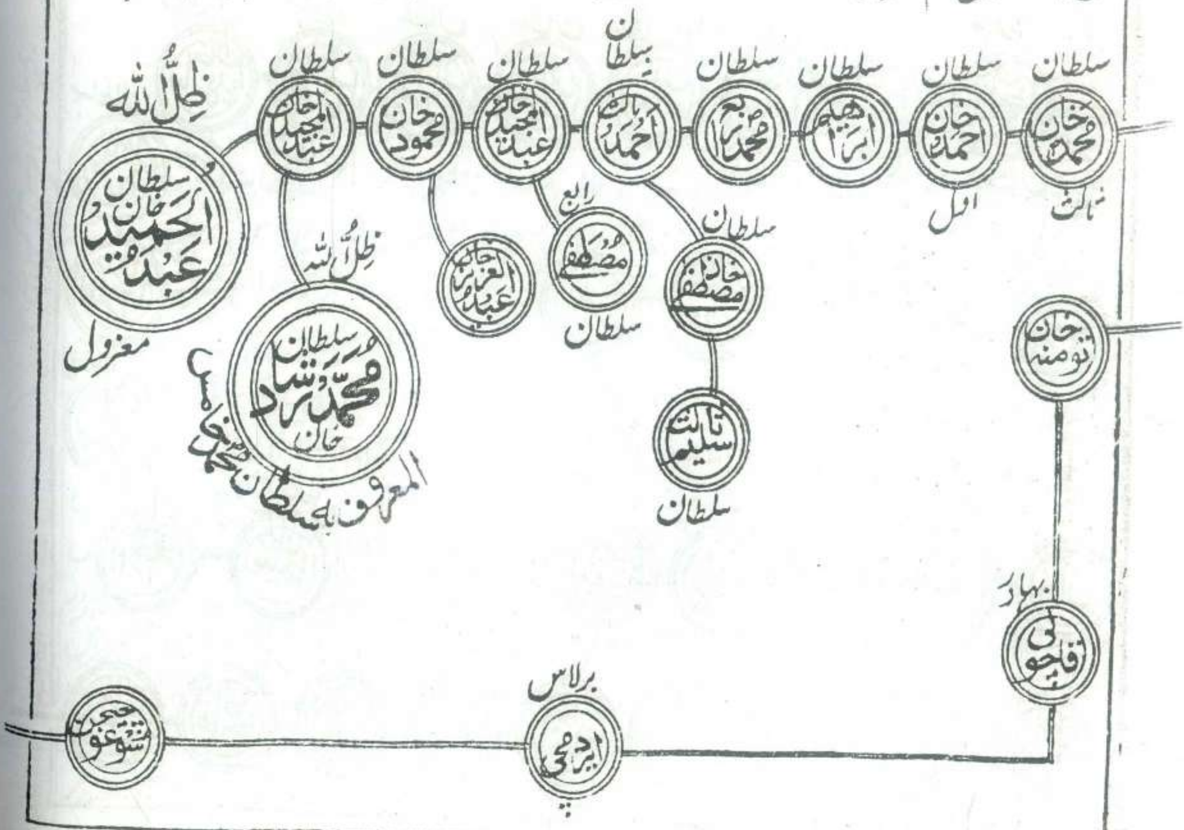
ہر طرف سے اسکی مسافت تین ماہ میں طے ہوتی تھی اور قدرت نے انکی سب ضروریات کا سامان وہاں مہیا کر دیا تھا۔ یہانسے خروج کے بعد ہر چہار طرف ترکوں نے ملک گیری شروع کردی۔ سلیمان بھی چند سواروں کو ہمراہ لیکر ۶۲۱ھ میں آرمینیہ آیا اُسوقت اتفاقاً میدان آرمینیہ میں علاء الدین سلجوقی اور چنگیز خاں کے جنگ ہورہی تھی یہ علاء الدین کیطرف ہوکر لڑا اور اسکا سپہ سالار ہوگیا اسکے بعد سلیمان نے ۶۲۸ھ میں عرب پر چڑھائی کی لیکن دریا میں غرق ہوگیا۔ اسکے بعد ارطغرل اور عثمان امیر لشکر رہے عثمان نے بہادرانہ کارروائی کے صلہ میں غازی کا لقب پایا اور علاء الدین کی بیٹی سے اسکی شادی ہوئی اور ۶۹۸ھ میں علاء الدین کے انتقال کے بعد رعایا نے اسکو تخت کا مالک بنایا اسنے تاتاریوں کو شکست دی ستر سال کی عمر میں ۲۷ سال حکومت کرکے انتقال کیا۔ مرتے وقت سوائے تلوار کے اسکے پاس کوئی سامان نہ تھا ۷۲۶ھ میں اورخان تخت نشین ہوا اور اسنے دار الخلافہ بروصہ قائم کیا اور سلطان مراد خان ثانی نے ۸۲۴ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ



حضرت ادریس علیہ السلام دنیا میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں جہاد کیا۔ حکمائے
کے نزدیک حکیم ہرمس آپ ہی تھے ۳۵۰ سال کی عمر میں آپ زندہ آسمان پر اٹھائے
گئے۔ چھٹے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ مشغول عبادت ہیں اور بروایات دیگر ۳۶۵
سال کی عمر میں آپ کا رفع ہوا۔ تیس ۳۰ صحیفے آپ پر نازل ہوئے (الہند) جلد دوم

حضرت
ادریس
علیہ السلام

۳ کیا اور قیصر روم نے ناچار مغلوب ہو کر جزیہ پر صلح کر لی
اسکے بعد اسکے جانشینوں نے کئی حملوں میں قسطنطنیہ
کو فتح کر لیا اور سلطان سلیمان اعظم کے زمانہ
میں سلطنت کو بڑی وسعت ہو گئی سلیمان نے بذات خود تیرہ ۱۳ جہاد کئے۔ ۴۸ سال
سلطنت کی۔ ۷۴ سال کی عمر میں سنہ ۹۷۴ھ کو فوت ہوا۔ آخران سلاطین میں حضرت ظل سبحانی سلطان محمد عبدالحمید خان دام
بقائہ کے مدبرانہ کارنامے ایسے ہیں جو ہمیشہ صفحہ تاریخ پر نمایاں رہینگے مراد و سلیمان اور بہترین سلاطین عثمانیہ کے جسقدر
اوصاف تھے وہ سب انکی ذات میں پائے گئے۔ دینی و دنیوی اعتبار سے ہمیشہ انکی ستائش ہوتی رہی نہایت عقل و فراست سے ۳۴
سال سلطنت کا کام انجام دیا اور ۶۸ سال کی عمر میں سنہ ۱۳۲۷ھ ۶۔ ربیع الثانی کو نوجوانان ترک کی یورش سے معزول کئے گئے
ان خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین کے تخت سے علیحدہ ہونیکے بعد سلطنت عثمانیہ میں اسی سال سے ہزارہا خرابیاں پیدا ہو گئیں س



شیرازہ سلطنت منتشر ہوکر قومی اخوت و جام حریت کیے ہاتھوں میں پڑ گیا۔ گو انکے قائم مقام ظل رحمانی خاقان البحرین خادم الحرمین سلطان محمد رشاد خاں خامس تخت نشین ہیں اور انکی مدبرانہ اور اولوالعزمی کے خیالات کی وجہہ سے سلطنت عثمانیہ کی ترقی اعلی پیمانہ پر ہو جاتی لیکن پارلیمنٹ کے قیام سے انکی رائے ایسی صورت میں ہے جیسے کہ جمہوری سلطنتوں میں ہونی کا قاعدہ ہے۔ (تاریخ روم)

خاندان مغلیہ

فرزندان قیان جبتک کہ وہ ارکنہ قون میں رہے۔ تقریباً دو ہزار سال کے حالات معدوم ہیں صرف یہاں سے خروج کے بعد پتہ چلتا ہے کہ آخر زمانہ نوشیرواں میں جب یہ جگہہ کثرت تناسل سے اینر تنگ ہوگئی تو تاتاریوں و دیگر ملوک سے اپنے ملک واپس لینے کی غرض سے نکلے۔ اسوقت تک شکار انکی خوراک اور جانوروں کی کھال انکا لباس تھا۔ اسی نسل سے تیمور تاش سردار و فرمانروا تھا۔ اسکی اولاد میں یکے بعد دیگرے سرداری منتقل ہوتی رہی اور یلدوز نے بناء دولت مغلیہ کو مستحکم کیا۔ اسکے بیٹے جونبہ بہادر کی لڑکی النقوا کی نسبت لکھتے ہیں کہ بوزنجر قاآن اُسکے بے باپ القاء نور سے پیدا ہوا اور فاضل ابوالفضل نے بھی اکبرنامہ میں نہایت قابلیت سے اس معمہ کو حل کیا ہے۔ اور یہ چنگیز خاں کا بھی جد نہم ہے۔ اور ابو مسلم مروزی کا معاصر تھا اسکی اولاد سے تومنہ خاں نے اکثر ممالک ترکستان و مغلستان کو فتح کر لیا۔ قاچولی بہادر آیندہ چلکر سپہ سالار رہا اور دوسری اولاد میں تخت نشینی رہی یہانتک کہ ایجل نویان بحیثیت سپہ سالاری ہلاکو خاں کے ساتھ ایران آیا اور یہاں انکی زمام عقد و حل اسکے ہاتھ میں رہی اور مشرف باسلام ہوا اسکی اولاد میں امیر طراغائی حضرت شیخ شمس الدین کلال رح سے فیضیاب ہوا۔ تیمور گورگاں اسکا بیٹا شہر سبز ایران میں پیدا ہوا اور بعمر ۳۵ سال بلخ کا بادشاہ ہوا اور بہت سے ممالک خراسان ترکستان وغیرہ کو فتح کیا یہ بڑا اولوالعزم بادشاہ تھا جسنے تمام دنیا کے فتح کا ارادہ کیا تھا اور ۸۰۱ھ کو ہندوستان فتح کیا۔ اسکا بیٹا جلال الدین میران شاہ ۷۶۹ھ میں پیدا ہوا تھا ۸۱۰ھ میں قرا یوسف ترکمان کی لڑائی میں شہید ہوا پھر سلطان محمد مرزا کے دو فرزند ہوے جنمیں سے ابو سعید مرزا کا بیٹا عمر شیخ مرزا ۸۶۰ھ کو سمرقند میں پیدا ہوا تھا اسکو سلطان ابوسعید مرزا نے حاکم کابل مقرر کیا اسکے تین بیٹے ہوئے از انجملہ ظہیر الدین محمد بابر ۶۔ محرم ۸۸۸ھ کو پیدا ہوا۔ حضرت مولانا جامی رح نے یہ اسکی تاریخ ولادت لکھی تھی

چوں در ششم محرم زاد آں شہ مکرم ۔ تاریخ مولدش ہم آمد ششم محرم

۵ جمادی الاول ۹۳۷ھ کو انتقال ہوا۔ سلاطین دہلی میں یہ بڑا باشوکت بادشاہ تھا اسکے بعد ہمایوں جانشین ہوا شیر شاہ سوری سے جنگ میں اسکو شکست ہوئی یہ ایران چلا گیا وہاں سے دوبارہ آکر ہندوستان کا بادشاہ ہوا اور ماہ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو کتب خانہ کی چھت سے گر کر راہی ملک بقا ہوا۔ اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر امر کوٹ میں ۵۔ رجب ۹۴۹ھ کو پیدا ہوا اور ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ کو وفات پائی۔ اسکی تدابیر ملکی اور عام رعایا نوازی سے سلطنت دہلی کو وسعت ہوئی اور کثرت فتوحات سے ابوالفتح کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ نورالدین جہانگیر ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ کو تخت نشین ہوا ۲۸۔ صفر ۱۰۳۷ھ

امیر برکل
امیر

امیر
ایلنگر خان

ایجل نویان

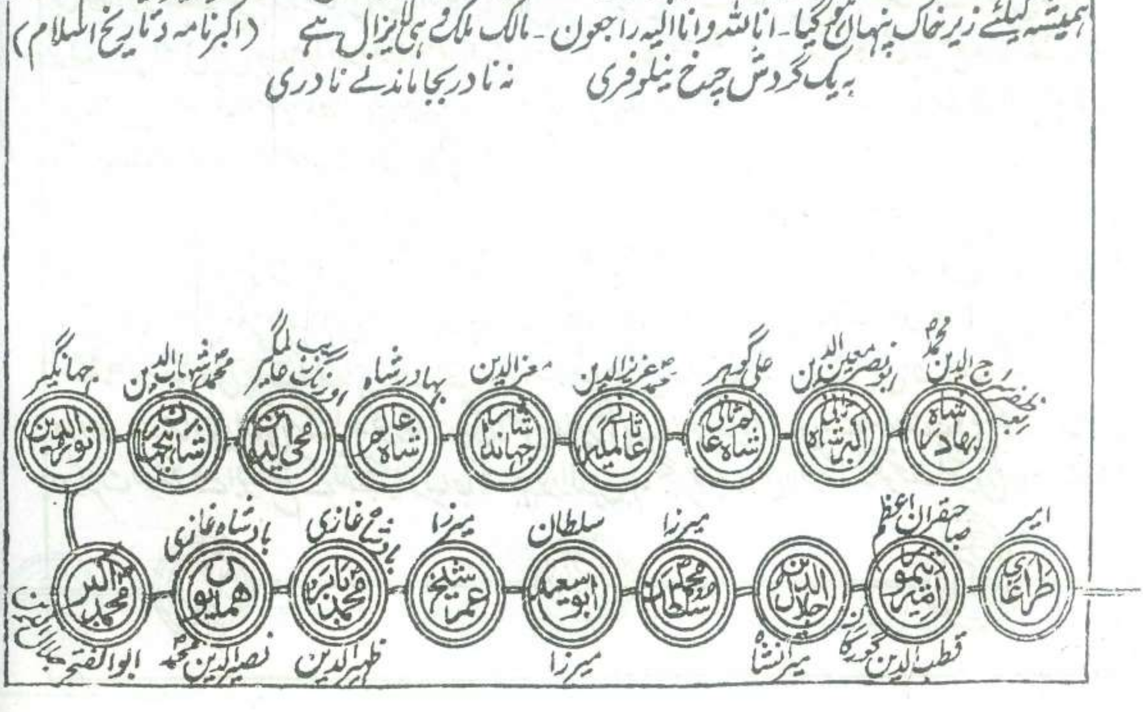
قراچار نویان

کو انتقال کیا اور نور جہاں کے باغ واقع لاہور میں جو دریاء راوی کے اس پار ہے مدفون ہوا اسکا مقبرہ بھی ہندوستان کی یادگار عمارتوں میں شمار ہوتا ہے۔ محمد شہاب الدین شاہجہاں سنہ ۱۰۳۷ھ کو تخت نشین ہوا عجیب عجیب عمارتیں اس کے زمانے میں تیار ہوئیں چنانچہ روضہ ممتاز محل آگرہ میں اور جامع مسجد



دہلی میں یادگار ہیں۔ ۲۶۔ رجب سنہ ۱۰۶۷ھ کو انتقال کیا اور روضہ ممتاز محل میں دفن ہوا۔ اور محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کی سنہ ۱۰۲۸ھ میں پیدائش ہوئی۔ غرہ جمادی الآخر سنہ ۱۰۶۸ھ میں تخت نشین ہوئے یہ نہایت دیندار پاکیزہ خیال پابند اوقات حامی اسلام بادشاہ ہوا۔ اگرچہ امن عام اور انتظام سلطنت کی وجہ سے اپنے بھائیوں کو قتل کیا آخر میں انکے زمانے سے سلطنت دہلی میں کمزوری پیدا ہوئی اور شاہان مغلیہ کا جاہ و جلال انکی ذات پر ختم ہوگیا۔ بروز جمعہ ۲۸۔ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ کو راہی ملک جاوداں ہوئے۔ انکے بعد شاہ عالم بہادر شاہ ۱۰ محرم سنہ ۱۱۱۹ھ کو تخت نشین ہوا اور ۱۸۔ محرم سنہ ۱۱۲۴ھ کو انتقال ہوا۔ اور اسکا بیٹا جہاندار شاہ جب اسی سال تخت نشین ہوا تو ۲۹ محرم سنہ ۱۱۲۵ھ کو فرخ سیر نے اسکو قید میں قتل کردیا۔ اور عالمگیر ثانی نے ۱۰ شعبان سنہ ۱۱۶۸ھ کو جلوس کیا اور ۱۸۔ ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۳ھ کو انتقال کیا انکے بیٹے شاہ عالم ثانی ۴۔ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ کو تخت نشین ہوئے اور ۷۔ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ کو اس ارفانی سے ملک جاودانی کو راہی ہوئے۔ اسکے بعد اکبر شاہ ثانی ۷۔ رمضان سنہ ۱۲۲۱ھ کو تخت نشین ہوا اور ۲۷ جمادی الآخر سنہ ۱۲۵۳ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسکے بعد سلاطین تیموریہ کا آخری تاجدار ۲۸۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ کو تخت نشین ہوا اسکے زمانہ میں سنہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا۔ فوج انگریزی نے زبردستی انکو اپنا بادشاہ بنایا۔ آخر فوج میں تفرقہ پڑا اور یہ مقید ہوکر مع خاندان شاہی رنگون بھیجے گئے وہاں بمرض فالج روز سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول دولت مغلیہ تیموریہ کا نام و نشان ہمیشہ کیلئے زیر خاک پنہاں ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مالک ملک وہی لایزال ہے (اکبر نامہ و تاریخ الاسلام)

بہ یک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نے نادری



مہلائیل سلاطین فارس کا سلسلہ مہلائیل سے شروع ہوتا ہے علماء فارس اور دیگر مورخین کے باہم مختلف اقوال ہیں از انجملہ اہل فارس کا قول کامل ابن اثیر نے یہ نقل کیا ہے کہ اُنکے نزدیک مہلائیل کا نام ہوشنگ ہے۔ قینان کا افروال۔ انوش کا سیامک اور شیثؑ کو میشی۔ اور آدمؑ کو جیومرث کہتے ہیں اور یہ قوم

مہلائیل

عمر ۹۲۶ یا ۸۹۵ سال

اپنے سلاسل کو بمقابلہ دوسروں کے بہتر جانتی ہے (اور دیگر مورخین بھی علماء فارس کے اسی قسم کے اقوال نقل کرتے ہیں چنانچہ علامہ ابن خلدون نے بھی ان اقوال کو اسطرح لکھا ہے) کہ بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ ہوشنگ مہلائیل ہے اور اُسکا باپ افراول قینن (قینان) ہے اور سیامک انوش اور منشی شیثؑ اور کیومرث آدمؑ ہیں اور بعض علماء فارس بیان کرتے ہیں کہ کیومرث

ایرج — افریدون — اشفیان — جمشید — طہمورث

منوچہر — نوذر — میسو — بوذجو — ارنج — وندنج — ہراسف — افرس — زاب

لہراسپ — کیوجی — کینموش — کیقاشین — کیبیہ — کیقباد — زارنج — طہماسپ — کانجو

بشتاسپ — اسفندیار — بہمن — ساسان — ہرس — بابک — ساسان — بابک — ساسان (اصغر)

ہرمز — نرسی — بہرام — بہرام — بہرام — ہرمز — شاپور — اردشیر — بابک

شاپور (ذی الاکتاف) — کرمانشاہ (بہرام) — یزدجرد (اثیم) — گور بہرام — یزدجرد — فیروز — قباد — انوشیروان — ہرمز — پرویز

گومر بن یافث بن نوح ع ہے۔ غرضکہ اصل حال کچھ بھی ہو یہ سب سلاطین جنکا دائرہ سلطنت بہت سی دنیا کو گھیرے ہوئے تھا۔ انوشیروان انمیں بڑا عادل اور نیک خصلت بادشاہ گذرا ہے جسکے زمانہ میں حضور روحی فداہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسکی اولاد میں یزدجرد بن شہریار کے وقت میں اسلام کو ملک فارس میں غلبہ ہوا اور سلطنت فارس کا خاتمہ ہوگیا اسکا باعث یہ تھا جو امام بخاری رح نے بروایت حضرت عبداللہ ابن عباس رض روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر حاکم بحرین کے واسطے سے خسرو پرویز بن ہرمز کو فرمان عالی بھیجا اُسنے پڑھ کر چاک کر ڈالا۔ حضور روحی فداہ نے اُسکے لئے بددعا کی کہ یہ سلطنت متفرق ہوجاوے ہر تفرقہ سے۔ چنانچہ شیرویہ نے اپنے باپ خسرو کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اسی حالت میں پرویز چھ مہینے زندہ رہا جب حیات سے اسکو مایوسی ہوئی تو اپنے دواخانہ سے ایک ڈبیہ زہر کی منگائی اور اُسپر لکھدیا کہ یہ دوا نافع جماع ہے۔ شیرویہ چونکہ حریص جماع تھا باپ کے مرتے ہی اُسنے دواخانہ کھولا اور زہر ڈبیہ میں سے نکالکر کھاتے ہی مرگیا۔ پرویز نے قتل شیرویہ کے لئے یہ تدبیر کی تھی مگر یہ نہ سمجھا کہ سوء ادبی سے جو ادبار آنے والا ہے اُسکا آغاز میرے ہی ہاتھ سے ہے۔ شیرویہ کی ہلاکت سے اقبال سلطنت فارس پر نحوست و ادبار چھا گیا اور حضرت عمر رض کے زمانے میں سعد بن ابی وقاص رض جسوقت عراق پر متوجہ ہوئے رہی سہی شوکت کسریٰ کو نیست و نابود کردیا۔

اسمٰعیل — حماد — عبدالصمد — عبدالرشید — عبداللہ

حضرت امام اعظم
امام ابوحنیفہ نعمان
رحمۃ اللہ علیہ

ثابت
زوطی
مرزبان
ثابت

پرویز (خسرو) — شہریار — یزدجرد — قیس — شیرویہ

رئیس المجتہدین قدوۃ الفقہا امام الہمام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلاطین فارس میں نوشیروان عادل کی نسل سے ہیں۔ حضرت امام رح کا اسلام میں جو مرتبہ ہے اُسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آپکے اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو ۱۲۰۰ برس سے تمام ممالک اسلامی میں پھیلے ہوئے ہیں اسلامی سلطنتوں کا قانون آپکے ہی اجتہادی مسائل تھے اور آج اسلامی دنیا کا غالب حصہ انکے ہی مسائل کا پیرو ہے آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت انس بن مالک اور سہل بن سعد عامر بن واثلہ کا زمانہ پایا۔ مگر آپکے مزاج میں ابتدا سے ہی نہایت احتیاط تھی اگرچہ کسی صحابی سے روایت حدیث نہیں کی لیکن آپکے اساتذہ سب جلیل القدر صحابہ کے تعلیمیافتہ تھے امام اعظم رح کیلئے یہ بھی کوئی کم شرف نہیں ہے کہ آپنے تخمیناً چار ہزار تابعین و تبع تابعین سے علم حدیث و فقہ کو اخذ کیا۔ آپکے حالات میں اسقدر کثرت سے تصنیفات ہیں کہ امام شافعی رح کے سوا انکا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ آپکے اباؤ اجداد تجارت پیشہ تھے اسوجہ سے کوفہ آپکا قیامگاہ ہوا۔ خلیفہ منصور نے آپکو بغداد

کے عہدۂ قضا کیلئے منتخب کیا لیکن آپنے منظور نہیں کیا اور قسم کھالی اسپر خلیفہ منصور عباسی نے آپ پر تشدد کیا اور دس تازیانہ روزانہ مارنے کا حکم دیا تھا کہ سو تازیانہ تک نوبت پہونچی جب بھی آپ انکار ہی کرتے رہے پھر دس روز تک آپکا خورونوش بند کر دیا تب آپنے رو کر جناب باری میں اس مصیبت سے نجات کی دعا مانگی۔ پانچ روز بعد ماہ رجب یا شعبان یا یکم ماہ رمضان یا نصف شوال شب جمعہ

قینانؑ
عمر ۸۴۵ یا ۹۱۰ سال

١٥٠ھ میں بحالت سجدہ آپنے وفات پائی۔ اور ایک روایت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپکو زہر کا پیالہ جبراً پلایا گیا ابن سماک کہتے ہیں کہ آپکی پیشانی مبارک پر ایک سطر میں آیہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اور داہنے ہاتھ پر آیہ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اور بائیں ہاتھ پر آیہ فَادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور شکم پر یُبَشِّرُكُمْ رَبُّكُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ لکھی ہوئی دیکھی گئیں۔ اور آپکو گورستان خیزران میں دفن کیا گیا۔ (حدائق الحنفیہ)

ابوبکر — ابراہیم — مظفر — احمد

حضرت جمال الدین ہانسوی

حضرت برہان الدین رح

حضرت شیخ المشائخ برہان العارفین مخدوم جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت امام اعظمؒ کی اولاد امجاد سے ہیں جسروز حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ ہانسی تشریف لائے آپنے اسی روز بیعت کی۔ بابا صاحبؒ کو آپکے ساتھ نہایت درجہ محبت ہو گئی تھی کہ ١٢ سال آپنے ہانسی آپکی وجہ سے قیام کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جمال جمال ماست۔ جس مرید کو آپ خلافت دیتے پہلے حضرت جمال الدینؒ کی خدمت میں بھیجتے اگر آپ منظور کر لیتے تو خلافت بحال رہتی۔ اور بصورت دیگر بابا صاحبؒ فرماتے پارہ کردہ جمال فرید نتواں دوخت۔ آپ سلسلۂ چشتیہ فریدیہ میں بڑے مرتبہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔ ٦٥٩ھ میں آپکی وفات ہوئی۔ خاندان چشتیہ جمالیہ آپ ہی کیطرف منسوب ہے۔ آپکے صاحبزادے حضرت مخدوم برہان الدینؒ بھی اجل خلفاء بابا صاحبؒ سے ہوئے ہیں۔ ان بزرگوں کے مزارات ہانسی میں زیارتگاہ خلایق ہیں اور مخلوق کو ہر طرح کا فیض ہوتا ہے۔ (جواہر فریدی)

فیروز — برخودار

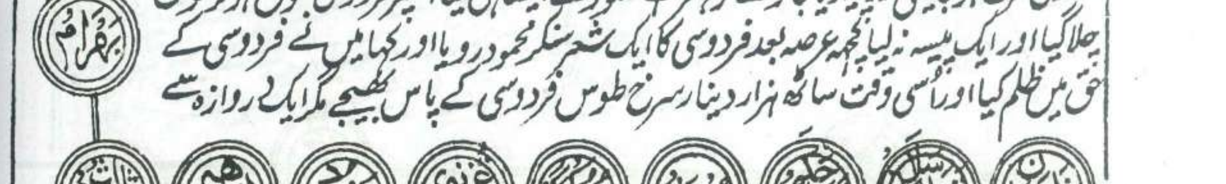
سلطان محمود سبکتگین کا باپ سبکتگین نوشیرواں کی اولاد سے تھا۔ اتفاق تقدیر سے غلام بنکر الپتگین حاکم غزنی کے ہاتھ بکا مگر سبکتگین کے آثار دانشمندی دیکھکر الپتگین نے بتدریج اپنی فوج کا سپہ سالار کر دیا الپتگین کے بعد اسکا بیٹا اسحٰق جانشین ہوا مگر ایک سال کے بعد اسکا انتقال ہونے پر افسران فوج اور رعایا نے سبکتگین کو جانشین تسلیم کیا ۳۶۷ھ کو اسنے لبست کا قلعہ وغیرہ فتح کرکے ہندوستان پر حملہ کیا اور چند قلعہ فتح کئے اور مال غنیمت لیکر غزنی کو واپس ہوا

اُس زمانہ میں راجہ جے پال لاہور ملغان اور کشمیر سے ملتان تک حکومت کرتا تھا اور بھنڈہ میں مقیم تھا۔ یہ سبکتگین کا حال سنکر ملتان کے میدان میں آیا۔ ادھر سے سبکتگین معہ اپنے بہادر فرزند محمود کے آگے مقابل ہوا اسکے مقابلہ میں جے پال نے خراج پر رضامند ہوکر صلح کرلی مگر راجہ جے پال نے بعد کو خلاف عہد کیا اسپر سبکتگین حملہ آور ہوا اور بیشمار مال غنیمت و خراج لیکر غزنی واپس ہوگیا اور دس ہزار فوج ایک افسر کے ماتحت پشاور میں چھوڑکر ۳۸۷ھ میں ۲۲ سال حکومت کرکے فوت ہوا۔ اسکے بعد سلطان محمود سبکتگین کا جانشین ہوا اور اسنے ۳۸۷ھ سے ۴۱۶ھ تک ہندوستان پر سترہ حملے کئے اور ۴۱۵ھ میں سخت گھمسان لڑائی کے بعد سومنات میں داخل ہوا اور یہاں سے دس کرور کا مال لیکر سومنات کو داہیم مرتاض کے سپرد کرکے غزنی کو واپس گیا اسی سال خلیفہ بغداد قادر باللہ عباسی نے سلطان محمود کو لواء حکومت خراسان و ہندوستان معہ خطاب کہف الدولہ والاسلام عطا کیا اور اسکے بڑے لڑکے امیر مسعود کو شہاب الدولہ وجمال الملتہ اور دوسرے فرزند امیر محمد کو جلال الدولہ وجمال الملتہ کے خطابات دئے ۴۲۰ھ میں عراق پہونچا اور سلجوقیوں کا فساد مٹایا اور بروز پنجشنبہ ۲۳۔ ربیع الاول ۴۲۱ھ کو بعارضہ سوء القنیہ ۶۳ برس کی عمر میں ۳۵ سال سلطنت کے بعد خدم وحشم کو بدیدۂ حسرت دیکھتا ہوا راہی ملک بقا ہوا اور باغ فیروزہ میں فاتح سومنات دفن کیا گیا اسنے اپنے حسب حال خوب ہی کہا ہے۔

ہزار قلعہ کشادم بیک اشارۂ دست ... بسے مصاف شکستم بیک فشردن پا
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت ... بقا بقاء خدا است و ملک ملک خدا



محمود بڑا عادل نیک خصلت اسلام کی شوکت علم و ہنر کا قدر دان تھا ملکوں ملکوں سے اہل علم و کمال غزنی میں جمع کئے۔ عنصری عسجدی۔ فرخی وغیرہ اسکے ہمنشین تھے۔ فردوسی بھی اسکا شہرہ سنکر غزنی آیا اور ایک موقعہ پر سلطان نے شاہنامہ لکھنے کی فرمائش کی اور فی شعر ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا فردوسی نے تین سال کے عرصہ میں ساٹھ ہزار شعر لکھکر بامید صلہ پیش کیا اسکے وزیر نالائق خواجہ احمد ابن حسن میمندی نے حسد کی بنا پر سلطان محمود کو دھوکا دیا اور یہ کہا کہ فردوسی کو اسقدر دینار سے شادی مرگ ہو جائیگی روپیہ دیا جاوے تو بہتر ہے۔ محمود نے ایسا ہی کیا اسپر فردوسی ملول ہوکر طوس چلا گیا اور ایک پیسہ نہ لیا کچھ عرصہ بعد فردوسی کا ایک شعر سنکر محمود رویا اور کہا میں نے فردوسی کے حق میں ظلم کیا اور اُسی وقت ساٹھ ہزار دینار سرخ طوس فردوسی کے پاس بھیجے مگر ایک دروازہ سے



طوس میں دینار پہونچے اور دوسرے دروازہ سے حسرت واندوہ کا تابوت یعنی فردوسی کا جنازہ نکل رہا تھا۔ ملازمان سلطان نے یہ دینار اُسکی بہن کو پیش کئے مگر اُس عالی حوصلہ عفیفہ نے انکو واپس کر دیا اور ابن حسن میمندی کی نازیبا حرکت کے مقابلہ میں ایک بے بہا یادگار چھوڑ گئی۔ عارف جامی اگر اپنا یہ مقولہ احمد بن حسن میمندی کیلئے موزوں کرتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔

گذشت شوکت محمود و در زمانہ نماند
جز ایں فسانہ کہ نشناخت قدر فردوسی

سلطان محمود کے بعد اسکی اولاد میں حکومت غور و ہندوستان رہی لیکن جدال و قتال سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا بالآخر اسکی اولاد میں امیر ابراہیم بن امیر مسعود تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ عادل و عابد تھا۔ ایک سال میں رمضان کے ساتھ دو مہینے آگے پیچھے ملاکر تین مہینے روزے رکھتا تھا۔ ایک سال میں ایک قرآن شریف لکھکر مکہ مکرمہ بھیجتا تھا۔ دوسرے سال مدینہ منورہ سلجوقیوں سے صلح کرکے ۴۷۲ھ ہندوستان پر یورش کی۔ قلعہ اجودھن دیاک پٹن کو فتح کرکے غزنی میں واپس آیا اور ۴۸۶ھ یا ۴۹۲ھ میں انتقال کیا۔ اسکے بعد امیر مسعود ثالث بن ابراہیم جانشین ہوا اور ۵۰۸ھ میں انتقال ہوا اور اسکا فرزند امیر کمال الدین شہرزاد جانشین ہوا اسکو قتل کرکے اسکا بھائی امیر ارسلان شاہ تخت پر بیٹھا۔ اسنے اپنے بھائیوں کو قتل کیا۔ اسکا ایک بھائی اسکے پنجہ سے نکلکر اپنے ماموں سنجر سلجوقی کی پناہ میں چلا گیا اور اُسکی مدد سے ۲۰ شوال ۵۱۱ھ میں ارسلان شاہ کو قتل کرکے بہرام شاہ تخت نشین ہوا اور اپنے داماد قطب الدین محمد غوری کو قتل کیا۔ قطب الدین محمد غوری کے بھائی محمد سیف الدین نے انتقام پر کمر باندھی۔ بہرام شاہ بغیر لڑے بھڑے ہندوستان چلا گیا اور وہاں سے لشکر جمع کرکے غزنی میں آیا باشندگان غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کرکے بہرام کے حوالہ کیا۔ بہرام نے اسکو رسوائی کے ساتھ قتل کیا اور اسکے وزیر سید مجد الدین کو پھانسی دی۔ علاء الدین سیف الدین کے بھائی نے غزنی پر چڑھائی کی بہرام شاہ نے مقابل ہوکر شکست کھائی دولت شاہ فرزند بہرام شاہ مارا گیا۔ بہرام شاہ ہندوستان چلا آیا اور لاہور میں آکر ۵۴۷ھ میں انتقال کیا۔ اسکا فرزند خسرو شاہ لاہور میں جانشین ہوا۔ اور پھر غزنی آیا۔ علاء الدین سے شکست کھا کر لاہور چلا گیا اور وہاں ۵۵۵ھ میں اسکا انتقال ہو گیا۔ اسکے بعد اسکا فرزند خسرو ملک جانشین ہوا۔ اس سے سلطان معز الدین غوری نے لڑ کے غزنویوں کا نام مٹا دیا۔

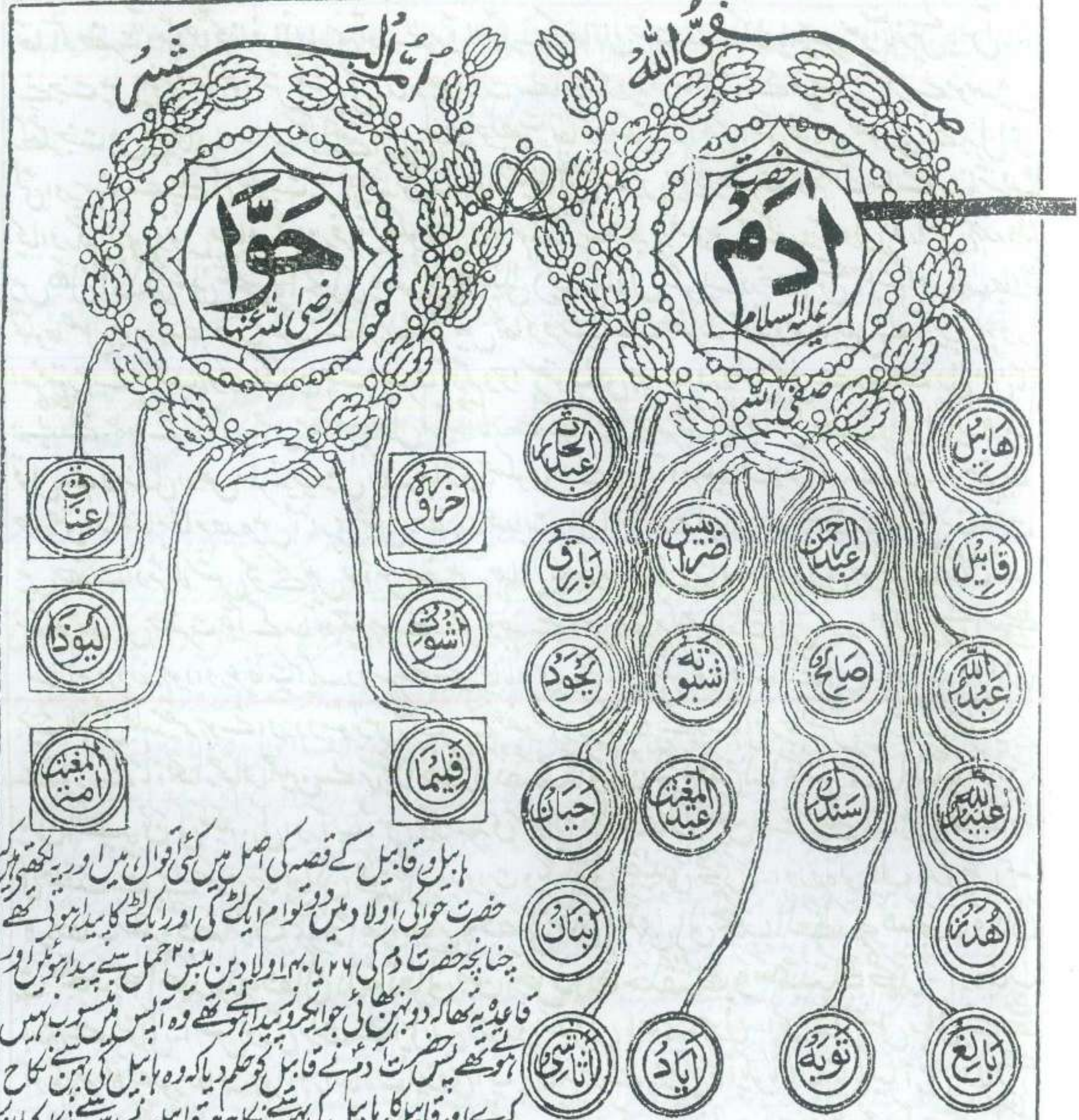
(تاریخ افغانستان)

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام آپکی پیدائش کے وقت حضرت آدمؑ کی دو سو بتیس سال کی عمر تھی اور قابیل ہابیل کو بچاس برس گزر چکے تھے حضرت آدمؑ کی اولاد توام پیدا ہوا کرتی تھی مگر آپ اکیلے پیدا ہوئے لیکن عبداللہ بن عباسؓ سے جو روایت ہے اس سے آپکا بھی توام پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں شیثؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا پچاس صحیفے آپ پر نازل ہوئے ہمیشہ مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور ہر سال حج و عمرہ ادا کرتے تھے - آپکی اولاد سے نسل انسانی کو ترقی ہوئی اور انکی زندگی میں بہت سی اولاد عبادت الٰہی میں گوشہ نشین ہوگئی - اور شیثؑ کو حضرت آدمؑ نے شبانہ روز کی ساعات اور اوقات عبادت تعلیم کئے اور دیگر معارف و طوفان نوحؑ سے آگاہ کیا اور یہ سب باتیں حضرت آدمؑ نے اپنی دوسری اولاد سے پوشیدہ رکھی تھیں. ۹۵۰ یا ۹۱۲ سال کی آپنے عمر پائی اور جبل ابوقبیس میں حضرت آدمؑ کے پاس دفن کئے گئے - (کامل بن اثیر)

ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام

واضح ہو کہ آپ سے پہلے زمین میں جنات کی حکومت اور آبادی تھی جنات نے سفک دماء اور سرکشی اختیار کی - اور ابلیس لعین کو جو اپنی علم و کرامت پر ناز ہو گیا تھا - باری تعالےٰ نے ابلیس کا یہ خیال ملائکہ پر پوشیدہ کھا اور ملائکہ سے ارشاد فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط (میں زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرونگا) ملائکہ جنات کی حالت زمین پر دیکھے ہوئے تھے اور اطاعت خداوندی کا ملائکہ عہد کر چکے تھے عرض کیا کہ اے رب کیا فتنہ و فساد و سفک دماء کرنے والوں کو پیدا کریگا حالانکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس میں ہیں اور سر اطاعت خم کئے ہوئے ہیں - حق جل و علا کا ارشاد ہوا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ط اور ملائکہ کو حکم دیا گیا چنانچہ نوبت آخر میں ملک الموت نے کئی جگہہ سے تھوڑی تھوڑی مٹی سرخ و سیاہ و سفید لیکر پیش کی اس سے حضرت آدمؑ کا چالیس شب یا چالیس سال خمیر کے بعد جسد تیار ہوا - آپ میں روح ڈالی گئی - جسوقت آنکھوں میں روح پہونچی تو آپنے اثمار جنت کو دیکھا اور پیٹ میں پہونچنے پر آپکو اشتہا غالب ہوئی اور قبل اسکے کہ روح پیروں میں پہونچے آپنے اثمار جنت کی طرف بڑھنے میں عجلت کی اسیواسطے باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ پھر ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس لعین نے تو مردود ہونیکو پسند کر لیا تھا وہ سجدہ کیسے کرتا اس نافرمانی میں ہمیشہ کیلئے مردود ہوا اور جنت سے نکالدیا گیا - اور حضرت آدمؑ جنت میں رہنے لگے - حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت آدمؑ جنت میں چلتے پھرتے تھے اور آپکی مجالست کیلئے کوئی جوڑا نہیں تھا - ایک روز آپ سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے حضرت حواؑ کو بیٹھے ہوئے دیکھا جنکو قادر مطلق نے آپکی



ہابیل و قابیل کے قصہ کی اصل میں کئی اقوال ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ حضرت حوا کی اولاد میں دو توام ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتے تھے چنانچہ حضرت آدم کی ۲۶ یا ۱۲۰ اولادیں بیس ۲۰ حمل سے پیدا ہوئیں اور قاعدہ یہ تھا کہ دو بہن بھائی جو ایک ہی حمل سے پیدا ہوتے تھے وہ آپس میں منسوب نہیں ہوتے تھے پس حضرت آدمؑ نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ ہابیل کی بہن سے نکاح کرے اور قابیل کا ہابیل کی بہن سے نکاح ہو قابیل نے اس سے انکار کیا اور

پسلی سے پیدا کیا اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضرت آدمؑ پر القاء نوم کیا گیا اور بائیں پسلی آپکی نکالی گئی اس سے حضرت حوا پیدا ہوئیں اور وہ جگہہ پسلی کی گوشت سے برابر ہو گئی اور حضرت آدمؑ سوتے رہے جسوقت آپ بیدار ہوئے تو حضرت حوا کو دیکھتے ہیں میری جسم و جان کیسے ہو مانوس ہو گئے۔ اور باری تعالےٰ نے دونوں کو جنت میں آزادانہ رہنے کا حکم فرما کر وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کی ہدایت کی (اس درخت گندم وغیرہ کے قریب مت جائیو ورنہ اپنے پر ظلم کرنے والے ٹھہرو گے) مجاہد اور قتادہ بھی اس روایت سے متفق ہیں۔ حضرت آدمؑ وحواؑ عرصہ تک جنت میں تعیش و عشرت کے ایام گذارتے رہے شیطان لعین ایک روز جنت میں داخل ہونا چاہتا

تھا تاکہ حضرت آدمؑ و حواؑ کو نافرمانی باری تعالیٰ پر آمادہ کرے کہ خازن جنت نے روک دیا۔ پھر یہ حیوانات زمین کے پاس آیا اور
اپنے جنت میں پہونچانیکی خواہش پیش کی۔ تمام حیوانات نے انکار کر دیا مگر سانپ نے اسکے فریب میں آکر اپنے مونھہ میں
رکھکر جنت میں پہونچا دیا۔ سانپ کو لکھتے ہیں کہ یہ بہت خوبصورت تھا مگر اسکو یہ سزا ملی کہ اسکی خوبی بدصورتی سے بدل دی
گئی اور پیٹ سے چلنے کی مصیبت میں ہمیشہ کو گرفتار رہا۔ شیطان نے جنت میں پہونچکر حضرت آدمؑ کے سامنے رونا شروع
کیا اور کہا کہ تم دونوں مرجاؤگے اور فراق تمکو لاحق ہوگا تمہارے آئندہ نتیجہ پر افسوس کر کے روتا ہوں اور اس ہمدردی
میں هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (کیا نہ بتاؤں تمکو ایسا درخت جس سے ہمیشگی اور ملک جاوید
تمکو حاصل ہو جاوے۔ طرح طرح کے فریب اور قسمیں کھا کر فرشتہ سیرت حضرت آدمؑ و حوا کو لعین نے فریب دیا اور
امر ممنوع کے مرتکب ہوکر ساکنان جنت حضرت آدمؑ و حوا معتوب الٰہی ہوے اور وطن اصلی سے دنیائے دنی میں اتار
دیئے گئے۔ جمعہ کے روز آپ جس مقام پر اول مرتبہ اُتارے گئے اسمیں حضرت علیؓ و عباسؓ و قتادہؓ و ابوالعالیہؓ کا یہ
قول ہے کہ ہند کی ارض سراندیپ میں ایک پہاڑی جسکو نود کہتے ہیں آدم علیہ السلام اُتارے گئے۔ اور حضرت
حوا رضی اللہ عنہا مقام جدہ میں اُتاری گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت حواؓ کی مفارقت
میں حضرت آدمؑ تلاش کو نکلے ہیں تو اُس سفر میں جہاں آپکا قدم مبارک پڑا وہاں آبادی ہو گئی یہانتک کہ آپ
مقام جمعا میں حضرت حواؓ کے ساتھ جمع ہوے۔ اسی وجہ سے اس مقام کو جمعا کہتے ہیں اور مزدلفہ میں ملے اسیواسطے
اسکا نام مزدلفہ ہوا اور عرفات پر ایک دوسرے نے پہچانا اسی لئے اس جگہہ کو عرفات کہتے ہیں۔ پھر آپ دونوں
بیت اللہ کی جگہہ مقیم ہوئے اور دو سو ۲۰۰ برس تک اپنے عفو قصور کیلئے روتے رہے اور چالیس ۴۰ روز تک کھانے پینے
سے باز رہے تاآنکہ ارحم الراحمین نے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ کی تلقین کی اور آپ اُس نور سرمدی مقبول ایزدی باعث عالم کو شفیع لائے جسکے بارہ میں حضرت آدمؑ
کی خلقت سے پہلے حکم ہو چکا تھا کُنْ مُحَمَّدًا۔ یا بروایت دیگر کُوْنِیْ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدًا۔ اور وہ نور پاک باری عزاسمہ
کا یہ خطاب سنکر۔ فَصَارَتْ عُمُوْدًا مِّنْ نُوْرِهٖ فَصَلّٰی حَتّٰی اِنْتَهٰی اِلٰی حُجُبِ الْعَظَمَةِ فَسَجَدَ وَقَالَ
فِیْ سَجْدَتِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ خَلَقْتُكَ وَسَمَّيْتُكَ مُحَمَّدًا۔ اور جناب
باری سے التجا کی۔ اُس نور کی برکت سے آپکی گریہ وزاری مقرون باجابت ہوئی۔ الحمدللہ کہ فضل ربانی سے حضرت
آدمؑ و حوا کا قصور معاف ہوا اور انعامات ایزدی آپ پر عام ہو گئے۔ زمین کا آپکو مالک بنایا گیا آپکی اولاد سے
دنیا کو آباد کیا گیا اُنکی ہدایت کو آپ نبی مرسل کئے گئے۔ ۲۱ صحیفے آپ پر نازل ہوے اسطرح پر کہ جبرئیلؑ کی تعلیم
سے آپ لکھتے جاتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا
گذرے ہیں جنمیں سے ۳۱۳ نبی مرسل ہوئے اور اول انکے حضرت آدمؑ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور
اپنی روح پھونکی پھر آدمی بنایا۔ آپنے احکام خداوند عالم اپنی اولاد کو تعلیم کئے جب آپکا وقت آخر ہوا اور نور محمدی
آپ سے منتقل ہو چکا تو آپ گیارہ روز بیمار رہے اور بعمر ۹۶۳ یا ۹۳۰ وبقول اصح ایک ہزار سال اس دار دنیا
میں قیام فرما کر اسی دار اصلی کو جسکی مفارقت کا ہمیشہ آپکو ملال رہتا تھا مراجعت فرمائی۔ جنت سے آپکا کفن آیا
اور ملائکہ نے تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا اور آپکی قبر کو پوشیدہ کر دیا اور ایک روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز
آپکا انتقال ہوا اور جبل ابوقبیس مکہ مکرمہ میں آپکو دفن کیا۔ غار الکنز اُس جگہہ کا نام ہے اور اس بارہ میں اور بھی اقوال

ہیں۔ آپکے ایک سال بعد حضرت حوا کا بھی انتقال ہوا۔ حضرت آدمؑ کے پاس یا جدہ میں آپ مدفون ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

(کامل)

الحمد للہ والمنہ کہ سلسلۂ نسب حضور فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
و دیگر انبیاء علیہم السلام تمام ہوا

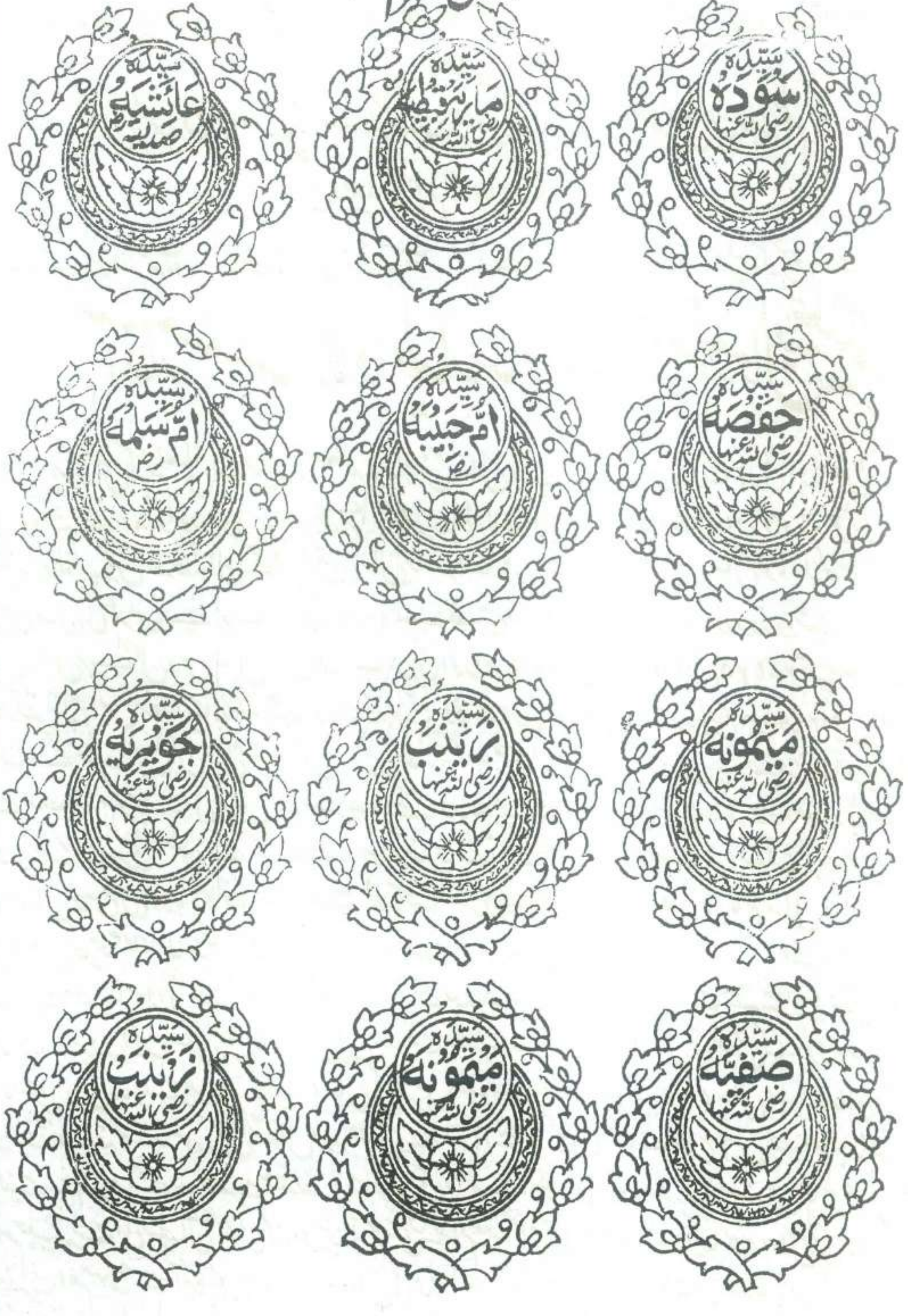
نبیے کہ شاہ دو عالم ہم اوست | صفے کہ بادی و خاتم ہم اوست | کریمے کہ دین است انعام او | یتیمے کہ ہیچ است از نام او

آغاز سلسلہ اولاد اطہار سادات کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

ھ

واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس ۴۰ سال ایک روز کی عمر میں نبوت ہوئی اور بعض اقوال میں روز دوشنبہ تاریخ ۸۔ ربیع الاول کو مبعوث ہوئے۔ اسکے بعد علی الاعلان آپنے اظہار نبوت کیا اور دعوت حق کی۔ اور شعب ابوطالب میں معہ خاندان کے بجھہ کم تین سال محاصرہ کفار میں رہے اور بعمر پچاس سال نو ماہ آپکو معراج ہوئی ترپن سال کی عمر میں آپنے ہجرت فرمائی روز دوشنبہ آٹھ ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔ اور روز دوشنبہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے کل دس سال یہاں اقامت فرمائی اور اس عرصہ میں باختلاف اقوال ۲۵ یا ۲۷ آپنے غزوات کئے اور تقریباً پچاس مقامات پر لشکر بھیجے اور اسکے بعد آپکی وفات ہوئی اور تعین روز اور تاریخ ۸ یا ۹ یا ۱۲ میں اقوال علماء کے مختلف ہیں لیکن قول مشہور اس بارہ میں آغاز کتاب میں درج کر دیا گیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ خدیجہ بنت خویلد کیطرف سے ملک شام کو تجارت کی غرض سے تشریف لیگئے اور خدیجہ بنت خویلد کو آپکی حسن معاملہ سے اعتبار بڑھتا گیا۔ اور برکات ظاہری و باطنی سے بکثرت فائدہ ہوا تو خدیجہ نے آپسے نکاح کی درخواست کی اسوقت آپکا سن رشد ۲۵ سال دس دن دو ماہ کا تھا آپنے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا اور حضور کی ۴۹ سال ۸ ماہ ۱۲ روز کی عمر میں خدیجہؓ کا ابوطالب کے انتقال سے ۳ روز بعد مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد آپنے حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ انکے بعد حضرت عائشہؓ صدیقہ بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہجرت کے دو یا تین سال قبل ماہ شوال میں جسوقت حضرت عائشہ صدیقہؓ ۶ سال کی تھیں نکاح کیا۔ اور بعد ۳ سال ساتؔ ماہ شوال میں آپ ہمبستر ہوئے۔ انکی ۱۸ سال کی عمر میں حضورؐ نے وفات پائی اور بعمر ۵۸ سال ۱۷۔ رمضان میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ حضورؐ نے سوائے انکے اور کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا۔ ام عبد اللہ انکی کنیت ہے۔ پھر انکے بعد حضرت حفصہؓ بنت فاروق اعظمؓ سے آپکا نکاح ہوا۔ اور آپکا حبشہ میں نجاشی حبش نے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان سے نکاح کیا اور نجاشی حبش ہی نے ام حبیبہؓ کا مہر آپکی طرف سے ادا کیا ۴۴ سال انکی عمر ہوئی پھر حضرت ام سلمہؓ سے آپکا نکاح ہوا اور ۶۲ سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا۔ ایک روایت میں حضرت میمونہؓ کو لکھتے ہیں کہ انکی سب سے آخر میں وفات ہوئی۔ انکے بعد حضرت زینبؓ بنت جحش سے آپکا نکاح ہوا جو پہلے زید بن الحارثہ مولا رسول اللہ صلعم

ازواج مطہرات رض



کے نکاح میں تھیں اُنکی طلاق کے بعد آپکی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں حضور کی وفات کے بعد یہ پہلی بیوی ہیں جن کا
انتقال ہوا اور جنازہ چوبی بشکل گہوارہ جنکے لئے تیار کیا گیا۔ انکے بعد جویریہؓ بنت حارث جو غزوہ بنی مصطلق میں گرفتار
ہوکر ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی تھیں بعوض مال کتابت اپنی رضامندی سے آپکی نکاح میں آئیں ۶۵ھ؁ سال انکی عمر
ہوئی پھر حضرت صفیہؓ سے آپکا نکاح ہوا جو ہارونؑ کی نسل سے تھیں اور غزوۂ خیبر میں اسیر ہوکر آئی تھیں۔ انکا آزاد
کرنا حضورؐ نے مہر قرار دیا تھا۔ پچاس سال انکی عمر ہونے پر آپنے خالدؓ بن الولید اور عبداللہ بن عباسؓ کی خالہ میمونہؓ سے
نکاح کیا اور موضع سرف جہاں حضورؐ سے انکا نکاح ہوا تھا بعمر ۵۱ یا ۶۶ سال وہیں انکی وفات ہوئی۔ اور اس تقدیر
قول آخر بر از روئے انتقال کے یہ آخر ازواج سے ہونگی جیساکہ مذکور ہوا اور یہ سب وہ ازواج ہیں جو حضورؐ کے انتقال
کے بعد موجود رہیں۔ سوائے حضرت خدیجہؓ کے۔ پھر آپنے ہجرت کے تیسرے سال حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا جنکا
دو تین ماہ میں انتقال ہوگیا۔ ان سب کے علاوہ کچھ اور عورتیں بھی تھیں جنسے حضورؐ نے نکاح یا خطبہ کیا تھا از انجملہ فاطمہ
بنت ضحاک بھی آپکے نکاح میں آئیں اور آیہ تخئیر نازل ہونے پر آپنے انکو اختیار دیدیا تھا پھر وہ دنیا اختیار کرکے آپسے
علیحدہ ہوگئیں لیکن عمر بھر انکو حضورؐ کی جدائی کا افسوس رہا۔ اور ماریہ قبطیہ رضؓ سے بھی آپکا نکاح ہوا۔



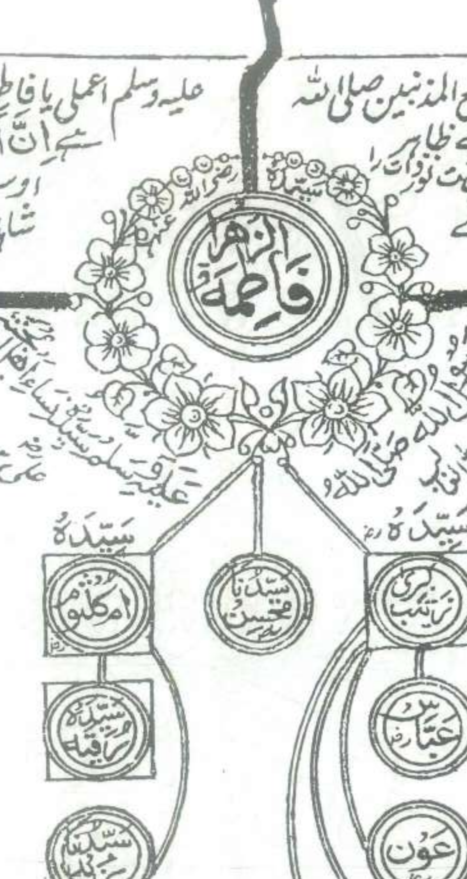
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے حضورؐ کے چار صاحبزادیاں ہوئیں جنمیں سے
تین صاحبزادیاں حضرت زینبؓ و رقیہ اور ام کلثوم کا حضورؐ کی حیات میں انتقال ہوگیا
لیکن حضرت فاطمہؓ زہرا کا حضورؐ کی وفات سے چھ ماہ کے بعد انتقال ہوا اور انکا
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکاح ہوا انکے حضرت علیؓ سے چھ اولادیں ہوئیں
جنمیں سے حسن حسین علیہما السلام وسیدہ زینبؓ اولاد فاطمہ و حضرت
ابوالقاسم محمدؐ بن حنفیہ جنکا سلسلہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر درج ہے معہ انکے
سادات کے چار سلاسل جاری ہوئے انکے علاوہ سب ہاشمی سلاسل اربعہ کے فروع
ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جہاں اپنی ذاتی سیادت ہاشمی کے علاوہ حضرت فاطمہؓ کی وجہہ سے
جو شرف حاصل تھا اُسکے ساتھ ہی بوجہہ آپکی دیگر فضائل مخصوصہ کے آپکی اولاد کا سیادت انتساب ہونا یقینی ہے
لیکن انصاف اور حق یہ ہے کہ حضرت سیدہ کی وجہہ سے جو کرامت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہوئی پس اُسی کرامت
کا ایک زائد حصہ بنی فاطمہ میں ضرور اضافہ کا مستحق ہے اسلئیے کہ یہ فضیلت جزئی باعتبار تعلق رسالت خاص امر ہے۔
البتہ یہ ضرور ہے کہ جہاں بنی فاطمہ کو یہ تخصیص ہے وہاں دیگر اولاد علی کرم اللہ وجہہ بھی اس خصوصیت میں بنی فاطمہ کی سلسلۂ
اخوت کیوجہہ سے شریک ہے۔ اور اپنا تو یہ قول ہے۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اظہار شرف نسب کی بہت سی امورات دینی و دنیوی میں ضرورت ہوتی ہے لیکن اسمیں اسدرجہ غلو ہونا جو دوسروں کی تحقیر
اور اپنے لئے کبر کا باعث ہو جاوے بیجا ہے جیساکہ بعض لوگوں میں اسکا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور حقیقتاً دیکھا جائے
تو علاوہ ضروریات دین کے واقفیت نسب کا منشاء یہ ہے کہ انسان اپنی آباء و اجداد کے بہترین اعمال اور اخلاق حسنہ
کی واقفیت سے اُنکی پیروی کرے کیونکہ مایۂ کرامت اور سرمایۂ ناز اگر عمل نہوتا یا عمل کے مقابلے میں روز آخرت

میں سیادت وشیوخت کام آنے والی شے ہوتی تو شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اعملی یا فاطمہ کی تاکید نہ فرماتے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ جو با سیادت ہوئے تھے اصل سیادت ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے ظاہر ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ جسکے معنی حضرت مولانا روم نے بڑی خوبی سے بیان کئے ہیں ہر کہ طالب گشت نور ذات را او ست سید جملہ مخلوقات را چنانچہ خود حالات سیادت پناہ سید المرسلین و اہلبیت اطہار خلفاء عظام و صحابہ کرام اسکے شاہد ہیں کہ کبھی اپنی کرامت پر کسی نے بھروسہ نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی اولاد میں ہمیشہ کے لئے باری تعالیٰ نے وہ دولت ودیعت رکھی کہ اگر یہ وراثت شریعت کا چراغ ہاتھ میں لیکر انکے قدم بقدم چلیں تو علی فرق مراتب فیما بینھم انکی ہمسری کا دوسرا کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسکی بہت سی مثالیں گذر چکیں اور ہمیشہ پیش آتی رہینگی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں دو ازواج سے فیضان جاری ہے حضرت عائشہ صدیقہ رض برگزیدہ رسول جنکے مراتب عالی کا احصاء نہیں ہوسکتا انکی مخدومانہ حیثیت امت مرحومہ کی دینی مربی ہے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض سے بوساطت فاطمہ رض دو آفتاب و مہتاب حسین علیہما السلام کی شعاع نورانی سے یہ عالم رونق پذیر ہے یہاں سے ان دو بزرگواروں کے سلاسل شروع ہوگئے ہیں اولاد اطہار سرور عالم چونکہ آغاز کتاب میں مذکور ہوئی اور ان سادات حضرت سیدہ ہیں اسلئے صرف انکا اسم گرامی یہاں پر درج کیا گیا باقی اولاد ناظرین صفحہ اول آغاز کتاب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں



سلسلہ سادات زینبی

حضرت زینب کبریٰ جعفر طیار کو منسوب تھیں انسے چار صاحبزادے ہوئے لیکن سلسلہ علی بن جعفر طیار سے جاری ہے اور دوں سے عقب نہیں

یا عبداللہ رض — بن جعفر طیار رض

سلسلہ سادات حسنی

سلسلہ سادات حسینی

حضرت امام مجتبیٰ حسن علیہ السلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی وفات کے بعد ۴۰ھ میں آپ خلیفہ ہوئے اور اہل کوفہ
نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ چھ مہینے کوفہ میں رہے
بعد ازاں حضرت معاویہ رض نے آپ پر لشکر
کشی کی امام حسن رض نے حضرت معاویہ رض
سے صلح کر لی اس شرط پر کہ معاویہ رض

سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
علی کرم اللہ وجہہ
ابن

محمد — جعفر — زید — حسین — طلحہ — اسمٰعیل — حمزہ
عبد الرحمن — یعقوب — عمر — عبد اللہ اصغر — قاسم — عبد اللہ الملقب بابوبکر — عبد اللہ اکبر

کے بعد ہوں مدینہ میں اہلبیت کے کی خبرگری لوگ آپکو سے آپنے ہے آپ فرماتے عار اچھی ہے مکروہ جانتا لئے لڑوں۔ امارت حضرت معاویہ رض اُسوقت سے اہل اسلام مقصر ہوگیا یعنی متفق ہو گئے۔ آپکی ولادت ۳ھ میں

آپ خلیفہ اور آپ تشریف لائے خرچ اخراج کرتے رہے کہتے تھے صلح ہمکو عار دلائی تھی آگ سے اور فرمایا میں ہوں کہ ملک کے جسوقت آپ نے کے سپرد کر دی کا نام سنت والجماعت ایک امیر کے ساتھ ہوئی اور آنحضرت

محمد مثلث — عون مثنیٰ — الطاہر — قاسم — سالم — امین — شفیع — ناصر — صالح — جعفر

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت
امام حسین ع کی شہادت کا واقعہ ایسا ہے کہ وہ روز قیامت
تک ہر اُمتی کے زبان پر تازہ رہیگا اور اہل اسلام
کے دل میں اسکا جو اثر ہے وہ آپکی یاد
اور اہلبیت کی محبت کیلئے ایک ایسا
مجسم محرک موجود ہے جسکے ہوتے

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
علی کرم اللہ وجہہ
ابن

جعفر — علی اصغر — علی اکبر — محمد

ہوئے کسی دوسرے باعث کی چنداں
اسی اصل محرک کی ممد و معاون
جو عام طور پر مشہور ہے اُسکا اصل منشاء
کمالات انبیاء مرسلین کی جامع تھی بلکہ
وہ مدارج عطا ہوئے جسکے لئے ذات
شہادت ایسا تھا کہ جسکا حصول بنفسہ
واقتضاء سر عاشقانہ مناسب تھا
کسر شوکت اسلام اور اختلال
ایزدی مقتضی ہوئی کہ بعد وفات
قریب نزع عزیز کے اسکی تکمیل ہوا اور
حسنین سے زیادہ کون گزول ہو

احتیاج نہیں اور جو احتیاج ہے تو وہ
سمجھی جا سکتی ہے۔ اصل شہادت کا واقعہ
یہ تھا کہ ذات محبوب رب العلمین ص کی تمام
خلعت خلق کے ساتھ آپکو اور بہت سے
محمدی ہی موزوں تھی از انجملہ ایک مرتبہ
نبی اُمّی سرورِ عالم کیلئے بلحاظ شان محبوبی
اگر ایسا ہوتا تو ظاہر بین نظروں میں
دین کی صورت ہوتی۔ اسلئے مشیت
حضور کے اس مرتبہ کی بواسطہ آپکے کسی
اسکے لئے قرۃ العین رسول اللہ امام
سکتا تھا جیسا کہ بروایت صحیح ترمذی

سلسلہ اولاد امام حسن علیہ السلام

سلسلہ اولاد امام حسین علیہ السلام

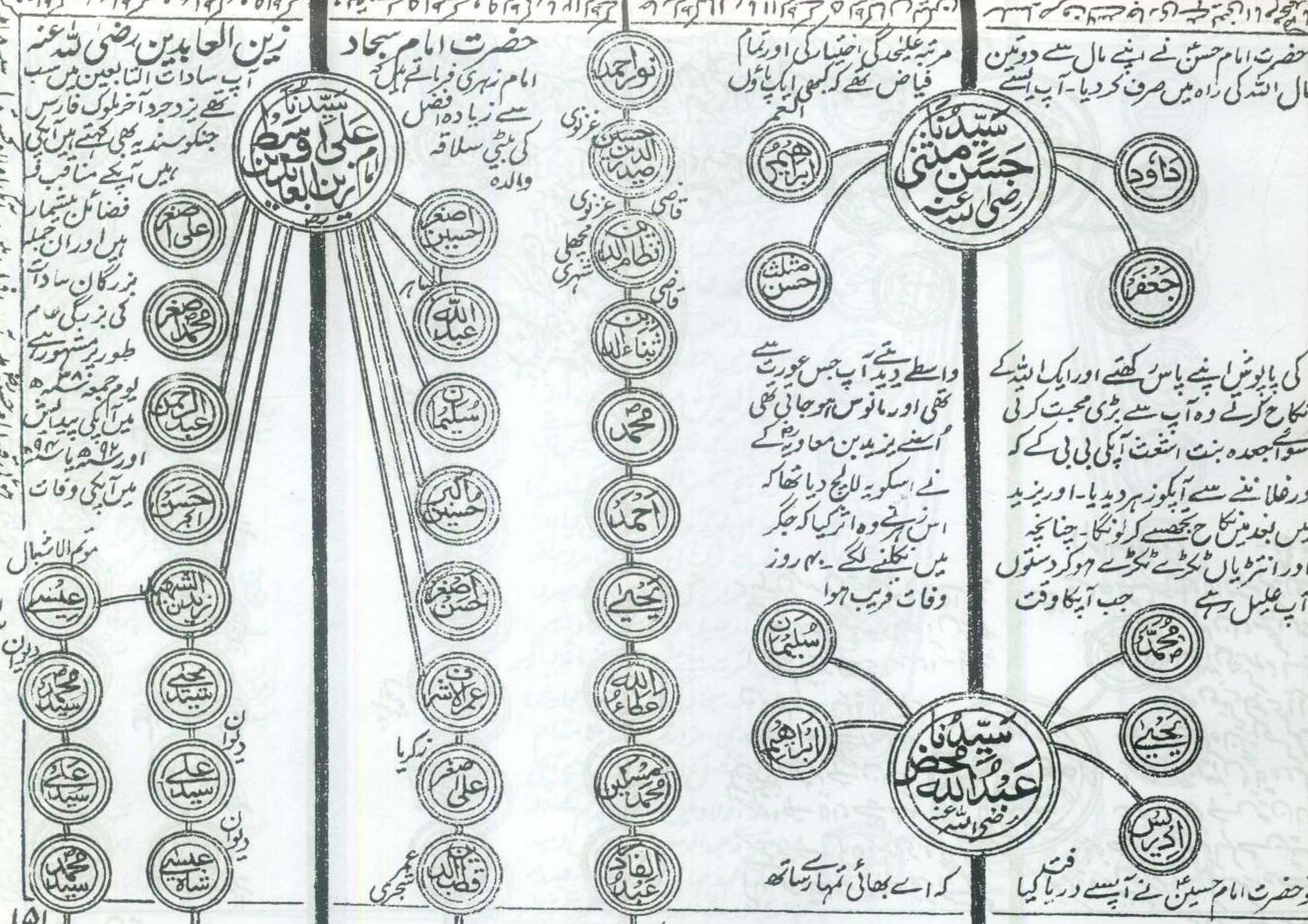
سے روایاتِ حدیث کیں۔ آنحضرتؐ نے آپکا
کیا۔ براءؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے انکو
کہا اے اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو
سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ منبر پر کھڑے ہوئے اور حضرت
ایک دفعہ آپ امام حسنؓ کیطرف دیکھتے تھے اور
اور فرماتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید اللہ تعالےٰ
میں صلح کردے۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ حسنؓ و حسینؓ
ہیں۔ اور دعا کی یا اللہ جو شخص ان دونوں کو
رکھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ
بر اٹھائے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا اے
عمدہ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا سوار بھی بہت
کہتے ہیں۔ امام حسنؓ آنحضرتؐ کے بہت مشابہ
تھے اور امام حسنؓ آپکی گردن پر آکر بیٹھ جاتے
تھے آنحضرتؐ انکو نہیں اتارتے تھے۔ امام حسنؓ
تھے۔ آپنے پچیس حج پیادہ پا ادا کیئے۔ کبھی کسی کی
مروان اپنے زمانہ امارت میں مدینہ منورہ میں ہر جمعہ
کیا کرتا لیکن آپ کبھی اُس سے کچھ نہ کہتے اور نہ
نے امام حسنؓ کیطرف ایک آدمی کو بھیجا اور کہلوایا
تھے اور آپ ایسے اور ایسے ہیں۔ حضرت
کہ تو جاکر مروان کو کہدے کہ میں اسکے معاف
اللہ کے سامنے پیش ہوگا اگر تو سچا ہے تو
کی جزا دیگا اور اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو

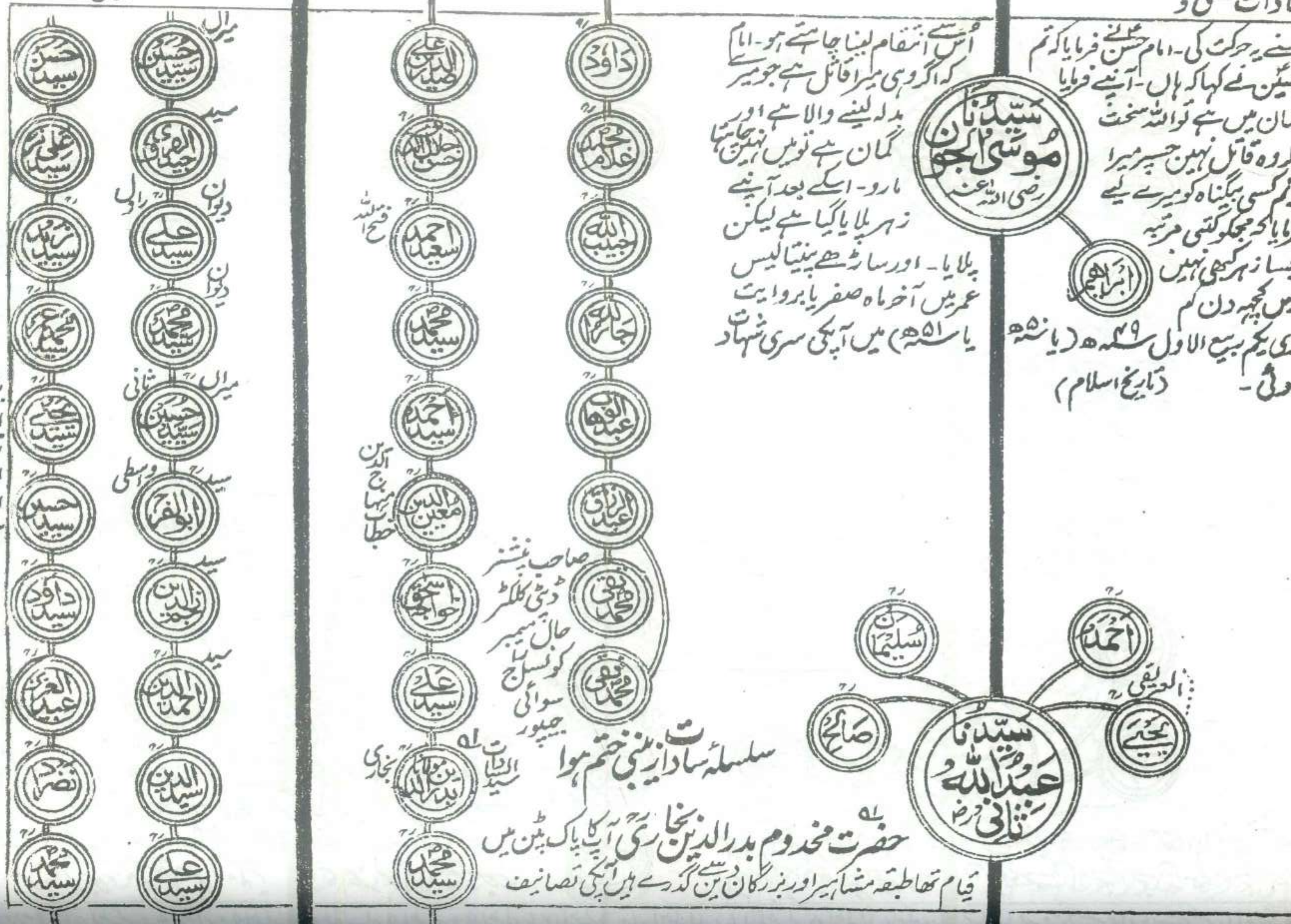
ساتویں دن ولادت کے بعد عقیقہ
کندھے پر امام حسن کو بٹھایا اور
بھی اسکو دوست رکھ۔ ابوبکرؓ
امام حسنؓ آپکے پاس کھڑے تھے
ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے
اسکی وجہ سے دو گروہ مسلمانوں
دونوں جوانانِ جنت کے سردار
دوست رکھے تو اُسکو دوست
ایک دفعہ حسنؓ کو اپنے کندھے
صاحبزادے تمہاری سواری بہت
اچھا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ
تھے۔ کبھی آنحضرتؐ نماز میں ہوتے
تھے۔ جبتک امام حسنؓ خود نہ اُترتے
بہت حلیم الطبع اور بڑے سخی
نسبت سخت کلمہ نہیں کہا تھا
حضرت علیؓ کی شان میں گستاخی
جواب دیتے تھے۔ ایک دفعہ مروان
کہ حضرت علیؓ ایسے اور ایسے
حسنؓ نے اس شخص کو جواب دیا
میں کچھ نہیں کہتا میرا تیرا معاملہ
اللہ تعالےٰ تجھکو تیرے صدق
اللہ تعالےٰ اسخت منتقم ہے۔

هادی
مهدی
غالب
طالب
مصطفےٰ
مرتضیٰ
حسن
حسین
آلِ محمد
آلِ علی

سے مروی ہے کہ آپ دونوں حضورؐ
تھے چنانچہ سینہ سے سر تک
حضورؐ کے مشابہ تھے لہذا
امام حسینؓ پر ظاہری ہاری
دونوں نواسوں کو نہال نائب صوری
کیا تھی گویا بقاء عالم کی
شہادت سے پتہ چلتا ہے کیونکہ
جائے اور آسمان سے
ہو جن و انس روتے ہوں
کو گردا گرد گھوم میں جسکے
اُسکے نانا سرور دو جہاں
زمین و آسمان قائم رہ سکتا
شہادت چونکہ ظاہری تھی
اسباب مذکورہ اسکی شہرت
زبانوں پر جاری رہیگا اور
کام کیلئے مخصوص کر لیا تھا
ہے اور انکے طفیل میں
اندازہ کر سکتا ہے۔ جنکے
ہیں۔ رحمت حق بیحد و بیشمار
موجودات علیہ الف الف
آپ امام حسنؓ سے کچھ مہینے
محرم کو آپکی شہادت ہوئی

سے صوری و معنوی مشابہت تامہ رکھتے
امام حسنؓ اور سینہ سے پیروں تک امام حسینؓ
امام حسنؓ پر شہادت سری اور سید الشہداء
تعالےٰ نے تقسیم کر دی اور حضورؐ کے یہ
و معنوی قرار دیئے گئے اور یہ نیابت
مصلحت تھی جسکا حضرت امام حسینؓ کی
جسکی شہادت و مظلومی پر مٹی خون ہو
خون برسے عالم غیب میں گریہ و زاری
درندے جسکے جسد مبارک کی حفاظت
قاتلوں کی ناک میں سانپ گھس جاویں
کے ساتھ اگر یہ واقعہ پیش آتا تو کیا
تھا۔ **دوسرے** حضرت امامؑ کی
جسکے لئے شہرت ضروری ہے اسلیئے
کے باعث ہوئے اور قیامت تک یہ ذکر
ان نفوس قدسیہ کو قدرت نے اسی خاص
لہذا اُنکے مراتب کا کیا اندازہ ہو سکتا
کسقدر افراد امت کو نجات ہو گی
مصائب و اندوہ امت مرحومہ کی زاد آخرت
اُنپر نثار ہو بحرمتہ سید السادات خلاصۂ
تحیتہ و سلاماً۔
چھوٹے تھے۔ سنہ ۶۱ ھجری یوم جمعہ عشرہ
(سرّ الشہادتین)


حضرت امام حسنؓ نے اپنے مال سے دو تین
مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا - آپ ایسے
مرتبہ علیحدگی اختیار کی اور تمام
فیاض تھے کہ کبھی ایک پاؤں
سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
داؤد
جعفر
ابراہیم الغمر
حسن مثلث
کی پاپوش اپنے پاس رکھتے اور ایک اللہ کے
نکاح کرتے وہ آپ سے بڑی محبت کرتی
سوائے جعدہ بنت اشعث آپکی بی بی کے کہ
ورغلانے سے آپکو زہر دیدیا - اور یزید
میں بعد میں نکاح تجھسے کرلونگا - چنانچہ
اور انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دستوں
آپ علیل رہے جب آپکا وقت
واسطے دیدیئے آپ جس عورت سے
تھی اور مانوس ہو جاتی تھی
اسنے یزید بن معاویہ کے
نے اسکو یہ لالچ دیا تھا کہ
اس زہر نے وہ اثر کیا کہ جگر
میں نکلنے لگے - ۴ روز
وفات قریب ہوا
سیدنا عبداللہ محض رضی اللہ عنہ
محمد
یحییٰ
ادریس
سلیمان
ابراہیم
تو حضرت امام حسینؑ نے آپ سے دریافت کیا
کہ اے بھائی تمہارا ساتھ
نور احمد
حسین صدر الدین
غزنوی
قاضی
نظام الدین
مچھلی شہری
ثناء اللہ
محمد
احمد
یحییٰ
عطاء اللہ
محمد مسکین
عبدالقادر
داؤد
حضرت امام سجاد
امام زہری فرماتے ہیں کہ
سے زیادہ افضل
کی بیٹی سلاقہ
والدہ
سیدنا علی اوسط امام زین العابدین
حسین اصغر
عبداللہ الباہر
سلیمان
حسین الاکبر
الحسن الاصغر
عمر الاشرف
علی اصغر
زکریا
قطب الدین
شجری
زین العابدین رضی اللہ عنہ
آپ سادات التابعین میں سب
تھے یزدجرد آخر ملوک فارس
جنکو سندیہ بھی کہتے ہیں آپکی
ہیں آپکے مناقب و
فضائل بیشمار
ہیں اور ان جملہ
بزرگان سادات
کی بزرگی عام
طور پر مشہور ہے
یوم جمعہ ۳۸ھ
میں آپکی پیدائش
اور ۹۲ھ یا ۹۴ھ
میں آپکی وفات
علی اصغر
محمد اصغر
عبدالرحمن
زید الشہید
عیسیٰ
موتم الاشبال
سید یحییٰ
سید علی
شاہ عیسیٰ
دلوان
سید محمد
سید علی
سید محمد
سید حسن
سید حسن

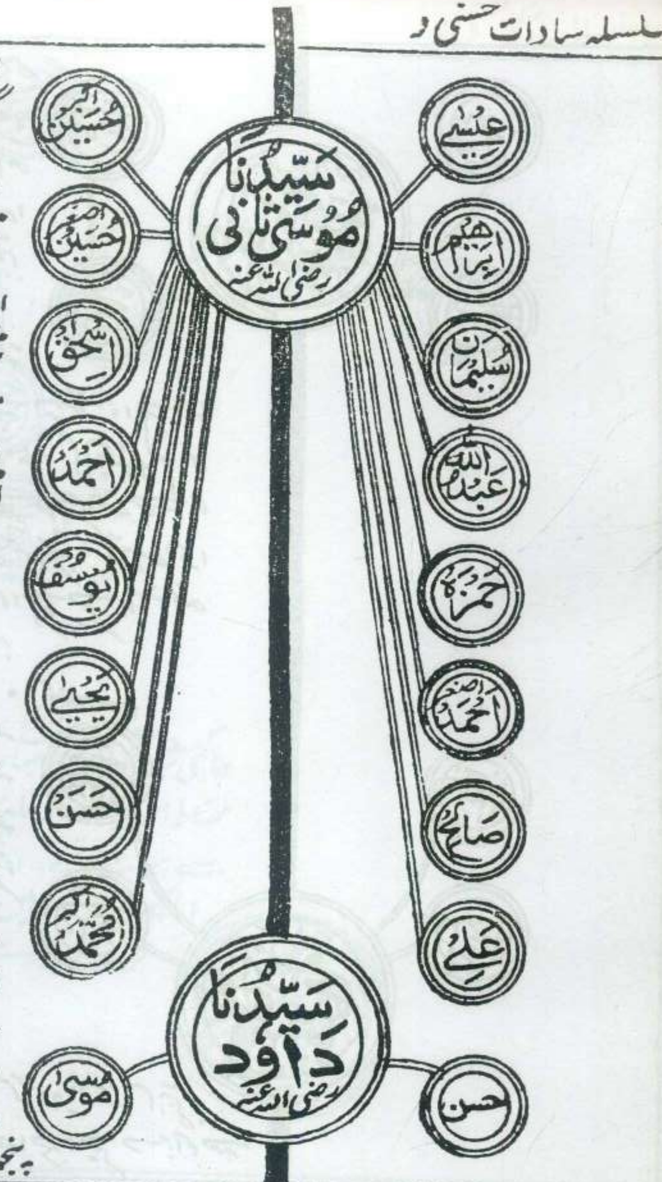


سلسلۂ سادات بنی ختم ہوا

حضرت مخدوم بدرالدین بخاری آپکا پاک پٹن میں قیام تھا طبقہ مشاہیر اور بزرگان دین سے گذرے ہیں آپکی تصانیف

اُس سے انتقام لینا چاہتے ہو۔ امام
کہ اگر وہی میرا قاتل ہے جو میرے
بدلہ لینے والا ہے اور
گمان ہے تو میں نہیں چاہتا
مارو۔ اسکے بعد آپنے
زہر پلایا گیا ہے لیکن
پلایا۔ اور ساڑھے پینتالیس
عمر میں آخر ماہ صفر یا بروایت
یا ۵۱ھ) میں آپکی سری شہادت

...سنے یہ حرکت کی۔ امام حسن نے فرمایا کہ تم
...سین نے کہا کہ ہاں۔ آپنے فرمایا
...سان میں ہے تو اللہ سخت
...گر وہ قاتل نہیں ہے جسپر میرا
...تم کسی بیگناہ کو میرے لیے
...پایا کہ مجھکو کتنی مرتبہ
...یسا زہر کبھی نہیں
...میں کچھ دن کم
...ی یکم ربیع الاول ۴۹ھ (یا ۵۰ھ
...ئی۔ (تاریخ اسلام)





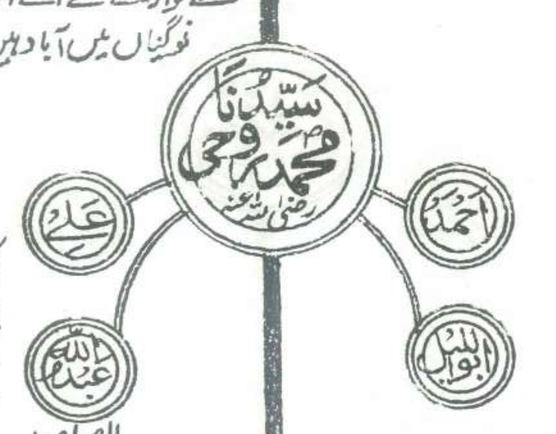
بھی بکثرت ہیں۔ اور آپ حضرت فریدالدین
گنج شکرؒ کے داماد تھے سادات نواحی بجنور
ذنوکالوہ آپکی اولاد ہیں اور اکثر
شہروں میں آپکی اولاد منتشر ہوئی
فتحپور سیکری میں آپکی اولاد دختری
اور آگرہ میں حضرت حاجی
شاہ محمد عارفؒ کا مزار
مشہور و معروف ہے۔ اور انکی
اولاد میں حضرت مخدوم
نصیرالدینؒ امروہی اپنے والد
بزرگوار کے خلیفہ و سجادہ نشین ہوئے
اور شیخ شمس الدین ترکؒ پانی پتی
سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا اور
حضرت ترک پانی پتیؒ نے امروہہ اور
اُسکے نواح کی ولایت آپکے سپرد
کی آثار جلیلہ اور خوارق عادات
آپکی کثرت سے مشہور ہیں زمانہ جہانگیر
شاہ تک سجادگی آپکی اولاد امجاد میں
بدستور رہی۔ مزار شریف آپکا مقام
امروہہ متصل تالاب بانسدیو ہے آپکی
سلسلۂ اولاد میں سید عبدالرحیم کے دو
صاحبزادے عبدالرسول میراں خاں و سید
مبارک عہد جہاندار شاہ میں منصبدار
پنجہزاری ہوئے اور نقارہ و علم و شمشیر خاص





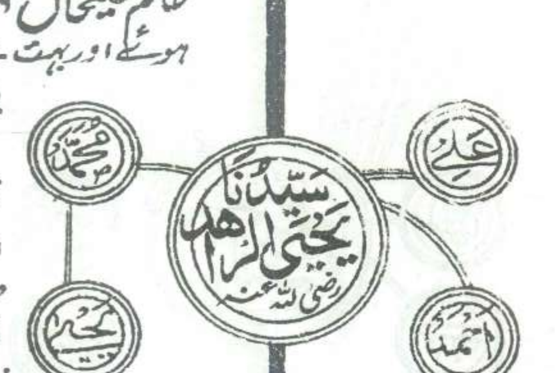
جد سادات محلہ
نوگیاں و جرویا
کہ جو زمانہ شاہی
میں عہدۂ جلیلہ
پر فائز تھے اور
سادات بخشی و
انکی اولاد
میں ابتک
بکثرت موجود
ہیں جو معززین
شہر سے شمار
ہوتے ہیں
سادات بارہا کی یہ بھی

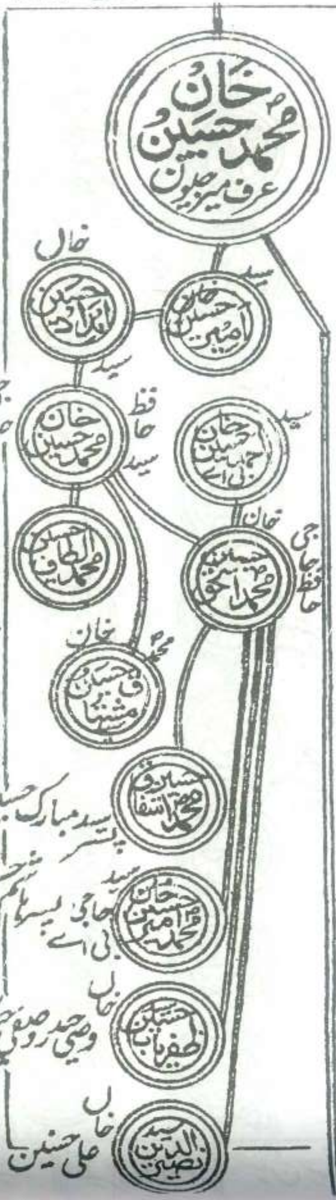
سے نوازے گئے انکے اعقاب موجودہ میں سب معزز و مقتدر ہیں جو اب تک امروہہ محلہ نوگنیاں میں آباد ہیں۔

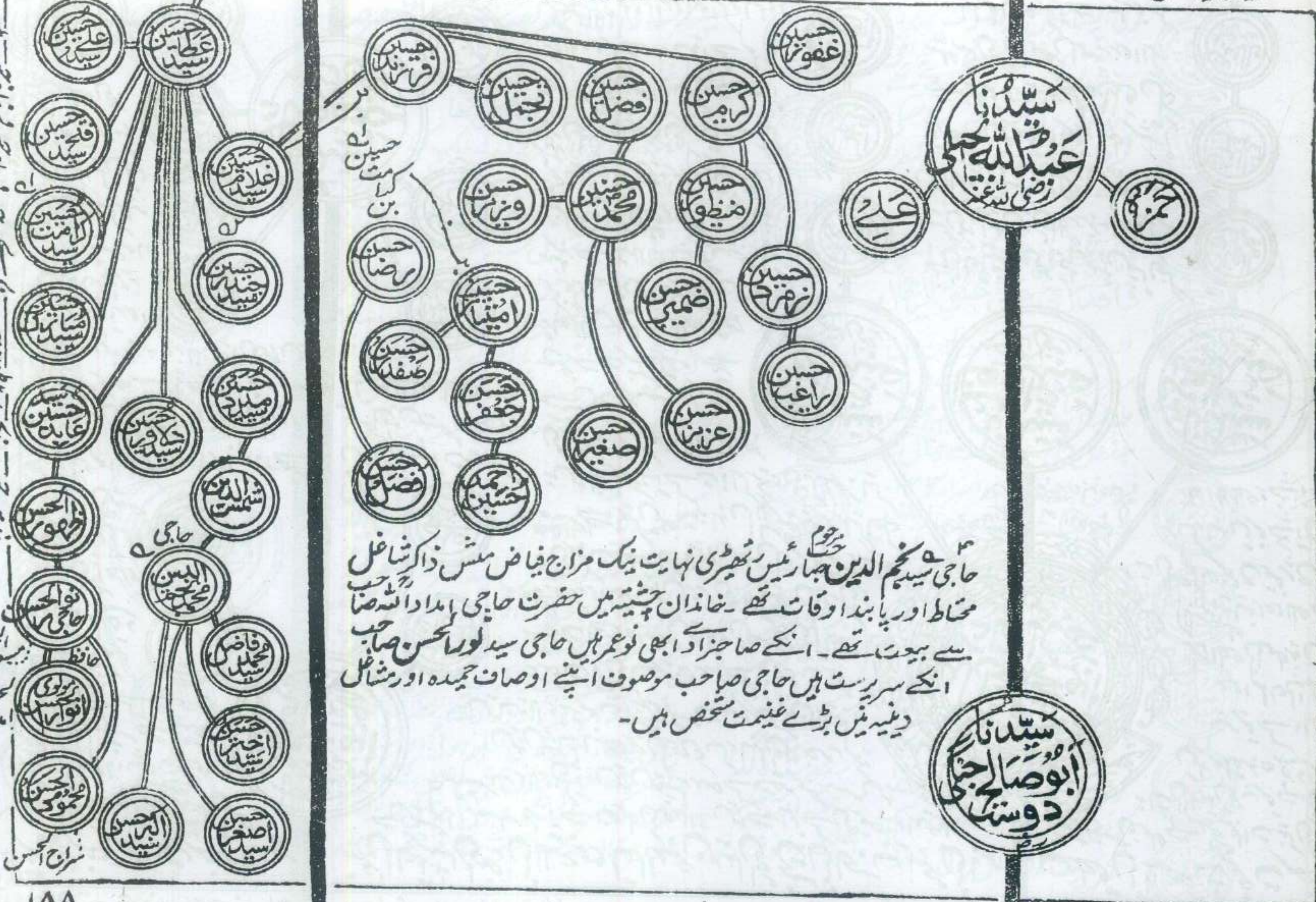


احوال سادات بارہا

سید محمد حسین خاں عرف میر جیون سادات بارہا کی ایک شاخ سادات تھیڑی وغیرہ کے مورث اعلےٰ ہیں ہندوستان میں خاندان ہمیشہ سے معزز اور نام آور رہا ہے بلحاظ ثروت سادات بارہا کے مورث اپنی معاصر ریاستوں کے ہمسر تھے اور سلاطین دہلی کے دربار میں مراتب جلیلہ وزارت و منصب صوبہ الصلصیل۔ سے سربلند رہے صلہ خدمات میں نیک نامی حاصل کی زمانۂ فرخ سیر میں بھی امیر الامرا سید حسین علیخاں صوبہ دار کئے گئے اور فرخ سیر کو تخت نشینی میں انسے بڑی امداد پہونچی اور اسی صلہ میں انکو صوبہ کیا گیا تھا۔ شاہان دہلی سخت مہمات میں انکو مقابلہ کے واسطے بھیجا کرتے تھے۔ امیر الامراء مذکور کے نایب و برادر زادہ سید عالم علیخاں ۶۔ شوال ۱۱۳۲ھ نواحی بالاپور میں نظام الملک کے مقابل ہوئے اور بہت سے موقعوں کے انکے شجاعانہ کارنامے کتب تواریخ میں موجود ہیں یہ خاندان کثیر الشعب اور تقریباً سب کی رئیسانہ حیثیت ہے موجودہ حکام میں بھی عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں بالخصوص مہدی علیخاں مقرر اصغر علیخاں مظفر علیخاں عبداللہ خاں اسحاق خاں صاحب ان تھیڑی بلحاظ اپنے محامد کے خاص طور پر قابل تعریف ہیں۔ نواح مظفر نگر میں انکے قصبا موانہ کلاں و خورد و منصور پور و جانسٹھ و تھیڑی وغیرہ عام طور پر مشہور ہیں انمیں ص







حاجی سید **نجم الدین** صاحب مرحوم رئیس رتھیڑی نہایت نیک مزاج فیاض منش ذاکر شاغل محتاط اور پابند اوقات تھے۔ خاندان چشتیہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے۔ انکے صاحبزادے ابھی نوعمر ہیں حاجی سید **نورالحسن صاحب** انکے سرپرست ہیں حاجی صاحب موصوف اپنے اوصاف حمیدہ اور مشاغل دینیہ میں بڑے غنیمت متخص ہیں۔

حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپکی کنیت ابو محمد ہے علوی حسنی ہیں ... قرب حق تعالیٰ شانہ ... ۵۶۱ھ بمقام بلق ... داد کے قریب ... العالم اور ... ید طولیٰ عطا ہوا ... علاوہ انبیاء علیہم السلام ... پر فتوح فخر عالم صلی اللہ ... آپکے فرق مبارک پر ... اپنے وعظ کا آغاز

ابو عبد اللہ صومعی کے نواسے ہیں۔ والدہ کی طرف سے آپکا سلسلہ امام حسین سے ... میں مسند محبوبیت کے صدر نشین ہیں۔ آپکی ولادت ۴۷۰ھ یکم رمضان المبارک کو ہوئی جو قصبات جیل میں جیلان کے نام سے مشہور ہے آپ مرتبۂ ولایت میں غوث زمانہ تھے روحانیت کی قوت قدسیہ تھا آپکی مجالس وعظ میں صلحاء و جنات و ملائکہ کی ارواح طیبا کا بھی نزول ہوتا تھا اور گاہ بگاہ ... علیہ وسلم کا نزول اجلال ہوتا تھا قطبیت کبریٰ کا ... رکھا گیا بعمر چالیس سال ہدایت خلق کیواسطے ۵۲۱ھ کیا منجملہ آپکی دیگر کرامات کے آپکے وعظ میں یہ بھی اثر تھا کہ نزدیک و دور کے آدمی حاضرین سب یکساں سنتے تھے اسقدر کثرت سے مجمع ہوتا تھا کہ دس دس بارہ بارہ کوس کے میدان میں لوگونکو گنجائش نہیں ملتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو عجیب عجیب کمالات سے بلند شان فرمایا تھا۔ بزرگان دین میں آپکی عجیب شان ہے آپکے اوصاف و محامد محتاج بیان نہیں۔ بلکہ جس کسی کو اخلاص اور قلب سلیم ہوا اپنی شان آپ خود اسپر اظہار فرمادیتے ہیں۔ لکھا ہے کہ آپنے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ جسوقت فرمایا ہے اسوقت ایک خاص تجلی کا ظہور ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت گروہ ملائکہ اولیاء کرام اور ارواح طیبہ میں آپکو کے ذریعہ سے آپکو عطا فرمایا۔

سیدنا ابو محمد محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ

سیدنا عبد العزیز رضی اللہ عنہ — محمد الفاضل، شمس الدین، شرف الدین

سیدنا عبد الوہاب رضی اللہ عنہ

سیدنا عبد الرزاق رضی اللہ عنہ — ابو نصر صالح، عبد الجبار، ابو موسیٰ

سیدنا حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ آپ بڑے عالم تھے اسی وجہ سے آپ امام باقر کے لقب سے مشہور ہیں (بقر وسعت کے معنی ہیں) یوم دوشنبہ ۳ صفر ۵۷ھ بمقام مدینہ منورہ آپکی ولادت ہوئی حضرت امام حسین کی شہادت کے وقت آپ تین برس کے تھے امام باقر کی والدہ کا نام ام عبد اللہ تھا جو بنت الحسین بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں آپکی وفات ماہ ربیع الاول ۱۱۴ھ یا ۲۳ صفر ۱۱۴ھ یا ۱۱۸ھ کو مقام حمیمہ میں ہوئی آپکا جنازہ مدینہ منورہ بقیع لیگئے اور آپکے والد امام زین العابدین اور امام حسن کی قبر مبارک میں پہلو میں دفن کیا گیا اسی قبہ میں حضرت عباس بھی مدفون ہیں

سیدنا ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ — زید، عبید اللہ، ابراہیم، علی ابو تراب

سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ — محمد عبد اللہ، علی عرضی، محمد دیباج یا محمد المامون، اسحق، عباس، یحییٰ، اسمٰعیل، علی

آپکی کل اولاد میں کسی قول سے ۵ لڑکے اور ۲ لڑکیاں ...

زین الدین
ولی اللہ
نور الدین
حسام الدین
محمد ولید
زین الدین
سید مصطفیٰ
سید سلیمان
سید علی
سید سلیمان

کوئی ایسا نہیں تھا جو اُس وقت موجود نہ ہو
اور تمام رجال الغیب و ملائکہ افق
آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے تھے
اور کوئی ولی ایسا نہیں رہا جسکی
گردن پر آپکا قدم نہ ہو۔ اسی کیطرف
آپنے دوسرے موقعہ پر بھی اشارہ
فرمایا ہے

اَنَا الجیلی محی الدین اسمی
واقدامی علی عنق الرجال

اور ابتک جو آپکے متوسلین ہیں
برابر فیضیاب ہوتے رہتے ہیں
طالبان صادق پر آپکی توجہ ہمیشہ
مبذول رہتی ہے ذرا سے خیال پر
فیوض و برکات انوار و اسرار کا مینہ
برسنے لگتا ہے۔ خداوند عالم بطفیل
نبی کریم آپکے فیضان سے عامہ مسلمین
اور مریض دل کو بہرہ اندوز کرے
اور آپکے توسل کی توفیق دے
آمین

فکر بہبود خود اے دل ز در جیلان کن
در دعا شق نشود بہ زدوائے حکیم
گوہر معرفت اندوز کہ باخود ببری
کہ نصیب دگران است نصاب زر و سیم

عمر شریف ۹۱ سال ہوئی اور ۹
یا ۱۷ او بقول صحیح ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ
کو آپکا وصال ہوا۔ (فیوض یزدانی)

قطب العلیم
سید نصر اللہ
حاجی الحرمین سید احمد
سید شیخو
سید محمد
سراج الدین

حضرت شاہ گدا امروہی

حضرت شاہ گدا
رحمۃ اللہ علیہ
آپکے والد بزرگوار

سید السادات امام الطریقہ حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ

آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے صنعت کیمیا
و دیگر معارف میں کمال حاصل تھا
انکے شاگرد کی ہزار ورقہ ایک کتاب ہے
جسمیں حضرت امام کے پانسو رسائل جمع ہیں
۸۰ھ یا ۸۳ھ ۸۔ رمضان بوقت صبح آپکی
ولادت ہوئی اور ماہ شوال ۱۴۸ھ میں وفات پائی
جنت البقیع مدینہ منورہ میں اپنے والد اور جد امجد کی قبر
میں رکھے گئے۔ آپ بھی حضرت امام ابوحنیفہ رح کے اساتذہ
سے ہیں آپکی اولاد بقولے ۷ لڑکے یا ۳ لڑکیاں اور
بقولے ۷ صاحبزادے تھے۔ آپکی ذات اقدس سے
سلاسل صوفیہ کو بڑا فیضان ہے۔ (ابن خلکان)

قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین
قطب مدار قدس اللہ سرہ العزیز

آپکی ولادت باختلاف اقوال ۱۸۲ھ یا ۳۰ھ
بقول صحیح ۲۴۲ھ میں شہر حلب اطراف
شام میں ہوئی آپکے واقعات صغر سنی سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ ولی مادر زاد تھے حضرت حذیفہ
شامی سے آپکی ابتدائی تعلیم ہوئی اور مشاہیر
وقت سے علوم ظاہری آپنے حاصل کئے حاضری
حرمین کے بعد بارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہندوستان کے عازم ہو جہاز میں جسوقت سوار

سید احمد
سید اسمٰعیل
سید ظہیر الدین
سید بقاء اللہ
سید علی حسین
حضرت بدیع الدین قطب مدار
محمود الدین
سید جعفر
سید ابراہیم

سید محمد
تاج الدین
سید داؤد
سید بقاء اللہ
سید عنایت اللہ
سید احمد
سید نور محمد
سید فتح اللہ
سید عبد اللہ
۱۵۷ سید علاء الدین صابر

سید مصطفیٰ

سیف الدین

سید ابراہیم بغدادی

سید سراج الدین اکبرآباد میں بندا مقیم تھے اور
سلسلہ قادریہ کا فیض آپ سے جاری تھا۔ نانا
جمال الدین اکبر میں باصرار سید محمود میر عدل اور بارشاد
حضرت رسالت پناہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
امروہہ تشریف لائے اور یہاں شادی کی سلسلۂ
قادری آپکا بواسطہ غوث پاک اسطرح ہے بی بی
فاطمہ والدہ غوث پاک بنت سید عبداللہ
بن ابوجمال بن سید محمد بن ابوطاہر بن ابو العطا
بن ابو عبداللہ بن ابوکمال بن سید عیسیٰ بن ابو
عبداللہ بن سید محمد بن سید علی العریض بن امام
جعفر صادق آپکی اولاد میں بہت سے دربار
شاہی میں مناصب عالی سے سرفراز تھے اور
اور بہت سے جادۂ توکل و ارشاد پر مسند نشین

سلسلۂ حسنی تمام ہوا

ہیں آپکے فرزند ارجمند حضرت شاہ گدا صاحب مقامات عالی و تصرفات نافذہ
رکھتے تھے علوم ظاہر و باطن کے جامع کمالات طریقت سے آراستہ تھے
آپکے انتقال پر تجہیز و تکفین کے بعد صحن مسجد میں نماز کیواسطے جہاں آپ اپنی
جا میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ جنازہ رکھا گیا۔ بعد نماز ہر چند لوگوں نے
کوشش کی مگر وہاں سے جنازہ نہ اٹھا۔ لوگوں نے آپکی بیوی صاحبہ کو اسکی
اطلاع دی انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر نہیں اٹھتے ہو تو میں خود آتی ہوں
اسوقت جنازے پر یہ جواب سنا کر اٹھایا گیا جنازہ فوراً اٹھ گیا۔ گنستیہ
مقام امروہہ میں آپکا مزار ہے۔ آپکے سلسلہ میں سید نوازش علی قادری
اور مولوی سید رمضان علی کی اولاد محلہ کوٹ میں مقیم اور صاحب ثروت
موجود ہیں۔

ہو کر روانہ ہوئے تو آپنے اہل جہاز کو ہدایت اور نصیحت سرور
کی جہاز والے چونکہ کفار تھے انہوں نے آپکے ارشاد کی پروا
نہ کی اس گستاخی سے جہاز ٹوٹکر غرق ہو گیا اور آپ ایک
تختہ پر بیٹھے ہوئے کنارۂ دریا پر پہونچے وہاں ایک شخص
غیبی نے حضرت شاہ مدار کو ۹ لقمے غذاء ملکوتی کے کھلائے
اور لباس بہشتی پہنایا جب سے آپکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ کبھی
کھانے پینے کی خواہش نہیں ہوئی اور آپکا لباس کبھی میلا
اور پرانا نہوتا تھا یہاں سے آپ ہندوستان آئے اول گجرات
کالنجر وغیرہ میں چند روز قیام کیا اور بہت سی مخلوق آپکی ہدایت
و فیضان سے داخل اسلام ہوئی۔ پھر آپنے حج کا ارادہ کیا
اور اثناء راہ میں بغداد شریف پہونچے حضرت غوث پاک
کی ہمشیر کے اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے آپسے دعا کی استدعا
کی۔ حضرت مدار کی دعاء برکت سے انکی اولاد ہوئی۔ حضرت
مقامات متبرکہ حج و زیارت سے فارغ ہو کر پھر ہندوستان تشریف
لائے اور اجمیر شریف میں کوہ کلا پہاڑی پر قیام فرمایا۔ اور
حضرت خواجہ بزرگ سے ملاقات ہوئی یہاں سے آپ کالپی تشریف
لائے اور اکثر مقامات میں بغرض ہدایت خلق دورہ فرماتے رہے مکن پور
میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے ۸۳۸ھ ۱۷ جمادی الاولیٰ کو
آپکا وصال ہوا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت
سے آپکو فیض ہوا تھا اسواسطے آپ اویسی ہیں۔ آپکی کشف
و کرامات و خدمات اسلام بیان سے باہر ہیں۔ (مرآۃ المداری)
سلسلۂ مداریہ جسمیں بڑی بڑی صاحب تصرف بزرگان اولیائے
کرام گذری ہیں آپکی ہی طرف منسوب ہے۔

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

سید علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ

پیران کلیری

حضرت خواجہ سید محمد ارغول رحمۃ اللہ

آپ حضرت قطب ... کے جانشین خلفائیں سے تھے آپ جسوقت

ابراہیم

عبداللہ

سید ابو محمد ارغون رحمۃ اللہ علیہ

سید ابو الحسن طیفور رحمۃ اللہ علیہ

ذکر فرماتے تھے تو آپکے اعضاء سے

پیران کلیری آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ اور اولوالعزم خلفاء سے تھے (کے بھانجے) آپکے والد بزرگوار کے بعد انتقال آپکی والدہ حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ حضرت مخدومؒ فیضان خاص گنجشکرؒ سے فیضیاب ہوتے رہے اور تقسیم لنگر کی خدمت حضرت صابر کے سپرد ہوئی۔ آپنے ایک سال یا بقول بعض بارہ سال تک لنگر تقسیم کیا لیکن حضرت مخدومؒ نے ایک روز کھانا نہ کھایا۔ باوجود اسکے مجاہدات و ریاضات سے آپکا کوئی وقت خالی نہیں رہتا تھا جسم ظاہری آپکا نہایت لاغر ہوگیا اتفاقاً آپکی والدہ پھر حضرت بابا کی خدمت میں آئیں اور حضرت صابرؒ کو لاغر اور نحیف دیکھکر بہت رنجیدہ ہوئیں۔ حضرت باباؒ سے شکایت کی اور کہا کیا علاء الدینؒ کا حصہ آپکے لنگر میں نہیں ہے۔ چونکہ حضرت باباؒ اپنی ہمشیرہ سے زیادہ محبت رکھتے تھے یہ شکایت سنکر حضرت صابرؒ کے حالات سے رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تمام لنگر کا انکو مختار کر رکھا ہے اس تکلیف کی کیا وجہ ہوئی آپنے حضرت صابرؒ کو بلاکر دریافت کیا۔ آپنے عرض کیا کہ حکم تقسیم کا ہوا تھا میرے لئے اجازت نہیں ہوئی تھی اسوجہ سے میں نے کھانا لنگر سے نہیں کھایا یہ سنکر حضرت باباؒ کو جوش آیا اور دولت عرفان سے آپکو مالامال کر دیا اور آپکے حق میں بہت سی دعاء برکت فرمائی۔ سلسلۂ صابریہ آپکی طرف منسوب ہے۔ ۱۳۔ ربیع الاول ۶۹۰ھ بحالت وجد سماع آپکا وصال ہوا۔ پیران کلیر شریف آپکا مزار ہے۔ ہر سال آپکے عرس میں مخلوق کا اژدحام ہوتا ہے۔

(جواہر فریدی)

سید ابوتراب منصور

دلکش آواز پیدا ہوتی تھی عجیب قسم کی حضرت مدارؒ نے آپکو اسوجہ سے ارغون لفظ سے ملقب (ناجہ نام) فرمایا آپکی تلاوت قرآن جانور تک آپکے گرد جمع ہوکر بیہوش ہوجاتے تھے ۷۹۰ھ میں آپکی وفات ہوئی اور حضرت ابوالحسن طیفورؒ آپکے چھوٹے بھائی مثل اپنے بھائی کے جامع تھے اور شریعت و سلوک کے باعث

سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

سید ہارونؒ — سید مرتضیٰؒ — سید علی اصغرؒ — سید عبداللطیفؒ — سید مسعود باباؒ — سید عبداللہؒ — سید یوسف

آپکا لقب طیفور (تیز پرواز کبوتر) ہوا اور سید ابوتراب منصور اور یہ دونوں بزرگوار حضرت شاہ مدارؒ کے جانشین ہوئے اور فیضان سلسلہ حضرت مدارؒ کا انہی سے جاری ہوا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

۱۲۹ھ میں یوم سہ شنبہ مدینہ منورہ آپکی ولادت ہوئی اور بعمر ۵۴ سال بغداد میں ۱۸۳ھ آپکا انتقال ہوا۔ بغداد شریف میں آپکا مزار ہے آپکی اولاد بقولے ۲۳ صاحبزادے ۳۷ لڑکیاں یا ۱۹ جسمیں ۱۴ صاحبزادے سے آپکا سلسلہ جاری ہوا۔

(خلکان۔ عمدۃ الطالب)

سید علی اکبر رحمۃ اللہ

سید فخرالدینؒ — سید تقیؒ (خلوتی) — سید بلاقؒ — سید محمودؒ

رحمۃ اللہ علیہ کو بعض مہدی بن امام حسن عسکری و ضمی ابن خلکان وغیرہ امام محمد عسکری بن علی نقی کی نسبت ہوتا ہے کہ آپکا کوئی عقب مہدی تک پہونچاتے ہیں مناقب المحبوبین انکو ابن علی نقی سے لکھتے ہیں بھے علیٰ ہذا حضرت خواجہ یتیق دونوں مصنفین عبدالعزیزؒ کو ابن ابراہیم لکھتے ہیں انہیں اقوال کی

سید ادریس رحمۃ اللہ

سید ابراہیم — سید عبدالعزیز ۵ — سید نجم الدین — سید احمد حسن — سید کمال الدین

حضرت سید عبدالعزیز ۵

مورخین نے ابن سید ابراہیم بن بن امام علی نقی لکھا ہے لیکن ابوالقاسم بن مہدی بن حسن، چند اقوال لکھتے ہیں جس سے علوم نہیں تھا۔ گو سادات کنہر اپنا سلسلہ لیکن صاحب اقتباس الانوار و تحقیق میں ابوالقاسم کو فرزندان نہ یہ کہ وہ حسن عسکری کے صاحبزادے بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ اور صاحب مرآۃ الاسرار سید بن ادریس بن امام موسیٰ کاظمؒ

صحت پر حضرت خواجۂ بزرگ کا بھی سلسلہ درج کیا گیا واللہ اعلم۔

حضرت قطب العارفین غوث المشائخ رحمت عالمیاں خواجۂ خواجگاں
سلطان الہند معین الدین حسن السنجری الچشتی اجمیری رضی اللہ عنہ

آپکے حالات میں صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ آپکی ولادت سنہ ۵۳۰ھ
آپکی سنجان میں ہی جو سنجر کے نام سے مشہور
میں مقام اصفہان میں ہوئی لیکن نشوونما
قوت بہم پہونچاتے اور زاہدانہ زندگی
ہے۔ آپ ابتداً کسب حلال سے اپنا
کی خدمت آپکا مشغلہ تھا ورثۂ پدری
بسر کرتے تھے۔ فقراء و مساکین
سے ایک باغ آپکو ملا تھا۔ اُسکی
آمدنی سب آپ اہل اللہ کی
خدمت میں صرف کرتے تھے۔
ولولۂ شوق و عشق حقیقی کا جوش
جوش ہوا سب خانماں محبوب
مطلوب حقیقی پر نثار کردیا اول
علم ظاہری کی تکمیل میں حضرت
مولانا حسام الدین کی بعمر تیس ۳۰ سال
خدمت کی اور مرتبۂ کمال حاصل کیا۔
اسکے بعد آپ طلب حق میں حضرت
عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے
ہاں بغداد پہنچے اور حضرت عثمان
ہارونی کی شفقت و عنایات سے بہت
جلد دولت عرفاں سے کامیاب
ہوئے۔ آپکے کثرت مجاہدات اور ریاضات
وعبادات مقبول بارگاہ لم یزلی ہوئے۔ یہانتک کہ آپ ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ جناب باری سے خطاب ہوا
اے معین الدین رح میں تجھ سے راضی ہوں اور تو میرا مغفور ہے جو چاہتا ہے
وہ مانگ لے۔ اسکے علاوہ آپکو وہ وہ مدارج عطا ہوئے جسکی مثال نہیں پائی جاتی۔ جناب باری تعالیٰ شانہ
اور حضور رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ پر جو انعام و اکرامات ہوئے اُسکا احصاء و شمار دشوار ہے
بحکم حضور فخر جہاں روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان تشریف لائے
سرتاج چشت بہشت آشیانی
اور سلطان الہند کا لقب آپکو عطا
ہوا۔ سرزمین ہند جو دھواں دھار کفر سے تیرہ و تاریک ہو رہی تھی آپکے قلب نورانی
کی شعاعوں سے جگمگا اُٹھی فیضان

سیدنا معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید مخدوم گیسہ باز

رحمۃ اللہ علیہ بزرگان کاملین سے ہوئے ہیں آپکے اجداد میں سے سید علی رومی رح نواح ہرات بنرہ وار سے اول مظفر نگر آکر مقیم ہوئے بعد ازاں زمانۂ لودیاں میں امروہہ سکونت اختیار کی حضرت مخدوم گیسہ باز کی اولاد میں مولوی سید عبدالعزیز صاحب بڑے فاضل علماء سے ہوئے ہیں مولانا سید امانت علی و امروہی مولانا احمد حسن رح مرادآبادی کے شاگرد رشید تھے انکے برادران میں حافظ بچو و حافظ علیم اللہ و سید دلدار علی
متبحلہ چاہ ملا امانت ہیں اور سید لطف اللہ

ظاہری و باطنی آپکا سب پر عام ہو گیا۔ ایک مخلوق تھی کہ راہ یاب ہوئی۔
ہزاروں حرماں نصیب تھے کہ بادۂ وحدت سے سرشار ہوئے کو وصال
حضرت خواجہ کا ۶۔ رجب ۷۳۲ھ میں روز یکشنبہ ہوا۔ لیکن آپکا
دریائے فیض باطنی اور جود و سخائے ظاہری تاہنوز جاری ہے۔ اہل حاجت
بہ نہایت شفقت ہر شخص اپنے مرتبہ کے موافق اپنی مراد کو پہنچتا
ہے۔ اہل اخلاص کیلئے دربار عام کھلا ہوا ہے۔ محرومی کا آپکے
ہاں نام نہیں۔ آپکی شان عالی کا کوئی بیان نہیں ہو سکتا۔

جاں فدائے تو کہ ہم جانی و جانانی — ہر کہ شد خاک درت رست ز سرگردانی
سر سری از سر کوئے تو نخواہم برخاست — کار دشوار نگیرند بدیں آسانی

فاش کردند رقیبان تو سر دلِ من
چند پوشیدہ بماند خبر پنہانی

افسوس ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ رح کے بعد بھی ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر طرف
کی صدائے ہو حق سے بارگاہ گونجتی رہتی تھی۔ اور آج ہماری وہ حرماں نصیبی
ہے اور دنیوی مخمصات میں ایسے گرفتار ہیں کہ حضرت خواجہ سے حصولِ
فیضان کی توفیق بھی نہیں ہوتی ہمنے اس حیات ناپائدار کو ایسا دوامی سمجھ
رکھا ہے کہ شبانہ روز دنیوی تفکرات میں گھر رہتے ہیں بخلاف ہمارے سلف کے کہ وہ
اس زندگی کو ایک مسافر کے قیام سے زیادہ خیال نہیں کرتے تھے۔ اسپر ہمکو
شکایت ہے کہ پہلے سے بزرگ نہیں ملتے وہ فیضان و برکات تصرفات بزرگان دین
اب ظاہر نہیں ہوتے اور یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہم بھی کسی قابل ہیں یا نہیں جب کبھی
دربار خواجہ یا کسی دوسرے بزرگ کے ہاں حاضر ہوتے ہیں سوائے نفع دنیا و حصولِ
جاہ اور کوئی التجا پیش نہیں ہوتی سبحان اللہ ان بزرگان دین کے کمالات
ہمنے کیا ہی سرمایہ جمع کر رکھا ہے۔ صد افسوس کہ اصل مراد کیطرف کسیکو توجہ

حضرت سلطان الاولیا و مشکلکشا خواجہ قدس اللہ سرہ

خواجۂ خواجگان
سید بہاء الدین نقشبند
رضی اللہ عنہ

۷۱۸ھ میں آپکی ولادت
سے ہویدا تھے حضرت
میں قبول فرمایا۔ اور بظاہر
امیر کلال سے ہوئی لیکن
عبدالخالق غجدوانی رح کی روحانی تربیت آپکی مربی ہے
راز و نیاز کا مرتبہ حاصل ہوا۔ آپکے نفوس ذکیہ جسکے قربی
جاذبہ رحمت سے جسکی رہبری ہوا۔ جسکے انتہائے مراتب
تعالےٰ مظہر آیات الٰہی خواجۂ خواجگان نقشبند کا فیضان و
بحرمتہ النبی و آلہ الامجاد۔ اس حقیر کا حوصلہ نہیں جو حضرت
کر سکے

آنچہ نہ دیدست دو چشم زماں
در گل ما رنگ نمودہ است آں

حضرت خواجہ جاذبۂ غیبی سے مراتب علیا کو فائز ہوئے
و اخبار مصطفوی پر مامور کئے گئے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ
کے لئے اس سے بہتر کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی تھی کسی نے
کی بنیاد کیا ہے ارشاد ہوا کہ خلوت در انجمن یعنی
آپ فرمایا کرتے تھے کہ توحید سے پر تو پہنچ سکتے ہیں لیکن معرفت
حضرت خواجہ سفر مبارک میں گئے تھے۔ خراسان ایک
لوٹنے کیوقت ایسے کہا گیا۔ کہ فلاں شخص نے کہ ذکر سے
اسنے مشغولی کم کردی ہے۔ فرمایا مضائقہ نہیں۔ پھر

فرید العصر خواجۂ خواجگاں بہاء الحق والدین نقشبند

آپکا اسم گرامی محمد بن محمد بخاری ہے
ہوئی۔ آثار رشد آپکی پیشانی مبارک سے
خواجہ محمد بابا سماسی نے آپکو اپنی فرزندی
آداب طریقت کی تعلیم حضرت سید
درحقیقت آپ اویسی تھے حضرت خواجہ
آپکو شان محبوبی اور باری تعالےٰ سے
ہوئی اسکی شان محبوبی کا کیا بیان
کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ باری
برکات طالبان حق پر نازل فرمائے
خواجہ کے اوصاف کا شمہ بھی ادا

وانچہ نہ بشنید دو گوش زمیں
خیز و بیا در گل ما آں بہ بیں

اور عالم خواب میں اتباع سنت نبوی
سرعت سیر اور جلد تکمیل مقامات
آپ سے دریافت کیا کہ آپکے طریقہ
بظاہر لوگوں میں اور دل خدا کیساتھ ہو
تک پہنچنا دشوار ہے۔ جس زمانہ میں کہ
صاحبزادے کو ذکر کی تعلیم فرمائی تھی
بارہ میں مشغولی حاصل کی تھی۔ اب
اس سے آپنے فرمایا کہ کبھی ہمکو ہمنے خواب

…ہیں ہوگی جو سب سے زیادہ ضروری ہے -

…تا از در میخانہ کشادے طلبیم — بر در دوست نشینیم و مرادے طلبیم
زاد راہِ حرم دوست نداریم مگر — بہ گدائی ز در میکدہ زادے طلبیم

…اجہ صاحبؒ کے بقاء سلسلۂ اولاد میں اختلافات
…پیش آرہے ہیں اسلئے ہمنے صرف حضور کی
…صلبی اولاد تک آپکا سلسلہ درج کتاب کیا ہے
…اصل اختلافات جو کچھ بھی ہو -
آپکے صاحبزادوں میں حضرت خواجہ فخر الدینؒ کا بعد وفات
…اجہ بعمر ستر سال ۶۶۱ھ میں وصال ہوا - قصبہ سرواڑ
…اجمیر سے سولہ کوس سانبھر کے قریب آپکا مزار مشہور
…معروف ہے اور خواجہ حسام الدین سوختہ رح
…ابدالوں میں شامل ہوگئے تیسرے خواجہ ضیاء الدین
…ابوسعید رح آپکا مزار حضرت خواجہ کے بائیں میں ہے -
…بی بی حافظ جمال رح آپکی صاحبزادی زہد و تقوی میں کمال
…تھیں آپکے مزار کے پائین جو مشہور اور مستقل شاندار قبہ ہے اسمیں
…ون ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین

شجرہ مبارکہ حضرات نقشبندیہ

خداوندا بحق اسم اعظم — بنور سید اولاد آدم
…شاہ صفدر کرار حیدر — کہ از نیروش واشد باب خیبر
…سرو گلستان نبوت — بآں شمع شبستان فتوت
…نو باوۂ باغ رسالت — بآں یکتائے میدان لطافت
…چشم و چراغ اہل بینش — کہ بروی بد مدار آفرینش
…کان صفا و منبع نور — کہ بود اندر قبائے عز مستور
بحق مجمع البحرین انوار — کہ شد اوراز صدیق علی بار

میں دیکھا ہے - اُسنے کہا ہاں - فرمایا کہ یہی کافی ہے -
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو تھوڑا سا تعلق بھی ان بزرگوں سے ہو - امید ہے کہ آخر الامر انہیں سے ملجائیگا اور وہ انکی نجات اور بلندی درجات کا سبب ہوجائیگا -
آپکی وفات پیر کی شب ۳ - ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی - مزار بخارا (نفحات الانس)
شجرۂ ذیل میں حضرت خواجہ نقشبند کے پیران اور آپکے اولیاء طریقہ حضرت مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب فرمائے ہیں وھو ہذا

قدس اللہ اسرارہم

بسوز سینۂ صدیق اکبر — بسلمان و بہ قاسم یار دیگر
بہ فصلے بروز کار زارش — زعزرائیل و ضرب ذوالفقارش
حسن کز محض لطف خیر خواہی — فرود آمد ز تخت بادشاہی
حسین آں سرور جمع سعیداں — سپہ سالار افواج شہیداں
علی ابن الحسین آں زین عباد — کہ بود از غیر ذات حق آزاد
محمد باقر آں کوہ مفاخر — کہ از تحریرش گفتند باقر
بحق جملہ اہل بیت اطہار — کلاں و خورد و مرد و زن بیکجا

سیدنا ابو الحسن امام علی رضا رضی اللہ عنہ

آپکی ولادت ۶ یا ۷ یا ۸ شوال ۱۵۱ھ یا ۱۵۳ھ میں جمعہ کے روز ہوئی مدینہ منورہ میں خلیفہ مامون کی صاحبزادی سے آپکی شادی ہوئی خلیفہ مامون نے آپکے فضل و کمالات کی وجہ سے بڑی عزت کی اور جسوقت خلیفہ مامون مرو میں تھے ۳۳ ہزار بنو عباس کو جمع کیا اور حضرت امام کے ہاتھ پر بیعت کی خلافت بغداد آپکے سپرد ہوئی اور آل عباس نے اُس روز سیاہ لباس ترک کیا اور سیاہ علم بھی بدل دیا

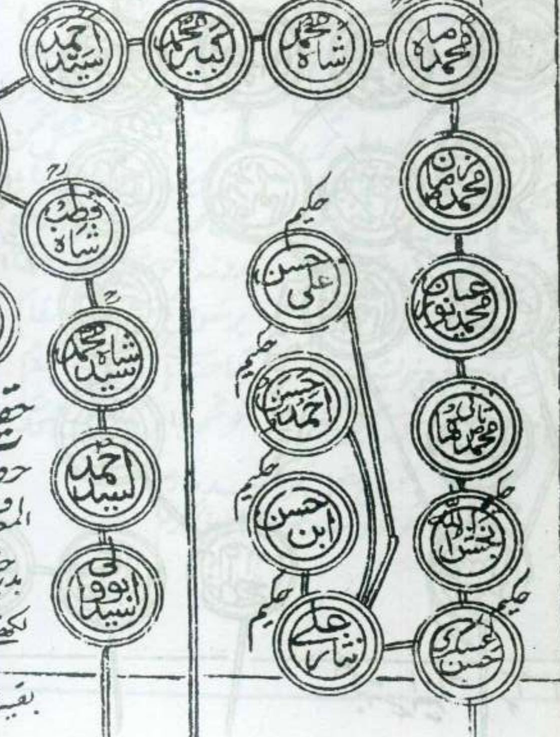
امام صادق و مصدوق جعفر / که این و منصب ور اشد بکسر
رئیس عشقبازاں قطب بسطام / که در راه نزدیکی او کسی گام
بحق بو علی آں قطب فائق / بخواجه یوسف آں غوث خلائق
که پا ننهاده آں فرخنده اختر / بجز اندر قدم گاه پیمبر
بمکین عزیزاں پیر نساج / که بر چرخ بریں دارد شرف تاج
امیر سید کلال آں پیر کامل / که فکر غیر نگذشتی است در دل
بهاء الدین و الدنیا محمد / که ایں راه هدی زو شد ممهد
زبس کز وی گره از کار وا شد / خطابش خواجهٔ مشکل کشا شد
بآں پیر یکه چرخ آمد مقامش / ازاں یعقوب چرخی گشت نامش
چه گویم من بوصف آں گرامی / که در وصفش چنیں گفت است جامی

بآں سرمست صهبائے محبت / که بد غواص دریائے محبت
بشرب بو الحسن از جام عشقت / که بد شائسته اقدام عشقت
بعبد الخالق آں البرز تمکیں / امام پیشوایاں پیر دیں
بحق خواجه عارف کان معنی / بحق خواجهٔ انجیر فغنی
بحق خواجهٔ بابا سماسی / بآں خورشید برج حق شناسی
بحق پیر پیران بخارا / کزو شد سنگ خارا ذره آسا
به بے نقشی چو کردی سربلندش / نهادی نام شاه نقشبندش
بقطب حق علاء الدین عطار / که از عالم کشادی قفل اسرار
بحق آبروئے پیر احرار / کزو زیب دگر بگرفت ایں کار
مقام خواجه برتر از گمان است / بروں از حد تقریر و بیان است
دلش لجه بست از اسرار الٰهی / کزو یک قطره از مه تا بماهی
بخواجه زاهد آں پیر صفا کیش / بجان تازی مولانائی درویش
بحق خواجگی کاندر هدایت / نمودی درج اسرار نهایت
بآں مهر سپهر ارجمندی / ختام خواجگان نقشبندی
که صهبائے محبت است ساقی
در دریائے عرفان خواجه باقی
به آں ستار سیر بے نهایت
بآں سرهنگ ارباب درایت
بآں ینبوع اسرار نهانی
بآں شهباز اوج لامکانی
بنور دیدهٔ فاروق احمد / کزو شه ع محمد شد مجدد
ز نورش شد سواد هند روشن / ازو سرهند شد وادی ایمن
چراغ محفل باریک بیناں / سپه سالار فوج پاک دیناں
نسنجد هر که دانا در تلاشش / نگاهش مجلس بالنقش پالش
بهر دو دیدهٔ آں غوث و قیوم / سعید و عروة الوثقی و معصوم

بقیہ شجرہ بر صفحہ ۱۶۵







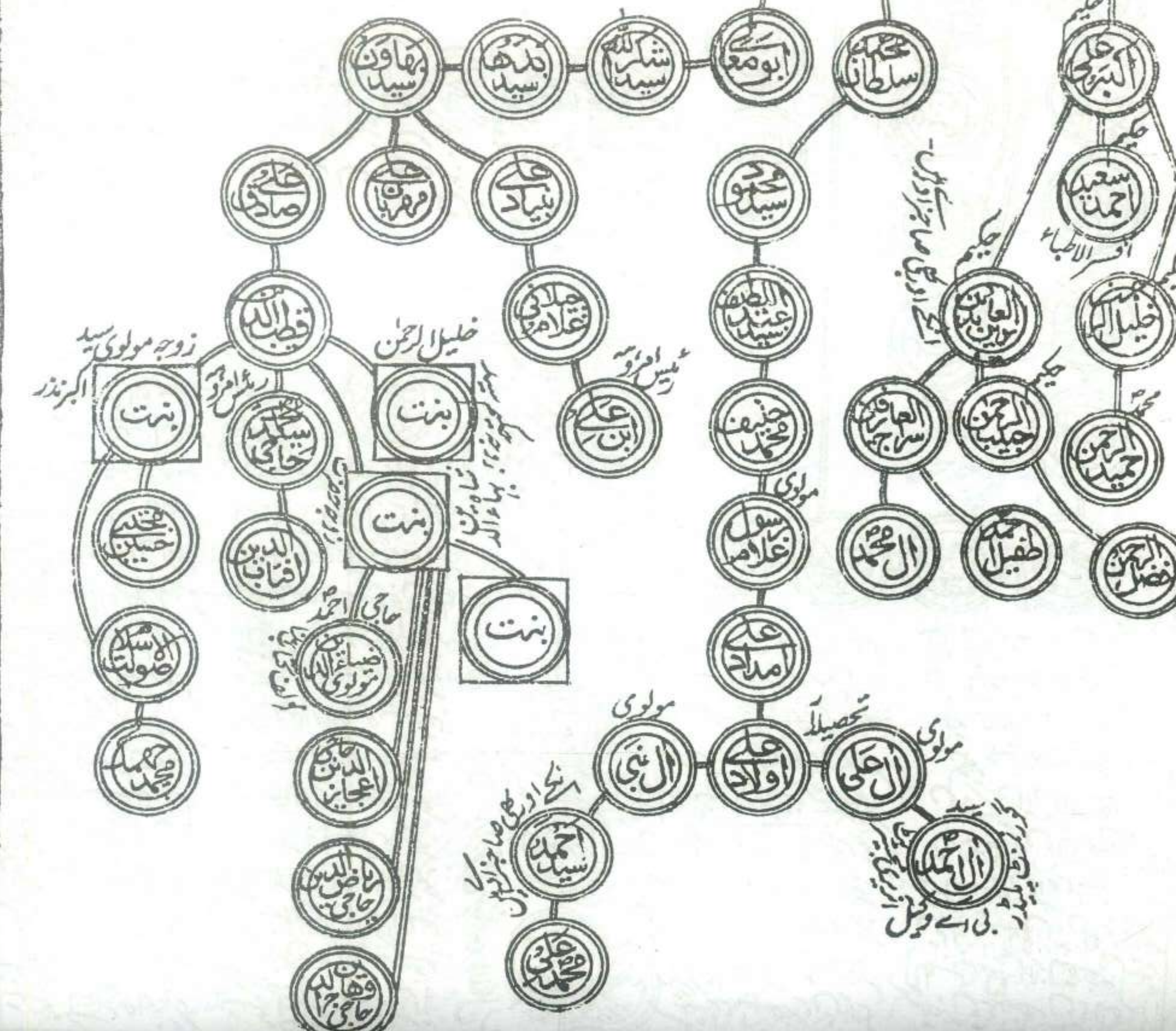
حقائق آگاه شمس العارفین
حضرت سید عبد الله رحمۃ اللہ علیہ
المعروف بہ شیخ ابن
بدر چشتی منتخب التواریخ میں
لکھتے ہیں کہ آپ کمالات

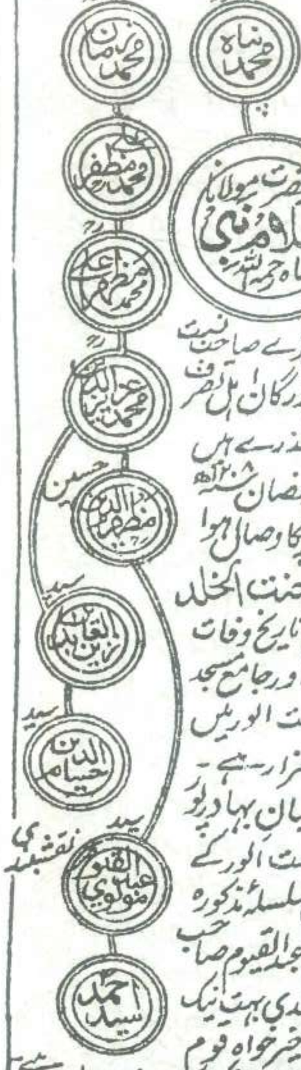
بقیہ حال بر صفحہ ۱۶۵



گیا خاندان عباسیہ
جو عراق میں تھا اُسکو
بھی بیعت امام کے لئے طلب
کیا انہوں نے انکار کیا اور
ماموں سے برگشتہ ہو کر ابراہیم
بن مہدی خلیفہ ماموں
کے چچا سے بیعت کرلی
۲۰۲ھ یا سنہ ۲۰۳ھ کا یہ
واقعہ ہے۔ آخر ماہ صفر
یا ۵۔ ذالحجہ یا ۱۳ ذیقعدہ
سنہ ۲۰۳ھ شہر طوس میں
آپکی وفات ہوئی۔ خلیفہ
ماموں نے آپکی نماز
پڑھائی اور اپنے والد خلیفہ
ہارون رشید کے پاس آپکو
دفن کیا۔ آپکو انگور زہر آلودہ
نوش فرمانے سے تکلیف
ہوئی اور یہی آپکے باعث
وفات ہوئی۔ واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال۔ آپکی اولاد
بعض کے قول سے سوائے
امام محمد تقی کے اور نہیں
ہوئی لیکن روایت اصح سے
آپکے ۳ لڑکے اور ایک
اعتبار سے پانچ لڑکے
ایک لڑکی لیکن سلسلہ
تقی الجوادؑ اور موسیٰ اور

(خلکان)





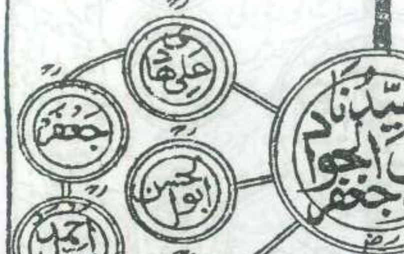
آپ بڑے صاحب نسبت
اور بزرگان اہل اللہ
سے گزرے ہیں
۲۰۔ رمضان ۱۲۰۸ھ
میں آپکا وصال ہوا
فی جنت الخلد
آپکی تاریخ وفات
ہے اور جامع مسجد
ریاست الور میں
آپکا مزار ہے۔
قاضیان بہادر پور
ریاست الور کے
اس سلسلۂ مذکورہ
میں سید عبد القیوم صاحب
نقشبندی بہت نیک
مزاج خیرخواہ قوم
شخص ہیں جنکی سکونت خاص الور میں ہے

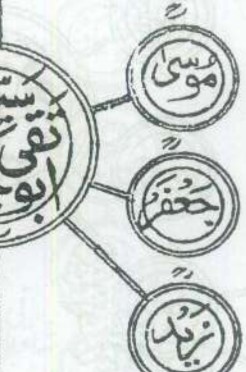
بشیخ عبدالاحد آں نجم ثاقب — محمد عابد آں والا مناقب
بسیف الدین آں نور محمد — بشمس الدین حبیب اللہ ارشد
بپیر ماکہ ہست اندر زمانش — ہدایت حصر اندر آستانش
نشد جز بندگی آرام گاہش — ازاں شد نام عبداللہ شاہش
نگویم از کمالاتش کہ چون است — نہ ہر وصفیکہ اندیشم فزون است
بمولانا شاہ عبدالرحمن — کہ در ذاتش عیاں ہمچو سر عرفاں
رموز خانقہ شد عام از وے — مقامے یافت ہر ناکام از وے
بآں شاہ کہ شد ثانی بہ باقی — نگاہ ہمتش تریاق و راقی
بہ نامش ہم یکے رمز نہانی — کہ نسبت دارد از شاہی ثانی
غریب و بیکسم بر من ببخشای — چو کس مشکلکشا نبود تو بکشای
درے بکشاے از خوشنودی خویش — بریں گشتہ مہجور دلریش
بہر کس از کرم کردی نگاہے — دو عالم را ہمی سنجد بکاہے
زبحر کز فیوضت گشت ریزاں — ز عین مکرمت براین عزیزاں
برحمت رشحۂ ہم بر دل من — اگر ریزی شود حل مشکل من
زمن ہرگز نشد کارے کہ باید — گنہ زیں سان کہ در گفتن نیاید
ز اعمال بد خود شرمسارم — ز طاعت نے زبان عذر دارم
چو بر خود بینم از بس شرمساری — بروئے خوشترم از سنگساری
بیامرزد مپرس از کار خامم — برسوائی نیرزد انتقام
اگرچہ من ستم بر خویش کردم — قباحتہائے از حد بیش کردم
جو می اندیشم از دریا جودت — خوشم با ایں ہمہ نقض عہودت

بحض فضل تو امیدوارم
تو خود فرمودۂ آمرزگارم

صوری و معنوی کے جامع علوم شریعت و طریقت کے ماہر تھے کشف و کرامات اور تصرفات آپکے بہت ظہور میں آئے ۔ باوجود سالک مجذوب ہونے کے ادائے احکام شرعیہ میں کوئی قصور آپسے نہیں واقع ہوتا تھا آپ بارادۂ حج روانہ ہوئے کہ اثناء راہ میں ایک مقام پر شیخ احمد نامی مجذوب سے ملے ۔ انہوں نے حسب ایماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دہلی جانے کی ہدایت کی اور اسی بارہ میں حضرت شاہ ابن کو بھی حضور کی جانب سے بشارت ہوئی آپ بجائے حج کے دہلی پہونچے اور حضرت علاء الحق والدین جو خواجہ قطب الدین سے رابطۂ اخلاص رکھتے تھے اور قبیل سست کے لقب سے مشہور تھے انسے آپنے بیعت کی اور خرقۂ خلافت و تاج مشیخت حاصل کیا اور کچھ عرصہ بعد امروہہ تشریف لائے طریقۂ چشتیہ کا فیض آپسے جاری ہوا ۔ خلفاء و مریدین بھی آپکے بڑے بڑے صاحب کمال ہوئے ۹۸۷ھ میں آپکا وصال ہوا (روضہ شاہ ابن) امروہہ آپکا مزار ہے اور ہر سال آپکے عرس میں مخلوق کا ہجوم ہوتا ہے ۔ آپکے پانچ صاحبزادے ذی عقب ہوئے جنمیں شاہ نور آپکے صاحبزادے کی نسبت لکھتے ہیں کہ وقت سماع میں آپکے سینے سے آگ نکلکر کپڑے جل جایا کرتے تھے ۔ شاہ جہانگیر کو اسکی خبر ہوئی اور بغرض امتحان آپکو طلب کیا آپنے دربار میں پہونچکر فرمایا کہ سماع فقرا کا زاویۂ فقر میں ہوا کرتا ہے اسپر جہانگیر نے ناراض ہو کر آپکو کشمیر قید کر کے بھیجدیا کہ مزاج میں گرمی زیادہ ہے وہاں اصلاح ہو جائیگی وہاں آپسے خوارق و کرامات ظاہر ہوئے اور دربار جہانگیر میں واپس آکر منصب وزارت و صدارت صوبہ سنبھل پر مامور ہوگئے ۔ آپکی اولاد میں ابتک فقر و درویشی کا اثر موجود ہے حضرت شاہ ابن کے اور صاحبزادوں

بقیہ بر صفحہ ۱۶۹

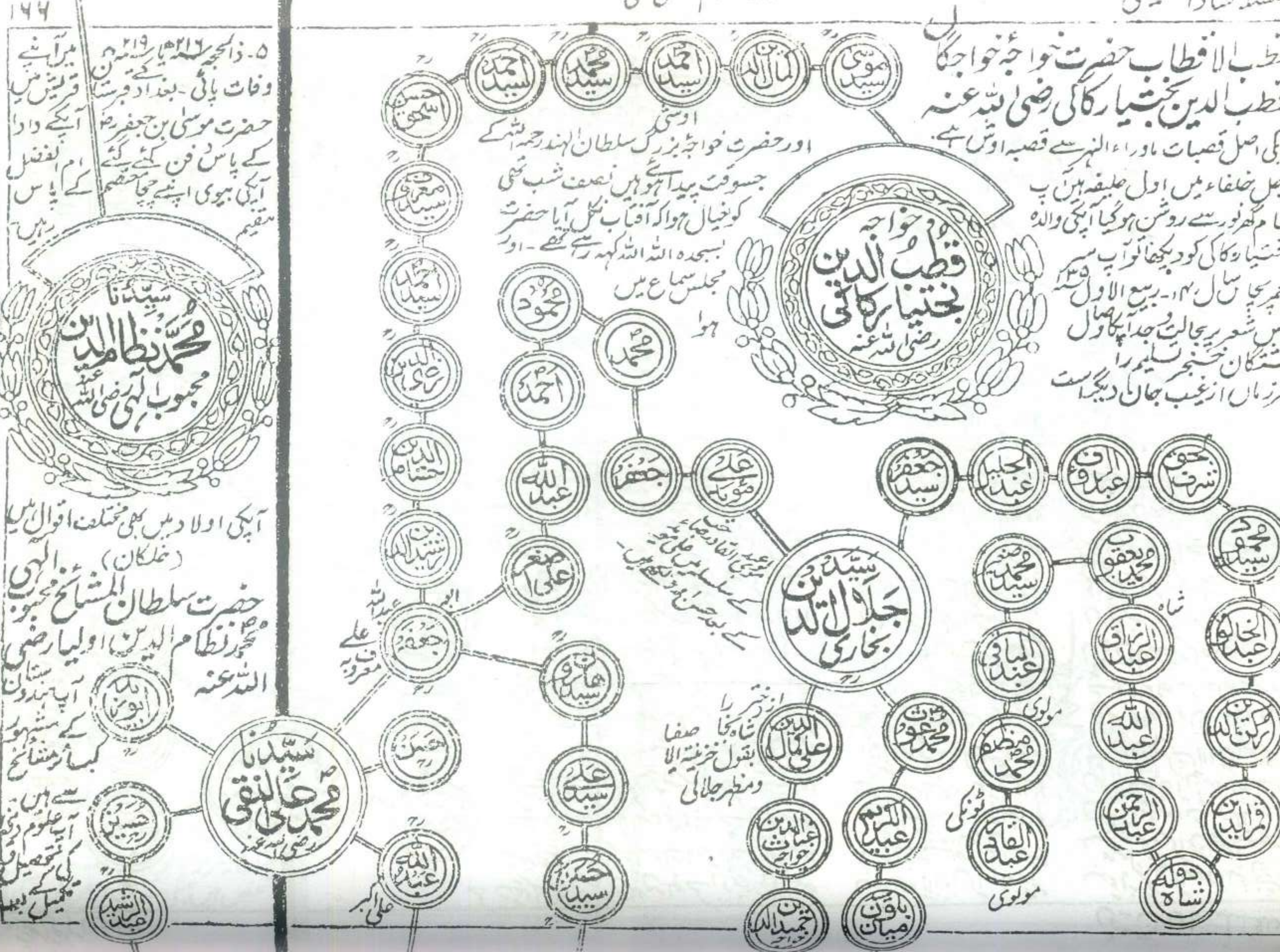




سیدنا حضرت ابو جعفر محمد تقی الجواد رضی اللہ عنہ

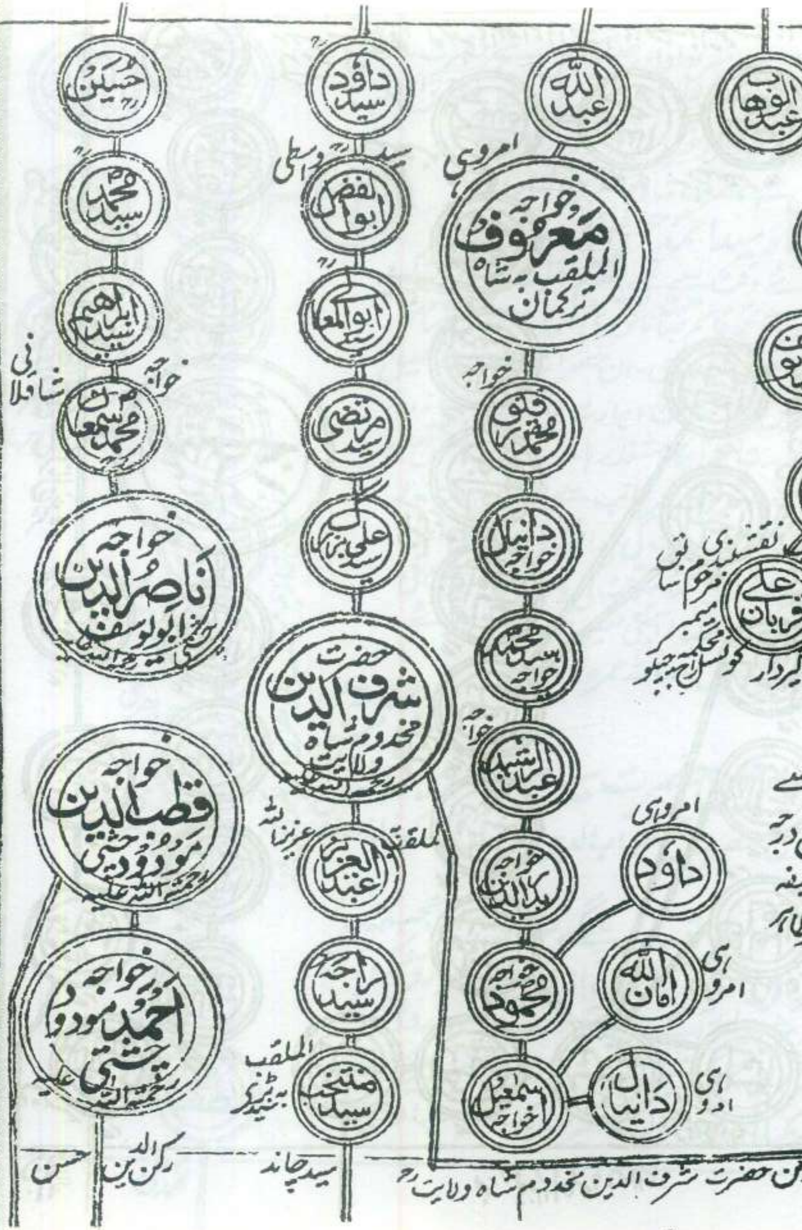
آپ اپنی بیوی ام الفضل بنت مامون کے ہمراہ معہ وفد کے خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ میں بغداد کو آئے اور یہاں وفات پائی آپ احادیث کی روایا کرتے تھے حضرت علی رضا سے کتب معتبرہ میں آپکے اخبار و حکایات بکثرت سے مروی ہیں پیر روز ۵ یا ۱۵۔ رمضان ۱۹۵ھ میں ولادت ہوئی اور پیر روز

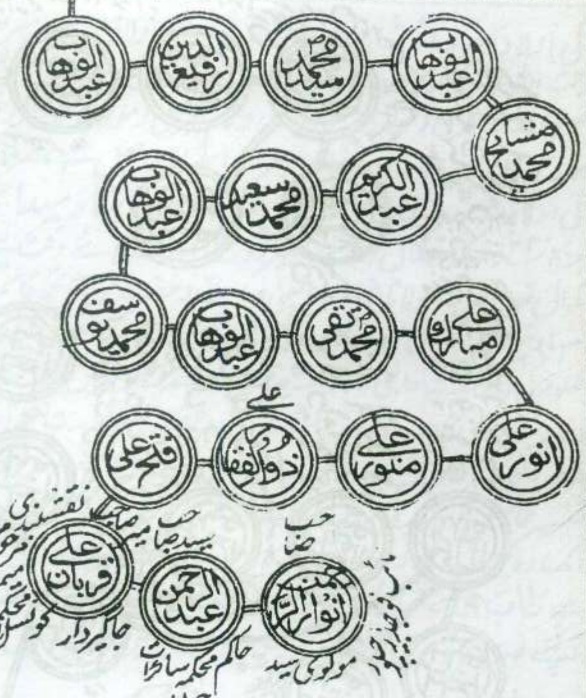



قطب الاقطاب حضرت خواجہ خواجگان
قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ
سیدنا محمد نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ
حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی محمد نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ
آپکی اولاد میں بھی مختلف اقوال ہیں
(تملکان)
سیدنا محمد علی النقی رضی اللہ عنہ
سید جلال الدین بخاری
وفات پائی - بغداد قبرستان قریش میں
حضرت موسیٰ بن جعفر رض کے پاس دفن کئے گئے
جسوقت پیدا ہوئے ہیں نصف شب تھی
اور حضرت خواجہ بزرگ سلطان الہند رحمۃ اللہ کے
مجلس سماع میں
سید موسیٰ
کمال الدین
سید احمد
سید محمد
سید احمد
محمود
محمد
احمد
جعفر
عبداللہ
علی اصغر
جعفر
حسن
عبداللہ
علی اکبر
ابوبکر
حسین
عبدالرشید
سید جعفر
عبدالجلیل
عبدالرؤف
محمد یعقوب
عبدالرزاق
عبدالخالق
عبداللہ
عبدالرحمٰن
عبدالقادر
عبدالکریم
شاہ دولہ
ملا میاں
مولوی
ٹونکی



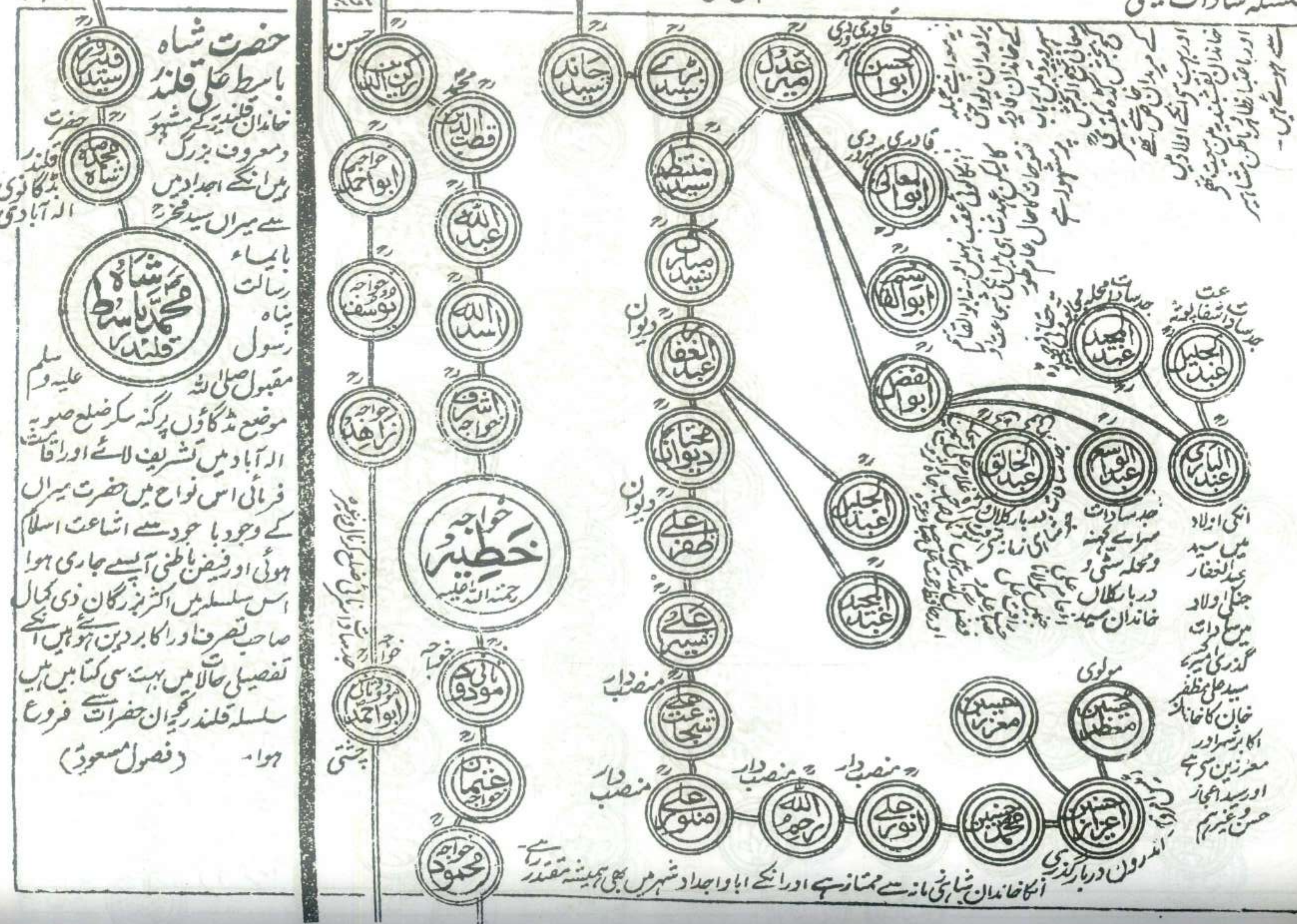
رات کو دہلی کی
جامع مسجد میں
رہتے تھے۔ صبح
کے وقت موذن نے
منارہ پر چڑھ کر آیت
پڑھی الم یان للذین
امنوا ان تخشع
قلوبھم لذکر اللہ
یعنی کیا ایمانداروں کا ابھی
وہ وقت نہیں آیا۔ کہ انکے
دل اللہ کے ذکر سے ڈر
جائیں۔ جب یہ آیت آپنے
سنی۔ تو آپکا حال بدل گیا
اور ہر طرف سے آپ پر
انوار برسنے لگے۔ جب
صبح ہوئی تو بغیر سفر خرچ
وغیرہ کے شیخ فریدالدین
شکر گنج کی خدمت میں روانہ
ہوگئے۔ وہاں جاکر انکے مرید
ہوئے اور مرتبہ کمال تک
پہونچے۔ شیخ نے ان کو
اوروں کی تکمیل کی اجازت
دیکر دہلی روانہ کیا۔ یہاں
طالبعلموں اور مریدین کی
تربیت میں مشغول ہوئے۔







ہ قاضی سید میر علیؒ عہدہ قضاء امروہہ آپکی وجہ سے
عرصہ تک آپکی اولاد میں رہا۔ اشراق باطن آپکا کمال درجہ
پر تھا اور حضرت شیخ شرف الدین آپکے والد بزرگوار کے خلیفہ
تھے۔ انکی اولاد میں بھی مجاہد و مرتاض افراد ہوئے۔ باعتبار ظاہر
عہد سلاطین تیموریہ میں معزز و باوقار رہے
جسکی وجہہ سے انکی موجودہ اولاد اہنود سہا نوت
اور معززین شہر مانی جاتی ہے انہیں سے
بعض کی سکونت اغوان پور ضلع مراد آباد ہے
اور اکثر امروہہ محلہ حقانیان وغیرہ میں سکونت پذیر ہیں۔


حضرت شاہ باسط علی قلندر
خاندان قلندریہ کے مشہور و معروف بزرگ ہیں انکے اجداد میں سے میراں سید محمد بایماء رسالت پناہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم موضع ڈگاؤں پرگنہ سکر ضلع صوبہ الہ آباد میں تشریف لائے اور اقامت فرمائی اس نواح میں حضرت میراں کے وجود با جود سے اشاعت اسلام ہوئی اور فیض باطنی آپ سے جاری ہوا اس سلسلہ میں اکثر بزرگان ذی کمال صاحب تصرف اور اکابر دین ہوئے ہیں انکے تفصیلی حالات میں بہت سی کتابیں ہیں سلسلہ قلندریہ ان حضرات سے فروغ ہوا۔ (فصول مسعودی)
سید قمر
حضرت محمد شاہ قلندر ڈگانوی الہ آبادی
محمد شاہ باسط قلندر
خواجہ خطیر رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ مودود چشتی
ابو احمد چشتی
خواجہ محمود
خواجہ غثمان
خواجہ اشرف
خواجہ زاہد
خواجہ یوسف
خواجہ ابو احمد
قطب الدین محمد
رکن الدین حسن
عبد اللہ
اسد اللہ
سید چاند
سید بڈھے
میر عدل
سید منتظم
سید مبارک
عبد الغفار دیوان
مختار دیوان
لطف علی دیوان
نصیر علی
شجاعت علی منصب دار
منوچ علی منصب دار
رحیم اللہ منصب دار
نور علی منصب دار
محمد حسین
اعزاز حسین
معز حسین
مظفر حسین مولوی
ابو الحسن قادری
ابو المعالی قادری سہروردی
ابو القاسم
ابو الفضل
عبد الجلیل
عبد المجید
عبد الباری
عبد الواسع
عبد الخالق
انکے معہ اپنے جملہ برادران ولواحق کے خاندان قادریہ سہروردیہ میں ارباب معانی گنج الہی بخش گنج بخش گدہ مکتسیر کے مریدان خاص سے تھے اور بہت سے انکے اولاد میں خاندان نقشبندیہ میں بیعت تھی اور باعتبار ظاہر و باطن مشاہیر سے ہوئے ہیں۔
انکا کوئی عقب نہیں اور نہ ابو القاسم کا لیکن عہد شاہی میں انکی شجاعت و فتوحات کا حال عام طور پر مشہور ہے
انکی اولاد میں سید عبد الغفار جنگلی اولاد میں سادات گذری اور سید علی مظفر خان کا خاندان اکابر شہر اور معززین سے ہے اور سید اعجاز حسن وغیرہم
جد سادات سرائے کہنہ و محلہ سٹی و دربار کلاں خاندان سید
اندرون دربار گذری
انکا خاندان شاہی زمانہ سے ممتاز ہے اور انکے آباو اجداد شہر میں بھی ہمیشہ مقتدر رہے

کی اولاد بھی زمانہ شاہی میں مقتدر رہی آپکی اولاد میں سید میر بھاون صوبہ سنبھل رہے حضرت بدر چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے آپکے سلسلۂ اولاد میں ہمیشہ صاحب علم و فضل ہوتے رہے۔ حاذق الاطبا مولوی حکیم عسکری و مولوی سبحان علی و حکیم اکبر علی و مولوی محمد نظر وغیرہ مشاہیر روزگار ہوئے اور احال اس خاندان کو خاص اعزاز و امتیاز حاصل ہے حضرت شاہ قاسم بن شاہ ابن کی اولاد سے استاذی حبر الکامل علامہ مولانا شاہ سید احمد حسن صاحب محدث امروہوی جنکا ۱۳۳۰ھ کو انتقال ہوا مشاہیر روزگار اور فضلائے وقت سے تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں آپکو کمال تھا حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی و مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری و قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی و مولوی عبدالقیوم صاحب دہلوی۔ ان حضرات سے آپنے تحصیل علوم کی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے مکہ مکرمہ میں خرقۂ خلافت و اجازت حاصل کی شبانہ روز احادیث نبوی کا دور اور درس و تدریس علوم عقلیہ و نقلیہ مدت العمر آپکا مشغلہ رہا۔ آج وہ نفس قدسیہ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ کی خواب راحت میں ہے جنکا نام سنکر لوگ ہر جانب سے فیضان حدیث و تفسیر حاصل کرنیکو پروانہ وار آیا کرتے تھے کیا وقت تھا کہ نکات حدیث کی درافشانی ہوتی تھی اور ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ معانی قرآن کا مینہہ برستا تھا آج وہ دن ہے کہ اسوقت کی یاد ہزار افسوس لاتی ہے طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کثرت سے طلباء آپکی تعلیم سے فاضل ہوئے آپکے صاحبزادے مولوی حافظ سید محمد تحصیل علوم درسیہ میں مصروف ہیں۔ مد اللہ عمرہ و قدرہ۔

مخزن اسرار عرفانی اعظم الواصلین قدوۃ العارفین حضرت سید شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ سہودرہ ضلع لاہور میں آپکی ولادت ہوئی۔ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلفاء خاص سے تھے۔ شیخ سعدیؒ کا قصہ جو بوستاں میں درج ہے

یکے دیدم از عرصہ رودبار
کہ پیش آمد بر پلنگے سوار

عجب نہیں کہ وہ آپکا ہی ہو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایک شیخ کے مرید ہیں اور حضرت شرف الدین کے حالات و خوارق و کرامات سے یہ ظاہر ہے کہ آپ شیر پر سوار ہوتے تھے اور جمیع وحوش و طیور آپکے تابع تھے۔ حضرت سہروردیؒ نے دریائے گنگ سے کوہ ہمالیہ تک آپکو ولایت تفویض کی تھی جسکی وجہ سے آپ شاہ ولایت مشہور ہیں سلطان فیروز تغلق بن جب کے زمانہ میں آپنے امروہہ وطن اختیار کیا اور کوہ ہمالیہ کے قریب ایک مقام عبادت کیلئے



حضرت عبدالعلیؒ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ معہ اپنے بھائی خواجہ احمدؒ کے اول مقام سرنائی ضلع کرنال میں تشریف لائے کچھ عرصہ بعد یہاں کی آب و ہوا پسندیدہ ہونیکی وجہ سے خواجہ عبدالعلیؒ کو یہاں قیام کا حکم دیا اور آپکے والد نخشب کو واپس جانیکے عازم ہوئے اور خواجہ احمدؒ کو اپنے ہمراہ لینا چاہا خواجہ احمد بھی چونکہ یہاں رہنا پسند کرتے تھے نخشب جانے سے انہوں نے انکار کیا اور یہاں کے قیام کی اجازت چاہی۔ اسپر حضرت خواجہ مودود ثانیؒ نے فرمایا کہ اگر میرے ہمراہ نہ آؤگے تو تمہارا جنازہ ہمارے پیچھے آویگا۔ آپنے جواب دیا کہ تم بھی نخشب نہ پہونچوگے راستہ میں انتقال ہوگا چنانچہ ایسا ہی دونوں صاحبوں کا واقعہ ہوا اور اولاد ان دونوں بھائیوں کی یہاں مقیم رہی۔

تجویز کیا۔ جب آپکا وقت وفات قریب ہوا تو امروہہ تشریف لائے بیان کیا جاتا ہے کہ چار درخت آپکے ہمراہ اس مقام سے آئے اور آپ ابر سوار تھے۔ ۱۲۔ ماہ رجب ۶۸۲ھ آپکا وصال ہوا۔ کشف و کرامات آپکے بعد ہیں اب تک آپکی درگاہ میں بچھو نہیں کاٹتا اور مزار کے باہر وہ اپنی خاصیۂ ذاتی سے مجبور ہے چنانچہ زائرین ابتک امکا ملاحظہ کرتے ہیں۔ آپکے صاحبزادے عزیز اللہ کی اولاد میں سے بڑے صاحب صاحب گذرے ہیں خاندان مع الانار آفت علی صاحب دربار کلاں و خاندان سید مظفر علی صاحب و سید اعزاز حسین و سید اعجاز حسین وغیرہم حسب تصریح سلاسل مذکورہ رؤساء باوقار و معززین اسوقت موجود ہیں۔ (از اسراریہ)



۵

حضرت سلطان العارفین خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ آپکی اصل چشت

ہے۔ علامہ نجم الدین عمر سے تحصیل علم کی اور اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ ابو یوسف رحؒ سے خلافت پہونچی اور بعمر ۲۰ سال اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ حضرت خواجہ احمد جامؒ سے بھی آپکو اجازت ہوئی۔ آپکے دس ہزار نامدار اور جلیل القدر خلفاء ہوئے ۴۳۰ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ اور غرۂ رجب ۵۲۷ھ میں آپکا انتقال ہوا۔ خواجہ احمد رضا حضرت مودود کے صاحبزادے اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ اور کمالات باطن میں حضرت مودود کیطرح عروج حاصل کیا اور بکثرت مخلوق آپکے فیضان سے راہ یاب ہوئی آپکا طریقہ یہ تھا کہ شہر و دیہہ میں مکان نہیں بناتے تھے۔ حضرات چشت کے تصرفات ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ جاری ہیں اور ان حضرات کی اولاد بھی ہندوستان میں کثرت سے آباد ہے سادات مودودی سنبھل و امروہہ و سہسوان و بریلی و خیرآباد و قادرآباد و دکن حیدرآباد و پانی پت و برانس و سرنائی ضلع کرنال و بستی سرہند و اجمیر شریف و دائرہ ریاست جیپور و چاندپور ضلع بجنور کے۔ خواجہ مودودؒ کی اولاد سے ہیں۔ خواجہ مودودؒ کے دو صاحبزادے ہیں ایک خواجہ احمد جنکی اولاد میں خواجہ خطیر رحؒ ہیں دوسرے ابو احمد رحؒ جد شاہ ابوالاعلیٰ صاحب رحؒ ہیں انکی اولاد میں سادات سرنائی و برانس ضلع کرنال ہیں۔ شاہ ابوالاعلیٰ صاحب قصبہ برانس کے شاہ ولایت تھے اور بادشاہ وقت سے یہ قصبہ آپکو جاگیر میں ملا آپکی اولاد ابتک یہاں آباد ہے۔ اور مارہرہ و بریلی و اجمیر و خیرآباد وغیرہ خواجہ احمدؒ کی سلسلۂ اولاد سے ہیں جیساکہ مذکور رہا۔ اور اولاد خواجہ خطیر سب سادات نخشبی سے معروف ہیں (مقام نخشب کیطرف) اولاد خواجہ خطیرؒ اسوقت تک موجود ہیں اور زمانہ سلطنت اسلام میں انکے مراتب و اعزاز کی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی صاحب علم و فضل حضرات انمیں ہوئے ہیں موجودہ حضرات بھی علم و لیاقت جاہ و تمول میں خاص طور پر ممتاز ہیں۔ آخر میں حضرت مولانا امام الدین صاحب رحؒ اکمل اولیاء مشاہیر علماء اور مقتداء وقت سے ہوگئے ہیں حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفۂ خاص تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کا آپسے فیض جاری ہوا آپکے علوم ظاہری و باطنی سے بکثرت مخلوق کو فائدہ ہوا۔ قوم جنات سے دو خادم ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور بعد انتقال آپکے مکان میں ان اجنہ کا تصرف ابتک پایا جاتا ہے حضرت جدی امین اللہ شاہ آپکے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ۱۹ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ میں حضرت مولانا امام الدینؒ کا وصال ہوا۔ اور مقام امروہہ تکیہ ساہو میں آپکا مزار ہے۔ سادات آپکے اس سلسلہ میں حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف و خواجہ مودود و خواجہ احمد رضی اللہ عنہم

---

۵ سید سعید حسن کے ہمجدی اشخاص ہیں سید علی حسن و امیر حسن ابنائے سید احمد علی بن چودھری سید اکبر علی بن سید لطف علی مذکور بسلسلہ و سید امداد حسین بن سید اکرم علی بن سید اکبر علی مذکور انکا سلسلۂ اولاد موضع کرت پور میں ہے۔

سیدنا حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ

آپکی ولادت ۲۳۲ھ یا ۲۳۱ھ بروز پنجشنبہ ہوئی جمعہ کے روز ماہ ربیع الاول یا جمادی الاول ۲۶۰ھ مقام سرمن رای میں وفات پائی اور اپنے والد بزرگوار کے قریب دفن کئے گئے (عسکر) مقام سرمن رای کو کہتے ہیں۔ اسی کی طرف آپ منسوب ہیں۔ خلیفہ معتصم باللہ نے اس مقام کو رونق دی اور لشکر یہاں منتقل کر دیا تھا۔ اور وجہ نسبت یہ بھی بیان کیگئی ہے کہ خلیفہ متوکل باللہ نے آپکے والد کو اس لشکر پر امیر کر کے

یہ جملہ حضرات سلسلۂ مشائخ چشت بڑے پایہ کے اولیاء کرام ہوئے ہیں انمیں سے ہر ایک کے حالات کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے بزرگان حضرت کا شجرۂ طریقت درج کیا جاتا ہے اور کتاب ان گرامی مرتب بزرگوں کے اسم گرامی پر ختم کیجاتی ہے۔ باری تعالٰی اپنے لطف و احسان و طفیل سید اکرم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بزرگوں کی برکت اور فیضان سے عامہ مسلمین اور ناظرین کو انکے سایہ میں روز قیامت محشور فرمائے اور اس **مولف** ناچیز کا ان حضرات کی برکت سے خاتمہ بخیر ہو اور بقیہ زندگی قرب حق اور اسکی طلب میں اختتام پاوے۔ ناظرین کتاب سے بھی امید کرتا ہوں کہ وہ اس ہیچمدان بے بضاعت کو دعائے خیر سے فراموش نفرماوینگے۔ اور سرکار محمد **عبدالواحد علیخان** صاحب جنکی مساعی جمیلہ اور علم و اہل علم کی قدردانی سے یہ کتاب آج حلۂ تکمیل سے آراستہ ہوئی اور بحسن تقدیر جناب کو حضرت خواجہ غریب نواز سے ایک خاص نسبت ابتدائے عمر سے حاصل ہے۔ اور بخوبی اتفاق حضرات چشت پر ہی اسکا اتمام ہوا جسکو میں حضرات خواجگان چشت رحمہم کی بندہ نوازی کا یقین کرکے نعمت بے بہا خیال کرتا ہوں۔ اسلئے ممدوح کے حق میں خاص طور پر دست بدعا ہوں کہ معاون حقیقی انکے مقاصد دارین میں مدد فرماوے۔ مشاغل دینیہ اور اپنی اطاعت سے دولت ایمانیہ انکی بدرکامل فرماوے جو آخرت کی رہبر ہو جو اصل منشاء آفرینش اور متاع زندگانی ہے۔ اور اصل دعا میں جملہ بزرگان کا توسل اختیار کرتا ہوں

وَهُوَ هٰذَا

(۱)

ہے تمنائے قبولیت دعا کیواسطے — عرض ہے یارب محمد مصطفٰے کیواسطے
حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیا کیواسطے — اور سب اصحاب و آل مصطفٰے کیواسطے
فضل کر ہم پر الٰہی مجتبٰے کیواسطے

دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کیواسطے — آسرا تیرا ہے پر مجھ بینوا کیواسطے
رحم کر مجھپر الٰہی اولیا کیواسطے

ان بزرگونکو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول — کیجیو یہ عرض میری انکی برکت سے قبول
ہاتھ اُٹھاؤں جب سے آگے دعا کیواسطے

پاک کر ظلمات و عصیاں سے الٰہی دل مرا — کر منور نور عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قرباں یارب لاکھ عید — اپنے تیغ عشق سے کرلے اگر مجھکو شہید
حاجی عبدالرحیم اہل غزا کیواسطے

کرو جد پیدا درد و غم سے میرے دل افگار میں — بار پاؤں جس سے ای باری ترے دربار میں
شیخ عبدالباری شہ بے ریا کیواسطے

(۲)

شرک و عصیان و ضلالت سے بچا کر یا کریم — کر ہدایت مجکو اب راہ صراط المستقیم
شاہ عبدالہادی پیر ہدے کیواسطے

دین و دنیا کی طلب عزت سرفرازی مجھے — اپنے کوچے کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کیواسطے

دے مجھے عشق محمد اور محمد یونس گن — ہو محمد ہی محمد ورد میرا رات دن
شہ محمد اور محمدی اتقیا کیواسطے

حب حق حب الٰہی حب لاحب رب — الغرض کردے مجھے محو محبت سب کا سب
شہ محب اللہ شیخ باصفا کیواسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سخاں بعید — پر توقع ہے کرے مجھسے شقی کو تو سعید
بوسعید اسعد اہل ورا کیواسطے

قال اب حال اب سب مرا ہو تیرے کام — لطف سے اپنے مرکر ملک دین کا انتظام
شہ نظام الدین بلخی مقتدا کیواسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی ملک و مال — یعنی اپنے عشق میں کر مجھکو باجاہ و جلال
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے

سیدنا حسن عسکری رضی اللہ عنہ

سر من رای میں بھیجا تھا اور وہ بیس سال ۹۔ ماہ یہاں مقیم رہے اسوجہ سے اب انکی اولاد عسکری کے لقب سے مشہور ہے آپکے ایک ہی صاحبزادے ابوالقاسم تھے سادات کنہر ولایت صوابنیر والے اپنا سلسلہ آپ کیطرف منسوب کرتے ہیں۔
(خلکان)

سیدنا ابوالقاسم محمد المعروف بہ مہدی

رضی اللہ عنہ۔ آپکی تاریخ ولادت میں کئی قول ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ ۸۔ شعبان ۲۵۶ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ مذہب امامیہ میں انکو مہدی موعود کہتے ہیں اور بہت سی تاویلیں کیجاتی ہیں۔ امام حسن عسکری رض کے انتقال کے وقت امام محمد کی عمر پانچ سال کی تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ اپنے گھر کے تہہ خانہ میں اُترے اور آپکی والدہ خمط یا نرگس نامی برابر آپکو دیکھتی رہی لیکن آپ واپس نہیں آئے اور یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ کہ عمر آپکی ۹ سال کی تھی یا ۲۷۵ھ میں واقعہ ہوا۔ اور عمر آپکی ۱۷ سال کی تھی آگے اصل حال کیا ہے اسکا باری تعالٰی بہتر داناہے۔ (خلکان)

سیدنا ابوالقاسم محمد رض

حضرت خواجہ کے نذر کردیا تھا۔

رب دنیا و دیں سے کر کے پاک مجکو اے حبیب   اپنے باغ قدس کی کر سیر میرے تو نصیب
عبد قدوس شہ قدس و صفا کیواسطے
کر معطر روح کو بوئے محمدؐ سے مری   اور منور چشم کر روئے محمدؐ سے مری
ایجدا شیخ محمد رہنما کیواسطے
کر عطا راہ شریعت روئے احمدؐ سے مجھے   اور دکھا نور حقیقت خوئے احمدؐ سے مجھے
شیخ احمد عارف صاحب عطا کیواسطے
کھول دے راہ طریقت قلب یا حق پر مرے   کر تجلی حقیقت قلب یا حق پر مرے
احمد عبد الحق شہ ملک بقا کیواسطے
دین و دنیا کا نہیں درکار مجھ جاہ و جلال   ایک ذرہ درد کا یا حق مری دل میں تو ڈال
شہ جلال الدین کبیر الاولیا کیواسطے
ہے مکدر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دیں   کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں
شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کیواسطے
سے مرا اللہ رکھ ہر روز و ہر لیل و نہار   عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بیتاب و قرار
شیخ علاء الدین صابر با صفا کیواسطے
ے ملا مجکو حق تمکین ایماں سے   اور حلاوت بخش گنج شکر عرفاں سے
شہ فرید الدین شکر گنج بقا کیواسطے
عشق کی رہ میں مجھے جوں اولیا کر شہید   خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید
خواجہ قطب الدین مقتول و لا کیواسطے
ہے ترے ہے نفس و شیطان در پئے ایمان و دیں   جلد ہو آکر مرا یا رب مددگار و معیں
شہ معین الدین حبیب کبریا کیواسطے
الٰہی بخش ایسا بیخودی کا مجکو جام   جس سے جز عشق نبی مجکو نہ ہو کوئی کام
خواجہ عثمان باشرم و حیا کیواسطے
دور کر مجھ سے غم موت و حیات مستعار   زندہ کر ذکر شریف حق سے ای پروردگار
شہ شریف زندنی با اتقا کیواسطے
(۴)

(۵) آتش شوق اسقدر دلمیں مرے بھر دے اور دود   ہر بن مو سے نکلے تری الفت کا دود
خواجہ مودود چشتی پارسا کیواسطے
رحم کر مجھ پر تو اب جاہ ضلالت سے نکال   بخش عشق و معرفت کا مجکو یا رب ملک و مال
شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کیواسطے
مست اور بیخود بنا بو محمدؐ سے مجھے   محترم کر خواری کوئ محمدؐ سے مجھے
بو محمد محترم شاہ ولا کیواسطے
صدقے احمد کے یہ ہے امید میری ذات سے   کہ بدل کر دے مرے عصیاں کو حسنات سے
احمد ابدال چشتی باسخا کیواسطے
حد سے گذرا رنج فرقت اب تو ای پروردگار   کر مری شام خزاں وصل سے روز بہار
شیخ ابو اسحٰق شامی خوش ادا کیواسطے
شادی و غم سے دو عالم کی مجھے آزاد کر   اپنے درد و غم سے یا رب دلکو میرے شاد کر
خواجہ ممشاد علوی بو العلا کیواسطے
ہے مرے تو پاس ہر دم لیکن میں اندھا ہوں پر   بخش وہ نور بصیرت جس سے تو آوے نظر
بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے
عیش و عشرت سے جہاں دو عالم کے نہیں مطلب مجھے   چشم گریاں سینہ بریاں کر عطا یا رب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کیواسطے
نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے   بخش اپنے در کی طاقت ساعی کی مجھکو
شیخ ابراہیم ادہم بادشا کیواسطے
سالہا ان سے رہیں دو فراق یا گر نگر ملال   تو ہو بیخ فرہاد کو مرے کہیں سے مستوال
شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کیواسطے
کر مرے دل سے تو اب دوئی کا حرف دور   دلمیں اور آنکھوں میں بھر دے سرور وحدت کا نور
خواجہ عبد الواحد ابن زید شا کیواسطے
کر عنایت مجکو توفیق حسن آداب من   تاکہ ہوں کسب کمال میں تیری حمد حسن
شیخ حسن بصری امام اولیا کیواسطے
(۶)

(۷) دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرا اب   کھول دے دلمیں در علم حقیقت میرا اب
ہادی عالم علی مشکلکشا کیواسطے
کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے   کر مشرف مجکو تو دیدار پر انوار سے
سرور عالم محمد مصطفیٰ کیواسطے
آ پڑا در پر ترے میں ہر طرف سے ہو ملول   کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
یا الٰہی اپنی ذات کبریا کیواسطے
ان بزرگوں کے تئیں یا رب غرض ہے کار میں   کر شفاعت کا وسیلہ انکو اپنے دربار میں
مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کیواسطے
اس دوئی نے کر دیا دور حقیقت سے مجھے   کر دوئی کو دور کر نور وحدت سے مجھے
تاہوں سب میرے عمل خالص رضا کیواسطے
کر دیا اس عقل نے بیعقل و دیوانہ مجھے   کر دو اس ہوش سے بیہوش و مستانہ مجھے
یا حق اپنے عاشقان با وفا کیواسطے
کشمکش سے نا امیدی کی ہوا ہوں میں تباہ   دیکھ مت میرے عمل کر لطف سے اپنے نگاہ
یا رب اپنے رحم و احسان و عطا کیواسطے
چرخ عصیاں سر پہ ہے زیر قدم بحر الم   چار سو ہے فوج غم کر جلد آ کر کرم
مجھ رہائی کا سبب اس مبتلا کیواسطے
گرچہ میں کار و لائق ہوں اے شاہ جہاں   پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بینوا کیواسطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیواسطے   اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کیواسطے
ہے عصائے آہ مجھ بدمست و بیا کیواسطے
نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب   نے عبادت نے زہد خواہش علم و ادب
درد دل پر چاہیئے مجکو خدا کیواسطے
عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دنیا بیشمار   کی عطا تو نے مجھے پر اب تو ای پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے
(۸)

گرچہ عالم میں الٰہی میں سعی بسیار کی ــ پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق تری دربار کی
جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کیواسطے
(۱۰) اگرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے ــ پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے
کشتگان تیغ تسلیم و رضا کیواسطے
(۱۱) حد سے بڑھ کر ہو گیا ہی حال مجھ ناشاد کا ــ کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کیواسطے
(از حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ)

تمام شد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

باری تعالیٰ عز اسمہ بطفیل سرور کائنات و اہلبیت اطہار و صحابہ کرام و مشایخ سلاسل اربعہ اس کتاب کو قبول فرماوے اور ناظرین کے حق میں مفید ثابت ہو۔ آخر میں ناظرین کرام سے مکرر التماس کرتا ہوں کہ اگر بوجہ کمی معلومات کوئی لغزش ہوئی ہو تو معاف فرماویں اور اسکی اصلاح سے نامۂ سیاہ کو مشکور فرمائیں تاکہ اس کار خیر میں شریک ہو کر اجر دارین کے مستحق ہوں وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ
وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

ہزار آفرین از جہاں آفریں ــ براولاد و اصحاب و اجمعیں

ویلیہ ضمیمہ

احوال

اکثر مورخین اسلام اور تاریخ ہنود سے معلوم ہوتا ہے کہ راجگان ہند کا سلسلۂ نسب یافث سے ملتا ہے۔ رؤساء لال خانیاں انہیں کی اولاد سے ہیں باری تعالیٰ جسکو جاہ و ثروت عطا کرتا ہے اسکو عقل سلیم بھی عنایت فرماتا ہے جو کبھی نہ کبھی اسکو راہ راست پر لے ہی آتی ہے مگر یہ امر مخصوص بفضل ضرور ہے۔ اور فضل و رحمت اسکے قبضۂ اختیار میں ہے جسکو چاہے سرفراز فرمائے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ اور بسا اوقات قدرت کسی خاص وجود کیلئے کسی دوسرے کی ہدایت کو اسکا سبب قرار دیتی ہے چنانچہ اس خاندان میں حاجی سرکار احمد علیخاں صاحب و نواب محمود علیخاں صاحب و نواب فیض علیخاں صاحب وغیرہ کے وجود نہایت مغتنمات سے تھے جنکو خلاصۂ قوم کہنا بجا ہے اور انکی ذات سے کثرت سے دینی و دنیوی مفاد حاصل ہوا۔ اول الذکر ممدوح کو تصوف میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوا عرصہ تک خانقاہ دہلی کے آپ سجادہ نشین رہے اور انہیں حضرات کی موجودہ اولاد بھی فخر خاندان اور عمائد روزگار خیال کی جاتی ہے۔ ناظرین کو ظاہر ہے کہ میری اس تالیف جسکا اصل باعث سرکار محمد عبد الواجد علیخاں صاحب کا شوق علمی ہے اور آپ اس خاندان کے سربرآوردہ رئیس ہیں اسلئے خصوصیت کے ساتھ آپکے سلسلے اور خاندانی حالات اس طریقے سے درج کئے جاتے ہیں جس سے اس خاندان کے دیگر رؤسا و عمائد و معززین بھی اپنے سلاسل و حالات کی واقفیت سے فائدہ اٹھائیں اور ناظرین کی معلومات میں ایک واقعہ تاریخی کا اضافہ ہو۔

اس خاندان کا مورث اعلیٰ جسکا اس خاندان کے اسلام لانے سے قریب تر زمانہ گذرا ہے لال سنگھ ہے جو قوم بڈگوجر کے اعیان ممتاز افراد سے تھا جسکی بکثرت اولاد ہے۔ اور بیشتر اپنے قدیمی ہندو مذہب پر قایم ہیں اور وہ بھی اسی لقب سے لال خانی مشہور ہونے چاہئیں۔ ہم چونکہ اسلامی طبقہ کا حال لکھتے ہیں اسلئے دیگر سلسلۂ اولاد ہنود سے قطع نظر اولاً یہ اظہار کرنا ضرور ہے کہ لال خاں اپنے والد کا فرزند کلاں ولیعہد تھا جو اپنے باپ کے فوت ہونے پر جانشین ہوا۔ اور جائے مستقر چونڈہیر کو خوب رونق دی۔ دربار اکبری میں خاص اعزاز و وقار حاصل کیا اور خدمات شاہی بحسن اسلوبی انجام دیکر اکبر کے دل میں ایک خاص اعتبار کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ محلات خاص بیگمات شاہی کی محافظت اسکے سپرد ہوئی اور مورد عنایات خاص ہوئے۔ خطاب خانی جو اسوقت تک کسی راجپوت کو حاصل نہیں ہوا تھا اسکو عطا ہوا اور یہ خطاب چونکہ اسلامی تھا اسوجہ سے بعض مورخین نے محض لفظ خانی سے اسکا مسلمان ہونا سمجھ لیا حالانکہ اسکی کوئی اصل نہیں کیونکہ بظاہر اسکے اسلام لانے کا تاریخ میں پتہ نہیں چلتا البتہ اسکے جاہ و حشمت کا آفتاب بکمال تھا۔ آخر عمر تک داروغہ محلات شاہی رہا۔ اسکے گیارہ لڑکے تھے۔

راجہ سالباہن

لعل خاں کا بڑا لڑکا جو انجام خدمات شاہی میں اپنے باپ کے ہمراہ رہتا تھا بعد فوت ہونے لال سنگھ کے مناصب شاہی پر مامور ہوا اور بجائے باپ کے شاہجہاں بادشاہ نے اسکو راجہ تسلیم کیا اور صلہ خدمات شاہی میں منصب چار ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔ چونکہ یہ ایک روشنخیال عالی دماغ شخص تھا دربار شاہی میں اسنے کمال درجہ رسوخ پیدا کیا اور منصب پنجہزاری کا اضافہ ہوا جونکہ یکے بعد دیگرے اسکو منصب حاصل ہوئے۔ اسوجہ سے بعض نے اسکا منصب چار ہزاری لکھا اور بعض نے پنجہزاری۔ اسوجہ سے بظاہر اسکے منصب میں اختلاف واقع ہو گیا حالانکہ در حقیقت کوئی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا کیونکہ منصب کے بارہ میں دونوں روایتیں مستند ہیں پس تطابق کیلئے صورت مذکورہ سے بہتر کوئی اور صورت نہیں ہے۔ جو نستٹھ مواضعات کا علاقہ سالباہن پور بعد صاحبقراں شاہجہاں ۱۷۔ شوال ۱۰۴۹ھ کو حاصل ہوا اور اپنے آباء سے زیادہ مرتبہ حاصل کیا۔ عقل و فراست سے چونکہ دنیوی عروج کو پہونچ چکا تھا۔ اسی عقل رسا نے اسکی رہبری کی اور فضل خداوندی سے انقیاد اسلام قبول کیا جسکی مختلف روایات ہیں اور بعض مورخین نے اس بارہ میں بھی غلطی کی ہے۔ لہذا اصل واقعہ اسلام سے متعلق جسقدر احوال ہیں وہ درج کئے جاتے ہیں۔ ۱ اشرف نامہ جسکو نواب اشرف خاں بہادر بڈگوجر نے اپنے خاندان کے حالات میں ۱۸۵۵ء میں لکھا جو اب

قریب قریب نایاب کے ہے اسمیں لکھا ہے کہ راجہ اعتماد رائے بلا طمع جاہ و مال خلوص نیت سے اکبر بادشاہ کے عہد میں اسلام لائے۔ ۲ تاریخ برن میں جو اشرف نامہ سے
بعد کو تالیف ہوئی لکھا ہے کہ جاٹو جی کی نسل میں لال سنگھ کو خطاب خانی دربار اکبر سے عطاء ہوا اور سالباہن بادشاہ کی خوشنودی مزاج کی غرض سے معہ پسر اعتماد رائے کے مسلمان
ہوگیا۔ اور ۲۴ مواضعات کا علاقہ سالباہن پور ۱۔ شوال ۱۰۴۶ھ کو حاصل ہوا۔ ۳ مصنف تاریخ بلند شہر لکھتا ہے کہ سالباہن نے عہد شاہجہاں میں پہاسو کے گرد اگرد اطراف میں
چونسٹھ مواضعات کی ریاست حاصل کی اور اُسکا بیٹا اعتماد رائے عالمگیر کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوا۔ ۶۴ مواضعات جس فرمان کے ذریعہ سے ملے وہ ۱۰۴۹ھ ۱۷۔ شوال کا اور
علاقہ کا نام پرگنہ سالباہن پور لکھا ہے۔ ۴ مرقع فیض میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بوجہ عنایات شاہی سالباہن کے نام سے یہ علاقہ موسوم کیا گیا۔ مگر سنہ اسمیں ۱۰۲۹ھ لکھا ہے
غالباً یہ چھاپے کی غلطی ہوگی جو بجائے ۱۰۴۹ھ لکھا گیا اور واقعہ اسلام بحوالہ اشرف نامہ عہد اکبر اول کی نسبت منسوب کیا ہے لیکن اشرف نامہ و مرقع فیض کے اقوال مذکورہ
میں یہ ہی اقوال صحیح ہیں کہ سالباہن معہ اپنے پسر اعتماد رائے کے بصدق و خلوص نیت زمانہ جہانگیر میں مشرف باسلام ہوئے جسکی نسبت صحیح روایات زبانی سے بھی اسطرح
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام ربانی جسوقت دہلی تشریف لائے ہیں جیساکہ آپکا واقعہ خاص طور پر مشہور ہے۔ اور سالباہن کو صحبت علماء فضلاء اسلام کا اثر ابتدا سے ہی
حاصل تھا حضرت مجدد صاحبؒ کے خوارق عادات اور تصرفات سے اُسمیں ایک اور اضافہ ہوگیا اور انکے طالع نے یاوری کی حضرت مجددؒ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرلیا
در بیعت سے مشرف ہوکر شبانہ روز حضرت مجددؒ کی خدمت سے برکات دارین حاصل کرتے رہے۔ پس اس خاندان میں برکات اسلامی حضرت مجددؒ کا فیضان ہے جو شرف اسلام کے ساتھ
ایک دوسری خصوصیت کو بھی شامل ہے۔ چونکہ ہر قوم اپنے انساب و واقعات خاندانی سے جیسے خود واقف ہوتی ہے دوسرونکو چنداں واقفیت نہیں ہوسکتی۔ بالخصوص وہ خاندان
جسکی ہمیشہ سے اولو العزمی رفیق ہو اور حفاظت و حالات نسب کا مثل عرب کے اہتمام ہو۔ چنانچہ اس خاندان میں قوم جگا کا خاص اسی خدمت پر مامور ہے اور اُنکا یہی کام ہے کہ نسب و
حالات محفوظ رکھتے ہیں۔ ابتک ان لوگوں کے مکانات میں کوٹھے کے کوٹھے کاغذات کے بھرے رہتے ہیں جو محض نسبی یادداشت ہیں اور انکی تمام عمر کا سرمایہ یہی ہوتا ہے ان
وثوق جو ہاتھ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو روایات مشہورہ خواص خاندان ہیں ضرور ہے کہ صحیح ہوں۔ اور حضرت مجددؒ کے حالات سے اسکی مزید تائید ہوتی ہے کہ آپکی بدولت ہزارہا خاندان
گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ سالباہن کے پانچ پسر ہوئے جنمیں راجہ اعتماد رائے جانشین اور مقرب دربار جہانگیری ہوئے۔ تواریخ میں انکا تذکرہ بضمن دیگر واقعات
گور ہے اور موافق قول مصنف مرقع فیض کے عہد نورالدین جہانگیر میں مہم پشاور کو سر کیا اور سرکشان ملک کی تسخیر کی اور ہمیشہ انسے شجاعانہ کارنامے ظاہر ہوئے
والفقار خاں قوم چوہان ربہمہ جو منڈلہ کی لڑکی تھا کنور سے انکی شادی ہوئی جنسے راجہ رمست خاں پیدا ہوئے راجہ رمست خاں کی تین شادیاں ہوئیں
... عاقل خاں کی بیٹی راج النساء موضع رجھیٹی ضلع میرٹھ جس سے رستم خاں قطب خاں دیوان رشید خاں طاہر خاں ہوئے۔ اور دوسری شادی قوم چوہان منڈاور
... ج الور میں ہوئی جس سے ترسم خاں دلاور خاں ہوئے قوم چوہان کا سلسلہ نسب آخر میں درج ہے

آخر میں اس سلسلہ اس خاندان میں سردار علیخاں و مردان علیخاں ہوے ہیں۔ سردار علیخاں اپنے بھائی مردان علیخان کے پاس چھتاری سکونت رکھتے تھے
... معرکہ ترکی پورہ وکموڑ سے پہلے علاقہ اھار میں بدست دہقاناں شہید ہوئے اور بعد انتقال انکے عوض علیخاں پیدا ہوئے جنکو مردان علیخان نے پرورش کیا
سن شعور تک پہونچکر گورنمنٹ عالیہ میں بعہدہ منصفی و صدر اعلیٰ ممتاز ہوئے اور جب مردان علیخاں نے اپنی اولاد کو جائداد تقسیم کی اسوقت انکو علاقہ ہر دواگنج دیا اور بڈھانسی
... علیخاں نے دیا تھا عوض علیخاں نے بڈھانسی میں سکونت اختیار کی اور یہیں انکا انتقال ہوا۔ عوض علیخاں کے صاحبزادے سرکار احمد علیخاں صاحب مجددی نقشبندی

بقول اصح بڈہانسی کے ڈہاکہ میں کسی شکاری کی گولی سے شہید ہوئے۔ ۲ سردار علیخاں کے انتقال کے وقت بہ شکم مادر میں ۳ یا ۴ ماہ کے تھے انکی والدہ بعد چہلم منڈاور ۵ ۷ اجلی آئیں
یہاں پر یہ پیدا ہوتے اور بعمر دس بارہ سال حسب الطلب ٹھاکر مردان علیخاں چھتاری آئے وہاں اپنے تایازاد بھائیوں کے ساتھ تعلیم پاتے رہے۔

انکے مالک ریاست ہوئے۔ یہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت شخص تھے۔ طبابت میں خاص دخل تھا۔ دو مرتبہ حج ادا کیا اور حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ مہاجر مدینہ منورہ قدس سرہٗ سے اول شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت شاہ صاحبؒ کی ہجرت کے بعد بحکم حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ جو حضرت شاہ صاحبؒ کے اجل خلفاء سے تھے مولوی رحیم بخش صاحب اجمیری ہرصوری جو حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفۂ خاص ہونیکی وجہ سے خانقاہ دہلی میں سجادہ نشین تھے انکی توجہات سے اکتساب سلوک و اجازت مطلقہ سے فائز ہوئے اور بعد انتقال مولوی صاحب جبکہ حاجی صاحبؒ بغرض انتظام خانقاہ شریف مظہریہ دہلی تشریف لائے تو حاجی صاحبؒ نے اپنی جانب سے آپکو خلافت عطا فرماکر بجائے مولوی رحیم بخش صاحبؒ خانقاہ شریف میں سجادہ نشین فرمایا حالانکہ آپنے بخیال تعلقات خانگی و کسر نفسی انکار بھی کیا لیکن پذیرا نہ ہوا۔ اسکے بعد جب آپ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو بوجہ انتقال ہوجانے حضرت حاجی صاحب مرحوم کے مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ و صاحبزادگان حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ سے استدعا کی کہ مجھکو اس خدمت سے معاف فرمایا جاوے۔ اور خانقاہ شریف کیواسطے کسی اور کو تجویز فرماویں چنانچہ آپکی درخواست پر مولوی ولی النبی صاحبؒ مجددی رامپوری کی تجویز ہوئی اور بعد میں سے خانقاہ شریف انکے سپرد فرماکر وطن مراجعت فرمائی۔ ۱۲۹۷ھ میں آپکا وصال ہوا۔ آپکے خاندان میں جنکا انتقال ہوتا اکثر بڈھالسی آپکے مزار کے قریب دفن کئے جاتے ہیں قاعدہ اب تک جاری

ریاست پہاسو اس ریاست کی نیکنامی کی مزید شہرت اور قابل قدر خدمات گورنمنٹ انگریزی کی ابتدا **نواب فیض علی خانصاحب** سے ہوئی۔ بوجہ انکے تعلقات قدیمی کے جو ریاست جیپور سے تھے اپنے والد **محمد مراد علی خاں** کی حیات میں جیپور تشریف لائے۔ یہاں اتفاق ملاقات ہزہائنس مہاراج دھیراج مہاراجہ رام سنگھہ صاحب بہادر جی۔سی۔ایس۔آئی والئے جیپور سے ہوا۔ مہاراجہ صاحب نے پہلی ہی ملاقات میں انکو راج کے معزز عہدوں کیلئے موزوں خیال کرکے ۱۸۵۳ء میں اپنے ظل عاطفت میں لیا اور چند عہدوں کی تبدیلی کے بعد ۱۸۵۶ء میں بخشی فوج ریاست جیپور مقرر کیا اس عہدہ پر ہنوز ایک سال نہ ہوا تھا کہ ۱۸۵۷ء میں غدر ہوا۔ چونکہ نواب صاحب کے فوجی انتظام سے راج جیپور آفات غدر سے محفوظ تھا اسلئے ہز آنر لفٹننٹ گورنر آگرہ نے بذریعہ مسٹر ایڈن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ راج جیپور ہزہائنس مہاراجہ صاحب بہادر سے بغرض انطفاء نائرہ غدر استدعاء امداد کی ہزہائنس نے نواب صاحب کو معہ دس ہزار فوج و چند زنبورک و بارہ ضرب توپ روانہ دہلی کیا۔ پہلی منزل میں نواب صاحب نے دو میم اور چند بچوں کو میواتیوں کی قید سے چھڑایا اور پھر بارہ اعلیٰ عہدہ داران انگریزی سرکار کی جان بچائی جسمیں ایک مسٹر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب تھے جو بعہدہ کمانڈر انچیف ہند اور پھر فیلڈ مارشل انگلینڈ مقرر ہوئے بعد رفع غدر نواب مرحوم کی خدمات ایام غدر کی قدر فرماکر۔ گورنمنٹ انگریزی نے خلعت گراں بہا اور سند زمینداری چار ہزار روپیہ مالگذاری دوام کیلئے معہ معافی چہارم حصہ مالگذاری حین حیات و خطاب خان بہادر اور مہاراجہ صاحب بہادر نے آٹھ ہزار سات سو روپیہ کی جاگیر دوام کیلئے عطا فرمائی۔ ۱۸۶۹ء میں ہزہائنس مہاراجہ صاحب صاحب بہادر جیپور نے بصلہ حسن کارگذاری معاہدہ سانبھر جو باہم گورنمنٹ انگریزی و راج جیپور ہوا تھا خلعت معہ زنجیر فیل و خطاب ممتاز الدولہ عطا فرمایا جسکو گورنمنٹ انگریزی نے بھی منظور فرمالیا۔ ۱۸۷۰ء میں گورنمنٹ نے نواب صاحب کو خطاب و تمغہ کمپینین سٹار اوف انڈیا سی۔ایس۔آئی۔ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۱ء کو بادخال ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ مالگذاری علاقہ پہاسو گورنمنٹ سے مرفوع القلم کرائی۔ ۱۸۷۵ء کو بصلہ حسن ترتیب رپورٹ انتظامیہ راج بڑودہ و حسن انتظام راج کوٹہ گورنمنٹ نے نواب صاحب کو خطاب و تمغہ نائٹ کمانڈر سٹار اوف انڈیا کے۔سی۔ایس۔آئی عطا فرمایا اور ۱۸۸۸ء میں گورنمنٹ نے خطاب ممتاز الدولہ نواب صاحب کو نسلاً بعد نسل عطا فرمایا۔ ۱۸۸۹ء میں نواب صاحب بعد زیارت حرمین شریفین واپس آئے اور بلا ضرورت تقرر محکمہ بورڈ اوف کنٹرول پیشگاہ ہزہائنس مہاراجہ صاحب بہادر جے پور سے دل برداشتہ ہوکر اپنے عہدہ ممبر رائل کونسل سے استعفی دیدیا۔ اگرچہ مہاراجہ رام سنگھہ صاحب بہادر نے اور انکے بعد **ہزہائنس مہاراجہ دھیراج سر سوائی مادہو سنگھہ صاحب بہادر بالقابہ** نے بہت چاہا کہ نواب صاحب اپنے عہدہ کو سنبھالیں مگر نواب صاحب عذر ضعیفی کرکے ٹالتے رہے۔ بتاریخ ۲ صفر ۱۳۱۲ھ میں نواب صاحب مرحوم کا بمقام پہاسو انتقال ہوا۔

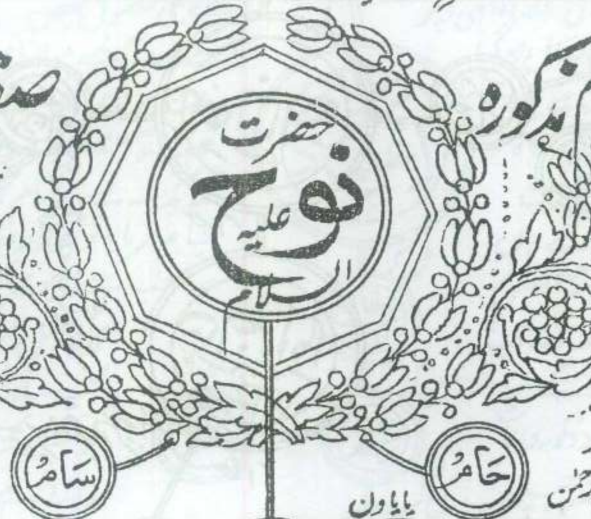
سرکار حاجی محمد عبدالواجد علی خاں صاحب چشتی قادری نقشبندی مجددی رئیس بڈھانسی و جاگیردار جگر سابق ممبر جوڈیشل کونسل ریاست جیپور

بقیہ برصفحہ ۱۶۷

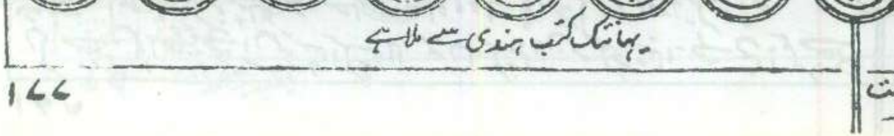
ضمیمہ اولاد نوح علیہ السلام مذکورہ صفحہ ۱۳۱ سلسلہ رؤساء لال خانیاں

طبری نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام
طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان
لڑکا اور تھا جسکا نام یوناطر تھا لیکن
یہ ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل انہیں
اور یہی بعد ابو البشر ثانی نوح علیہ و علی
اعلی ہیں۔ حضرت نوحؑ کے مزار کی زیارت سرکار محمد
کو اپنے ممالک مقدسہ کے سفر میں مقام منصورہ متصل خلیل الرحمن

نجی اللہ کا ایک لڑکا کنعان جسکو عرب یام کہتے ہیں
انتقال کرچکا تھا۔ ہشام نے لکھا ہے کہ نوحؑ کے ایک
جسپر تمام علماء نے اتفاق کیا ہے وہ
تین لڑکے حام۔ سام۔ یافث
نبینا الصلوۃ والسلام تمام عالم کے مورث
عبد الواجد علیخانصاحب رئیس بٹ ہانسی جاگیردار
ملک شام میں ہوئی





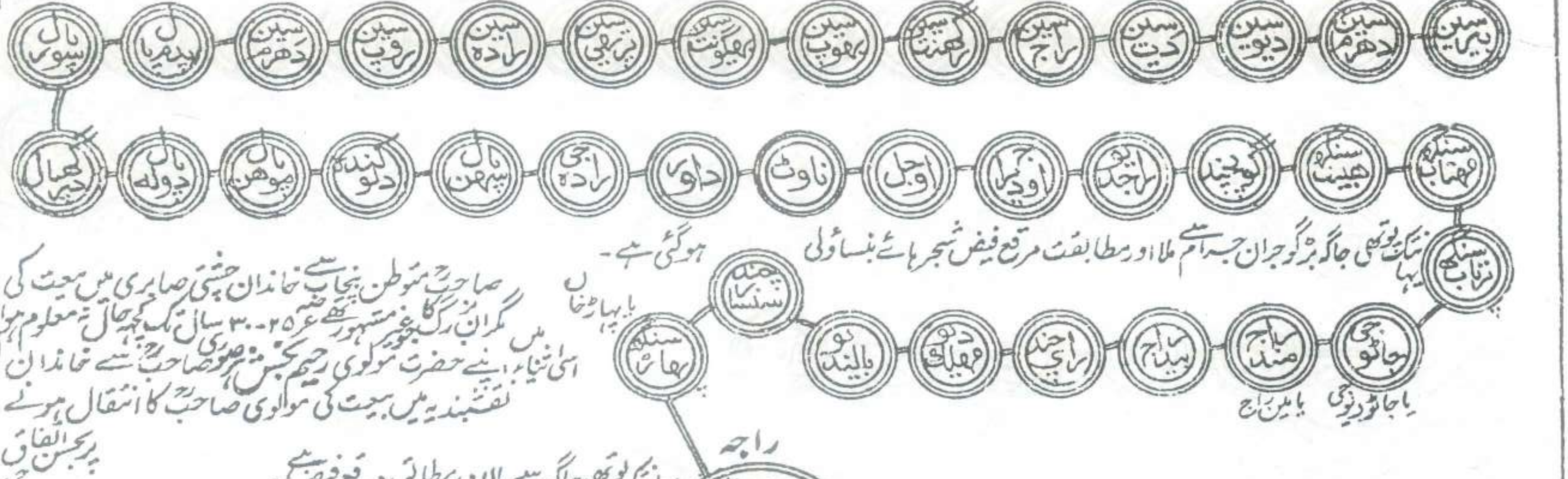


یہانتک کتب ہندی سے ملا ہے

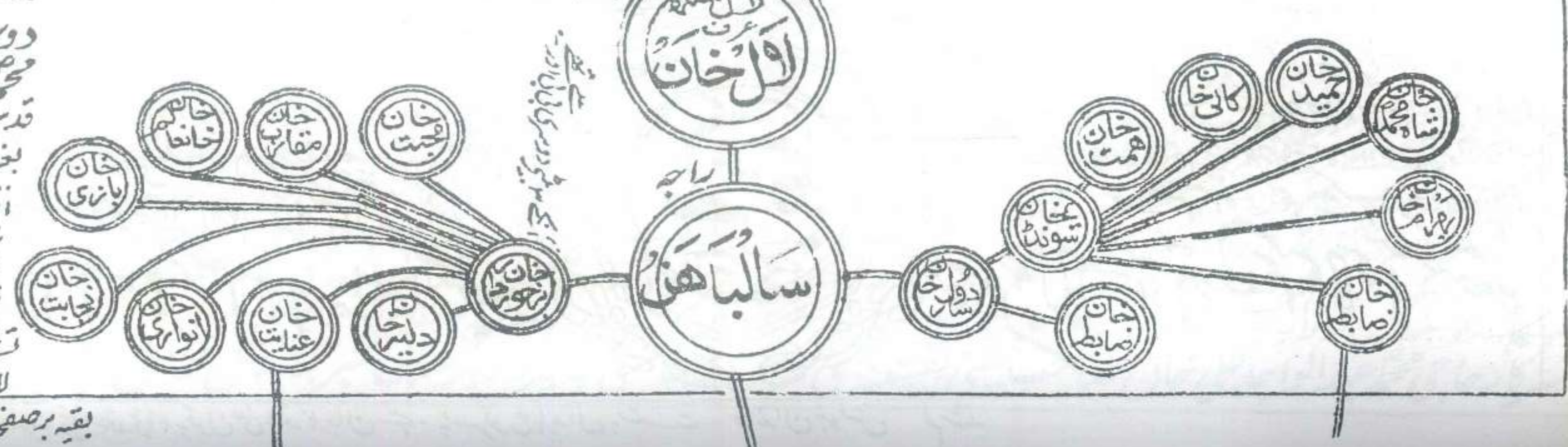
یہاں تک کے وہ اوصاف جو دنیاوی ناموری اور افتخار پر مبنی ہیں نہیں لکھا جاتا
کیونکہ ایسی تعریف و توصیف سے حقیقتاً نہ خود ممدوح کو عام طور پر فائدہ
ہوتا ہے اور نہ تحسین کنندہ کیلئے کوئی بہتری بلکہ ممنوعات شرعیہ کا اکثر ارتکاب
ہونے سے دونوں کیلئے وبال آخرت ہو جاتا ہے۔ علاوہ اسکے یہ کتاب آپکے ارشاد

بقیہ برصفحہ ۱۷۸

سے تالیف ہوئی اور میرا قیام آپکے دولتکدہ پر ہے پھر آپکی ممانعت توضیحاً حال لکھنے کو مانع ہے - البتہ بحکم من لایشکر الناس لایشکر اللہ میں آپکے خصائل لکھنے کی جرأت کرتا ہوں جو دیگر رؤساء و عام اہل بصیرت کیلئے محرک خیر ہوں حضرت ممدوح مادرزاد چشتی ہیں کیونکہ آپکی والدہ نے جناب کی روز پیدائش حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ کے نذر کر دیا تھا - ۱۱-۱۲ سال کی عمر میں حضرت شاہ عبد الرحیم



صاحبؒ متوطن پنجاب سے خاندان چشتیہ صابریہ میں بیعت کی مگر ان بزرگ کا جو عزت متصلہ بھی ۲۵-۳۰ سال تک کچھ حال نہ معلوم ہوا اسی اثناء میں اپنے حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؒ صدیقی سے خاندان نقشبندیہ میں بیعت کی مولوی صاحبؒ کا انتقال ہونے پر بحسن اتفاق جناب حاجی دوست محمد صاحب قدس سرہ بغرض انتظام خانقاہ شریف جبکہ دہلی تشریف لائے

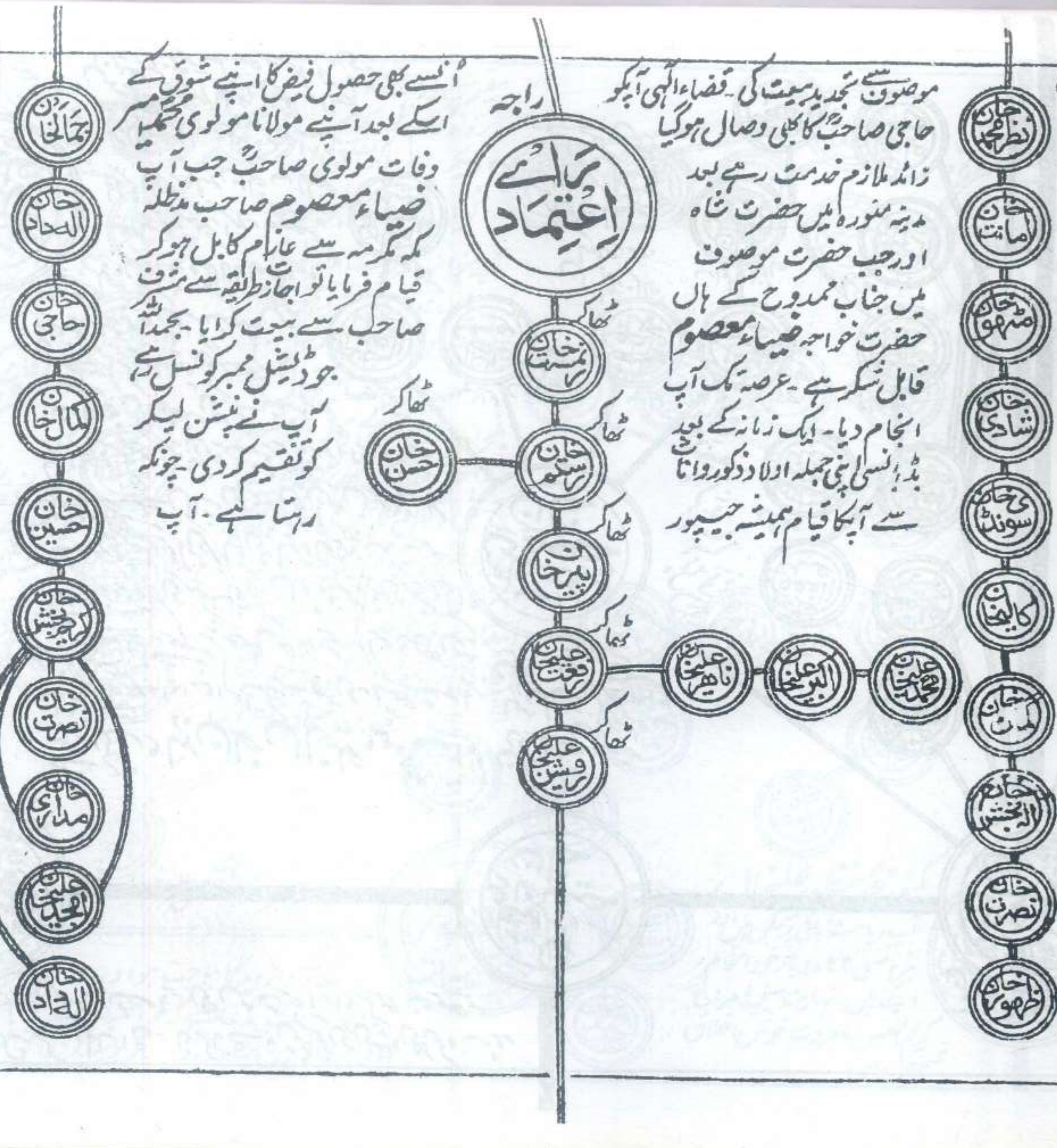


بقیہ صفحہ ۱۷۸

توآپنے حاجی صاحبؒ
ہی عرصہ میں حضرت
کرکے ۲۰ سال سے
مشرف ہوئے تو
فیضان حاصل کیا
لائے اور جیبپور
لنگادیا لنگر اسکا کو بھی
دونوں اعتبار سے
انصاف سے کام
اور قدیمی ریاست
جاگیر ہے اسوجہ

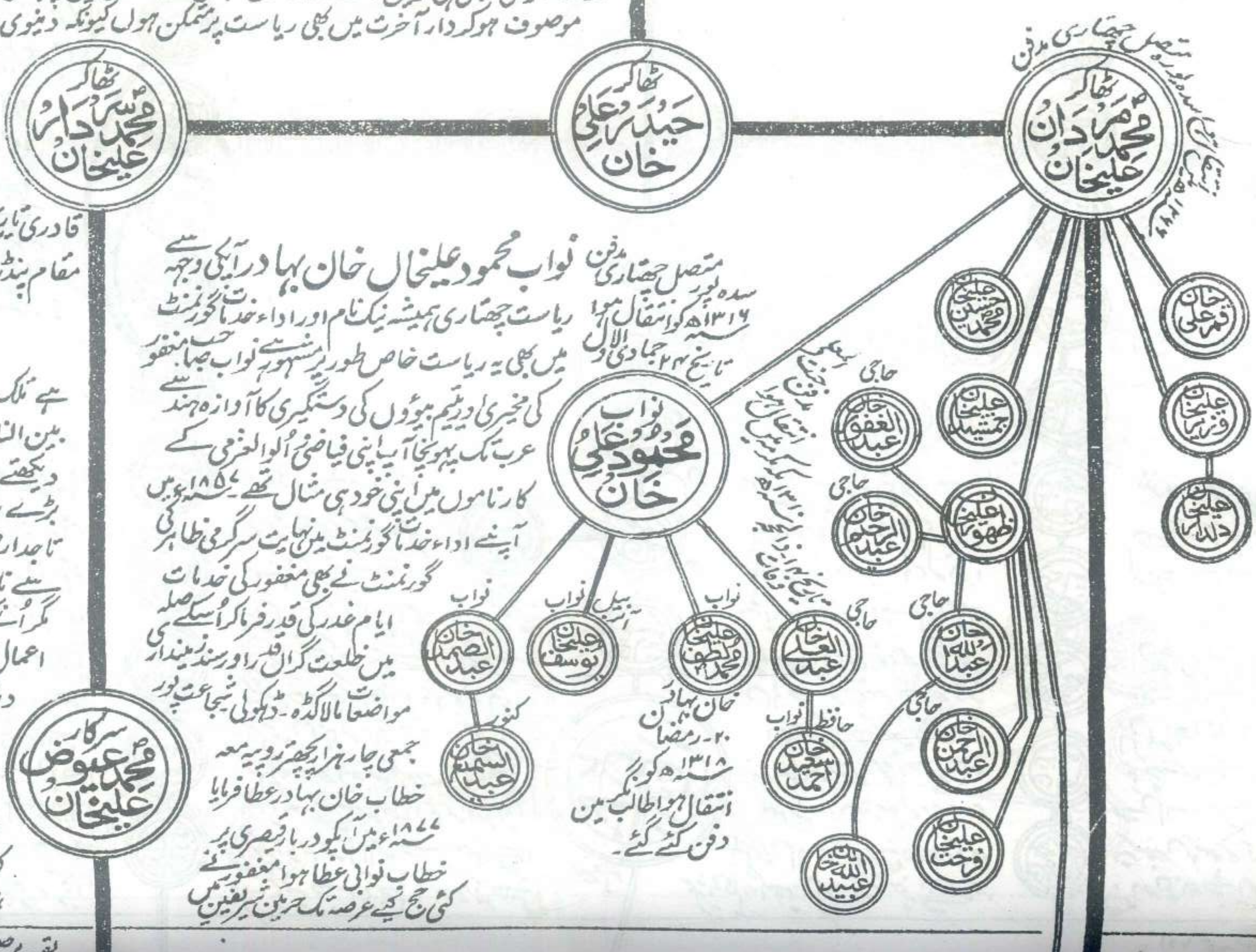
موصوف سے تجدید بیعت کی۔ قضاء الٰہی آپکو
حاجی صاحبؒ کا بھی وصال ہوگیا
زائد ملازم خدمت رہے بعد
مدینہ منورہ میں حضرت شاہ
اور جب حضرت موصوف
میں جناب ممدوح کے ہاں
حضرت خواجہ ضیاء معصوم
قابل شکر ہے۔ عرصہ تک آپ
انجام دیا۔ ایک زمانہ کے بعد
بڈہانسی اپنی جملہ اولاد ذکور واناث
سے آپکا قیام ہمیشہ جیبپور

انسے بھی حصول فیض کا اپنے شوق کے
اسکے بعد آپنے مولانا مولوی محمد میسر
وفات مولوی صاحبؒ جب آپ
ضیاء معصوم صاحب مدظلہ
مکہ مکرمہ سے عازم کابل ہوکر
قیام فرمایا تو اجازت طریقہ سے مشرف
صاحب سے بیعت کرایا۔ بحمد اللہ
جو ڈسٹرکٹ ممبر کونسل رہے
آپ نے پنشن لیکر
کو تقسیم کردی۔ چونکہ
رہتا ہے۔ آپ



موافق موقعہ ملا اور تھوڑے
صاحب رحمۃ اللہ سے استفادہ
زیارت حرمین شریفین سے
العالی سے شرف نیاز او
ہندوستان تشریف
ہوئے اور دونوں صاحبزادگان
آپکی زندگی دینی و دنیوی
اور نہایت احتیاط و
دنیوی تعلقات کم کردئیے
ریاست جیبپور سے بھی آپکو
باوجود ریاست صوفی
منش متحمل مزاج منکسر
و نہایت متواضع ہیں
ہمدردی اسلام و
فیض رسانی آپکا خاصہ
ذاتی ہے۔ درحقیقت
آپکی فارغ البالی
بالخصوص دیگر
امرا کے لئے
قابل غبط ہے
خوں شد دلم از حسرت آں لعل روان بخش
آنرا کہ محبت بجہاں مہر و نشان باش
باری تعالٰے دیگر

رؤساء کو بھی ایسی ہی توفیق دے تاکہ فارغ البالی کے شکریہ میں پابندی اسلام سے موصوف ہوکر دار آخرت میں بھی ریاست پر متمکن ہوں کیونکہ دنیوی جاہ و حشمت چند روزہ



قادری تاریخ انتقال ۱۸ رجب ۱۲۱۴ھ مقام پنڈراول مدفن

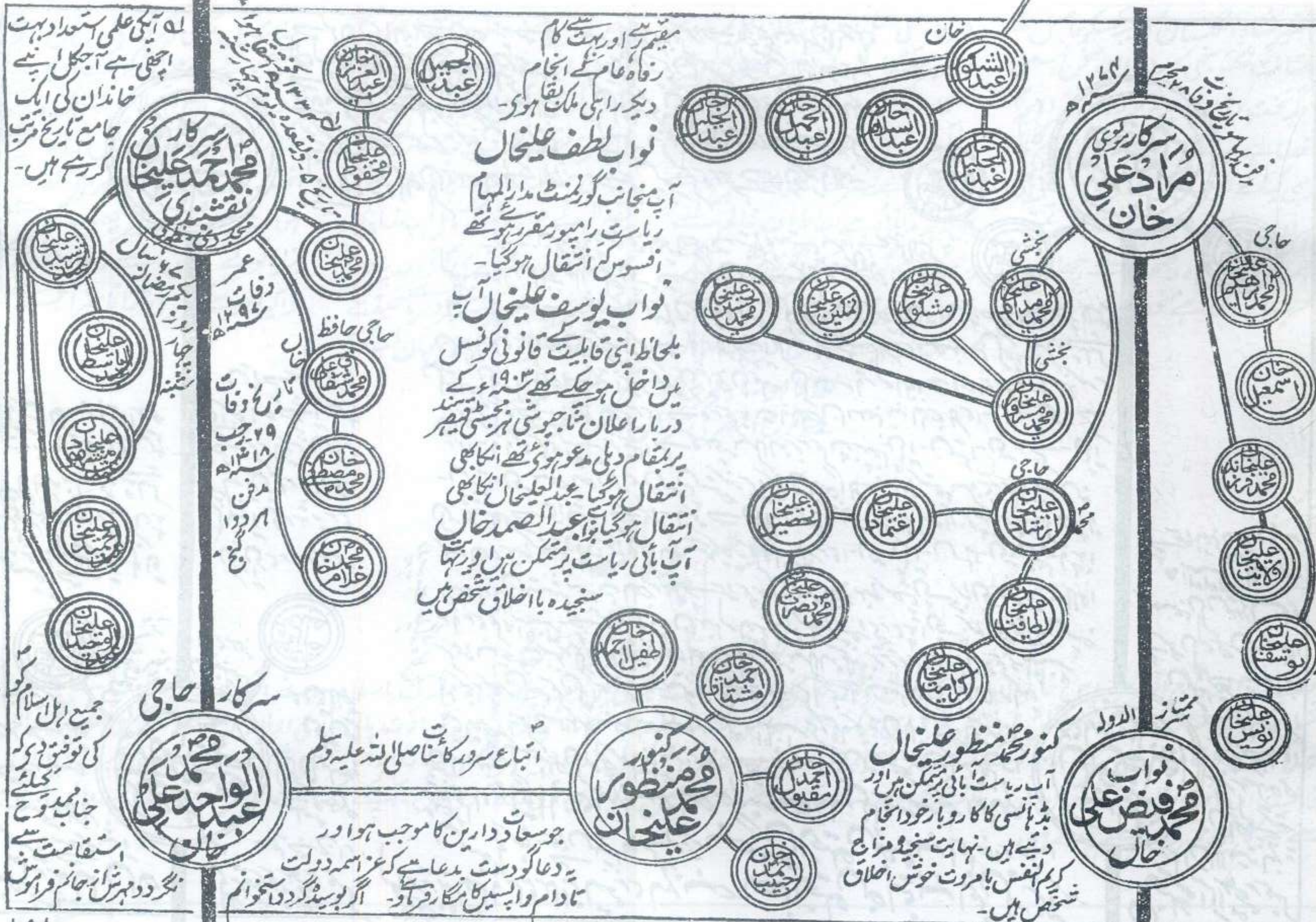
متصل چھتاری مدفن سدہ پور ۱۳۱۶ھ کو انتقال ہوا تاریخ ۲۴ جمادی الاول

نواب محمود علیخاں خان بہادر آپکی وجہہ سے ریاست چھتاری ہمیشہ نیک نام اور اداء خدمات گورنمنٹ میں بھی یہ ریاست خاص طور پر مشہور ہے نواب صاحب مغفور کی مخیری و یتیم بیوؤں کی دستگیری کا آوازہ ہند سے عرب تک پہونچا آپ اپنی فیاضی و اُلوالعزمی کے کارناموں میں اپنی خود ہی مثال تھے۔ ۱۸۵۷ء میں آپنے اداء خدمات گورنمنٹ میں نہایت سرگرمی ظاہر کی گورنمنٹ نے بھی مغفور کی خدمات ایام غدر کی قدر فرماکر اُسکے صلہ میں خلعت گرانقدر اور سند زمینداری مواضعات مالاگڈھ۔ ڈھکولی شجاعت پور جمعی چار ہزار چھ سو روپیہ معہ خطاب خان بہادر عطا فرمایا ۱۸۷۷ء میں آپکو دربار قیصری پر خطاب نوابی عطا ہوا مغفور نے کئی حج کیے عرصہ تک حرمین شریفین میں

خان بہادر ۲۰ رمضان ۱۳۱۸ھ کو انتقال ہوا طالب نگر میں دفن کئے گئے۔

ہے تلک الایام نداولہا بین الناس۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے سلاطین و تاجدار صفحۂ ہستی سے نابود ہوگئے مگر اُنکے اخلاق و اعمال حسنہ بدستور دنیا میں گونج رہے ہیں اور وہی اُنکے عاقبت میں کام آنیوالے ہیں۔ باری تعالےٰ

بقیہ بر صفحہ ۱۸۱



مقیم رہے اور بہت سے کام
رفاہ عام کے انجام
دیئے راہی ملک بقا ہوئے۔

نواب لطف علیخاں

آپ منجانب گورنمنٹ مدار المہام
ریاست رامپور مقرر ہوئے تھے
افسوس کہ انتقال ہوگیا۔

نواب یوسف علیخاں آپ
بلحاظ اپنی قابلیت کے قانونی کونسل
میں داخل ہو چکے تھے سنہ ۱۹۰۳ء کے
دربار اعلان تاجپوشی شہنشاہ قیصر ہند
پر بمقام دہلی مدعو ہوئے تھے انکا بھی
انتقال ہوگیا۔ عبد العلی خاں انکا بھی
انتقال ہوگیا۔ **نواب عبد الصمد خاں**
آپ آبائی ریاست پر متمکن ہیں اور نہایت
سنجیدہ با اخلاق شخص ہیں

کنور محمد منظور علیخاں

آپ ریاست آبائی پر متمکن ہیں اور
بڑھانسی کا کاروبار خود انجام
دیتے ہیں۔ نہایت سنجیدہ و مزاج
کریم النفس بامروت خوش اخلاق
شخص ہیں۔

آپکی علمی استعداد بہت
اچھی ہے آجکل اپنے
خاندان کی ایک
جامع تاریخ مرتب
کر رہے ہیں۔

جمیع اہل اسلام کو
کی توفیق دی کہ
اتباع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کیلئے
جناب ممدوح
استقامت سے
جو سعادت دارین کا موجب ہوا اور
یہ دعا گو دست بدعا ہے کہ عزاسمہ دولت
تا دم واپسیں کا سگار فرماو۔ اگر بوسید گرد استخوانم
نگردد مہرش از جانم فراموش

بقیہ صفحہ ۱۸۰ محمد عبد الواحد علیخاں

کنور محمد اکرام علیخاں
یہ نہایت لائق اور
سیر چشم عالی
حوصلہ مدبر تھے
اور انکے بڑی
اُلوالعزمی کے
خیالات تھے لیکن
افسوس مرحوم کی عمر نے
وفا نہیں کی بعمر
۳۱ سال سنہ ۱۳۳۳ھ
راہی ملک بقا ہوئے۔

سر نواب فیاض علی خاں بہادر

کنور اکرام علیخاں

علیخاں ملیح

علیخاں معظم

علیخاں اعظم

سر آنریبل نواب فیاض علیخانصاحب بہادر ممتاز الدولہ بالقابہ وزیر اعظم جے پور
اپنے والد نواب فیض علیخاں صاحب مرحوم کے جانشین ہوئے۔ ہز ہائنس
مہاراجہ سر سوائی مادھو سنگھ صاحب بہادر بالقابہ والئی جے پور
اس نقصان کو محسوس فرما رہے تھے کہ جو نواب صاحب مرحوم کی علیحدگی سے راج
کو پہونچا جسکی تلافی یہ فرمائی کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں نواب صاحب ممدوح کو باستحقاق
قدامت و ذاتی قابلیت یاد فرما کر بطور اپنے نائب کے ممبر رائل کونسل مقرر فرمایا
سنہ ۱۹۰۲ء کو ممتاز الدولہ ریزیڈنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ منجانب گورنمنٹ منتخب ہوکر
جشن تاجپوشی ہز مجسٹی ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند بمقام لندن شامل ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۳ء کو دربار
اعلان تاجپوشی ہز مجسٹی قیصر ہند بمقام دہلی مدعو ہوئے اور خطاب تمغہ کمپینین سٹار آف
انڈیا یعنی سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ اور سنہ ۱۹۰۴ء کو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی قیصر ہند خطاب
نائٹ کمانڈر انڈین امپائر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی سے ممتاز ہوئے۔ آپ ہی کے عطیہ پچاس ہزار
میں ممتاز بورڈنگ تعمیر ہوا جسکا افتتاح ہز آنر سر جیمس ڈگلس لا ٹوش صاحب سی۔ ایس۔
آئی۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ نے اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو فرمایا۔ اور
کے۔ سی۔ وی۔ او کا خطاب بعد ان خطابات مذکورہ کے اور عطا ہوا۔ آپکے مراتب عروج
و سربلندی کے واقعات نظام ریاست کی اسلوبی جو آپکی حسن تدابیر سے ہوئی اُسکی تفصیل
کیلئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے نیز یہ کہ آپکے کارنامے اکثر انگریزی اور اُردو رسالوں
میں شایع ہو چکے ہیں اس مختصر میں تفصیل کی احتیاج نہیں۔ آپکے خطاب کے۔ سی
وی۔ او ملنے پر میرے قابل دوست منشی حکیم الدینخاں نائب ناظم
گنگا پور نے بھی ایک قصیدہ تہنیت لکھا تھا جو ہدیۂ ناظرین ہے۔

جلایا تیری نعمت نے عدو کو آتش غم سے — ہوا ہے حاسدوں کا حال ابتر فرط ماتم سے
اگر جلنے سے ہو بیزار حاسد کیا تعجب ہے — نہیں ممکن بھرے زخم حسد خجلت کے مرہم سے
مہاراجہ نے دی دربار میں جب کرسی اول — یہ ثابت ہو گیا افضل ہے تو ہر ایک قدم سے
نہایت ہی قلق ہے دشمنوں کو تیری عزت کا — ہمنشیں کیا خاک وہ اُنکو نہیں فرصت غم و ہم سے
وزیران سلف کو تجھ سے ہو کیونکر بھلا نسبت — ملا ہے رتبہ عالی تجھے خلاق عالم سے

کنور محمد خورشید علی
راج جے پور
عہدۂ جلیلہ
اسلوبی انجام
ہیں علمی
اخلاق و
اور ہمدردی آپکی
ورثہ پدری آپ نے
دی اور راتبی آسائش
وہاں پر تیار کرائے
ہیں آپکے صاحبزادے
کا کام کرتے ہیں۔

کنور محمد خورشید علی خاں

نقشبندی مجددی

عبد الرؤف خاں

الطاف احمد خاں

خاں کمانڈر انچیف
آپ عرصہ سے اسٹیٹ
کا کام بحسن
دے رہے ہیں
قابلیت پر
مروت
قابل تعریف ہے تقسیم
[illegible] کو بہت کچھ ترقی
کیلئے رئیسانہ مکانات
ہیں جو اعلیٰ پیمانہ پر
عبد الوہاب خاں یا

عبد الوہاب خاں

شیر شاہِ انگلستان کا رتبہ کسکو حاصل تھا
متانت نکتہ سنجی کاردانی اور سخن فہمی
اگر تخت وزارت پر نہ تو رونق فزا ہوتا
خطا ہے ہر خطابوں کے زبان پر نام کا لانا
یہی کیا کے سی۔ آئی ای اور سی ایس۔ آئی بھی
ہر اول ہے ترے اعزاز کے لشکر کا یہ تمغہ
ہما کی جستجو میں کوہ و صحرا اسلئے چھائیں
حصول مدعا ہے منحصر تیری توجہ پر

دریچانہ تھی کسکی بزم دانایان عالم سے
یہ جوہر حق تعالیٰ نے بھرے ہیں تجھ میں اکرام سے
مصیبت جھیلتی ہر لحظہ خلقت دستِ ظالم سے
دل آرا داب دانِ واقف ہے ممدوح مکرم سے
دیئے ہیں تحفے قیصر نے تجھے الطاف پیہم سے
یہی پیہم ندا آئی ہے اب اطراف عالم سے
یہ بس ہے تیرے قدموں کا نہ ہو یہ جدا ہم سے
وسیلہ کی نہیں حاجت کسی کو نوع آدم سے
مبارک ہو مرے ممدوح کو یہ بہجت شایاں

دقایت اپنے بندوں کی خدا نے تجکو سونپی ہے
رئیسوں کی یہ حالت ہے کہ تیری آستانہ کو
مثال گربۂ مسکیں بنایا تو نے شیروں کو
امیرانہ لقب نواب اور ممتاز دولت ہیں
عروج منزلت کا تیرے چرچا ہے زمانہ میں
یقیں لانے ہیں ہو کسکو تامل اب زمانہ بھر
صفت ادنیٰ یہ ہے تیری کہ آیا در پہ جو سائل
شناور میں نہیں جب تیرے دریا حقیقت کا
مبارک ہو قلق دشمن کو جو ہے جان بلب غم سے

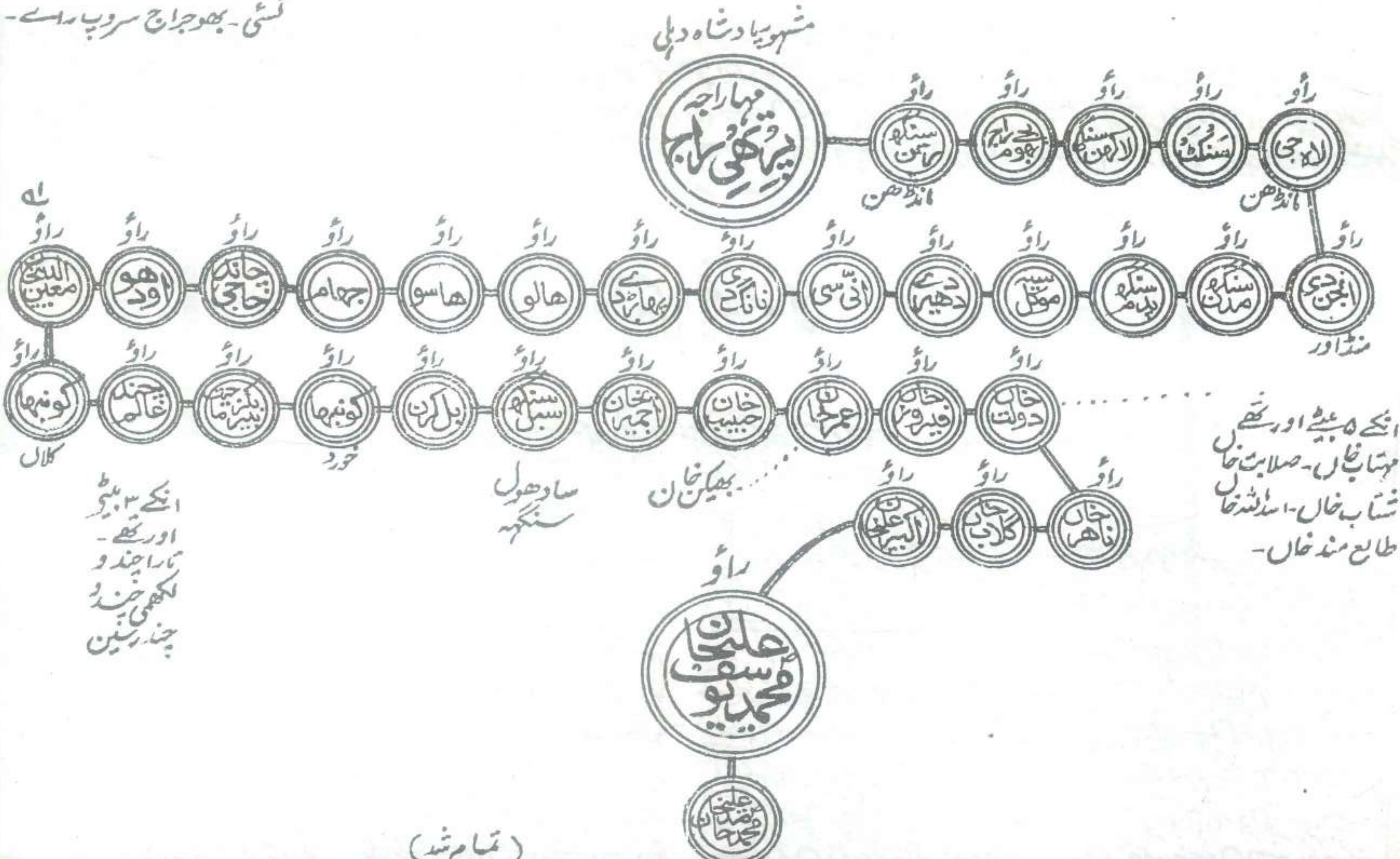
حمایت میں تری آکر ڈری کیوں زال رستم سے
ادب سے بوسہ دیتے ہیں ترکرا نیسے ادہم سے
دروغ اسمیں نہیں اصلا میں کہتا ہوں دم وخم سے
سر آنر ابل بہادر بھی مفتخر ہیں تری دم سے
اضافہ کے سی۔ وی۔ او کا ہوا ہے تازہ جلدم سے
ہوا ہے یکقلم سیراب تیرے فیض کے یم سے
بنایا تو نے مستغنی اسے دینار و درہم سے
ادا کیا ہو سکے تیری ثنا ناچیز اعجم سے

محمدؐ کا ہو سایہ فرقِ فیاض علی خاں پر
ملے نوح و خضر کی عمر یمن اسم اعظم سے

قوم چوہان

اولاد مہاراجہ پرتھی راج

قصبہ منڈاور راج الور میں اس خاندان کے مورث اعلیٰ راؤ حاجی چاند سمت ۱۴۹۹ بکرمی میں بعہد فیروز شاہ مشرف باسلام ہوئے انکی خداداد قابلیت کے باعث شہزادی سے شادی ہوئی اسی تعلق کی بنا پر بحکم شاہی جنگ منڈا سا میں لڑے اور انجام کار اسی لڑائی میں شہادت پائی۔ انکی اولاد میں سے راؤ یوسف علیخاں صاحب کا خاندان ریاست مذکورہ کے سرداران تعظیمی اور معززین خاص میں اول درجہ میں ہز ہائنس مہاراجہ الور انکی بڑی قدر کرتے ہیں۔ آپ اپنی ذاتی قابلیت اور اخلاق میں ممتاز اقران ہیں۔ راقم کو بھی عرصہ سے آپ سے نیاز حاصل ہے بڑی خوبی کے آدمی ہیں۔ آپکے ایک ہی صاحبزادے ہیں جو ریاست الور کی طرف سے میو کالج اجمیر میں تعلیم پاتے ہیں



(تمام شد)

ل انکے چار بیٹے اور تھے کھڑک سنگھ
پاپٹرونی - ہمیر - مولاداس - کیرت سنگھ
تسئی - بھوجراج سروپ داسے -

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سلیم فکر مستقیم عالم معقول و منقول حاوی فروع و اصول مکرمی جناب مولوی عبد الواحد صاحب فاروقی تھانوی سیرمشتی دربارِ الور دام بالمجد و الفضائل

ایّہا الاخواں ! شرع میں ہے گو، فخر بالآبا منہی عنہ
اس سے کسی کو ہو نہ یہ شبہہ، حکم بالاضداد اسمیں ہے حاشا
بات یہ ہے احکام شریعت۔ جتنے ہیں سب ہیں مبنی بحکمت
فخر و تعلّی اپنے نسب پر۔ کبر کا اک شعبہ ہے مقرر
کوئی گنہ۔ ایسا نہیں صاحب، کبر نہ جسکا ہو باعث و موجب
اسکے سوا ہرگز نہیں کچھ شے، یہ کہ فلاں شخص ابن فلاں ہے
نفس تعلّم علم نسب کا۔ حال نہیں جس حال میں ایسا
ہوتی ہے معلوم اس سے قرابت بڑھتا ہے اُس سے جوشِ محبت
اصل تمدن گر ہے کوئی شے غور سے دیکھو گے تو یہی ہے
شبہہ نہیں کچھ تو ہمیں بھی اصلا۔ علم انساب و رجال و سیر کا
راز یہی ہے اسمیں کہ کچھ ہو۔ ذکر سلف نافع ہے خلف کو
اُنمیں سے جو تھے عاقل و کامل، اور تھے اچھے جنکے مشاغل
اور جو بری بھی کسی کی تھی حالت۔ ذکر سے اُسکے ہوگی عبرت
خاصکر ایسوں کا ذکر کہ جنسے، سلسلے بھی ملتے ہوں نسب کے
ایسا مبارک علم عزیزو، نفع رساں اس حد تک ہو جو
ہائے مسلمانان جہاں میں۔ اب جو نہیں اگلوں کی سی شانیں
دین میں جبتک پورے ہم تھے قایم، رو بہ ترقی رہتے تھے دائم
جبسے ہوئی ہے اُس سے غفلت، حال ہے اپنا قابل عبرت
اب بھی جو چاہیں ہم کہ ہماری، بدلیں یہ حالت حضرت باری
کیونکہ جناب رب العزت، اُنکی بدلتے ہی نہیں حالت
اسلئے بہتر ہے کہ مسلماں، دل سے ہوں دین کے تابع فرماں
علم نسب کا سیکھنا بھی جب، مانتے ہیں مامور بہ سب
بھول گئے تھے اہل قبائل، اپنے نسب ناموں کے سلاسل
بسکہ جناب فخر اماجد، حامی ملت عابد و زاہد
رکھتے ہیں درد دین منور، اپنے دل شفاف میں مضمر
آئینے اور علوم دین میں، عالموں سے لکھوا کے کتابیں
ویسے ہی یہ سرکار ذیشاں، علم نسب کے لئے تھی کوشاں

پھر بھی تعلّم علم نسب کو، شرع نے ٹھیرایا ہے ضروری
جو ہے محال اور ہو نا جسکا۔ شان شریعت کے ہی منافی
چاہئیے لیکن چشم بصیرت۔ مصلحتیں سب دینگی دکھائی
اور ہے کبر اے جان برادر، اصل اصول جمیع مناہی
نہی تھی اُس سے عین مناسب، ہوتی نہ کب ممانعت اسکی
جبکہ ہے ننگ ہر نسب و حی۔ وہ جو نہ رکھتا ہو جو ہر ذاتی
بلکہ ہیں اُسمیں فائدے صدہا۔ جو ہیں نمایاں اور بدیہی
اور صلۂ رحم اُسکی بدولت۔ ہوتا ہے آساں سبکو کماہی
نشۂ الفت رکھتی ہے یہ مے۔ رہتا ہے ملکر خیال اُسکی صحبت
دل میں ہر اک کے کرتا ہے پیدا خود بخود اک تحریک ترقی
گذرے ہیں اُنپر واقعے جو جو۔ انکے لئے ہیں سب ہر وادی
ایسوں کے ذکر خیر کا حاصل، یوں تو بہر حال اچھا ہے ہی
دونوں میں ہے القصہ نصیحت۔ اہل سعادت کیلئے حکمی
ولولے پیدا کرتا ہے جیسے۔ شرح عیاں ہے سب پر ان کی
کیوں نہ بھلا مامور بہ ہو۔ شرع شریف کی رو سے قطعی
اسکا سبب گر غور سے دیکھیں، پائینگے ترک شرائع دیں ہی
کرتے تھے پورے اپنے عزائم، روک نہ سکتا تھا ہمیں کوئی
پھر جو یہ غفلت ہم پہ ہے طاری، چاہئیے پہلے ہمکو بدلنی
جہاں سے ہیں خاک مذلت، راہ سپر ہیں جانب پستی
اپنے قلوب کی جو کیفیت، وہ نہ بدلنا چاہیں خود ہی
حکم ہیں جتنے حتی الامکاں، دھیان رکھیں تعمیل کا سبکی
فکر تھی اُسکی بھی سبکو انسب، اُسمیں مگر اک دقت یہ تھی
اور نہ تھا ہر شخص اسکے قابل، آپ ہی سلجھا لیتا یہ گتھی
حاجی محمد عبد الواجد العلیخاں سرکار بڈہا لسی
اسلئے ساعی رہتے ہیں اکثر۔ بہر رواج شرائع دینی
جیسے بتائی ہیں دین کی باتیں، اور دکھائی ہے راہ ترقی
شکر ہے آج وہ کار نمایاں، ہوگیا ختم بفضل الٰہی

جنکے سپرد یہہ کام ہوا تھا، قابل تحسین کام ہے اُنکا
والدِ ماجد شیخ طریقت، جنکے ہیں حضرت والا درجت
اُنکی یہ تالیف اللہ اللہ، قابل داد ہے ماشاء اللہ
کام کیا ہے دیکھو کیسا - رکھ دیا بھر کر کوزہ میں دریا
نام بھی **مرآۃ الانساب** اسکا، رکھا ہی کیسا صاف و مجلّٰی
حکم لحضور رسول مکرّم، صلی اللہ علیہ وسلم
اب وہ ہلال ملت بیضا، مطلع مطبع سے لو نکلا
اسمیں نسب کے شجروں کے شامل، ہی یہہ کمال مولف کامل
ہے یہہ عجالۂ نافعہ گویا، علم نسب دانی کے علاوہ

اور ہیں وہ صاحبزادۂ والا، **خواجہ ضیاء الدین اہروی**
خواجہ بہاء الدین والملت قطب زمان مہاجر مکی
اس سے ہر ایک کو انشاء اللہ، ہوئیگا بیشک نفع کلی
کیوں نہو، ہے کس باپ کا بیٹا، اُسنے بہت یہ حد کی کوشش بن آئی
دیکھینگے اُسمیں، سب آئینہ سا، شکل و شمائل اپنے نسب کی
بہر نسب دانی جو تھا محکم، سہل ہوئی تعمیل اب اسکی
دیکھیں مسلماں جلوہ اسکا، اور منائیں عیدِ قومی
تذکرے بھی کچھ کرکے داخل، ڈالی ہی طرح رجال و سیر کی
کنز علوم رجال و سیر کا، خوبیاں جسمیں ہیں نامتناہی

اسکا سنین طبع جو چاہو سب سے یہی **فاروقی** کہہ دو
مرآۃ الانساب اب ہر عزیزو، مطلع عکس رجال و سیر بھی
سنہ ۱۳۳۵ھ

تقریظ دلپذیر ذوالفضل والمکارم عالی مناقب والا مناصب مجی جناب محمد محمود علیخان صاحب صاحبزادہ ریاست ٹونک لازال مجدہم

تمام حمد و ثنا اُس ذات کو ہے جو یکتا ہے اپنی ذات و صفات میں اور یگانہ ہے اپنے بقا و ثبات میں اور درود و سلام بجد سرور کائنات **محمد مجد صلی اللہ علیہ وسلم** اور آپکی اولاد و اصحاب پر جنکا اتباع ہدایت عظمٰی ہے۔ **امابعد**

اہل عرب میں علم الانساب ہمیشہ قدر و منزلت و ضرورت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ جو مرتبہ فن سپاہگری و شاعری کو عام نظروں میں حاصل تھا وہی حیثیت علم انساب کو بھی حاصل تھی۔ عربوں کو نہ صرف اپنے خاندان کا صحیح نسب یاد رہتا تھا بلکہ دیگر قبائل کے انساب بھی حفظ یاد رکھتے تھے۔ اکثر مواقع تفاخر پر اپنے نسب کے فخریہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اُنکی عورتیں بھی اس فن شریف سے خوب واقف ہوتی تھیں اس میں کلام نہیں کہ ہندوستان کے موخرین مسلمانوں نے اسلاف کے خلاف اس فن شریف سے ضرور تغافل برتا حالانکہ بوجہ امتداد زمانہ اور بضرورت اختلاط اقوام و نسل خاص اعتنا کی ضرورت ہے۔ تاہم ہزارہا خاندان ایسے ہیں کہ جنکے انساب کتابوں میں درج ہو چکے ہیں اور ہزارہا ایسے ہیں کہ اُنکے نسب نامہ اُنکے پاس محفوظ ہیں۔ ہندوستان میں عام وسیع کتب خانوں کی کمی بلکہ فقدان مصنفین و مولفین کے حوصلوں کو پست اور اُنکے کاموں کو تنگ کر دیتا ہے۔ یہ شکایت ہر صنف تصنیف و تالیف میں ہے۔ فاضل مؤلف کی اُمنگوں کے واسطے ضرورت تھی کہ ہر حیثیت سے اُنکو استغنا حاصل ہوتا۔ میر مکرم مولف نے جو بصد جانفشانی و عرقریزی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا شجرہ لکھا ہے وہ بہت سی خوبیوں کے لحاظ سے قابل تحسین و قدر ہے۔ باقتضاء ترتیب شجرہ تو مناسب تھا کہ سیدنا حضرت آدمؑ کا اسم گرامی مقدم ہوکر بیخ شجرہ قرار پاتا اور پھر انشعاب سلاسل ہوتا۔ مگر بلحاظ ترتیب تکوین عالم اسم اقدس (نور اول) صلی اللہ علیہ وسلم الفاً الفاً کو سب سے اول درج کرنا فاضل مولف کی بہت اچھی جدت ہے اور سادات کرامؑ کے سلاسل علیحدہ درج کرنے سے سیدنا حضرت آدمؑ تک صلبی سلسلہ بھی صحیح رہتا ہے۔ **مرآۃ الانساب** میں آدم علیہ السلام سے لیکر ابتک ہم اپنے آبا و اجداد کے نام دیکھ رہے ہیں۔ صدہا اولیا۔ علماء فضلاء حکماء سلاطین۔ نوابوں کے نام اور بہتوں کے مختصر کام ہمارے پیش نظر ہیں۔ گویا آدم علیہ السلام سے لیکر ابتک کی ایک دنیا کو ہم عالم مثال میں دیکھ رہے ہیں۔ یا اولاد آدمؑ کا ایک چھوٹا مگر نہایت معزز و متقدر مرقعہ ہمارے سامنے ہے۔ اسلاف ہمارے ناموں اور کاموں کو نہیں جانتے مگر ہم اُنکے ناموں اور کارناموں سے واقف ہو رہے ہیں۔ اگر فاضل مؤلف جیسے حضرات دنیا میں نہوتے تو ہمکو وہ دن کیسے

کیسے میسر آتی جس سے ہزارہا برس گزشتہ کے بزرگوں کو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ کتاب کا ہر ورق عبرت اور معرفت کا منظر ہے

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

تحقیق حالات وصحت انساب میں فاضل مؤلف نے حق سعی ادا کیا ہے۔ اکثر سلاسل اپنی خاص تحقیق کے مطابق لکھے ہیں بعض حضرات کے مرسلہ نسب نامے فاضل مؤلف کی تحقیق میں غیر صحیح ثابت ہوئے اور اپنی تحقیق کے مطابق لکھے ہیں محض مرسل کے بھیجنے پر اعتبار نہیں کیا۔ نہایت استقصا سے کام لیا ہے تقطیع موزوں کاغذ عمدہ غرض ہر طرح قابل تحسین و قدر ہے۔ احقر فاضل مؤلف کی حسن سعی کی داد دینے میں دعا کرتا ہے کہ کتاب مرأة الانساب کو مقبولیت عام حاصل ہو اور قدر دانی کے ہاتھ اسکی طرف کو شوق سے بڑھیں۔ مجھے امید ہے کہ کافہ انام خاص و عام ضرور قدر کرینگے اور انشاء اللہ تعالےٰ طبع ثانی میں بہت سے حضرات اپنے نسب نامے درج کرنیکو بھیجینگے۔ میں اُن حضرات کی خدمت شریف میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں جو اپنے نسب اور اسلاف کے ناموں اور کاموں سے تغافل برتتے ہیں۔ وہ ایسی کتابوں کی طرف بھی ضرور توجہ فرمائیں اور اُنکی قدر شناسی فاضل مؤلف جیسے حضرات کے واسطے اعلےٰ علمی قومی کاموں کی زبردست تحریک ثابت ہوگی ورنہ ہماری بے توجہی کا آیندہ نتیجہ ہوگا

امروز گر از رفتہ حریفاں خبرے نیست فرداست درین بزم کہ از ما اثرے نیست

یا الہ العالمین ہمکو ہمارے صالح اور تیرے مقبول بارگاہ اسلاف کا سچا اخلاف بنادے اور "لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ" کے مصداق افراد سے ہمکو دور رکھ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ فقط

تقریظ نتیجہ فکر نقاد طبع و قاد ادیب اریب جناب منشی ظفر احسن صاحب علوی جھنجھانوی مقیم دہلی دائرۃ الادب

بحمداللہ تاریخ مسلمانوں کا مخصوص فن ہے۔ مسلمان اگر اُسپر فخر کریں تو خودستائی کے مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکتے کیونکہ گذشتہ زمانے کو زندہ و حاضر رکھنے کا صحیح طریقہ دنیا کو اگر کسی نے بتایا تو وہ صرف فرزندان اسلام ہی ہیں۔ **مرأة الانساب** کو دیکھکر مجھکو اسکے مرتب و تالیف کرانیوالے عالی حوصلہ اور ستودہ صفات بزرگ **نواب محمد عبدالواجد علیخاں صاحب** عم فیضہ کی علم دوستی اور تاریخ نوازی پر پہلے خوشی ہوئی پھر تعجب (۱) خوشی اسلئے ہوئی کہ تاریخ کا بہت بڑا جزو علم الانساب ہے۔ اس عظیم الشان صنف میں اب تک کوئی مستقل تصنیف اس تہذیب آئین کے ساتھ اردو میں نہ تھی۔ اور میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ مؤلف نے مختلف سمندروں کو ایک کوزہ میں بند کردیا۔ بلاشک وہ خانوادے جو تہذیب حاضرہ کی مہلک شعاعوں سے متاثر ہوکر اپنی نسبی وجاہت و شرافت کو ناقابل التفات سمجھکر از یاد رفتہ کرچکے تھے پھر زندہ اور تاریخ لکھنے والے انساب کی تلاش و تحقیق کی فکر سے ماضی کیلئے ہمیشہ کیواسطے اور استقبال کیلئے کم ازکم دو صدیوں تک سبکدوش ہوگئے۔ بہت کم حضرات ایسے ہونگے جنکا سلسلہ یا جنکے اجداد اعلےٰ کا نام اسمیں نہو یعنی صرف اپ اپنا سلسلہ معلومہ درج فرماکر اس کتاب کو اپنا نسب نامہ بنا سکتے ہیں۔ درحقیقت نواب صاحب کی اسلامی دنیا اور فن تاریخ میں یہ ایسی یادگار ہے جسپر آیندہ نسلیں فخر کیا کرینگی (۲) تعجب یوں ہے کہ سبحان اللہ اس زمانہ میں بھی ایسے علم دوست افراد اہل دولت میں موجود ہیں جو ہزاروں روپے علمی کاموں میں بلا کسی اثر و داب کے شہرت طلبی سے بے نیاز ہوکر محض علم پروری کیلئے عہد ماضی کی مثال پر دوسروں کے لیے صرف فرما سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ **مرأة الانساب** کی واقعی تعریف جو اسکے بیش بہا فوائد پر حاوی ہو۔ میری زبان اور قلم سے ممکن نہیں

جناب نواب صاحب کی ذات کیلئے میں حضرت رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ موصوف کا وجود منجملہ افضال خداوندی کے ایک فضل ہے۔ مرأة الانساب کی ترتیب و تالیف کہ حبیب جلیل مولانا ضیاء الدین صاحب علوی مروی کی فکر و کوشش کا نتیجہ ہے۔ جو حضرات تاریخی مشکلات سے واقف ہیں وہ ہمارے معزز دوست کی محنت و تلاش و تحقیق کا اندازہ فرما سکتے ہیں ایک ایک نام کیلئے ہزاروں اوراق پھیرنے پڑتے ہیں۔ بنیاد دوں کا استوار کرنا تھا جسکو مولانا نہایت اچھے اسلوب سے کر چکے اور راسپر وہ قوم کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں اسقدر فخر اس کتاب سے مجکو حاصل ہوا کہ یہ مہتم بالشان کارنامہ میرے ایک ہم نسب کے قلم سے وجود پذیر ہوا۔ میں ان بزرگوں کے ساتھ دائمی ہمنشینی کی خوشی میں حضرت رب العزت سے مستدعی ہوں کہ بطفیل رحمۃ اللعالمین نواب صاحب اور مولانا ضیاء الدین علوی اور مجکو اپنی دائمی برکت عنایت فرمائے۔ آمین

قطعہ تاریخ نادر مثال ناظم با کمال طباع بے نظیر واقف اصول و فروع جناب چودھری محمد امتیاز علیخاں صاحب صبا سنبھلی نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین خانقاہ موسیٰ زئی و خانقاہ عنداں متصل قلات

بارشاد جناب عبد واجد ضیاء الدین احمد کرد انشا

عجائب نسخۂ دلکش کتابے بالفاظش در ناسفتہ سفتہ

جدا و لہا و تدبیر دوائر زپرکارے خرد کارے گرفتہ

زہر اصل و فرع چوں شجر طوبے ہمہ صفحات را در بر گرفتہ

بصرف نقد و جنس و جہد بلیغ بدار الطبع جیپور طبع گشتہ

چہ گفتہ امتیاز خستہ تاریخ

کتاب مرآۃ الانساب علیہ

۱۳۳۵ھ

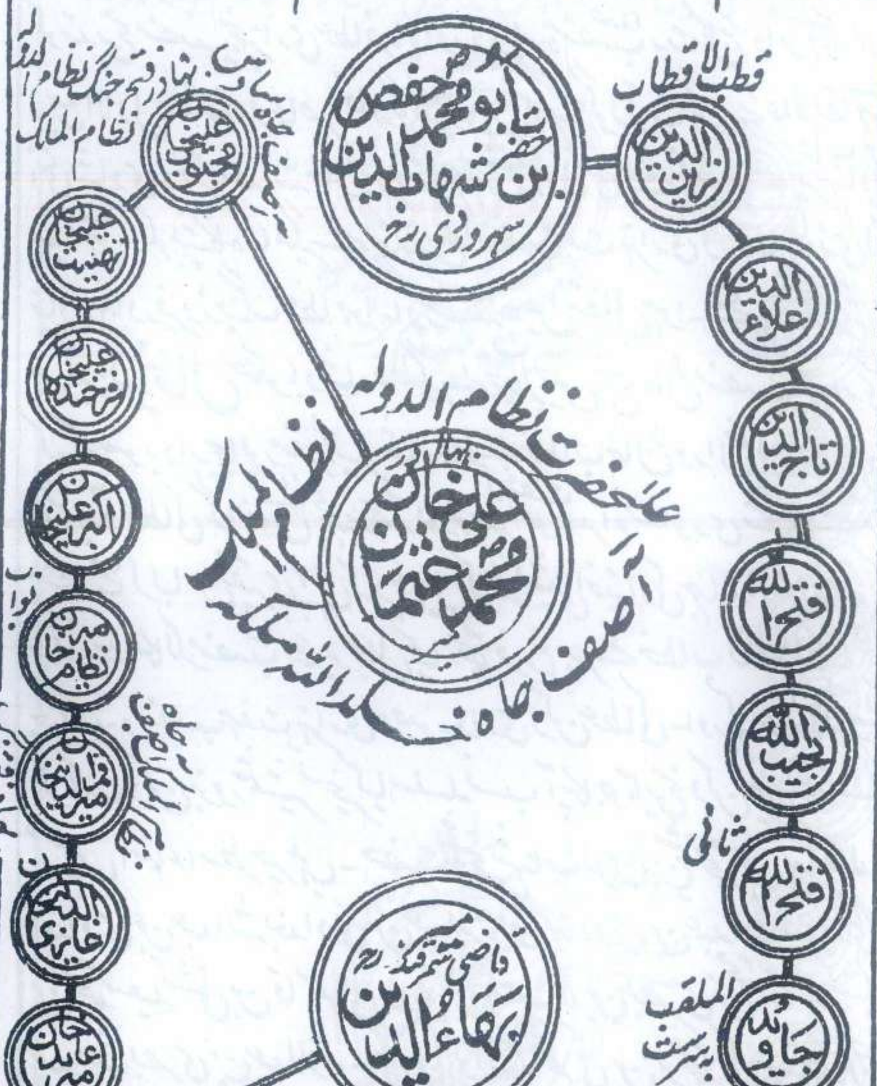
خاتمۃ الطبع از مالک مطبع

علم انساب کی غالباً اردو زبان میں یہ ایسی کتاب ہے جسکو مؤلف مولانا ضیاء الدین احمد صاحب علوی مروی الٰہی نے نہایت محنت شاقہ و جانکاہ کوشش سے ایک عرصہ میں فراہم کیا۔ فی الواقع یہ ایک بحر ذخار دریاء ناپید کنار تھا جسکو متعدد اوراق میں مجتمع کرکے ہدیۂ ناظرین کیا۔ جس سے مؤلف کی قابلیت علمی ولیاقت ذاتی کا کافی ثبوت واضح ولائح ہوتا ہے اسپر یہ جدت ہے کہ ہر قرن کے مشاہیر زمانہ حال سے تا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مخصوص طور پر بطرز جداگانہ عجیب و غریب طریق سے مع حالات ضروری مستثنیٰ پیرایہ میں درج فرمائے ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر صاحب علم کو علاوہ معلومات تاریخی و سلسلۂ انساب ایک خاص مرقعہ ہبوط آدم علیہ السلام سے زمانہ حال تک گذشتہ واقعات و موجودہ حالات کا معلوم ہوگا۔ اگرچہ کتب تاریخ صفحہ ہستی پر اس سے ضخیم و مطول مدون ہیں مگر ان کے دیکھنے سے ہمارے طبائع کو جیسی چاہیے سیری نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ جل شانہ مؤلف و معاونین کو اسو عرق ریزی و محنت کے صلہ میں بحق نبی کریم وجمیع انبیاء کرام علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و اصحاب کبار و آل اطہار و شہداء و صلحاء و ابرار قبولیت وافر بخشے اور جزائے نیک عطا فرمائے

این دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر محمد عبد الرحیم

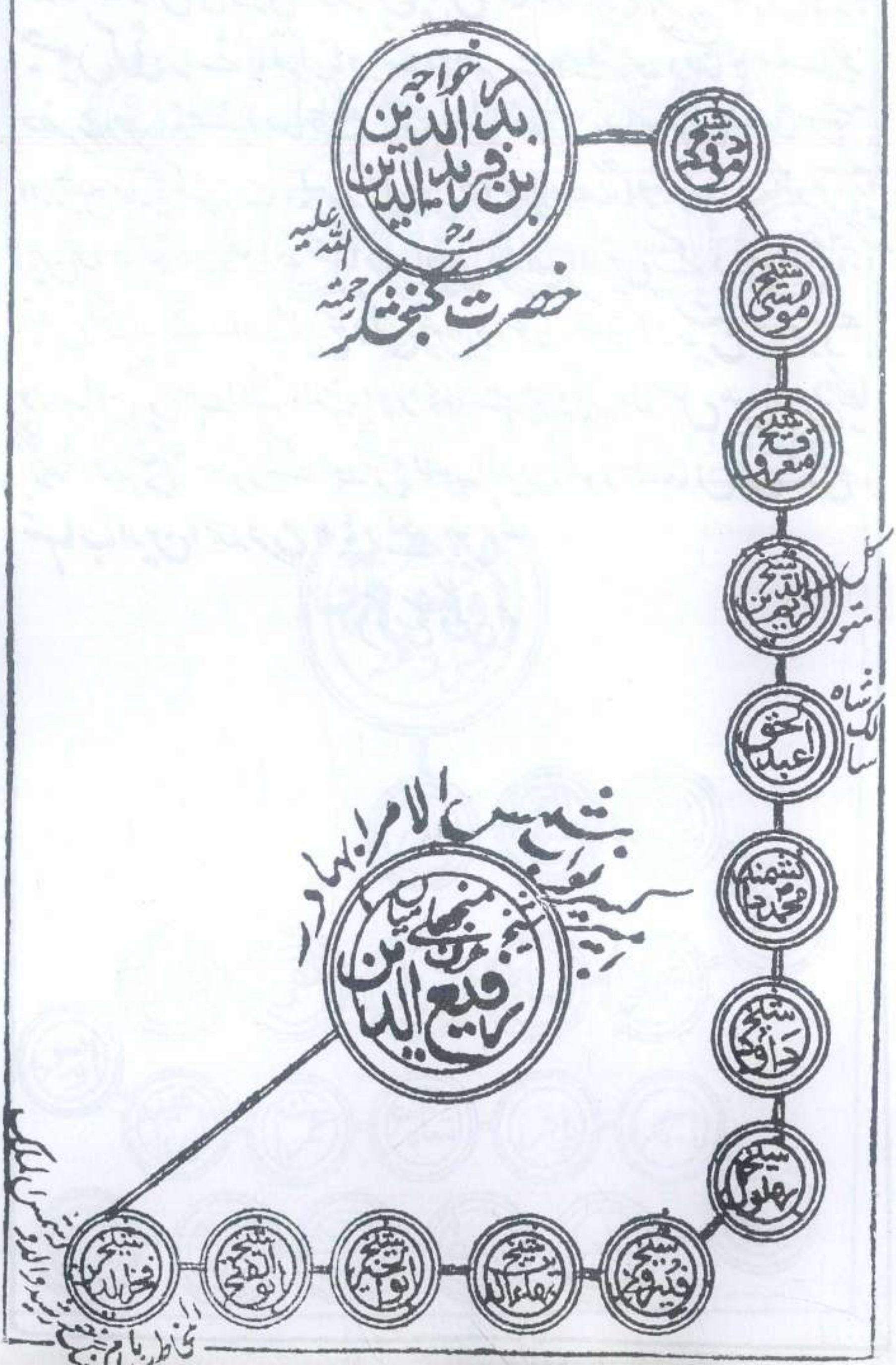
ضمیمہ صفحہ ۳۵ سلسلۂ اعلیحضرت نظام الملک آصف جاہ
سابع اولاد حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
حضور نظام عالی دماغ مدبر مستقل مزاج حلیم لطبع سخی خلیق خوش مزاج



ہیں اپنے فرائض کو خداداد لیاقت اور دانائی سے انجام دیتے ہیں۔ آپکے آباء کرام
میں سے **میر عابد خاں** بعہد شاہجہاں بادشاہ دہلی میں آکر شہزادہ اورنگ زیب کے
مقربوں میں داخل ہوئے جب اورنگ زیب اورنگ آرائے سلطنت ہوگئے تو عابد خاں
کو بتدریج منصب پنجہزاری عطا فرمایا اور دوبارہ منصب صدارت کل پر فائز ہوئے۔ ۲۴
ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو محاصرہ قلعہ گولکنڈہ میں بصدمہ گولہ توپ بجائے عالم بقا ہوئے
انکی شادی دختر سعد اللہ خاں وزیر شاہجہاں سے ہوئی تھی جنکے بطن سے میر شہاب الدین
پیدا ہوئے۔ انکو بیشگاہ عالمگیر سے بتدریج منصب ہفت ہزاری و خطاب غازی الدین
خاں بہادر فیروز جنگ عطا ہوا۔ اور ۱۱۲۲ھ میں انتقال ہوا۔ انکے بعد انکے فرزند
میر **قمر الدینخاں** جنکو بادشاہ عالمگیر نے خطاب چین قلیچ خاں و منصب پنجہزاری عطا
کرکے صوبہ داری بیجاپور مقرر کیا۔ شاہ عالم نے خطاب خان دوران خاں اور صوبہ
داری اودھ عطا کی مگر انہوں نے کچھہ عرصہ کے بعد بوجہ ناموافقت امراء حضوری شاہی سے ترک
منصب فرماکر لباس فقیری پہن کر دہلی میں گوشہ نشینی اختیار کی جہاندار شاہ نے کنج
عبادت سے نکالکر منصب سابقہ پر بحال کیا۔ محمد فرخ سیر نے خطاب نظام الملک فتح
جنگ۔ و منصب ہفت ہزاری و صوبہ داری دکن عطا کی۔ اور کچھہ عرصہ بعد ۱۱۳۱ھ
کو ملک دکن بزور شمشیر تسخیر کیا سلسلہ نسب آپکا جو تاریخ دکن میں لکھا ہے
اُسمیں اسماء اسطرح پر ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین بن شیخ محمد بن بہاءالدین
بغدادی بن عبداللہ بغدادی بن عبدالرزاق بغدادی بن عبداللہ بغدادی صوفی
بن محمد سعید کشکی بن قاسم علی رومی بن نصیر الدین بصری بن محمد قاسم کشکی بن
عبداللہ بصری بن عبدالرحمن مکی بن ابوالقاسم مکی بن ابو محمد مکی بن محمد بن حضرت
ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور آداب المریدین تصنیف حضرت ابوالنجیب
ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں جو سلسلہ لکھا ہے وہ متن کتاب میں درج
ہے۔

(تاریخ جامع و تاریخ دکن)

ضمیمہ صفحہ ۴ سلسلہ امیر کبیر نواب شمس الامراء بہادر حیدرآباد دکن
اولاد حضرت شیخ الشیوخ قطب الاقطاب فریدالدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ
رؤساء حیدرآباد میں آپکا خاندان بڑا ذی عزت مانا جاتا ہے اور ریاست

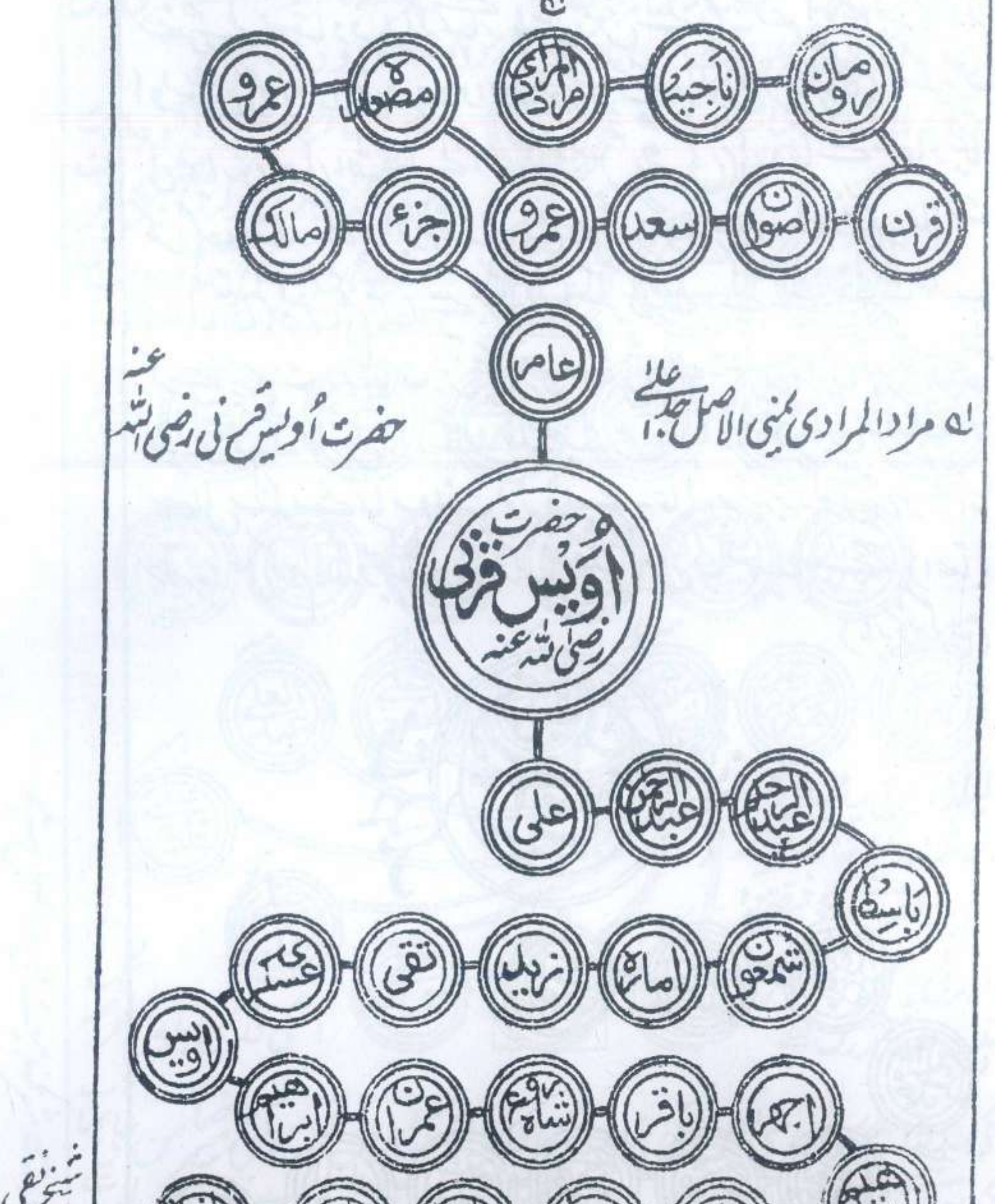


میں انکے مراتب و اعزاز ہمیشہ سے نہایت عالی رہے - انکی اولاد
موجودہ بھی مثل اپنے آباء کرام کے معزز و باوقار ہے - سلسلہ نسب
انکا فاروق اعظم رضؓ سے ملتا ہے - اکثر سلاسل فاروقی راقم کی نظر سے
گذرے لیکن کمی وبیشی اور بعض بعض اسماء کا فرق ہر سلسلہ میں پایا جاتا ہے
جسمیں کوئی رائے قائم کرنا دشوار امر ہے اسلئے مجدد صاحبؒ کا سلسلہ جو
حضرت ضیاء معصوم صاحب نے تصحیح فرمایا تھا متن کتاب میں درج ہے -
اور طبع جدید مکتوبات امام ربانی میں خواجہ یوسفؒ اور شہاب الدینؒ کے
مابین خواجہ محمدؒ اور خواجہ شہاب الدین و نصیر الدین کے درمیان خواجہ احمدؒ
نہیں لکھا ہے - اور تاریخ دکن میں واعظ اصغر اور شیخ مسعود کے
درمیان شیخ عبداللہ ثالث اور لکھا ہے جو دیگر سلاسل میں نہیں دیکھا
گیا اور شیخ مسعود کے بعد شیخ نصیر الدین محمود سمعان بن شیخ
شہاب الدین احمد فرخ کابلی لکھے ہیں -

(تاریخ دکن)

ضمیمہ سلسلہ نسب علی زماں خاں نواب منیر جنگ منیر الدولہ المخاطب بہ حیدر یار خاں بہادر امیر الملک سابق مدار المہام دولت آصفیہ

آپ دولت نظامیہ دکن کے اراکین و عمائد خاص سے ہیں نواب فیضمآب



آصف جاہ ناصر الدولہ کے عہد میں اول عہدہ دیوانی پر مامور ہوئے اور دیگر خدمات بھی انجام دیں آپ ریاست کے الوالعزم رؤساء سے تھے سلسلۂ نسب آپکا **خیر التابعین حضرت اویس رضی اللہ عنہ** سے ملتا ہے جنکے مراتب اظہر من الشمس ہیں اصابہ نے بروایات صحیحہ نقل کیا ہے کہ حضرت اویسؓ کی نسبت حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آویگا جسکا نام اویسؓ ہوگا اور اسکی صرف والدہ ہوگی (اُسکے سوا کوئی عزیز نہوگا) اُسکو برص کی بیماری ہوگی اللہ تعالے اُس (**اویسؓ قرنی**) کی دعا سے شفا دیگا مگر ایک دینار کے برابر سفیدی باقی رہیگی (گویا حضورؐ نے انکی یہ علامت بتلائی تھی) پس تم میں سے جو کوئی اسکو دیکھے اپنے لئے مغفرت طلب کرے ۔ بہت روایات میں آپکی فضیلت آئی ہے حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے ۔ غلبہ محبت میں شہادت دندان مبارک حضورؐ کا حال سنکر اپنے تمام دانت توڑ ڈالے ۔ عالی مرتبہ بزرگوں سے ہوئے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ جنگ صفین ۳۷ھ میں آپ شہید ہوئے ۔ (اصابہ)

(تاریخ دکن)



ضمیمہ صفحہ ۱۶۷ اشاخ سادات نقوی مودودی اولاد سید کرم علی سنبھلی

سید کرم علی سادات سنبھل میں مشہور واعیان سے گذرے ہیں شاہی بارہ میں انکو جاگیر عطا ہوئی ضلع علیگڈھ میں بھوج پور نوگانوہ نیلبڑی روڑا بڑ وغیرہ نسلاً بعد نسل انکی اولاد میں ہی آخر میں میر وزیر علی صاحب مشاہیر روزگار ہوئے انکے مزاج میں آزادی تھی اکثر لطیفہ غیبی سے زمانہ ملازمت رہتا شاہ صاحب

بن خواجہ احمد مودود جد مودودیان سنبھل کے القاء فیض سے آپکو ہدایت ہوئی اکثر خوارق وکرامات آپکی طرف منسوب ہیں اور انکی دعاء سے دولت دینی و دنیوی سے کامگار رہوئے



علیگڈھ میں آپ ممتاز رؤسا سے شمار کئے جاتے تھے اکثر مجاذیب و فقراء سے انکو فیض ہوا ظاہری و باطنی لحاظ سے بڑے ستودہ صفات بزرگ تھے

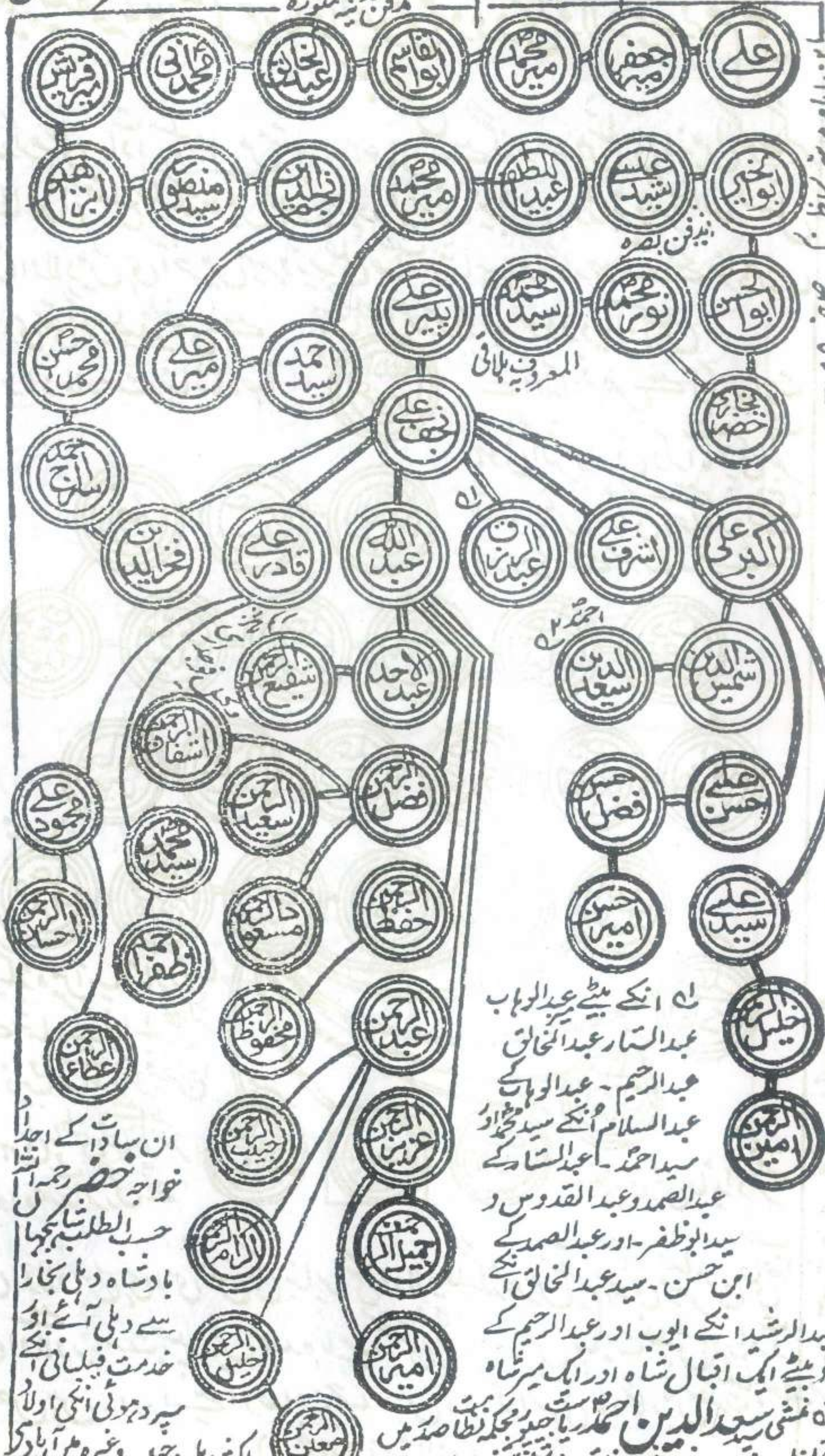
انکی قدیمی جائیداد عرصہ تک

انکی اولاد میں ہی اسی تعلق کی بنا پر انکی اولاد علیگڈھ میں مقیم ہو گئی میر ضامن علی صاحب انکی اولاد سے ریاست جیپور میں عہدہ نایب بخشی فوج پر مامور ہیں نہایت خلیق اور بامروت شخص ہیں۔ اور اپنے اوصاف حمیدہ میں آباء کرام کی یادگار ہیں حضرت ضیا معصوم صاحب

صاحب کو نظام سے شرف بیعت حاصل ہے

(از خوارق مستان)

ضمیمۂ اولاد امام موسیٰ کاظمؑ مذکورہ صفحہ ۱۵۹ خواجہ خضر بخاری رحمۃ



ابن امام موسیٰ کاظمؑ مذکورہ صفحہ ۱۵۹

ان سادات کے اجداد خواجہ خضر رحمۃ اللہ حسب الطلب شاہجہاں بادشاہ دہلی بخارا سے دہلی آئے اور خدمت فیلبانی انکے سپرد ہوئی انکی اولاد

۱ انکے بیٹے میر عبد الوہاب عبد الستار عبد الخالق عبد الرحیم۔ عبد الوہاب کے عبد السلام انکے سید محمد اور سید احمد۔ عبد الستار کے عبد الصمد و عبد القدوس و سید ابو ظفر۔ اور عبد الصمد کے ابن حسن۔ سید عبد الخالق انکے عبد الرشید انکے ایوب اور عبد الرحیم کے دو بیٹے ایک اقبال شاہ اور ایک میر شاہ

۲ منشی سید سعد الدین احمد ریاست جیور محکمہ نظامت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

نامور و باکمال شخصیات کے تذکرے وسوانح عمریاں عموماً ان کی وفات کے بعد لکھی جاتی ہیں تا کہ ان کے مکارم اخلاق وکارنامے آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیں، یہاں جن نامور شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کی منجملہ دیگر خصوصیات، ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ انہوں نے غیر علمی شہر میں رہ کر اپنی اولاد کی تربیت کچھ اس انداز سے کی کہ ان کا مزاج سراپا علمی و تحقیقی بن گیا اوران کا فیض دور تک پہنچا، نیز یہ بھی ان کی حسنات سے ہے کہ ان کے خاندان کا تذکرہ پہلی بار قلمبند ہوا۔

ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ خاندان کے بعض افراد کا ذکر بھی اس میں آیا ہے وہ بحمد اللہ بقید حیات ہیں، انہیں میں نے جب دیکھا اور پایا ان کے متعلق اپنے تاثرات و مشاہدات صفحۂ قرطاس پر نقل کرتا چلا گیا، میں انہیں اس دور میں خیر خلف خیر سلف کا مصداق سمجھتا ہوں، ممکن ہے اخلاف میں کسی کی طبع نازک پر کوئی بات گراں گذرے لیکن یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ آدمی کے فخر کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی خامیاں بتائی جائیں تا کہ لوگ سمجھ سکیں کہ ان چند باتوں کے سوا اس میں سب خوبیاں ہیں، یہ باتیں دراصل اس کے کمال کا اعتراف ہے۔

میں عقیدت کو حقیقت سے بالاتر نہیں سمجھتا چنانچہ میں نے اپنی دانست میں اس مختصر تذکرے میں بزرگوں کی خوبیاں و خامیاں بیان کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے جہاں تک ہوسکا تصویر کو اپنے اصلی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ ہم ''خذما صفا و دع ما کدر '' (وہ لو جو ستھرا ہے جو میلا ہے چھوڑو)۔ پر عمل کر کے اپنے اسلاف کا نمونہ بن سکیں، یہی وہ دعا ہے جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔

رب اوز عنیی ان اشکر نعمتک التی	اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ میں تیرے
انعمت علی و علی و الدی	اس احسان کا شکرادا کرتا رہوں جوتو نے مجھ پر
و ان اعمل صا لحا تر ضاہ وادخلنی	اور میرے والدین پر کیا ہے اوراپنی رحمت سے
برحمتک فی عبادک الصالحین	مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔

(سورۃ النمل: آیت نمبر ۱۹)

محمد عبدالحلیم چشتی

۱۷/اپریل/۱۹۸۵ء

سینئر لائبریرین بیرو یونیورسٹی، کانو، نائیجریا۔

یہ تحریر چوبیس برس پہلے لکھی تھی جن کے متعلق لکھا تھا ان میں سے اکثر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ میں نے اب ان میں چند مفید معلومات کا اور اضافہ کیا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سے پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچے اور اسے حسن قبول حاصل ہو۔ (آمین)

محمد عبدالحلیم چشتی

۲۸/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۶/دسمبر ۲۰۰۹ء

مشرف تخصص فی الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

تذکرۂ رحیمی

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

ہیں حسیں اور بھی پر تجھ میں ہے بات نئی
دھج نئی، گھات نئی، وضع نئی، بات نئی

میں نے جب آنکھیں کھولیں گھر کا کیا ذکر آس پڑوس تک سے صبح سویرے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ اپنے بزرگوں کو قرآن مجید پڑھتے، خوشنویسی اور اللہ اللہ کرتے دیکھا کسب معاش کے لئے سوداگری کرتے تھے، یہی ان کا آبائی مشغلہ تھا، دس گیارہ بجے دن چڑھے دکان پر جاتے اور دن چھپے گھر آتے کھانا کھاتے نماز پڑھتے یاد اللہ کرتے کرتے سو رہتے تھے۔

محمد بخشؒ:۔ ہمارے دادا محمد بخشؒ المتوفی ۱۳۳۷ھ بمطابق 1919ء کے اللہ بخشے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ سب سے بڑے محمد عبدالغنی، منجھلے حافظ محمد عبدالکریم اور سب سے چھوٹے محمد عبدالرحیم تھے۔

محمد عبدالغنیؒ:۔ غالباً ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے جنہیں ہم بڑے ابا کہتے تھے، کتابی چہرہ اور دراز قد تھے، ڈاڑھی لمبی اور رنگ صاف تھا، ممکن ہے جوانی میں ڈیل ڈول اچھا ہو میں نے انہیں بڑھاپے

میں دیکھا تھا جب وہ ڈھل چکے تھے ،صوم وصلوٰۃ کے پابند نیک ومتقی تھے ،اپنا دھندا کرتے اور مست رہتے تھے ،ان کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا اس کے بطن سے دو بیٹیاں ہوئیں ایک کا نام صفیہ اور دوسری کا نام حمیدہؔ تھا دونوں صاحب اولاد تھیں صفیہ کا انتقال متھرا میں ہوا اور حمیدہؔ کا انتقال کراچی میں ہوا، دوسری شادی غالباً ۱۸۹۸ء میں کی، جن سے ایک لڑکی فاطمہ تھی اور تین لڑکے محمد عبد المغنی ،محمد عبد الخالق اور مصطفٰے تھے، مصطفٰے سب سے چھوٹا تھا۔ اس نے میٹرک کیا پھر تجارت کرنے لگا لیکن عمر نے وفا نہ کی جوانی ۱۹۳۹ء میں داغ مفارقت دے گیا، بڑے ابا کو جب اس کی یاد آتی تڑپ اٹھتے سچ ہے۔

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

محمد عبد المغنیؒ: ۔ موصوف ۱۷ شعبان ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے ،۱۹۲۳ء میں بی ۔اے کیا،۱۹۲۴ء میں منشی فاضل کیا، ۱۹۲۸ء میں فارسی میں ایم ۔اے کیا،۱۹۳۰ء میں آبکاری کے محکمہ میں ملازم ہوئے ، کچھ ہی دنوں بعد ۱۹۳۰ء میں مہاراجہ کالج جے پور میں لیکچرار کی آسامی پر ان کا تقرر ہوا، ۱۹۳۶ء میں ایم ۔اے کو پڑھانے لگے اور پروفیسر ہو گئے ، جب ۱۹۴۷ء میں راجپوتانہ یونیورسٹی کا جے پور میں قیام عمل میں آیا تو عربی وفارسی کے صدر شعبہ رہے ،۱۹۵۲ء میں اس منصب سے سبکدوش ہوئے ،اس زمانے میں یہ ڈگریاں اور یہ منصب شہرت کا اچھا ذریعہ تھے ، یہ وہ دور تھا جب انگریز بہادر کا طوطی بولتا تھا ،اور اس کی قلمرو میں سورج نہیں ڈوبتا تھا مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کا بہت کم چلن تھا پھر راجستھان اور جے پور میں خاص طور پر مسلمانوں میں کسی کالج سے ۔بی ۔اے کر لینا ہی بڑی بات تھی ۔ایم ۔اے اس دور میں بہت بڑی بات تھی ،ایم اے کرنے والا اس دور میں بڑا خوش نصیب ہوتا تھا، میں اگر یہ کہوں کہ راجپوتانہ میں پروفیسر صاحب پہلے ایم ۔اے تھے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ دوسرے مسلمان پروفیسر حامی الدین خان تاریخ کے ایم ۔اے تھے۔

موصوف نے ۱۹۳۷ء میں جب ہماری زیریں منزل پر بالائی منزل تعمیر کرائی ،جس کے استعمال کا انہیں جدّی اعتبار سے حق حاصل تھا ،اس منزل کے بالائی حصہ پر نہایت جلی حروف میں ابا میاں نے ’’محمد عبد الغنی ۔ایم ۔اے۔ منشی فاضل ، پروفیسر مہاراجہ کالج جے پور‘‘ بھی لکھ کر کندہ کرایا تھا جسے ہر آتا جاتا

پڑھتااوران کے منصب سے آگاہ ہوتا تھا۔

انہوں نے معلوم ہوتا ہے طالب علمی کے زمانے میں اتنا پڑھ لیا تھا کہ پھر انہیں کتاب سے مراجعت کی کم ہی حاجت ہوتی تھی میں نے انہیں ایم۔اے کے پرچے جانچتے دیکھا ہے کتاب پڑھتے کم ہی دکھائی دیئے، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور ذاکر وشاغل بزرگ تھے، حضرت حافظ شبیر علی چشتیؒ اور حضرت شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مجاز بیعت بھی تھے۔(۱)

ان کی زندگی بہت آسودہ وخوش حال گذری ہے یہ'' دنیا خورد وعقبیٰ برد کا مصداق تھے، میری سب سے بڑی بہن عائشہ آپا کے جو ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئی تھیں، ان کے شوہر تھے۔ ۱۹۴۷ء میں اہلیہ کے ساتھ حج کیا پھر ۱۹۶۷ء میں انہیں دوبارہ یہ سعادت حاصل ہوئی، سو یہ بھی چل بسے، اللھم اغفر له و ارحمه و انت خیر الراحمین۔ ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، سب سے بڑے بیٹے۔محمد عبدالقدوس ہیں۔

محمد عبدالقدوس:۔ یہ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، منشی فاضل کیا اور پھر ایم۔اے کیا یہ عمر میں مجھ سے تین برس بڑے ہیں، کمشنر آفس کراچی میں گورنمنٹ ملازم تھے، بھٹو کے دور حکمرانی میں جب شریفوں پر بن آئی تھی، عزت سے سبکدوشی حاصل کی، موصوف کی پنشن پر گذر بسر ہے کنبہ بڑا انہیں رکھتے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے، لڑکی بھی ایم۔اے تھی، اس کی شادی آغا بھائی کے لڑکے حافظ محمد عبدالودود ایم۔اے سے ہوئی تھی اس کا بھی انتقال ہوگیا، یہ بینک میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے عہدۂ پر ممتاز رہے اوران کا بیٹا محمد عبدالقوی ہے اس نے بھی ایم۔ایس۔سی کیا ہے اوراس کے بعد سینڈوز کمپنی میں ملازمت اختیار کی بعد میں کسی اور پرائیویٹ کمپنی میں ملازم رہا، اوراب اپنے والد کے ساتھ مستقلاً مسی ساگا کینیڈا منتقل ہوکر وہیں کی سکونت اختیار کرلی ہے اور الحمدللہ بقید حیات ہیں۔

محمد عبدالوھاب:۔ یہ ۱۳۴۸ھ بمطابق ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے، ایم۔اے کیا ہے۔بھولے بھالے

---

(۱) تاریخ وفات مورخہ ۷رجمادی الثانی سن ۱۴۰۷ھ بمطابق ۸رجنوری ۱۹۸۷ء۔ یہ چاشت کی نماز کے لئے وضو کررہے تھے دایاں پاؤں دھویا تھا کہ دل کا دورہ پڑا اور دن گیارہ بج کر بینتالیس منٹ پر ہوا تھا غسل کے فرائض مولانا نعمانی کی نگرانی میں بھائی غضنفر صاحب نے انجام دیئے۔ اللہ مغفرت کرے۔آمین۔

ہیں ریش مبارک بالکل سفید ہوگئی ہے۔ جو دیکھتا ہے کسی خانقاہ کا درویش سمجھتا ہے اسکول میں پڑھاتے تھے، باتیں مزے کی کرتے تھے مردوں سے زیادہ خاندان کی خواتین اور لڑکیاں ان کی باتوں سے مزے لیتی تھیں، یہ بزرگ دیدنی وشنیدنی تھے، بہت ہی مختصر کنبہ رکھتے ہیں نہ پوچھیں تو اچھا ہے ایک لڑکا عبدالقادر ہے اسے بزرگی وسادگی میں باپ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ عبدالوھاب کا بھی مورخہ ۱۰ مئی ۲۰۰۹ء کو انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ و ارحمہ و انت خیر الراحمین۔

ڈاکٹر محمد عبدالباری عرف شمیم:۔ یہ ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوا۔ ۱۹۵۹ء میں ایم۔ بی۔ ایس کیا عابدہ خاتون سے جو ایف۔ آر۔ سی۔ ایس تھی شادی کی پھر لندن جا کر خود بھی ایف۔ آر۔ سی۔ ایس کیا، ناک، کان، حلق کا اختصاصی ڈاکٹر تھا۔ پھر مسقط صلالہ میں ملازمت اختیار کی۔ عابدہ خاتون سے ایک لڑکی ہے جس کا نام ڈاکٹر عارفہ ہے اس کی شادی بھی اس کے والد ہی نے کی تھی اس کے بعد ۱۹۸۸ء میں ڈاکٹر عابدہ خاتون کا بھی انتقال ہوگیا، دوسری شادی شمیم نے اپنے عزیزوں میں کی جس سے ایک لڑکا عمر ہے۔

محمد عبدالباسط عرف نسیم:۔ یہ ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوا، ایک اسکول میں استاد ہے، اس کا کنبہ بڑا ہے، بیگم بھی ایم۔ اے ہے اور خود بھی ایم۔ اے ہے۔ اب میاں بیوی دونوں رٹائرڈ زندگی گذار رہے ہیں اور خوش ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔

پروفیسر صاحب کی چار لڑکیاں ہیں۔

زھرہ:۔ یہ حافظہ ہے عبدالتواب سے اس کی شادی ہوئی ہے، اس کے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں، جن میں دو عالم ہیں۔ عبدالمعز اور دو لڑکیاں حافظہ ہیں اور باقی ڈاکٹر انجینئر ہیں۔

قدسیہ رح:۔ اس کی شادی عبدالرؤف سے ہوئی، اس کی چار لڑکیاں ہیں اور چار ہی لڑکے ہیں، اس کی بھی ایک لڑکی خالدہ حافظہ ہے اور فرح بھی حافظہ ہے۔

اُمّ الخیر عرف زاہدہ:۔ یہ ایم۔ایس۔سی ہے اس کی شادی ڈاکٹر عابدہ خاتون کے بھائی حفیظ الرحمٰن سے ہوئی یہ نواب شاہ گرلز میڈیکل کالج سندھ میں لیکچرار تھی اور میڈیکل کالج سندھ کراچی سے رٹائر ہوئی۔اس کے تین لڑکے ہیں۔

اسماء:۔ یہ سب سے چھوٹی ہے، ایم۔اے ہے دہلی اسکول کراچی میں پڑھاتی تھی۔

محمد عبدالخالقؒ:۔ پروفیسر صاحب سے چھوٹے ہیں ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۳۱ء میں بی۔ایس۔سی کیا، ۱۹۳۵ء میں ریلوے میں ہیڈ کلرک رہے اور ۱۹۶۹ء میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔

ان کی شادی عائشہ آپا کی چھوٹی بہن ہاجرہ آپا سے ہوئی تھی وہ ایک لڑکی سردار زمانی کو چھوڑ کر جوانی میں اللہ کو پیاری ہوگئی غفر اللہ لھاوجعل الجنة مثواھا، یہ محمد عبدالقدوس صاحب کے عقد نکاح میں تھی، اس کا انتقال ۱۹۹۸ء میں ہوا۔محمد عبدالخالق صاحب فارغ اوقات میں طلبہ کو میٹرک کی تیاری کراتے تھے، یہ چھوٹا موٹا تعلیمی ادارہ ان کے گھر ہی میں قائم تھا، یہ ادارہ اپنی نوع کا غالباً پہلا ادارہ تھا اور علم کی بقا اور ان کی آمدنی کا اچھا ذریعہ تھا، اس عارضی تعلیمی ادارہ کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جے پور میں ان کے شاگردوں کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا اور ۱۹۴۷ء کے جے پور میں پڑھے لکھے اکثر ان کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

قوم جو حکمرانی کرتی ہے محکوم قوم اس کی تہذیب کو اپنا نافخر سمجھتی ہے، خاندان میں پروفیسر صاحب کو پتلون پہنے ہیٹ لگاتے کبھی کبھی دیکھا، گھر میں انہیں انگریزی بولتے نہیں اخبار پڑھتے دیکھا تھا۔بھائی عبدالخالق صاحب کو انگریزی بولتے خوب دیکھا، ہیٹ لگانا اور نیکر پہننا تو گویا ان کی عادت سی تھی یہ اس وقت کی بات ہے لیکن قوم میں ایسے افراد کی کبھی کمی نہیں رہی جو شعوری یا غیر شعوری طور پر نظریہ درحیثیت دار (چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کی) کے قائل و عامل رہے ہیں۔جزرسی سے انہیں اپنے بھائی بہنوں میں زیادہ حصہ ملا ہے، آدمی اچھے اور مرنجان مرنج تھے، تقریباً ۱۹۵۷ء میں انہوں نے دوسری شادی کی اب ماشاء اللہ بڑا کنبہ ہے، ان کا ایک لڑکا محمد ذاکر مظاہر العلوم سہارنپور سے فارغ التحصیل ہے اور (مولانا حکیم

مفتی احمد حسن خان ٹونکی کے زیرِ نگرانی مفتی بھی بن گئے، باقی بچے انگریزی پڑھتے پڑھاتے ہیں)۔

الٰہی غنچۂ امید بکشا

گلی از روضۂ جاوید بنما

بخندان از لبِ آن غنچہ باغم

وزین گل عطر پرور کن دماغم

نتیجۂ فقیر حقیر بن حافظ محمد عبدالکریم غفرلہ

مادہ تاریخِ وفات عمِ محترم

حافظ فرقان مجید محمد عبدالکریم جیپوری

١٩٣٦ء

حافظ محمد عبدالکریم :۔ یہ ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔

حلیہ :۔ درمیانہ قد، آفتابی چہرہ، چوڑی پیشانی، چندیا صاف، موٹے اور توانا تھے، میرے بچپن میں ڈاڑھی میں مہندی لگاتے تھے، مزاج میں حدت تھی، سردی میں بھی کبھی پیشانی پر پسینہ آتا تھا، خوش خوراک و خوش پوشاک تھے، بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا پھر حافظ ظفریاب خاں کو سنایا، انہیں قرآن مجید ایسا پختہ یاد تھا کہ پورا قرآن مجید محراب میں سناتے حفاظ سنتے رہتے کہیں متشابہ نہیں لگتا تھا، قرآن مجید سے انہیں بہت شغف تھا تجوید سے قرآن نہیں پڑھا تھا، لیکن ان کے مخارج ٹھیک تھے اور پڑھتے رہتے تھے، قرآن مجید سے انہیں سیری نہیں ہوتی تھی۔

خوشنویسی :۔ منشی بہاری لال جی اور ان کے چھوٹے بھائی منشی ہیرالال جی سے خوشنویسی سیکھی تھی۔ خط پختہ و پاکیزہ تھا بطور پیشہ اس فن کو کبھی نہیں اپنایا تھا لیکن فن کو قابو میں کیا ہوا تھا، بڑھاپے میں بھی ان کی مشق جاری تھی۔

ابتداء میں ترپولیہ بازار جے پور میں دکان پر سوداگری کرتے تھے، غالباً ۱۹۳۰ء میں دکان چھوڑی اور قرآن مجید کی خدمت میں لگ گئے ۱۹۳۰ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور سے ایسے وابستہ ہوئے کہ آخر دم تک بچوں کو قرآن مجید پڑھاتے اور حفظ کراتے رہے، فارغ اوقات میں گھر پر بھی یہی مشغلہ تھا، خاندان کے بچوں بچیوں کو قرآن اور اردو فارسی پڑھاتے لکھنا سکھاتے تھے، اور خود بھی خوشنویسی کی مشق کرتے رہتے تھے، موصوف نے مدرسہ سے وابستہ رہ کر قرآن مجید کی ایسی خدمت کی کہ کم کسی کو نصیب ہوگی۔

جوانی میں رنگین مزاج تھے ستار بجاتے تھے، اور دل بہلاتے تھے، میں نے بچپن میں انہیں ستار بجاتے دیکھا تھا، لیکن (التائب من الذنب کمن لا ذنب له) جس نے گناہ سے توبہ کی اس نے گویا گناہ کیا ہی نہیں کا مصداق تھے۔ بہت وضع دار بزرگ تھے دوستوں اور ان کی اولاد کے حقوق کی بھی رعایت کرتے تھے ہر ایک کے دکھ درد میں کام آتے، صلہ رحمی ان کا شعار تھا سب قرابت داروں کا خیال رکھتے تھے سب سے ملتے، سب کی خدمت کرتے تھے، ان کی شخصیت بہت بارعب تھی، چھوٹا بڑا ہر ایک ان کا ادب و

لحاظ کرتا۔قرآن ان کے سینے میں نقش تھا ہر شخص ان کی تعظیم کرتا اور عزیز رکھتا تھا،طبیعت میں ایثار،مزاج میں انکساری تھی،کاموں کا تجربہ تھا بصیرت اچھی تھی ان گوناگوں صفات کی وجہ سے خاندان میں بڑوں کی موجودگی میں سربراہی انہی کو حاصل تھی سچ ہے۔بزرگی بعقل است نہ بسال۔غرض خاندان میں ہر مرض کی دوا حافظ جی تھے،ہم انہیں حافظ جی ابا کہتے تھے۔

حافظ جی ابا کے کوئی اولاد نہ تھی ان کی اہلیہ شکور آبی بی اور میری اماں بی حبیبا بی بی دونوں سگی بہنیں تھیں، میری سب سے بڑی ہمشیرہ عائشہ آپا اور میرے سب سے بڑے بھائی مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کو انہوں نے گود لیا تھا،عائشہ آپا کی شادی میری ولادت سے بہت پہلے ہوگئی تھی،اس لئے ان کو تو میں نے ان کے مکان میں رہتے نہیں دیکھا،ابامیاں کو چچا جان کہتے سنا ہے ابامیاں کو ان کے شوہر بھی چچا جان کہتے تھے، ممکن ہے اسی نسبت سے وہ بھی ابامیاں کو چچا جان کہتی ہوں مولانا نعمانی کو میں نے حافظ صاحب کے یہاں کھاتے پیتے رہتے سہتے دیکھا ہے لیکن ان کی زبان سے ہمیشہ ابامیاں کو ابامیاں کہتے ہی سنا اور دیکھا ہے۔

حافظ صاحب ہم سب کے مربی تھے ہمیں غصہ کے ذرا تیز لگتے تھے،مگر میں نے انہیں مولانا نعمانی یا بڑے بھائی مولانا عبدالعلیم ندوی صاحب پر کبھی خفا ہوتے نہیں دیکھا یا تو یہ دونوں سدا کے نیک تھے کہ ان کے خلاف مزاج کوئی بات نہیں کرتے تھے یا وہ ازراہ شفقت ومحبت ان سے چشم پوشی کرتے تھے یا ہمارے سامنے ڈانٹنا خلاف مصلحت سمجھتے تھے،یا ان کی طرف سے مطمئن تھے،اللہ انہیں غریق رحمت کرے مجھ پر تو بہت ہی مہربان تھے پاپوش مبارک سے میری تواضع کرتے تھے کیا مجال ہے ابامیاں،اماں بی،یا کوئی چھڑائے یا ان سے دو لفظ کہے یا میری ہمدردی کرے،گھر میں ایک بڑی بوڑھی تھیں جنہیں ہم منی اماں کہتے تھے اور ابامیاں انہیں پھوپھی منی کہتے تھے اللہ انہیں جنت نصیب کرے ان سے نہیں دیکھا جاتا وہ بیٹھی صدا لگاتی کہ بہت پتھر دل ہے اس کے اولاد نہیں دوسروں کی اولاد کا اسے کیا درد ایسا مارے ہے توبہ توبہ کبھی چوک میں جوتے پڑتے تو وہی آکر چھڑاتی تھیں۔ہائے وہ دوسروں کی اولاد کو کب مارتے تھے وہ تو اپنی اولاد سمجھ کر مارتے تھے ان کے یہاں دوئی کب تھی اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے وہ

میری خیر خواہی کرتے تھے، انہوں نے بہت کوشش کی کہ مجھے قرآن حفظ کرائیں لکھنا پڑھنا سکھائیں تجارت سکھائیں لیکن میں ایسا بدشوق اور نکما، نالائق واقع ہوا تھا کہ پٹتا تھا میری سسکیاں بندھ جاتی تھیں مگر سبق یاد ہی نہیں کرتا تھا سچ ہے۔ تہی قسمت را چہ سود از رہبر کامل

اپنی جہالت میں اضافہ ہی کرتا رہا ان کی عنایت و مہربانی کا یہ عالم تھا کہ وہ جب کہیں جاتے مجھے ساتھ لیتے، راستے میں سبق یاد کراتے، میلے ٹھیلے میں لے جاتے، کھیل تماشے دکھاتے، مٹھائی دیتے، دلجوئی ودلداری کرتے طرح طرح سے بہلاتے، وقت ضائع نہ ہونے دیتے، اپنی گرفت میں رکھتے، غیرت دلاتے مگر میری روش میں فرق نہیں آتا، میں نہیں کہہ سکتا کہ انہیں میری اس روش سے کیسا کچھ دکھ پہنچا ہوگا اور میں نے انہیں کتنا آزردہ کیا ہوگا، ان کی برداشت وخیر خواہی دیکھئے، اور میری بدخواہی ملاحظہ فرمائے، میں انہیں دل میں کوستا، اللہ معاف کرے ایسے ناصح ومشفق کو کیا کچھ دل میں کہا ہوگا میری کیفیت بالکل ایسی ہی تھی جیسا قرآن نے کہا ہے۔(و لکن لا تحبو ن النا صحین)تم خیر خواہوں کونہیں چاہتے، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی دلسوزی و ہمدردی کا اپنی شایان شان بدلہ دے وہ کیسے شفیق ومحسن تھے اور ہم کیسے نالائق و ذلیل۔ **اللھم اغفر له و و سع مدخله و ار حمه ،و اجز ہ عنا خیر الجزاء.**

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے میری نالائقی وبدشوقی کو دیکھ کر معلوم نہیں بارگاہ الٰہی میں میرے لئے کس دردو اخلاص ودلجمعی سے دعائیں کی ہونگی کہ میں اس لائق ہوسکا کہ آج ان کے متعلق دولفظ لکھ سکا ورنہ اس کے سرچشمہ وفیض سے کتنے بندگان خدا سیراب ہوئے یہ سعادت کس کے حصہ میں آئی۔ **اللھم واعف عنه و ارفع در جته ،و اجعل الفر دوس منزله۔**

میں جب ۱۹۴۲ء میں حیدرآباد دکن سے آیا، منشی کیا اور عربی پڑھنے لگا تو ایسے پیار سے مجھے اچھے میاں کہہ کر یاد فرماتے کہ دل پسیجنے لگتا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مراد برآئی جو چاہتے تھے وہ پالیا باتیں اس انداز سے کرتے جیسے کوئی اپنے بڑے سے کرتا ہے، میں ان کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر دل میں پشیمان ہوتا اللہ اکبر کیا اخلاص وللّٰہیت تھی۔

بہت نفاست پسند تھے ان کا کمرہ اور بسترہ نہایت صاف اور ستھرا رہتا ہر چیز قرینہ سے جگہ پر رکھی ہوتی

تھی کمرے کی دیواروں پر طغرے آویزاں تھے قرآنی آیات وسبق آموز وعبرت انگیز اشعار سے جو نامور خوشنویسوں کے لکھے ہوئے تھے، کمرہ سجا ہوا تھا یہ چیزیں ہر آنے والے کے قلب ونظر کو اپنی طرف کھینچتی تھیں، سرہانے گھنٹہ لٹکا ہوا تھا اس کے پاس ایک وصلی پر ان کے ہاتھ سے یا کسی خوشنویس کے قلم سے نہایت خوش خط حسب ذیل شعر لکھا ہوا تھا۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹادی

ان کا ذکر بھی مولوی احترام الدین شاغل عثمانی مرحوم نے اپنی کتاب ''صحیفۂ خوشنویساں میں حسب ذیل الفاظ میں کیا۔

حافظ عبدالکریم :۔ جے پور وطن تھا۔ بساط خانہ کی تجارت کرتے تھے، منشی احسان الٰہی نارنولی کے شاگرد تھے اور عبدالرحیم خاطر کے برادر کلاں، صرف خط نستعلیق لکھتے تھے، خفی وجلی دونوں کی یکساں صفائی وشان تھی۔ جے پور میں انتقال ہوا۔

وفات :۔ آخری وقت برادر محترم آغا بھائی سورۂ یٰسین سنا رہے تھے کہ ایک جگہ متشابہ لگا تو دوبارہ پڑھنے کا اشارہ کیا اور جب صحیح پڑھا بس آخری ہچکی آئی اور جان جان آفرین کے سپرد کردی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مادۂ تاریخ وفات

حافظ فرقان مجید محمد عبدالکریم (۱۹۴۶ء) علامہ روزگار حافظ عبدالکریم (۱۹۴۶ء)

حافظ عبدالکریم (۱۳۶۶ھ) (۱۹۴۶ء)

محمد عبدالرحیم خاطر جیپوری

نام ونسب:۔ محمد عبدالرحیم بن محمد بخش بن بلاقی بن چراغ محمد بن ھمت رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ولادت:۔ موصوف نے تقریباً اٹھتر ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی تھی اس حساب سے سال ولادت ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۸۷۸ء قرار پاتا ہے۔

حلیہ:۔ گول چہرہ، دراز قد، کشادہ پیشانی، کشادہ سینہ، چندیا پر تھوڑے تھوڑے بال، موٹی آنکھیں بھری اور لمبی ڈاڑھی گلابی رواورڈیل ڈول اچھا تھا، بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، ماں باپ کے فرمانبردار اور لاڈلے تھے۔

تعلیم وتربیت:۔ ابامیاں نے حافظ ظفریاب خان صاحب رام پوریؒ سے قرآن شریف پڑھا تھا اور منشی تک مہاراجہ کالج جے پور میں تعلیم حاصل کی، اس کالج سے فارسی میں منشی کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔(۱) ابامیاں کو اردو فارسی دونوں زبانوں میں اچھی دستگاہ حاصل تھی۔ زبان وادب کا ذوق ان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا تھا، ان کے ادبی ذوق سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اردو فارسی ادب کا گہرا مطالعہ کیا تھا، عربی کی تحصیل کسی مدرسہ میں رہ کر نہیں کی تھی، انگریزی اور ہندی کی عبارت بھی لکھتے تھے جو ان کی زبان وادب سے طبعی مناسبت محنت وذہانت کی روشن دلیل ہے حافظہ ویادداشت اچھی تھی جو پڑھتے یاد رہتا تھا۔

---

(۱) شمس العلماء مولانا عبدالرحمٰن جے پوری:۔صاحب مرأۃ الشعراء اور مترجم مقدمہ ابن خلدون جو دہلی کے مشن کالج میں عربی وفارسی زبان کے پروفیسر تھے اس میں ۲۰ برس پڑھایا تھا کراچی میں ۱۹۵۳ء میں انتقال کیا۔ یہ ابامیاں کے مہاراجہ کالج جے پور میں ہمسبق تھے۔ میں بھی مولانا نعمانیؒ کے ساتھ ان سے ملا تھا دراز قد وجیہہ خوبصورت وخوب سیرت تھے اردو وفارسی کے ادیب وشاعر اور ادب عربی کے بالغ نظر عالم تھے جے پور کے وہی ایسے عالم تھے جنہیں انگریزی سرکار نے شمس العلماء کے خطاب سے نوازا تھا۔

تلاوت قرآن وادعیہ ماثورہ:۔ انہوں نے قرآن مجید اگر چہ تجوید سے نہیں پڑھا تھا لیکن قرآن صاف اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے اور مخارج بالکل درست تھے، ان کی قرأت میں درد و کیف اور دلکشی وجاذبیت تھی، وہ تلاوت شاہ عبدالقادر و شاہ رفیع الدین دہلوی کے اردو ترجمہ والے مصحف میں کرتے تھے، نماز میں جو رکوع اور سورتیں پڑھتے تھے ان کے معانی ومطالب سمجھتے تھے، اس لئے جب پڑھتے ان پر کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس سے سننے والا بھی لطف اٹھاتا اور متأثر ہوتا تھا، وہ پارہ تبارک الذی کے علاوہ سورۃ التغابن، سورۃ یسٰین، سورۃ الطارق، سورۃ الحشر، سورۃ الصّف، سورۃ المنافقون، سورۃ الجمعہ، سورۃ یوسف، سورۃ لقمان وسورۃ الفتح عموماً نماز میں پڑھتے تھے، انہیں حدیثیں بکثرت یاد تھیں، حدیثوں کے سینکڑوں چھوٹے چھوٹے جملے انہیں زبانی یاد تھے، اسی طرح ادعیہ ماثورہ کا بیشتر حصہ انہیں یاد تھا۔ الحزب المقبول از بر تھی۔ نماز کے بعد دعاؤں میں ادعیہ ماثورہ پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے تاکہ بچوں کے کان ان دعاؤں سے مانوس ہو جائیں، اور یہ دعائیں انہیں بآسانی یاد ہو سکیں، کھانا کھانے کے بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اس سے نکلتے وقت کی دعا، سوتے وقت کی دعا ہمیں انؒ کے زور سے پڑھنے سے یاد ہوئی تھیں۔

شعر وشاعری:۔ طبیعت موزوں پائی تھی، شعر وادب سے طبعی مناسبت تھی، زبان وادب کا ذوق پاکیزہ وبلند تھا، اردو فارسی کے نامور شعراء کے ہزاروں شعر انہیں زبانی یاد تھے، برمحل پڑھتے تھے، گاہ بگاہ خود بھی شعر کہتے اور خاطرؔ تخلص کرتے تھے، چنانچہ شاغل عثمانی نے موصوف کا تذکرہ صحیفۂ خوشنویساں میں کیا ہے نمونۂ کلام ہدیہ ناظرین ہے۔

حمد

حمد کے لائق تو ہی کرتا رہے — تو نے ہی پیدا کیا سنسار ہے
کرتا ہے تو عیب پوشی خلق کی — نام تیرا ساتر و ستار ہے
رحم کرتا ہے تو ہی اور تو ہی قہر — ہے تو ہی رحمان، تو ہی قہار ہے

عمر گذری ہے گنہ کرتے مجھے
میں ہوں عاصی اور تو غفار ہے

ہوگی طے کس طرح راہِ پُل صراط
سر پہ عصیاں کا بہت سا بار ہے

کچھ نہ کی نیکی اے خاطر جزبدی
اس کی رحمت پر ہی بیڑا پار ہے

(مطبوعہ غنچۂ نو بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ۔۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء/۱۹۶۱ء بکرمی ہندی۔ص ۲۹،۲۸)

نعت

سلامُ اللہ وصلّی اللہ اے فیضانِ ربّانی
تری صورت سے ظاہر ہے مکرم رحم و رحمانی

ترے دربارِ اقدس میں ہراک کو باریابی تھی
نہ پہرہ تھا، نہ چوکی تھی، نہ حاجب تھا، نہ دربانی

تری وہ شانِ ارفع ہے کہ جبریلؑ امیں جیسے
کیا کرتے تھے آ آ کر خوشامد سے مگس رانی

خدا توفیق دے تم کو تو اے خاطرؔ کبھی تم بھی
شریکِ بزمِ اقدس ہو کے کرلو قلب نورانی

(مطبوعہ ''مظہر معرفت''، طبع شدہ ۱۹۳۵ء بحوالہ تذکرۂ شعرائے جے پور۔ص ۳۶ مرتبہ احترام الدین شاغل)

نعت

ملا ہے تجھ کو پٹہ دوجہاں کی پاسبانی کا
بجاتا ہے دوعالم ڈنکہ تیری شہجہانی کا

گرے بے ہوش ہو کر طور پر حضرت کلیم اللہ
کھلا پھر بھی نہ کچھ عقدہ انہیں رازِ نہانی کا

برہمن ہوگیا مومن، شجر آیا، حجر بولا
بیاں کیا ہو شہا مجھ سے تری مُعجز بیانی کا

ہوا منظور جب شاہِ دوعالم کو وصالِ حق
نہ رہنا پھر پسند آیا انہیں اس دارِ فانی کا

یہ نعتِ احمد مرسل ہے اے خاطر، ادب سے لکھ
ملے گا حشر میں ثمرہ تجھے اس جاں فشانی کا

(مطبوعہ غنچۂ نور بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ۔۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء/۱۹۶۱ء، بکرمی ہندی۔ص ۲۹،۲۸)

(مطبوعہ غنچۂ نور بہار مطبع ابوالعلائی، آگرہ۔ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴/۱۹۶۱، بکرمی ہندی۔ ص ۲۸، ۲۹)

نعت بحضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم (بزبان فارسی)

اے شہنشاہ جمال واے کمالِ دلبری
وے شہِ خوبانِ عالم، سرورِ پیغمبری

ہر دو عالم جاں نثارِ نرگس شہلائے تو
نرگسِ بیمار کے آرد بچشمت ہمسری

خادم درگاہِ والائے تو جبریلؑ امین
عاشق شیدائے تو جن و بشر و حور و پری

جلوۂ معراج تو اندر مکان ولا مکاں
از ملک ہم بہتری از انبیاء شُد برتری

حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ شُد برکوہ طُور
تو کلیم اللہ شدی بر عرشِ خاص داوری

قم باذنی و انا الحق خود ازیں جا گفتہ اند
دردلِ منصور سمشی کردۂ جلوہ گری

ایں تمنا دار خاطر از خدائے لایزال
بہر خلاق جہاں بر سُوئے عاصی بنگری

آخری نظم

اے مری اردو زبان اللہ رے تیری یہ دھوم
کابل و زابل مدینہ اور مکہ شام و روم

جرمن و امریکہ جاپان و فرانس واندلس
سب جگہ پر بولتے ہیں تا بہ لندن بالعموم

قائد ملت(۱) نے تیرا خود کیا تھا انتخاب
جانتے تھے گو زبانیں اور بھی عالی جناب

سندھی پنجابی بلوچی بنگلہ و انگلش بھی سب
سب کی سب موجود تھیں پیش نظر زیر نصاب

تیرے سر سہرا بندھا اور تو ہی سرکاری ہوئی
اوج پر اردو ترے بنگالی اب حاسد ہوئی

رشک آتا ہے اسے اب ہائے میں سوکن بنوں
کیونکہ یہ تو سب جگہ جاری و ساری ہوئی

شور و غوغا اب مچاؤ تا کہ ہووے کچھ فساد
ہے یہی بنیاد بنگلہ دیش کی اے خوش نہاد

یہ اشعار بالکل آخری ایام کے ہیں۔ جب کہ بنگالی اور اردو زبان کے درمیان تنازعہ پیدا ہو گیا تھا۔

(۱) قائد ملت لیاقت علی خان شہید مرحوم وزیر اعظم پاکستان۔

خوشنویسی:۔ نامور خوشنویس منشی ہیرالال مونس بہار گو آنجہانی سے سیکھی تھی، خط پاکیزہ و پختہ تھا نوک پلک، کشش اور دائرے دیکھنے کے لائق تھے، اس فن کو شوقیہ سیکھا تھا، پھر اسے بھی کسب معاش کا ذریعہ بنایا، فن خوشنویسی میں انہیں کمال حاصل تھا، خط نسخ و نستعلیق کے استاد تھے، خط غبار و شفیعہ کیا ہر نوع کا خط لکھنے پر قادر تھے، انگریزی ہندی لکھنے پر بھی پوری قدرت حاصل تھی، جلی و خفی دونوں خط بلا تکلف خوب لکھتے تھے، ان کے نوشتے پر کسی شاعر کا حسب ذیل شعر صادق آتا ہے۔

قابل دید اس کی ہے ندرت نظر آتی خدا کی ہے قدرت

ان کے قطعات و وصلیاں دیکھئے مرصع نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں، حرفوں کی ساخت اور ان کے جوڑ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جواہر جڑے ہوئے ہیں۔

کاتب نرا نہیں ہے مرصع نگار ہے حرفوں کو کیا کہوں جو جواھر جڑے نہیں

وصلیوں پر اردو فارسی کے عبرت انگیز و سبق آموز اشعار لکھتے تھے جن سے ان کے پاکیزہ مذاق، للّٰہیت و دین سے شیفتگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جس میں بعض بطور گلے از گلزار ے۔ مرقع رحیمی میں ملاحظہ فرمائیں۔

موصوف نے خوشنویسی کے فن میں ایسی بصیرت پیدا کی تھی کہ نامور خوشنویسوں اور ماہر خطاطوں کے قطعوں اور وصلیوں کو ان کے دستخطوں کے بغیر ایک نظر دیکھتے ہی طرز خط سے پہچانتے اور اساتذہ فن کے نوشتوں کے مابین فرق و امتیاز کو بتاتے تھے، ان کے طرز نگارش و خصوصیات قلم کو خوب جانتے تھے فرماتے تھے یہ عبدالرشید دیلمی کا قلم ہے یہ میر پنجہ کش کا لکھا ہوا ہے۔ یہ آغا مرزا کی تحریر ہے، یہ اعجاز رقم کا شاہکار ہے، یہ پروین رقم کا نوشتہ ہے۔

ایسے ارباب بصیرت اور اساتذۂ فن متحدہ ہندوستان میں معدودے چند تھے، جے پور میں ان کا اس فن میں کوئی ہمسر نہ تھا، حیدرآباد دکن میں ان کا سارا وقت دفتر میں پورا ہو جاتا تھا، فن کے مظاہرہ کا وہاں کوئی موقعہ نہ تھا، ساری عمر جے پور میں گوشۂ گمنامی میں بسر ہوئی اس لئے ان کی شہرت پورے ہندوستان

میں نہ ہوسکی۔

شادی:۔ والدین نے ان کی شادی ان کے بڑے بھائی حافظ محمد عبدالکریم صاحب کے ساتھ کی تھی دو حقیقی بھائیوں کو دو حقیقی بہنیں شکورا بی بی اور حبیبا بی بی بیاہی گئیں۔

دکان:۔ غالباً ۱۹۰۰ء میں کسب معاش کی خاطر ترپولیہ بازار میں نواب فیاض علی خان صاحب کی حویلی کے نیچے بساط خانہ کی ایک دکان کی تھی، یہ دکان کیا تھی جے پور کی نامور شخصیات کی بیٹھک اور چھوٹی موٹی علمی اکیڈمی تھی، یہاں سوداگری و کتابت کی جاتی اور خوشنویسی سکھائی جاتی تھی، علمی چرچا رہتا تھا سہ پہر کو یہاں علماء، شعراء، صوفیا اور ہندوستان کے مشاہیر اہل علم جن کا ورود جے پور میں ہوتا آتے تو علمی گفتگو شعر و سخن کی باتیں ہوتیں لطیفے بیان ہوتے تاریخی واقعات معرض بحث میں آتے تھے۔ جے پور میں یہی اس دکان کی وہ خصوصیات تھیں جن میں یہ سب سے ممتاز و یکتا تھی۔

میں نے بچپن میں صوفی ہدایت علی نقشبندی رامپوری مولانا قدیر بخش بدایونی صدر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام المتوفی ۱۹۵۲ء (۱) مولانا بدرالدین سہوانی داماد مولانا شبیر احمد سہوانی، حافظ حمید اللہ پیش امام جامع مسجد جے پور حامد حسن خان ان کے بڑے بھائی حامی الدین خاں رامپوری، مولانا حیدر حسن خان شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ (۲) برادر خورد مولانا محمود حسن خان ٹونکی صاحب معجم المصنفین، سید طلحہ پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور اور ہندوستان کے نامور لغوی ادیب مولانا ابوعبداللہ محمد سورتی المتوفی ۱۹۴۴ء جیسی نادرۂ روزگار ہستیوں اور پاکیزہ نفوس کو گفتگو کرتے دیکھا اور بھی شخصیات تھیں جن کی صورتیں یاد ہیں نام حافظہ میں محفوظ نہیں۔

ایک زمانے میں اس دکان پر اہلحدیثوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے، ابا میاں دیندار و خدا ترس انسان تھے، حافظ یوسف مرحوم صاحب حقیقۃ الفقہ آتے انہیں حدیثیں سناتے دکھاتے کہتے یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے اسے مسلم نے نقل کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اس حدیث کے سراسر خلاف ہے، انہیں حدیثیں سننے کے بعد مجال سخن نہ تھی سر تسلیم خم کرتے اور عمل پیرا ہو جاتے ان کی یہ کیفیت تھی۔

اگر بخشے زہے قسمت، نہ بخشے تو شکایت کیا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

بچپن میں ابا میاں کو رفع یدین کرتے اور بلند آواز سے آمین کہتے دیکھا تھا، یہ اسی کا اثر تھا، اس دور میں ان پر اہلحدیثوں کا رنگ چڑھا ہوا تھا چنانچہ حافظ یوسف کی کتاب حقیقۃ الفقہ کی کاپی ابا میاںؒ نے لکھی تھی، اس کے آخر میں ایک قطعہ میں اس کی تاریخ طبع چھپی ہے فرماتے ہیں۔

اس سے ان کی حدیث وسنت سے گرویدگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے بھائی جان (مولانا نعمانیؒ) نے دوران تعلیم دکان پر جب اہل حدیث کے دلائل کو سنا اور ابا میاں کو حنفیہ کا مسلک جن احادیث وآثار پر مبنی تھا، ان سے آگاہ کیا، انہوں نے حافظ یوسف کو وہ حدیثیں دکھائیں بتائیں دونوں طرف سے احادیث کا تبادلہ ہونے لگا جس طرح شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے جواب نے ان کے بھتیجے شاہ اسماعیل شہیدؒ کو لاجواب کیا تھا کہ ایک مردہ سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا اجر اس وقت ملتا ہے جب اس کے مقابلے میں کوئی دوسری سنت موجود نہ ہو یہاں دوسری سنت آہستہ آمین کہنے اور رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی موجود ہے یہ بات جب ابا میاں کے علم میں آئی، انہوں نے دونوں باتیں چھوڑ دیں۔(۱)

امیر دیر وحرم سے الگ جو جاتے ہیں وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں

یہ دکان جس کی حیثیت ایک مجلس علمی (Academi) کی تھی اس نے مولانا نعمانیؒ کو مناظرانہ ادب کے مطالعہ پر مائل کیا انہوں نے احناف کی کتابوں کو غائر نظر سے دیکھا ان کی بالغ نظری اور تفقہ کے قائل ہو گئے اسی تعلق سے وہ اپنے آپ کو نعمانی لکھتے ہیں۔

(۱) اہل حدیث اور ظاہریہ میں فقہی بصیرت وگہرائی نہیں ہے اس لئے یہ (امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ) کے مسلک سے گریز کرتے اور شاذ حدیثوں پر عمل کر کے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہیں۔

یہ دکان ہم خرما وہم ثواب کا مصداق تھی اس سے گھر کا خرچ چلتا اوران کے علمی ذوق کی تسکین ہوتی تھی اس لئے انہوں نے ۱۹۴۲ء میں دکان اس وقت چھوڑی جب ان کی آنکھیں جواب دے رہی تھیں اور اس پر بیٹھنے والا کوئی نہیں رہا تھا، یہ دکان جے پور میں بیالیس ۴۲ برس تک اہل علم کی بیٹھک رہی اور یہاں علم کا چراغ روشن رہا۔

مطبع رحیمی :۔ ابا میاں کے استاد منشی ہیرالال جی نے غالباً ۱۹۰۰ء میں ایک پریس اپنے نام پر (ہیرالال پریس) ترپولیہ بازار میں قائم کیا تھا۔ جس سے ہندی اور فارسی کی متعدد کتابیں شائع کی گئی تھیں، اُپنشداور داراشکوہ کی ''سر اکبر'' اس پریس میں اشاعت پذیر ہوئی تھیں، منشی ہیرالال جی کے مرنے کے بعد ۱۹۲۱ء میں اس پریس کو ابا میاں نے خریدا، اوراس کا نام رحیمی پریس (مطبع رحیمی) رکھا یہ ترپولیہ بازار میں نواب صاحب کی حویلی کے سامنے واقع تھا، اردو کی بعض کتابیں اس پریس سے شائع کی گئی تھیں، مرأۃ الانساب، مؤلفہ ضیاء الدین امروہوی جس کی کاپی بھی ابا میاں نے لکھی تھی، ۱۹۳۵ء میں اس پریس میں پندرہ ہزار کی تعداد میں سفید اور حنائی کاغذ پر طبع کی گئی تھی، میں نے بچپن میں وہ پتھر دکان اور گھر پر دیکھے تھے۔

اس دور میں جن پریسوں نے جے پور میں اردو کی خدمت کی ان میں رحیمی پریس کی خدمات نا قابل فراموش ہیں، انہی وجوہ سے شاغل جے پوری نے اس پریس کا تذکرہ اپنی کتاب ''صحیفۂ خوشنویساں'' میں کیا ہے۔

دفتر معجم المصنفین سے وابستگی :۔ ۱۹۳۸ء میں جب مولانا محمود حسن خان ٹونکی (۱) کی تالیف معجم المصنفین (جو عربی زبان میں ان علماء اسلام کے تذکرہ وتراجم پر مشتمل ہے جن سے کوئی تصنیف وتالیف یادگار ہے) کی تدوین وترتیب نو کے لئے حیدرآباد دکن میں دائرۃ المعارف العثمانیہ کے زیر انتظام دفتر کا قیام عمل میں آیا اس میں مولانا نعمانی اور ابا میاں کا تقرر بھی ہوا موصوف نے کم وبیش چھ ۶ برس یہاں کام کیا

---

(۱) ولادت تقریباً ۱۲۷۸ھ۔ انتقال ۱۳۶۶ء، یہ مولانا حیدر حسن خان صاحب۔ سے چار برس بڑے تھے۔

اور ۱۹۴۴ء میں جے پور آ گئے۔

اخلاق و عادات:۔ اخلاق و عادات ایسی تھیں کہ ہر شخص ان سے مل کر خوش ہوتا کبھی کسی کو ان سے شاکی نہیں پایا۔ جو احباب و اہل علم دکان پر آتے نہایت خندہ پیشانی سے انہیں خوش آمدید کہتے خوش اخلاقی و انکساری سے باتیں کرتے خود بھی ہنستے اور ان کو بھی ہنساتے تھے۔

شفقت و محبت:۔ وہ بہت نرم دل و نہایت شفیق تھے اولاد پر بہت شفقت فرماتے تھے آیت شریفہ

یاایھاالذین آمنو اان من ازواجکم واولادکم عدوالکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحو وتغفروا فان اللہ غفور الرحیم۔

(آیت نمبر ۲۴ سورۃ التغابن)

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہو، اور تم عفوودرگذر سے کام لو اور معاف کردو تو اللہ غفور رحیم تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

اس آیت پر عمل کرتے تھے، بڑے سے بڑا نقصان کرتے کچھ نہ کہتے، خفا نہیں ہوتے ہاتھ لگانا جانتے نہ تھے مارنا پیٹنا آتا نہ تھا۔ بہت پیار محبت سے باتیں کرتے، اور ساتھ بٹھا کر کھلاتے تھے، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں مزہ آتا تھا، ادلے کی بوٹیاں، گودے والی نلیاں، گردے اور سینے کی کڑیاں مجھے بہت پسند تھیں۔ فرماتے بیٹے کھاؤ روٹیوں میں گھی لگواتے، دکان سے تشریف لاتے، مجھے کندھوں پر بیٹھا کر لاتے، راستے سے مٹھائی کے دونے دلواتے جن سے صبح کا ہمارا ناشتہ ہوتا تھا۔

اللّٰھم الرحمھما کما ر بیانی صغیرا (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ:۔ پروردگار عالم ان پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے پالا تھا۔

صبر و شکر اور رضا بالقضاء:۔ وہ بہت ہی صابر و شاکر تھے، جوان بیٹی ہاجرہ کا انتقال ہوا بعض لڑکے اور لڑکیاں بچپن میں مر گئیں، صبر کیا، اماں بی سے سنا تھا کہ پیارے میاں کا جب انتقال ہوا، بہت دل

گرفتہ ہوئے اور دعا کی! بارالٰہی بہتر نعم البدل عطا فرما۔اس کے بعد میں پیدا ہوا۔آنکھیں جیسی نعمت چھن گئی، پڑھنے لکھنے سے جاتے رہے، دنیا تاریک ہوگئی، گھر پکڑ لیا کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا، میری والدہ ماجدہ جوان کا ہر طرح خیال رکھتی تھیں، جب انتقال کر گئیں، دم نہ مارا۔ان کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا اس کی رضا پر راضی اور ہر حال میں شاکر رہے، یہی شان عبدیت ہے، یہ اونچا مقام ہے۔

تحمل و برداشت:۔ تحمل و برداشت کے پیکر تھے، خلاف مزاج بات پر انسان کو جلد غصہ آجاتا ہے، بعض اوقات اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہوتا ہے، عزت نفس ہر ایک کو عزیز ہوتی ہے، اس پر جب بن آتی ہے انسان جان کی پروانہیں کرتا، برسر عام مجمع میں کسی شریف کو برا بھلا کہنا گالیاں دینا اور اس کا سب کچھ سننا کچھ نہ کہنا، انتقام کی قدرت کے باوجود خاموش رہنا اور اپنوں کو بھی خاموش رہنے کی تاکید کرنا بہت برداشت ہے، ایک بار میں نے دیکھا کہ ان کے عزیز اور چھوٹے نے انہیں گالیاں دیں، انہوں نے اس کے ارمان نکلنے دیئے، یہ انہی کا ظرف تھا۔

جگر میں چٹکیاں لیتے ہیں وہ دل کو مسلتے ہیں

جو کچھ کہئے تو کہتے ہیں میرے ارماں نکلتے ہیں

ایک مرتبہ غالباً ۱۹۴۶ء میں مظفر میاں انہیں بتائے بغیر میرے پاس دیوبند آگئے جواں سال جگر گوشہ جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہو اس کا گھر میں اطلاع کیئے بغیر پردیس چلے جانا کیا کچھ ماں باپ کی پریشانی، رنج و ناراضگی کا موجب ہوگا اس امر کا اندازہ ایک باپ ہی کرسکتا ہے۔

اس نے جب مجھے یہ بات بتائی، میں نے اسے جلدی واپس بھیجا، یہ جب ان کے پاس پہنچا اس سے یہی کہا، شاباش بیٹا شاباش۔ان کا یہ طنز بھی بہت شفقت آمیز تھا، مقصد یہ تھا، ہائے کوئی ایسا کام کرتا ہے، طنز بہت لطیف کرتے تھے، جو حسِ لطیف سے بہرہ ور ہوتا ہے وہی اس سے لطف اٹھاتا ہے، یہ اسلوب شفقت و محبت کی وجہ سے اختیار کیا تھا کچھ اور کہتے تو اس کا دل آزردہ ہوتا اور اسے آزردہ پاتے خود بھی آزردہ ہوتے، خاموش ہوگئے۔

جگر کو داغ، کلیجے کو زخم، دل کو ملال   جناب عشق نے بھیجے ہیں ارمغاں کیا کیا

اماں بی:۔ بہت بھولی بھالی، سیدھی سادھی خاتون تھیں، ہیرا پھیری، چالاکی جانتی نہ تھیں ابا میاں کے خلاف مزاج کوئی بات ہوجاتی، ان پر خفا ہوجاتے تھے، میاں بیوی میں اس قسم کی نوک جھونک ہوجاتی ہے۔

ایثار و سخاوت:۔ طبیعت میں سخاوت تھی کوئی فقیر دکان پر آتا کہتا اللہ کے نام پر دو جو ہوتا دیتے، ورنہ معذرت کرتے، مجھے یاد ہے، ایک مرتبہ گھر میں آٹا نہ تھا دکان سے واپسی پر آٹا گھر لانا تھا تاکہ گھر میں چولھا جلے، اور روٹی پک سکیں، راستہ میں فقیر ملا، اس نے کہا، میں فاقہ سے ہوں، اللہ کے نام پر دو، جو پاس تھا اسے دے دیا اور خالی ہاتھ گھر آ گئے۔

و یو ثر و ن علی انفسهم   اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی
و لو کا ن بهم خصاصه (سورۃ الحشر آیت نمبر ۹)   جگہ خود محتاج ہوں۔

دکان سے جو لاتے گھر میں دیتے یا راہ خدا میں، پاس کچھ نہ رکھتے تھے، اللہ پر توکل تھا۔ فرماتے تھے جس نے صبح دیا وہ شام کو بھی دے گا پھر حدیث پڑھتے۔

تغد و اخما صا و تر و ح بطانا   پرندے صبح خالی پیٹ بھوکے نکلتے ہیں اور شام پیٹ بھرے لوٹ جاتے ہیں۔

خودداری و بے نیازی:۔ طبیعت میں خودداری و غیرت اور مزاج میں بے نیازی تھی، زندگی میں انہیں اولاد سے کوئی مالی فائدہ نہیں ہوا، نہ انہوں نے کبھی کسی سے کوئی توقع رکھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل دعا ان کے ورد زبان رہتی تھی۔

اللّٰھم اکفنی بحلالک عن حرامک   اے اللہ حرام کے بدلے تو مجھے بقدر حاجت حلال
و اغنی بفضلک عمن سو اک   روزی عطا فرما اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر۔

انہوں نے خوب کمایا اور خرچ کیا ان کے جب تک ہاتھ پاؤں چلتے رہے قرض لیا تو ادا بھی کیا

جب گھر بیٹھ گئے پھر اپنی اولاد سے بھی کسی کام کے لئے نہیں کہا نہ کسی قسم کی خدمت لی، ان کا اصول ہی یہ تھا۔۔۔۔ دیکھو اپنی بات اپنے ہاتھ ہے۔ انہوں نے اپنے اخلاص وصدق نیت کو کبھی مجروح نہیں کیا۔ ان اجری الا علی اللہ اللہ ہی اجر دے گا پر نظر رکھی۔

وعدہ کی پاسداری و پابندی:۔ وعدہ کرتے نبھاتے، وقت دیتے پابندی کرتے، کوئی کچھ لکھواتا جو وقت کسی کو دیتے اس کا کام وقت سے پہلے تیار کر کے رکھتے، وہ وعدہ خلافی سے بچتے تھے، کسی کو شکایت کا موقعہ نہیں دیتے کسی وجہ سے تاخیر ہوتی، شرمسار ہوتے، وجہ بتاتے، معذرت کرتے تھے۔

قرض کی ادائیگی اور قرض داروں سے خاموشی:۔ تاجروں میں لین دین ہوتا ہے تجارت اس کے بغیر نہیں ہوتی ابا میاںؒ کا ابتدائی دور نہایت خوشحالی کا دور تھا، پریس تھا، دکان تھی، نوکر چاکر تھے، آمدنی خوب تھی، بیٹیوں کی شادی دھوم دھام سے کی دولت ٹھکانے لگی، پریس چھوٹا، دکان اور کتابت سے گھر کا خرچ چلنے لگا، سیر چشم تھے، خرچ خوب کرتے تھے، جو سامان لیجاتا روپے دینے میں ہیرا پھیری کرتا نوبت قرض کی آگئی، ادائیگی جب ہو جب قرض دار دیں وہ لے لوٹ ہو گئے جن سے لیا تھا ان کی ادائیگی رہ گئی، دکان میں سامان گھٹنے لگا، آمدنی کم اور تنگ دستی بڑھنے لگی ۱۹۳۸ء میں مولانا محمود حسن خان ٹونکیؒ کی معجم المصنفین کی تدوین وترتیب نو کے سلسلہ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن گئے، تو مجھے دکان پر بٹھایا گیا، میں لاابالی، نہ علم نہ تجربہ نہ ہر وقت کسی بڑے کی سر پر موجودگی، حافظ صاحبؒ نگرانی کرتے تھے، لیکن ان کے اوقات مقرر تھے مجھے کھلی چھٹی مل گئی اس طرح دکان کی بربادی میں جو کمی رہ گئی تھی وہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی، حیدر آباد میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ہر ایک کا قرض ادا کیا جن پر قرض تھا انہیں دو چار بار یاددہانی کرائی، انہوں نے کچھ اثر نہ لیا، فرمایا ان کی نیت ادا کرنے کی نہیں، خاموشی اختیار کی تقاضا کرنا بھی چھوڑ دیا، اللہ مغفرت کرے کھا کر ہی مر گئے۔

تصوف وسلوک:۔ غالباً ۱۹۰۸ء میں سلسلہ نیازیہ نظامیہ چشتیہ میں مولانا محمد ابراہیم روحی ٹونکیؒ المتوفی ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۶ء سے بیعت ہوئے انہی سے منازل سلوک طے کئے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز

ہوئے ،(ا) انکساری وفروتنی اور اخفاء حال طبیعت میں بہت تھا کسی کو یہ بھی نہیں بتاتے تھے کہ وہ کسی سے بیعت ہیں یا کسی صاحب نسبت بزرگ کے خلیفہ ومجاز ہیں نہ کسی کو بیعت کرتے تھے ،فرماتے تھے ،تصوف کا حاصل ،احکام شریعت کی بجا آوری کرتے رہنا اور کسی لمحہ یادالٰہی سے غافل نہ رہنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ بات کہنا آسان ہے اس پر عمل کرنا اسے نبھانا آسان نہیں ،وہ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے ،نماز پنجگانہ مسجد میں جماعت سے ادا کرتے ،جلد مسجد جاتے اور کوئی کام نہ ہوتا تو دیر سے آتے تھے ،نماز بہت اطمینان سے پڑھتے تعدیل ارکان کا خیال رکھتے تھے ،جب پورہیں دکان پر ہوتے تو ظہر وعصر نواب صاحب کی حویلی کی مسجد میں پڑھتے مغرب کا وقت راستے میں ہو جاتا تو کسی بھی مسجد میں پڑھ لیتے ،ورنہ عموماً مغرب عشاء اور فجر منھیاروں کی مسجد میں ادا کرتے تھے ،تہجد کا بہت اہتمام فرماتے تھے ،رات میں جلد سوتے اور آخر شب میں جلد اٹھتے تھے۔

حیدرآباد دکن میں صوفی صاحب سے شہرت کی وجہ: ۔ اللہ کی شان ہے انہوں نے جتنا اخفاء حال چاہا اتنی ہی ان کی شہرت وقبولیت ہوئی ۱۹۴۰ء میں جب میں ابامیاںؒ کے ہمراہ حیدرآباد دکن گیا تو معجم المصنفین کے دفتر میں ہر شخص کو انہیں صوفی صاحب قبلہ کے لقب سے یاد کرتے پایا یہ لقب میرے لئے اجنبی تھا ،میں نے اپنے ہوش میں کبھی ابامیاںؒ کو صوفی صاحب کہتے کسی کو نہیں سنا تھا کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ یہ دارالشفاء (بلدیہ حیدرآباد) کی مسجد میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے ،بجلی کڑکی یہ اس کی زد میں تھے ،اس کے گرتے وقت یہ ذرا جگہ سے ہٹے منارہ مسجد کا کنارہ اسی جگہ آکر سجدہ ریز ہوا۔

توڑی واعظ نے اگر گردن مینا ناحق — مے پرستوں نے بھی مسجد کا منارہ توڑا

سچ ہے ،جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے ،ورنہ کبھی کے واصل بحق ہو گئے ہوتے صبح جب اس واقعہ کی شہرت ہوئی تو مولانا عبدالقدوس صاحب ہاشمی ندویؒ نے انہیں صوفی صاحب قبلہ کہنا شروع کیا پھر کیا تھا اس لقب سے مشہور ہو گئے۔

تربیت: ۔ ابامیاں کی تربیت کا انداز نرالا تھا۔ راست کم ہی کچھ کہتے جب موقع پاتے ایسا انداز اختیار

کرتے کہ بات بچے کے ذہن میں نقش ہو جاتی، کہیں دو میں تکرار ہوتی، ایک دوسرے کو برا بھلا کہتا ہوتا، فرماتے جو کسی کو برا بھلا کہتا ہے ویسا ہی سنتا ہے، جو گالی دیتا ہے گالی کھاتا ہے، ذوق نے کیا خوب کہا ہے۔

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

کبھی صائبؒ کا مصرعہ پڑھتے۔

ع این زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

یہ کھوٹا سکہ تو جسے دے گا وہ تجھے لوٹا دے گا۔

دکان پر سائل وفقیر آتا رہتا تھا میں جانتا تھا کہ یہ روز آتا ہے پیشہ ور فقیر ہے، کہتا بابا آگے بڑھو، کبھی لہجہ بدل جاتا، فرماتے فقیر سے نرمی سے کہتے ہیں پھر آیت شریفہ پڑھتے۔

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ جو مانگتا ہو اس کو نہ جھڑک۔

بچوں کی عادت ہوتی ہے، راہ چلتے جانور کو چھیڑتے مارتے ہیں، میں تھا ہی نالائق چھیڑ دیتا، فرماتے، جانور کو نہیں ستاتے اور یہ شعر سناتے۔

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد کہ رحمت بر آں تربت پاک باد

میازار مورے کہ دانہ کش است جاں دارد و جان شیریں خوش است

دیکھا گیا ہے بعض لوگوں کو بات بات پر غصہ آتا ہے، ذرا سی بات میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، حدود کا خیال نہیں رکھتے، کسی کو طیش میں دیکھتے تو شاہ ظفر کا یہ شعر پڑھتے۔

ظفر ہر گز آدمی نہ جانئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم وذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

وہ فجر کے وقت مسجد جاتے ہمیں جگاتے، نماز پڑھو، ہم اٹھتے پھر پڑ جاتے نیند آتی سو جاتے، عشاء کی

نماز کے لئے اٹھاتے ،فرماتے نماز پڑھ کر سو جاؤ ،ایسی عادت ڈال گئے کہ فجر وعشاء بھولے سے بھی نہیں چھوٹتیں۔

وہ نہایت خاموشی واطمینان سے لڑکوں کے رجحان طبع کو دیکھتے تھے ان کا میلان علم کی طرف پاتے تو اس راہ پر گامزن رہنے دیتے چنانچہ مولانا نعمانی کی علم سے دلچسپی دیکھی اور مطالعہ کا شوقین پایا کوئی مداخلت نہیں کی بلکہ ان کی معلومات کو سراہا جن کتابوں کی فرمائش کی انہیں مہیا کیں دلائل سے خصم کو قائل کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کی لیکن جس بیٹے کا رجحان طبع کھیل کود کی طرف دیکھا اس کا ماحول بدلا دینی علوم کے لئے جگر گوشوں کو دیس سے پر دیس بھیجنے میں بھی تامل نہ کیا چنانچہ مجھ سے بڑے آغا میاں (مولانا عبدالعلیم ندویؒ) جنہیں کشتی وکبوتر بازی کا شوق تھا جے پور سے سورت ڈابھیل بھیجا، جب علم کا شوق ہو گیا، انہیں مولانا حیدر حسن خاں شیخ الحدیث ندوۃ العلماء المتوفی ۱۳۶۱ھ کی خدمت میں پہنچایا انہوں نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں پڑھا اس نسبت سے ندوی لکھتے ہیں۔

میں نرا نکما، نالائق تھا گھر کے کم وبیش ہر فرد کی میرے بارے میں یہی رائے تھی، کہ یہ سرکش ونالائق ہے۔اس لئے کہ میں کسی کی سنتا نہ تھا ہر ایک کے منہ آتا تھا، ایسے لڑکے کے بارے میں کب کوئی اچھی رائے رکھ سکتا ہے، اسے ہر شخص برا کہتا اور برا سمجھتا ہے، بقول ریاضؔ میری یہ کیفیت تھی۔

ریاض ان کو چھیڑا ہے تم نے ہم نہ مانیں گے
وہ تم کو کوستے ہیں جب تمہارا نام آتا ہے

جب میری نالائقی وسرکشی کی داستان سنی اور دکان دیکھی، مجھ سے کچھ نہیں کہا، بس کہا تو یہ کہا تم میرے ساتھ حیدرآباد چلو، مجھے کب تامل تھا، یہ غالباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے، ہم جے پور سے حیدرآباد دکن کو چلے، سفر سقر بھی ہے اور ظفر بھی، یہ سفر میرے لئے سقر ہی کا نمونہ تھا، بقول میرؔ۔

بس کے پہلے پہل کا تھا یہ سفر　　　آفتیں ساری آپڑیں سر پر

یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا ریل گاڑی کے ڈبوں میں ریل پیل بہت ہوتی تھی، آدمی مور وملخ کی طرح بھرے ہوتے تھے، تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی، جس ریل گاڑی میں ہمیں سوار ہونا تھا اس ریل

گاڑی کے ڈبوں میں فوج براجمان تھی اسے سکندر آباد (حیدر آباد دکن) اترنا تھا، جوں توں کر کے باپ بیٹے ڈبے میں گھس گئے، نہ لیٹنے کی جگہ نہ بیٹھنے کا آرام، سفر لمبا مثل ہے سولی پر بھی نیند آتی ہے، میں سہارے سے نیند بھر کر سو رہا مگر ابا میاں اللہ اللہ کرتے رہے اور اسٹیشنوں پر اتر کر نماز پڑھتے رہے انہیں نیند نہ آتی تھی نہ آئی، وہ بے کل ہی رہے، قہر درویش بر جان درویش اردو میں مثل ہے سفر اور سقر میں ایک نقطہ کا فرق ہے، اس کی حقیقت اسی سفر میں کھلی لیکن۔

یہ سفر میرے لئے وسیلہ ہے ظفر کا۔

یہ سفر میری زندگی کا ایسا موڑ اور ایسا سفر ہے جہاں سے میں جہالت سے تو نہیں نکل سکا لیکن جہالت کا احساس ہوا، اور میرے علمی سفر کا آغاز سمجھئے، اسی منزل سے ہوا۔ جس کا اس وقت مجھے شعور بھی نہ تھا، کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے۔

اتانی هواها قبل أن أعرف الهوىٰ فصادف قلبا فارغا فتمکنا

اس محبوبہ (علم) کی محبت اس وقت آئی جب میں محبت کو پہچانتا نہ تھا۔ اس نے دل خالی پایا تو دل میں جم گئی۔

حیدر آباد پہنچے تو دار الشفا منزل میں اترے یہ مجمع المصنفین کا دفتر تھا، یہاں مجھے نورتن کا دربار ملا، نہایت شائستہ، مہذب تعلیم یافتہ افراد کا مجمع دیکھا، کھانے کی نشست ہوتی، میر مجلس مولانا سید عبد القدوس ہاشمی ندویؒ ہوتے یہ بلا کے ذہین، سخن فہم، سخن سنج، فی البدیہ شعر کہنے والے ہر موضوع پر بولنے والے شگفتہ قلم، شگفتہ مزاج، مولانا عبد الرحمٰن چشتی ٹونکی، مولانا نعمانی، محمد رمضان کاتب، ڈاکٹر میر معظم علی علوی، زکریا مائل علمی نکتوں، لطیفوں، ادبی چٹکلوں، سیاسی تبصروں سے مجلس باغ و بہار ہوتی تھی، اس ادارے میں نامور علماء ادباء و شعراء کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ماہر القادری یہاں آتے رہتے تھے بھائی صاحب کو گھیر گھار کر کبھی شطرنج کھیلنے لگتے تھے، اس زمانے میں محسوسات ماہر کی کتابت ابا میاں نے کی تھی۔

یہاں مجھے ابا میاں نے مولوی اسماعیل میرٹھی کی کتاب کمک اردو پڑھائی، قرآن مجید پڑھایا، ایک ادھ بار کسی فاحش غلطی پر چٹکی بھی بھری تھی، یہ ابا میاں کی خفگی کی انتہا تھی، اللہ اکبر حدود شریعت کا کتنا لحاظ رکھتے تھے، پھر مدرسہ نظامیہ میں داخل کرایا۔

اس علمی مجلس نے مجھے شعر وسخن سے آشنا کیا میں کتب خانہ آصفیہ میں جاتا اور اردو شعراء کے دواوین نکلوا کر پڑھتا تھا، شعر سے طبعی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے شعر گوئی نہ کر سکا لیکن نامور شعراء کے نام وکلام سے واقف ہوا۔

معلوم نہیں ابا میاں کی فراست ودانائی تھی یا باطنی تصرف تھا کہ وہ سمجھ گئے اسے علم کا نشہ چڑھا ہے جو مرتے دم تک اترتا نہیں، ع یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔

انہوں نے ڈیڑھ دوسال بعد ۱۹۴۲ء میں مجھے بھائی جان (مولانا نعمانی) کے ساتھ گھر بھیجا، فرمایا منشی کرو، بڑے بھائی (آغا میاں) کے ایک دوست مولانا شریف الحسن صاحب شیر کوٹی فاضل دیوبند جے پور میں سلاوٹوں کے محلہ میں قیام پذیر تھے، دار العلوم دیوبند کی طرف سے سفیر بن کر آئے تھے چندہ جمع کر کے مدرسہ دیوبند بھیجتے تھے، اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی کے امتحان کے طلبہ کو تیاری کراتے تھے، ان کے پاس مجھے بٹھایا گیا، انہوں نے چھ ہفتوں میں تیاری کرائی، چمڑے کے بستہ بند کے پٹکے سے پٹائی کرتے تھے، گاہ بگاہ میری بھی ہوئی۔

ابا میاںؒ کی دعاء وتوجہ نے علم کی محبت دل میں ایسی بٹھائی تھی کہ یہ سختی بھی جھیل گئے، امتحان دیا ۱۹۴۲ء میں بزرگوں کی دعا سے کامیاب ہوا۔ حوصلہ بڑھ گیا بھائیوں کی رائے ہوئی کہ اسے منشی فاضل کرایا جائے، یا انگریزی پڑھائی جائے، فوری طور پر منشی فاضل کی تیاری میں لگا، تھوڑے دنوں بعد ابا میاںؒ حیدرآباد سے جے پور آگئے، فرمایا عربی پڑھو، دینی تعلیم حاصل کرو، چنانچہ جہاں بڑوں نے پڑھا تھا، میں بھی وہیں پہنچا، مولانا قدیر بخش بدایونیؒ سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں کافیہ تک پڑھا تھا کہ ابا میاںؒ نے بھائی جان (مولانا نعمانی) سے کہا اسے دیوبند بھیجو، یہ ندوۃ المصنفین کے رفیق تھے، لغات القرآن لکھ رہے تھے، انہوں نے حامد الانصاری غازی کو (جو قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند کے داماد تھے اور ندوۃ المصنفین چھوڑ کر دار العلوم کے دفتر اہتمام سے وابستہ ہو گئے تھے، خط لکھا داخلہ ہو گیا)۔ یہاں چھ برس شوال ۱۳۶۳ء سے ۱۳۶۹ھ مئی ۱۹۴۹ء تک علوم دینیہ کی تکمیل کی یوں ابا میاںؒ کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی بعد ازاں مولانا نعمانی کا ساتھ رہا اور ان کی تربیت وعلمی صحبت نے نکھارا اوروں سے بھی فائدہ پہنچا، لیکن ابا میاںؒ کی دعاؤں سے

علم کا چسکا ایسا لگا کہ میں اب تک تین مرتبہ دائیں آنکھ کا کورنیا corneaلندن جا کر تبدیل کرا چکا ہوں۔ لیکن پڑھنا لکھنا نہیں چھوٹتا، دن بغیر مطالعہ نہیں گذرتا۔ اپنی جہالت کا احساس ہر لمحہ بڑھتا ہے اور علم کی جستجو رہتی ہے، جی نہیں بھرتا، رب زدنی علما۔ میرے رب میرا علم بڑھاتا رہ۔

ابا میاں نے ہر موڑ پر کچھ اس انداز سے تربیت ورہنمائی کی کہ ان کی مراد برآئی اور ہم علمی راستے سے نہ بھٹکے اس ڈگر پر چلتے رہے، یہ انہی کی نیکیوں کا صلہ ہے۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

راج ہٹ، بالک ہٹ، تریا ہٹ، جوگی ہٹ، ایک مشہور مثل ہے، ان کی ضد کو طرح دیجاتے تھے، بھائیوں میں اختلاف ہونا خاص طور پر جہاں الفت ومحبت ہوتی ہے اختلاف ہو جاتا ہے، پھر خدانخواستہ مولویوں میں اختلاف ہوتو ہر طرف دلائل ہوتے ہیں، اور ہر ایک اپنے آپ کو برسرحق سمجھتا ہے، ایسا کوئی موقعہ آتا تو کسی کی جانبداری نہیں کرتے، دونوں کو سمجھاتے پھر خاموشی اختیار کرتے، انہوں نے زمانہ دیکھا تھا، سمجھتے تھے وقتی جوش ہے، جاتا رہے گا، حالات معاملات سلجھا دینگے، آگے چل کر دونوں کو پشیمانی ہوگی، ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔

اخلاص وحسن عمل:۔ دین سے محبت اور علماء وصوفیاء کی صحبت نے ان کے قلب ونظر میں دین ایسا رچا یا اور اس کی عظمت ایسی بٹھائی تھی، کہ وہ دینی تعلیم کی تحصیل اور اس کی خدمت ونشر علم کو حاصل زندگی سمجھتے تھے، ان کی دلی آرزو تھی، کہ میری ساری اولاد عالم بنے اور دین کی خدمت کرے ان کی کیفیت فقیہہ شمس الائمہ ابو محمد عبدالعزیز حلوائی بخاری المتوفی ۴۵۶ ھ کے باپ احمد بن نصر حلوائیؒ کی سی تھی جو مٹھائی بیچ کر پیٹ نہیں بھرتے، علماء وفقہاء کو مٹھائی پیش کرتے ان سے دعا کی درخواست کرتے کہ میرا بیٹا بھی عالم وفقیہہ بن جائے، چنانچہ ان کے اخلاص نیت ودعا کی برکت سے ان کے بیٹے کو شمس الائمہ کا اعزاز ملا اس نسبت سے یہ حلوائی مشہور ہوئے ورنہ یہ تو فقیہہ تھے حلوائی نہ تھے۔

ابا میاںؒ نے اس دور میں اولاد کو دینی علوم سے آراستہ کرانے کا فیصلہ کیا جب کہ کم وبیش ہر شخص اپنی اولاد کو انگریزی پڑھانے کا خواہش مند تھا۔

داغ نے کیا خوب کہا ہے ۔

بعد مدت کے یہ اے داغؔ سمجھ میں آیا　　　وہی دانا ہے، کہا جس نے نہ مانا دل کا

اس لئے عالم کیلئے مسجد کی امامت، یا کسی دینی مدرسہ کی ملازمت یا کہیں کی خطابت زندگی کی معراج تھی، پھر عیش وآرام کو تجنا، سرکاری منصب ووجاہت کے دروازے اپنے اوپر بند رکھنا، یہ وہ کٹھن مراحل تھے جن سے ہندوستان میں برطانوی سامراج میں ایک عالم کا گذرنا ناگزیر تھا ایسے ناسازگار حالات میں ارباب عزیمت نے اپنی اولاد کے لئے یہ راستہ اختیار کیا، ان حوصلہ مندارباب صدق وصفا میں ابا میاںؒ بھی تھے، یہ ان کا اخلاص وحسن عمل تھا کہ ان کے اس اقدام سے اپنوں اور غیروں سب کو فائدہ پہنچا جب تک ان کی آنکھوں میں دم اور ہاتھ میں قلم رہا اولاد پر خرچ کیا کتابیں نقل کر کے دیں۔ جب آنکھیں پڑھنے لکھنے کے لائق نہ رہیں، گھر بیٹھ رہے، اپنے توکل واخلاص کو کبھی مجروح نہیں کیا، انہیں زندگی میں اگر کسی امر کا افسوس رہا تو اس امر کا رہا کہ وہ اپنے دو چھوٹے بیٹوں محمد عبدالعظیم عرف مظفر لطیف اور محمد عبدالرحمٰن عرف غضنفر میاں کو عالم نہ بنا سکے، لیکن نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خير من عمله، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، ان کا ارادہ انہیں بھی عالم بنانے کا تھا لیکن انہیں موقعہ نہ مل سکا اس لئے ان کا اجر کہیں نہیں گیا (مظفر لطیف تو اللہ کو پیارے ہوگئے، غضنفر میاں ان شاء اللہ دینی علوم کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں الرحیم اکیڈمی کے نام سے ان کا ایک اشاعتی ادارہ ہے جس سے سینکڑوں نادر علمی تصانیف شائع کر کے اہل علم میں قبول عام حاصل کر رہے ہیں)۔

یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھا کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا مدرس، مصنف اور وقت کا نامور عالم بنا، جس کی تصنیفی وتدریسی خدمات سے علمی دنیا کو فائدہ پہنچا، جس نے اردو عربی میں نہایت مفید تالیفات کیں، بعض اہم علمی گتھیوں کو سلجھایا، تاریخی حقائق سے پردہ اٹھایا، ہندوستان اور اسلامی دنیا کے نامور اہل علم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنیؒ، مفتی مہدی حسن شاہجہانپوریؒ، عبد الفتاح ابوغدہؒ نے ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھایا اور ان کی علمی تحقیقات سے بیرونی دنیا کو روشناس کرایا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں سب کو صاحب اولاد کیا ان کا سلسلہ بہت پھیلا، ان کی اولاد کے علوم

میں بھی برکت رکھی، انہیں اہم موضوعات پر لکھنے اور نئی تحقیقات پیش کرنے کی توفیق بخشی، ان کے پوتا پوتیوں نواسے نواسیوں کی اولاد میں بہت حافظ ہیں، ایسے خوش نصیب خانوادے ہندوستان و پاکستان میں انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں اور پھر ان کی اولادوں میں یہ سلسلہ جاری ہے اس میں عالم بھی بن رہے ہیں، اور جدید علوم سے بھی بہرہ ور ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں مزید اضافہ فرمائے۔ (آمین)

کلمة طيبة كشجر ة طيبة اصلها ثا بت و فر عها فی السماء توء تی ا كلها كل حين با ذن ر بها

ایک بات ستھری، جیسے ایک درخت ستھرا، اس کی جڑ مضبوط ہے، اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل دیتا ہے وقت پر اپنے رب کے حکم سے۔

(آیت ۲۴/۲۵ سورۃ ابراہیم)

ان کا حسن عمل اس امر کا مصداق ہے، ذ لک فضل الله یو تیه من یشاء و الله و اسع علیم (آیت ۵۴ سورۃ مائدۃ) یہ اس کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

زندگی میں تین کام:۔ ان کے اوقات زندگی بہت منضبط تھے وہ وقت ضائع کرنا نہیں جانتے تھے، زندگی میں ان کے تین ہی کام تھے، ۱۔ دکان پر سوداگری، ۲۔ کتابت، ۳۔ اور اللہ اللہ کرنا، فضول کاموں سے بچتے، بے کار باتوں سے گریز کرتے تھے، دکان پر ہر قسم کے لوگ آتے رہتے تھے، ایک بار بعض کیمیا کے شوقین اور مہوس بھی آئے، انہوں نے سونا بنانے کے نسخے بتائے یقین تو نہ آیا لیکن ان کے کہنے سے دو چار نسخے آزمائے، کامیابی کے آثار نہ پائے، چھوڑ دیا فرماتے تھے۔

حرص و طمع سہ حرف دارد و ہر سہ تہی، حرص و طمع میں تین حرف ہیں، اور تینوں نقطوں سے خالی ہیں، حرص و طمع سے کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

جوانی میں پان کھاتے اور حقہ پیتے تھے، فرماتے تھے دانت پان کھانے سے جلدی گرے، گورے چٹے تھے، پان ان پر خوب کھلتا تھا، بدن سڈول تھا، شیروانی کرتا پہنتے خوب سجتا تھا چلتے تیز تھے اور ان کی زبان ذکر اللہ سے تر رہتی تھی۔

اہلیہ کا انتقال:۔ اماں بی بہت نیک خدمت گذار وخدار سیدہ خاتون تھیں بھری گود خالی ہوجاتی، جوان بیٹی مرجاتی، ان کے صبر کا دامن نہیں چھوٹتا ہر حال میں شاکر رہتی، چولھے ہانڈی اور گھر کے کام کاج کر کے نماز روزہ کرتی تھیں اس میں ان کی زندگی پوری ہوگئی، ۱۹۴۹ء کے آخر میں جب دیوبند سے آیا تو دیکھا بیماری سے سوکھ کر کانٹا ہوگئی تھیں، تھوڑے دنوں میں حالت غیر ہوگئی جانکنی کے وقت سرہانے بیٹھے سورہ یٰسین سنا رہا تھا۔ جب میں آیت شریفہ ''سلامٌ قولا من رب الرحیم'' ترجمہ رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا گیا ہے، پر پہنچا روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، یہی ان کے حسن خاتمہ کی دلیل ہے ان کی قبولیت کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے کیا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ بستی نظام الدین (دہلی) سے تبلیغی جماعت جے پور آئی اس نے ہمارے چوک میں تقریر کی میواتیوں کی تقریر بہت سادہ دل پذیر ہوتی ہے وہ دل سے نکلتی اور دل میں اترتی ہے۔

اماں بی ان کی تقریر سے متأثر ہوئیں ان کے منہ سے بیساختہ نکلا اے اللہ جب مروں یہ نیک بندے میری نماز جنازہ پڑھیں مجھے کندھا دیں۔

عجیب حسن اتفاق ہے ۱۹۴۹ء میں جب انتقال ہوا۔ وہی تبلیغی جماعت ہندوستان سے آکر مکی مسجد کراچی میں ٹھہری ہوئی تھی، انہیں اطلاع کی گئی، نماز جنازہ وتدفین میں شریک رہی میوہ شاہ قبرستان کراچی کے دھوبی گھاٹ کی طرف قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا تھا، اللہ کی شان ہے آج مزار کا نام ونشان بھی نہیں ہے، جس جگہ دفن کیا گیا تھا، وہاں مکان تعمیر ہوچکا ہے۔

كل من عليها فان ويبقى وجه	ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہوجانے والی
ربك ذوالجلال والاكرام	ہے اور صرف تیرے رب جلیل وکریم
(سورۃ الرحمٰن آیت ۲۷)	ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

برمزار ما غریباں نے چراغاں نہ گلے

نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

بے گناہوں کی اسی کوچہ میں مٹی ہے خراب

دادخواہوں کو یہاں زیست سے ملتا ہے جواب

وفات: ۔ ابا میاں ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ کو میری سب سے بڑی ہمشیرہ عائشہ آپا سے ملنے بہار کالونی گئے شام ہوگئی انہوں نے کھانے پر اصرار کیا کھانا تناول کیا، رات گئے پی اینڈٹی کالونی آئے طبیعت خراب ہوئی علاج کے لئے عرض کیا گیا، آمادگی ظاہر نہ فرمائی، لیٹے رہے ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۴ء کو جب کاروان عمر غالباً اٹھترویں منزل طے کر رہا تھا، قبیل مغرب حالت بگڑی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ابا میاںؒ کا ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۳ء تک شومارکیٹ لارنس روڈ پر لکشمی نواس مینشن میں قیام رہا تھا، قریب ہی گاڑی احاطہ میں ایک چھوٹی سی مسجد الانہ تھی پھر وہ دوبارہ کئی منزلہ بنائی گئی اس مسجد میں پنجگانہ نمازیں جماعت سے پڑھتے تھے، امام وموذن اور پابندی سے مسجد میں آنے والے نمازی انہیں جانتے تھے، اس مسجد میں ایک مجذوب بھی پانچ وقت کی نماز جماعت سے پڑھتا تھا، اس کا جذب بھی عجیب تھا ہمہ وقت طاری رہتا تھا، جو کہتا تھا وہ سمجھ میں نہیں آتا تھا، لیکن امام کی تکبیر تحریمہ پر اس کا جذب ختم ہوتا اور سلام امام کے بعد اس کا جذب شروع ہو جاتا تھا نماز جنازہ سے قبل دیکھا کہ امام وموذن اور مقتدی اور یہ مجذوب، پی اینڈٹی میں جہاں جنازہ تیار تھا، آئے نماز جنازہ میں شرکت کی گذری کے قبرستان میں تدفین تک شریک رہے مگر اس عرصہ میں اس مجذوب پر خاموشی طاری رہی بعد تدفین اس کا جذب پھر عود کر آیا، اور ایک ہی رٹ زبان پر جاری تھی، کامیاب گیا کامیاب گیا گذری کے پہاڑی قبرستان میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر دفن کئے گئے، قبر پر نہ کوئی لوح ہے اور نہ کتبہ لیکن مزار آج تک محفوظ ہے۔(۱)

---

(۱) گورکن بھی صاحب قبر کا منتظر تھا، پوچھا گیا کس کا انتظار ہے، کہنے لگا کہ مجھے ایک عرصہ دراز گذرا کہ میں یہاں قبریں کھودتا ہوں یہ سارا پہاڑی علاقہ ہے، یہاں کی زمین انتہائی سنگلاخ پتھریلی ہے اور بہت دیر میں ایک قبر کھد کر تیار ہوتی ہے لیکن اس قبر کو جب میں نے کھودنا شروع کیا تو بغیر کسی زحمت کے کھودتا چلا گیا، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مٹی از خود اوپر آ رہی ہے۔ اس لئے میں بھی صاحب قبر کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللھم اغفرله و ارحمه و انت خیر الراحمین۔ غضنفر عفی عنہ

کتب خانہ واساتذۂ فن کی مشقوں اور وصلیوں کا ذخیرہ:۔ انہوں نے اپنی اولاد کو عالم ہی نہیں بنایا ان کی علمی سرگرمیوں کی بقاء وترقی کے لئے ناسازگار حالات میں بھی اردو عربی وفارسی کی نادر واہم کتابیں فراہم کیں، بعض قلمی نسخے خریدے، بعض کتابیں خود نقل کر کے ان کے علمی تشنگی کو دور کیا چنانچہ موصوف نے توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار مؤلف محمد بن اسماعیل الامیر المتوفی ۱۱۸۲ھ کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ نسخہ اپنے بیٹے محمد عبدالرشید کے لئے نقل کیا ہے۔

خود چونکہ خوشنویس، ناشر وصاحب مطبع تھے، ذوق علمی ونظر وسیع تھی، اس لئے بہترین مطبعوں اور نامور خوشنویسوں کی لکھی ہوئی، اچھے کاغذ پر چھپی ہوئی کتابیں جمع کی تھیں، ہندوستان کے قدیم ومشہور ترین مطابع میں مصطفیٰ خان بن روشن خان حنفی کے مطبع مصطفائی لکھنوء اوران کے برادر خورد عبدالرحمٰن خان کے مطبع نظامی کانپور کی مطبوعات کو منشی نولکشور کی مطبوعات کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتے تھے، آگرہ کے مطابع میں مفید عام پریس آگرہ کی مطبوعات کی تعریف کرتے تھے، جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے۔

مفید عام پریس آگرہ کا اچھا ہے کہ ہند میں چھپائی کا یاں شہرہ ہے۔

رعد پریس کانپور کی چھپی ہوئی کتابوں کے بھی دلدادہ تھے، دلی کے قدیم مطابع میں مطبع العلوم دہلی، مطبع اموجان اور عبدالاحد کے مطبع مجتبائی کی شائع کی ہوئی کتابوں کی قدر کرتے تھے، مطبع مجتبائی میرٹھ کی شائع شدہ کتابوں کو دل سے چاہتے تھے، اس لئے کہ ان کے یہاں اچھے کاتب اور نامور خوشنویس کاپی لکھتے تھے، تصحیح کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا، کاغذ، چھپائی اور سرورق قابل دید ہوتا تھا، ایسی کتابیں کیوں مرغوب خاطر نہ ہوں۔

کتاب ایسی نہ کیوں ہو دل کو مرغوب خط نسخ اچھا تو نستعلیق تھا خوب

یہ ذخیرہ کتب کم وبیش ہر فن کی کتابوں پر مشتمل تھا، اور اتنا زیادہ ذخیرہ تھا کہ میں نے جے پور میں کسی کے یہاں ذاتی ذخائر کتب میں نہیں دیکھا یہ کتب خانہ مولانا نعمانی کے تصرف میں رہا اور صحیح معنی میں انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، آنکھیں بنوانے کے بعد ابامیاںؒ جب لکھنے پڑھنے کے لائق نہیں رہے کسی

سے کچھ نہیں کہا، نہایت خاموشی سے گھر بیٹھ رہے، مظفر میاں سے چھوٹا موٹا دھندہ کرایا وہی ان کی روزی کا حیلہ ہو گیا، یہ اس کی سعادت مندی تھی کہ یہ ان کی خدمت کرتا رہا انہوں نے ساری عمر کھلایا تھا وہ بہت غیرت مند تھے ان کی طبیعت پر اس کی یہ خدمت بھی گراں تھی۔

بقول ناسخ ان کی یہ حالت تھی۔

وہ تو کیا مرتا ہے بس غیرت سے مرا جاتا ہوں میں۔

آخری ایام میں ان کے پاس نقد کچھ نہ تھا مکان و سامان جے پور میں رہ گیا تھا، یہاں ایک کتب خانہ اور اساتذۂ فن خوشنویسوں کی وصلیوں اور مشقوں کا نادر ذخیرہ ہی عمر بھر کا سرمایہ تھا، بڑے لڑکے سب عالم اور برسرکار تھے گو آمدنی زیادہ نہ تھی لیکن ان کی گذر بسر ہوتی تھی، وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے اپنے ذوق کے مطابق کتابوں کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ کیا ہے، ان کا ذوق علمی ہے یہ احتیاج کے مطابق آج نہیں کل کتب خانہ بنالیں گے اب انہیں ان کتابوں کی چنداں احتیاج نہیں، (الحمدللہ آج ہر ایک کے پاس اپنی ضروریات کے مطابق نہایت عمدہ کتب خانہ موجود ہے) انہوں نے اپنا سارا علمی ذخیرہ مظفر میاں کو دے دیا، یہ علم سے محروم رہا ہے، تو ان کے علمی سرمایہ سے کیوں محروم رہے، اس نے خدمت کی اس کا صلہ بھی انہوں نے اسے اپنی زندگی میں دے دیا، اس نے رفتہ رفتہ پورا ذخیرہ فروخت کر دیا جس کی بیشتر کتابیں آج نیشنل لائبریری کراچی میں موجود ہیں اور وصلیاں وقطعات نیشنل میوزیم کراچی کی زینت ہیں۔(۱)

اولاد واحفاء:۔ ابا میاں کے پہلے چار لڑکیاں ہوئیں، اور پانچ لڑکے اور درمیان کے اللہ کو پیارے ہو گئے سب سے بڑی عائشہ آپا، دوسری حاجرہ آپا تیسری قریشی آپا اور چوتھی رقیہ آپا تھی محمد عبدالرشید نعمانی موصوف میرے بڑے بھائی ہیں۔ ۱۸/ذی العقدہ ۱۳۳۲ھ بمطابق ۲۹ ستمبر 1915ء میں محلہ بساطیان میں پیدا ہوئے، میں نے انہیں شیروانی پہنے اور عربی کی موٹی موٹی کتابیں اٹھائے مدرسہ تعلیم الاسلام جاتے دیکھا ہے ان کے سرہانے کتابوں کی الماری اور صندوق رکھے ہوئے تھے، انہیں جب دیکھا کتاب پڑھتے اور کتابیں الٹ پلٹ کرتے جھاڑتے دیکھا کھانا کھا کر بستر پر جاتے تو بھی سرہانے سے کتاب اٹھاتے اور

(۱) مظفر بھائی کے بقول کچھ وصلیاں لاہور میوزیم میں منتقل ہو گئی ہیں۔

لیٹے لیٹے کتاب پڑھتے رہتے ، جب نیند کا غلبہ ہوتا کتاب تکیہ کے پاس رکھتے اور سو رہتے ، میں نے اپنے خاندان میں ان سے زیادہ پڑھنے کا شوقین اور کتابوں کا رسیا نہیں دیکھا۔

اس دور میں انہیں اسماعیل بن اسحاق القاضی المتوفی ۲۸۲ھ کا مثیل پایا، جس کے متعلق ابوھفان عبداللہ بن احمد المتوفی ۲۵۷ھ کا بیان ہے۔

اما اسماعیل بن اسحا ق فانی مادخلت الیه الاّ رأیته ینظر فی کتاب او یقلب کتباًاو یقضها۔	لیکن اسماعیل بن اسحاق کے پاس جب بھی میں آیا انہیں کتاب دیکھتے یا کتابیں الٹتے پلٹتے یا جھاڑتے دیکھا۔

ہروقت ان کے منہ سے کتاب لگی رہتی تھی چنانچہ نوعمری میں آنکھوں پر زور پڑا اور ان کے عینک چڑھی، ساری عمر لکھا پڑھا اور پڑھایا اس لئے انہیں اصلاح کی کبھی حاجت نہیں ہوئی، اردو عربی دونوں زبانیں خوب لکھتے تھے مطالعہ نہایت وسیع تھا، جس موضوع پر قلم اٹھاتے تھے، خوب داد تحقیق دیتے تھے ۱۹۳۳ء میں مولوی فاضل و ۱۹۳۴ء میں منشی فاضل کیا، لیکن ان امتحانات سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی، ۱۹۳۴ء میں ندوۃ العلماء لکھنوء میں رہ کر شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان سے ترمذی پڑھی اور خصوصی استفادہ کیا جوانی ۱۹۳۷ء میں کمانے کا خیال ہوا تو گھر میں نہ کہا کہ اجازت نہ ملتی بریلی کا رستہ لیا۔ مجھے یاد ہے سہ پہر سے گھر میں کھسر پھسر ہونے لگی، آپابی (میری خالہ) حافظ جی ابا، ابا میاںؒ اور اماں بی کی نیندیں اڑ گئیں، پڑھے لکھے تھے، ہشیاری کی، اسٹیشن سے خط ڈاک میں ڈالا کہ میں بریلی مولانا یٰسین کے مدرسہ میں جارہا ہوں دوسرے دن خط ملا تو دھوم مچی کہ بریلی گئے ہیں۔

۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن میں دفتر معجم المصنفین سے وابستہ ہوئے اور چار برس اس میں کام کیا ۱۹۴۰ء میں شادی ہوئی ۱۹۴۲ء کے اواخر میں ندوۃ المصنفین دہلی میں لغات القرآن لکھنا شروع کی ۱۹۴۵ء کے اواخر میں ایک سال تبلیغ کے سلسلے میں بستی نظام الدین میں قیام رہا اگست ۱۹۴۲ء میں جے پور آگئے اور یہیں لغات القرآن لکھتے رہے غالباً اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کراچی پاکستان آئے، یہاں مولانا محمد صادق صاحب سندھی المتوفی ۱۹۵۳ء کے مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کے کتب خانہ کی

فہرست مرتب کی ۱۹۴۹ء میں دار العلوم ٹنڈو اللہ یار سے وابستہ ہوگئے اور یہاں ۱۹۵۰ء تک تدریسی خدمات انجام دیں، ۱۹۵۵ء میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ اسلامیہ (جامعۃ العلوم الاسلامیہ) میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے ۱۹۶۲ء میں یہاں سے ماہنامہ رسالۂ بینات نکالا ۱۹۶۳ء میں الجامعۃ الاسلامیہ بہاولپور کی یونیورسٹی بننے کے بعد نائب شیخ الحدیث کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ آخر میں شیخ التفسیر اور صدر شعبہ ہو کر ۱۶ ستمبر ۱۹۷۶ء میں اس منصب سے سبکدوش ہوئے، پھر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ سے وابستہ ہوگئے اب یہاں تخصص کے طلبہ کے نگران اعلیٰ کے فرائض انجام دیتے رہے اور تحقیقی مقالات کی نگراں رہے، اور تین بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پہلی مرتبہ پھر ۱۹۷۹ء میں اہلیہ کے ہمراہ حج کیا۔ ۱۹۴۵ء میں حضرت شاہ عبد القادر رائپوریؒ سے بیعت ہوئے، سلوک وارشاد کا سلسلہ بھی موصوف سے قائم ہے، ان کی وجہ سے خاندان میں بدعات ورسوم کا خاتمہ ہوا عقائد درست ہوئے، جے پور میں تبلیغ کا کام شروع ہوا تدریسی خدمات کی وجہ سے پاکستان میں ان کے تلامذہ کا ایک وسیع سلسلہ پایا جاتا ہے۔ علمی و تحقیقی خدمات نہایت وسیع ومتنوع ہیں، اس دور میں موصوف سلف کی یادگار تھے، میرے مربی ومحسن اور استاد وباپ کی جگہ تھے، بعض علوم اصول حدیث ورجال حدیث، طبقات حنفیہ میں ان کی نظیر پاکستان میں مشکل ہی سے مل سکے گی، اللہ تعالیٰ نے موصوف کی ذات سے امت کو زیادہ فائدہ پہنچایا۔

اولاد: ۔ دولڑکے محمد عبد المعید ومحمد عبد الشہید اور تین لڑکیاں امۃ الرحمٰن، امۃ اللہ اور امۃ الرحیم ہیں محمد عبد المعید نے ۱۹۶۹ء میں عین شباب کے عالم میں انتقال کیا بہت ہی نیک باادب ماں باپ کا خدمت گذار صالح اور سخی تھا، سب سے چھوٹی بیٹی امۃ الرحیم کا بھی جوانی میں انتقال ہوا۔

عبد الشہید سلمہ کراچی میں پیدا ہوا، قرآن مجید حفظ کیا درجہ رابعہ تک نیوٹاؤن کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی، بھائی صاحب کے بہاولپور منتقل ہونے کے بعد مفتی فاروق رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پڑھا پھر شاہ ولی اللہ کالج منصورہ سے امتیازی درجات کے ساتھ مولوی، مولوی عالم اور مولوی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔

کراچی یونیورسٹی کے شعبہ عربی سے بی۔اے آنرز اور ایم۔اے امتیاز کے ساتھ کیا بعد میں اسی

شعبہ سے پی۔ایچ۔ڈی کیا اور جامعۃ الریاض سعودی عرب سے الدبلوم العالی حاصل کیا ۱۹۷۳ء سے کراچی یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں تدریس سے وابستہ ہے متعدد مرتبہ صدر شعبہ کے فرائض انجام دیئے ہیں۔متعدد کتابوں کے مؤلف ہیں اور شیخ زاید اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر بھی رہے ہیں اب موصوف ڈین فیکلٹی آف آرٹس کراچی یونیورسٹی کے عہدہ پر فائز ہیں حضرت نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز وخلیفہ ہیں۔(۱)

مولانا نعمانی کی دوصاحبزادیاں امۃ الرحیم اور امۃ اللہ بھی حافظ قرآن ہیں امۃ الرحیم مرحومہ نے کینیڈا میں متعدد بچیوں کو قرآن مجید پڑھایا امۃ اللہ بھی امریکہ کے شہر بفیلو میں ڈاکٹر اسماعیل کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں فی سبیل اللہ قرآن مجید پڑھاتی ہے۔

بھائی صاحب کے دامادوں میں ڈاکٹر محمد احمد قمر پی۔ایچ۔ڈی اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل ہیں رابطہ عالم اسلامی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں اور ایک عرصہ سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں ان کا ایک بیٹا عبدالقاہر قمر بھی پی۔ایچ۔ڈی ہے۔

دیگر دامادوں میں ضیاء خورشید چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں اور پروفیسر شمیم احمد فلسفہ نفسیات اور اسلامیات میں ایم۔اے ہیں اور کیڈٹ کالج پٹارو سے صدر شعبہ اسلامیات کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔اس وقت بفیلو کے دینی مدرسہ میں استاد اور مہتمم کتب خانہ ہیں ڈاکٹر اسماعیل صاحب سے ان کو اجازت بیعت بھی حاصل ہے۔

تالیفات:۔(۱)اردو میں لغات القرآن۔(۲)امام ابن ماجہ اور علم حدیث۔(۳)یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں۔(۴)شہداء کربلا پر افتراء۔(۵)قصاص عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔(۶)ناصبیت تحقیق

(۱)محمد عبدالشہید کی تین لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں ماشاءاللہ لڑکے لڑکیاں سب حافظ ہیں تینوں لڑکیاں مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات کی فاضلہ ہیں۔سب سے چھوٹی لڑکی مدرسہ میں بھی ہے لڑکوں میں سب سے بڑا عبدالحمید نبیل شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی میں لیکچرار ہے عبدالمجید بلال کراچی یونیورسٹی میں امام وخطیب ہے عبدالوحید حارث نے انگلش میں ڈبل ایم۔اے اور اسلامیات میں ایم۔اے کیا ہے قرآن مجید بہت عمدہ پڑھتا ہے، انگریزی کا بہترین شاعر ہے اس وقت فاسٹ یونیورسٹی میں انگریزی کا استاد ہے سب سے چھوٹا عبدالمعید انٹر کر رہا ہے اور ایک دینی مدرسہ میں زیر تعلیم ہے۔(غضنفر عفی عنہ)

کے بھیس میں ۔(۷)تبصرہ بر المدخل فی اصول الحدیث للحاکم النیشاپوریؒ ۔(۱)عربی میں، ما تمس الیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (اب یہ کتاب بیروت سے الامام ابن ماجہ و کتابہ السنن کے نام سے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیقات کے ساتھ شائع ہوئی ہے)،مکانۃ الامام ابی حنیفہ فی الحدیث ،مقدمہ کتاب التعلیم تالیف امام مسعود بن شیبہ سندھی پر عربی مقدمہ وتعلیقات، دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنتہ بالحبیب تالیف ملا معین سندھی،ذب ذبابات الدراسات عن المذاھب الاربعۃ المتناسبات تالیف مخدوم عبدللطیف سندھیؒ۔

محمد عبدالعلیم ندوی عرف آغا میاں :۔ موصوف میرے بڑے بھائی ہیں ۷؍دسمبر ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے لڑکپن سے انہیں کشتی وکبوتر بازی کا شوق رہا ہے،ابا میاں نے انہیں سورت ڈابھیل بھیجا ،جب علم سے لگاؤ ہوا تو ندوۃ العلماء لکھنوء میں شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ کی خدمت میں پہنچایا ان کی زیر تربیت رہ کر ندوۃ العلماء میں پڑھا اسی نسبت سے ندوی لکھتے ہیں ۱۹۴۰ء میں اورنٹیل کالج لاہور سے مولوی فاضل کیا ۱۹۴۱ء میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن میں دفتر معجم المصنفین میں کام کیا ۱۹۴۲ء میں شادی کی،اور جے پور میں جواہرات کا بیوپار کیا ۱۹۴۹ء میں کراچی آئے، یہاں ایک اسکول میں پڑھایا ،اور ابن الجزریؒ کی کتاب الحصن الحصین کا قول متین کے نام سے اردو میں ترجمہ وشرح جسے ماصح المطابع نور محمد کارخانہ تجارت کتب نے شائع کیا، میں موصوف حیدرآباد سندھ منتقل ہوگئے ،لطیف آباد میں قیام کیا۔تاریخ انتقال ۲۹؍ستمبر ۱۹۸۷ء۔

ان کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں،سب سے بڑا لڑکا محمد عبدالمقیت ہے اس نے اردوادب میں پی ۔ایچ ۔ڈی کیا، ہمارے خاندان میں اردوادب میں یہ پہلا پی ۔ایچ۔ڈی ہے کراچی میں سندھ مسلم کالج میں لیکچرار رہا اور مختلف مراتب پر فائز ہوکر ریٹائر ہوا اس نے حیدرآباد سندھ سے ایک اردو ماہنامہ نکالا تھا جو

(۱) یہ سب کتابیں الحمدللہ الرحیم اکیڈمی سے شائع ہوچکی ہیں۔اس کے علاوہ الامام ابن ماجہ وکتابہ السنن تالیف نعمانی کو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے اپنے مقدمہ وتحقیق کے ساتھ بیروت سے شائع کیا، یہ بھی عکسی الرحیم اکیڈمی کراچی سے شائع ہوگئی ہے،علاوہ ازیں **مکانۃ الامام ابی حنیفہ فی الحدیث** بھی شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے اور مصنف کے مزید اضافہ کے ساتھ الرحیم اکیڈمی سے شائع ہوگئی ہے، اور مقالات محدث نعمانی بھی ان شاءاللہ عنقریب شائع ہوجائینگے۔غفنفر عفی عنہ

اس کے ادبی ذوق کا آئینہ دار ہے اس کے دو تین شمارے ہی شائع ہوئے بس اوران کی ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے اور یہ دونوں امریکہ میں مقیم ہیں۔

محمد عبد الودود:۔ جے پور میں ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۵ مئی ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوا۔ حافظ قرآن ہے اس نے ایم۔ اے کیا اور بینک میں آفسر ہے ۱۹۸۰ء میں شادی ہوئی اس کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔

محمد عبد الوارث:۔ یہ بھی حافظ ہے۔ اس نے بی۔ کام کیا بینک میں ملازم ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد جرمنی چلا گیا وہیں شادی کی اور آباد ہو گیا۔

محمد عبد المغیث:۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۰ء کو پیدا ہوئے۔ حافظ ہے ایم۔ بی۔ بی ایس ڈاکٹر ہے آغا بھائی نے لڑکوں کی اس طرح تربیت کی ہے کہ عبد الودود نے مڈل کے ساتھ حفظ کی بھی تکمیل کر لی۔ عبد الوارث اور عبد المغیث نے جس سال میٹرک کیا اس سال قرآن مجید بھی پورا حفظ کیا۔ خاندان میں یہ امتیاز انہی کے لڑکوں کو حاصل ہے۔ لڑکیوں میں بڑی لڑکی عذرا نے بی۔ اے کیا ہے نظام الدین سے اس کی شادی ہوئی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

محمد عبد الحلیم عرف اچھے میاں:۔ ۶ر اپریل ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوا، ابتداء میں حافظ جی ابا نے قرآن مجید کے ابتدائی تین پارے یاد کرائے ۱۹۳۶ء میں دکان سنبھالی اور تجارت کی، ۱۹۴۰ء میں حیدر آباد دکن چلا گیا غالباً ۱۹۴۱ء میں مدرسہ نظامیہ حیدر آباد میں پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا ۱۹۴۲ء میں حیدر آباد سے جے پور آیا ۱۹۴۲ء میں منشی کیا پھر مدرسہ تعلیم الاسلام میں عربی پڑھی شوال ۱۳۶۳ھ ستمبر ۱۹۴۳ء میں دار العلوم دیوبند بھیجا گیا یہاں پڑھتا رہا ۱۹۴۷ء میں کراچی آ گیا ۱۲ر ستمبر ۱۹۴۸ء میں دار العلوم دیوبند گیا اور موقوف علیہ اور دورہ کیا شعبان ۱۳۶۳ھ مئی ۱۹۴۹ء میں کراچی آیا۔ ریڈیو پاکستان کراچی میں مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے یہاں تفسیر قرآن میں معاون کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

کچھ عرصہ آل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی میں ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر ۱۹۵۵ء میں لیاقت نیشنل لائبریری سے وابستہ ہوا۔ اور یہاں کم وبیش چودہ برس کام کیا، اپریل ۱۹۶۸ء میں اورنٹیل کٹیلاگر کی حیثیت سے کتب خانہ جامعہ کراچی میں کام کیا اور ترقی کر کے اسسٹنٹ لائبریرین ہوا۔ نومبر ۱۹۷۷ء سے بیرو یونیورسٹی کانو میں سینئر لائبریرین کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔

۱۹۵۳ ء میں میٹرک کیا، ۱۹۵۷ء میں مولوی فاضل کیا ۱۹۶۷ء میں جامعہ کراچی سے اسلامیات میں ایم ۔اے کیا۔ ۱۹۷۱ء میں جامعہ کراچی سے علم کتب خانہ میں ایم ۔اے کیا، ۱۹۸۱ء میں اسلامی کتب خانوں کے موضوع پر اسی جامعہ سے پی ۔ایچ ۔ڈی کیا۔

۱۹۵۷ء سے معارف اعظم گڈھ اور دیگر علمی رسائل میں مقالات لکھ رہا ہوں، ۱۹۵۷ء میں حیات وحید الزماں لکھی۔

۱۹۵۸ء میں تحفۃ الاخیاء ترجمہ مشارق الانوار کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا۔

۱۹۵۹ء میں نصیحۃ المسلمین مؤلف مولانا خرم علی بلہوریؒ کو از سر نو ترتیب دیا۔

۱۹۶۳ء میں عجالہٗ نافعہ کا اردو ترجمہ اور اس کی شرح فوائد جامعہ کے نام سے لکھی۔

۱۹۷۲ء میں البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ لکھی جو مکتبہ امدادیہ ملتان سے شائع ہوئی یہ عربی میں ہے۔

اس دوران تذکرۃ الخلیل کی ترتیب نو کی۔

۱۹۶۱ء میں الاتقان فی علوم القرآن کے ترجمہ پر نظر ثانی اور مقدمہ لکھا۔

پہلی شادی ۱۹۴۰ء میں ہوئی تھی لیکن اس کا انتقال ہو گیا دوسری شادی ۲۷/ذوالحجہ ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲۸/اگست ۱۹۵۴ء میں کی جس سے چار لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں۔

۱۔ محمد الاول، یہ حافظ ہے۔

۲۔ محمد الثانی، یہ بھی حافظ ہے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں دورۂ حدیث تک تکمیل کر کے اول پوزیشن حاصل کی، بعدازیں تخصص فی الحدیث مولانا نعمانیؒ کی نگرانی میں کیا اور ممتاز رہا، بعدازیں سندھ یونیورسٹی

سے پی۔ایچ۔ڈی کیا۔اوراب تک دسیوں تحقیقی مقالات جومختلف رسائل میں طبع ہوئے،اورمتعدد کتابیں بھی تصنیف کر چکا ہے۔جس پر کئی بار صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا ہےاور مسلسل روز نامہ جنگ میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں،اردو یونیورسٹی کراچی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ پر فائز ہیں اور متعدد اہل علم ان کی زیرنگرانی پی۔ایچ۔ڈی کر چکے ہیں۔

۳۔محمود۔یہ بھی حافظ اور عربی میں ادیب فاضل اور ایم۔اے ہے اور ڈیفنس اسکول ڈی۔ایچ میں پڑھاتا ہے۔

۴۔حماد۔اس نے بھی انٹر کیا ہے۔

۵۔حبیبہ۔یہ حافظ ہے۔اس کی شادی مولانا نعیم الدین صدیقیؒ مشیر امور مذہبی جامعہ کراچی سے ہوئی،یہ صاحب اولاد ہے۔

۶۔بشریٰ یہ بھی حافظ ہے اس کی شادی مولانا عبدالحلیم خان ناظم کتب خانہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی سے ہوئی ہے،یہ بھی ماشاءاللہ صاحب اولاد ہے۔

۷۔شاکرہ۔یہ بھی حافظ قرآن ہے اس کی شادی شکیل احمد خاں سے ہوئی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

۸۔سلمہ بھی حافظ ہے۔اس کی بھی شادی ہو چکی ہے اور صاحب اولاد ہے۔

۹۔ذکیہ۔ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہے۔یہ بھی شادی شدہ ہے۔

۱۰۔راشدہ۔یہ بھی ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہے۔

۱۱۔سلمہ،۱۲۔نقیہ،۱۳۔صفیہ۔ان کی شادی عظیم الدین سے ہوئی ہے مدرسہ عائشہ کی فاضلہ اور ایم۔اے ہے۔

محمد عبدالعظیم عرف مظفر میاں:۔میرے چھوٹے بھائی ہیں۔یہ ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے ابتداء میں چھوٹی موٹی تجارت کی ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئے سٹی پوسٹ آفس کراچی میں ملازمت کی اور ۱۹۸۰ء میں اس سے سبکدوش ہو گئے،۱۹۴۹ء میں میٹرک کیا،اور ادیب کا امتحان دیا۔۱۹۵۴ء میں شادی کی ماشاءاللہ صاحب اولاد ہیں،نیک وصالح ہیں،۱۳۰۲ھ میں مکتبہ اہل سنۃ وجماعۃ کراچی ۱۹ قائم کیا

اس سے حسب ذیل کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں۔

۱۔شہداء کربلا پر افتراء از مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ۔

۲۔یزید کی شخصیت۔

۳۔کتاب الآثار لامام ابی حنیفہؒ۔

۴۔قصاص عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔

۵۔کریما۔جلی وخفی،اردو منظوم ترجمہ،اورانگریزی ترجمہ۔

۶۔یزید علماء دیوبند کی نظر میں،از ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الحق۔اب یہ تمام کتابیں الرحیم اکیڈمی سے شائع ہوگئی ہیں۔

اولاد:۔(۱)سعیدہ۔(۲)احمد مرحوم۔(۳)محمد عبدالواسع۔(۴)محمد عبدالرافع۔(۵)محمد عبدالنافع۔(۶)عفت ناہید۔(۷)محمد عبدالجامع عرف طارق۔(۸)محمد عبدالصانع عرف شارق۔(۹)شازیہ۔(۱۰)مبشرہ۔(۱۱)محمد عبدالمنیر۔(۱۲)محمد عبدالوالی عرف فیصل۔(۱۳)امۃ اللطیف عرف حناء۔(۱۴)محمد عبدالمتعالی،عرف نعمان۔(۱۵)میمونہ عرف ثناء۔

محمد عبدالرحمٰن غضنفر:۔یہ میرے سب سے چھوٹے بھائی ہیں ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے عربی فارسی مدارس عربیہ میں پڑھی لیکن تکمیل نہیں کی۔ابتداء میں تجارت کی پھر پوسٹ آفس میں ملازمت اختیار کی بعدازاں سعودی عرب میں کسی کمپنی میں ملازم ہو کر چلے گئے وہاں تین سال کام کیا۔اسی اثناء میں عمرے اور حج کیئے،یہ ہرفن مولیٰ ہیں اردو فارسی میں شعر کہتے ہیں،موٹر رکشہ بھی چلاتے رہے ہیں،کسی کو تعویذ درکار ہوں تو اس سے بھی دریغ نہیں فرماتے ہیں۔ہومیو پیتھ ڈاکٹر بھی مستند ہیں کوئی بیمار ہو تو علاج معالجہ میں بھی انہیں پس و پیش نہیں ہے کتابیں جمع کرنے کا شوق ہے آج کل علمی و دینی ترقی اور اپنی آخرت کی بہتری کی خاطر دینی کتابیں شائع کرتے ہیں اور شب و روز اس میں سرگرم عمل ہیں۔چنانچہ ایک کثیر رقم سے الرحیم اکیڈمی یعنی (دارالنشر ۃ العلمیہ) قائم کی ہے۔آدمی باغ و بہار ہیں،جتنی دیر آپ ان کے پاس بیٹھیں گے

حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ:۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلفاء میں سے تھے، حاجی امداد اللہؒ نے انہیں جو سند خلافت عطا کی تھی وہ مطبوعہ تھی، اس کی فوٹو کاپی ہدیہ ناظرین ہے، حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ بھی اپنے خلفاء کو یہ ہی سند دیتے تھے چنانچہ مولانا نعمانیؒ کو دی تھی، اس پر مولانا حیدر حسن خانؒ کے دستخط بھی موجود ہیں، یہ میں نے مولانا نعمانیؒ کے پاس دیکھی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی امداد اللہؒ ہجرت کے بعد اس طرح کی مطبوعہ سند خلافت واجازت اپنے خلفاء کو دیا کرتے تھے، یہ سلسلہ مکہ مکرمہ میں شروع کیا تھا، اس لئے کہ وہاں شامی اہل علم حضرات ان سے وابستہ تھے ان کی وجہ سے حضرت نے اجازت نامہ عربی میں چھپوایا تھا اسی وجہ سے اس نوع کا مطبوعہ خلافت نامہ تذکرۃ الخلیل میں نظر سے نہیں گزرا۔ اس اجازت نامہ کی فوٹو کاپی ہدیۂ ناظرین ہے۔(۱)

---

(۱) ان کا تذکرہ نقوش ''شخصیات نمبر'' لاہور ۱۹۵۴ ص ۱۹۸ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابامیاں محمد عبد الرحیم خاطر رحمہ اللہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں شرف بیعت رکھتے تھے اور سلوک کی تکمیل مولانا حکیم محمد ابراہیم خاں رُوحی ٹونکی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء) سے کی تھی۔ ابامیاں ان کے خلیفۂ مجاز تھے لیکن کسی کو بیعت نہیں کیا اور اس میں اخفاء ایسا کیا تھا کہ قریبی حضرات کو بھی اس کا علم نہ تھا۔

سلسلہ طریقت حسب ذیل ہے:۔

محمد عبد الرحیم خاطر، حضرت مولانا محمد ابراہیم خان رُوحی، حضرت شاہ محمد علی، حضرت شاہ سکندر علی، حضرت غلام محمد شاہ کشمیری عرف مسکین شاہ، حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی، حضرت شاہ فخرالدین دہلوی، حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی، حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

خلافت نامہ

الٰہی عاقبت برادر دینی مسمّیٰ شیخ عبدالرحیم صاحب را بالخیر والعافیۃ بادبالنبی وآلہ الأمجاد بحق رب العباد و نیز برادر دینی شیخ موصوف را اجازت بیعت دادم کما اجازنا شیخنا ومرشدنا مولانا محمد علیشاہ قدس سرہ العزیز باید کہ شیخ موصوف حسب توفیق الٰہی پابند شریعت وصوم وصلوٰۃ مدام باشند ومعروف باشاعت واعلاء کلمۃ اللہ تعالیٰ خود درادانند۔ فقط والسلام

العبد

محمد ابراھیم عفی عنہ روحی چشتی نظامی

بقلم خود

شجرۂ چشتیہ معینہ نظامیہ فخریہ نیازیہ مسکینیہ منظومہ مجید اللہ خاں صاحب متخلص بخاور، جیل پریس (ریاست) جھالاواڑہ، ۱۳۳۰ھ (۱۹۰۰ء) ص ۹ تذکرہ روحی میں الہام الدین خان نے اس شجرہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کا یہاں ذکر کیا ہے۔

الحمد للہ والمنۃ کہ بہنگام محمود و اوان مسعود حسب الارشاد پیر و مرشد

حضرت مولوی محمد علی شاہ صاحب

این شجرہ المسمی بہ

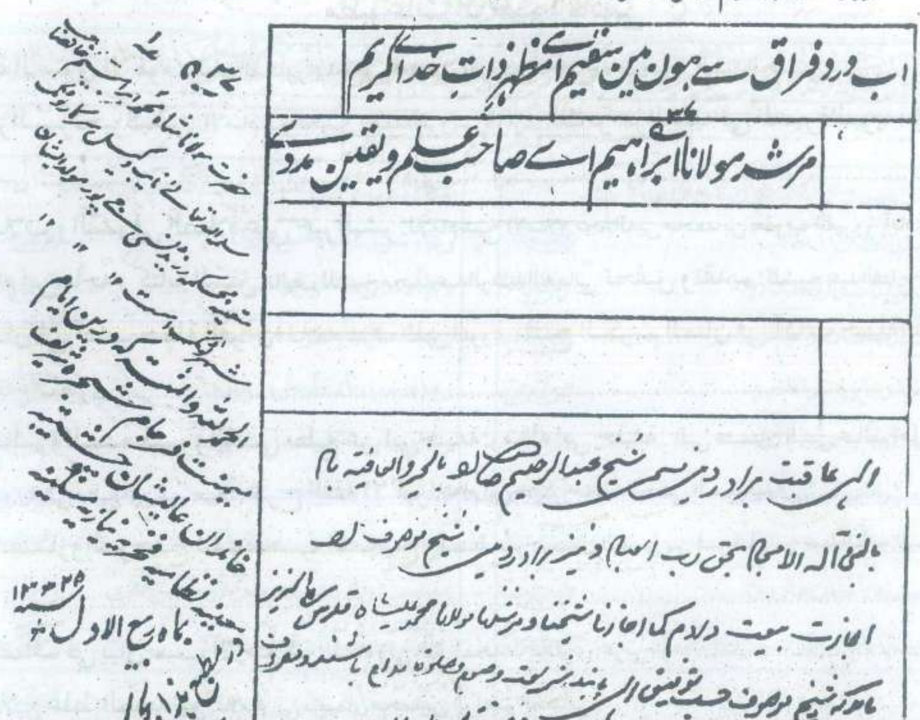
شجرہ چشتیہ معینیہ نظامیہ فخریہ نیازیہ مسکینیہ

منظومہ محمد مجید احمد خان صاحب خلف

صاحبزادہ الحسینی صالح محمد خان صاحب مرحوم المتخلص بہ خاور

در مطبع محمدی سرکار ٹونک باہتمام غالب علیخان مہتمم مطبوع شد

مولانا محمد ابراہیم روحی ٹونکی رحمہ اللہ کا اجازت نامہ خلافت مجاز کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔


اب درد فراق سے ہوں میں سقیم اے مظہر ذات خدا کریم
مرشد مولانا ابراہیم اے صاحب علم و یقین مدد

الہی عاقبت برادر دینی شیخ عبدالرحیم صاحب ختم اللہ بالخیر والعافیہ بالنبی وآلہ الامجاد بحق رب العباد و نیز برادر دینی شیخ موصوف را اجازت بیعت دادم کما اجازنا شیخنا و مرشدنا مولانا محمد علی شاہ قدس سرہ العزیز باید کہ شیخ موصوف حسب توفیق الٰہی پابند شریعت و صوم و صلوٰۃ مدام باشند ... والسلام

محمد ابراہیم روحی چشتی نظامی

(۱) مولانا حکیم محمد ابراہیم روحی کی وفات ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۳۴ء کو ہوئی۔ ان کا مزار شریف بھی بھیرہ (ٹونک) اپنے شیخ مولانا محمد علی شاہؒ کی درگاہ شریف کے چبوترے پر ہی ہے۔ "خورشید روحی" کے تعارف کے ذیل میں صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸ پر دو قطعات جناب منشی عبدالرحیم صاحب خوشنویس جے پوری متخلص بہ خاطر نے لکھے ہیں۔ (تذکرہ روحی ص: ۱۲-۱۳، طبع ٹونک، راجستان، رجب المرجب ۱۳۹۶ھ / جون ۱۹۷۶ء۔

مطبوعات الرحيم اكادمی

(١)**أسوة الرسول الأكرم**:تاليف الدكتورعبدالحی العارفیؒ، تعريب وتخريج:اختر حسن السيدالحسينی.............. /٢٠٠

(٢)**او جز السّيرلخير البشر**: الامام ابوالحسن احمدالقزوينی الرازیؒ:**الجواهر السنيه فی السيرةالنبويه**: للامام تقی الدين محمدالفاسیؒ.. /٣٠

(٣)**الصّلات والبُشرفی الصلاة علی خير البشر**:للامام شيخ الاسلام مجدالدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادیؒ.......... /١٥٠

(٤)**الامام ابن ماجهؒ وكتابه السّنن**:تاليف للشيخ محمدعبدالرشيدالنعمانیؒ:تحقيق وتقديم:للشيخ عبدالفتاح ابوغدهؒ..... /٣٠٠

(٥)**التّبيان فی آداب حملة القرآن**: للامام شرف الدين النووىؒ: **فتح الكريم المنان فی آداب حملةالقرآن**: المقرى الكبير الضبّاع المصرى.. /٣٠

(٦)**العالم والمتعلم روايةابي مطيع عن ابي حنيفةؒ**:**رساله ابی حنيفةؒ**: الیٰ عثمان البتی عالم اهل البصرةؒ الفقه الاكبر:رواية ابی مطيع عن ابی حنيفةؒ:**شرح الفقه الاكبر**للامام ابي منصورمحمدالحنفی السمرقندیؒ.................... /٣٠

(٧)**الانتصاروالترجيح للمذهب الصحيح**: المظفرجمال الدين بن فرغل بن عبدالله البغدادی سبط ابن الجوزیؒ.. /٣٠

(٨) **الانصاف في بيان سبب الاختلاف**:للشاه ولی الله المحدث دهلویؒ.عربی،اردو.................................. /٦٠

(٩) **إصلاح غلط المحدثين**:للامام ابی سليمان محمدبن ابراهيم الخطّابیؒ:

شرح الفاظه وخرّج احاديثه وعلّق عليه:صلاح محمدمحمدعويضه... /١٠

(١٠) **كتاب المغنى في ضبط الاسماء لرواةالانباء**: العلامة المحدث محمدطاهربن علی الفتنی صاحب مجمع بحار الانوار **حققه وعلق عليه**:فضيلة الشيخ زين العابدين الاعظمیؒ

ومعه (**فصول**) من مقدمة التوشيح شرح الجامع الصحيح للحافظ جلال الدين السيوطیؒ.......................... /٢٥٠

(١١)**اللآلی المصنوعه فی الروايات المرجوعه**:العلامة المحدث الفقيه السيدمحمدمهدی حسن الشاهجهانفوریؒ.. /٣٠

(١٢) **السيف المجُلّی**:للعلامه المفتی السيدمهدی حسن الشاهجهانبوریؒ... /٣٠

(١٣)**إمعان النظرشرح نخبة الفكر**:العلامةالقاضی محمداكرم النصرفوری السندیؒ

خرّج نصوصه وقدّم له:الدكتورابوسعيدغلام مصطفیٰ القاسمی السندیؒ... /٢٥٠

(١٤)**اصول التخريج ودراسة الاسانيد**:الدكتورمحمدالطحان... /١٨٠

(١٥) **الوجيزفی اصول الفقه**:الدكتوروهبة الزحيلی... /١٢٠

(١٦) **المدخل فی اصول الحديث**:للحاكم النيشابوری،تبصره بر المدخل علامه محدث محمدعبدالرشيد النعمانیؒ.......... /١٠٠

(١٧) **المقصود**: منسوبةالیٰ الامام ابی حنيفة نعمان بن ثابتؒ،

ومتن البناومتن التصريف العزى: كلهم فی التصريف للعلامه ابي الفضائل ابراهيم بن عبدالوهاب الجرجانیؒ............ /٣٠

الرکام وشوق الفیاض

شجرۂ مبارکہ حضرات چشتیہ صابریہ قدس اللہ اسرارہم وافاض علینا برکاتہم وفیوضہم ونفعنا بہم وبمحبتہم شفاعۃً وکرامۃً آمین یا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانك اللهم وبحمدك اسئلك باسمك الله الاعظم ......

وبجاہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ......

وبجاہ سیدنا علی بن ابی طالب ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا امام حسن بصری ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا عبد الواحد بن زید ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا فضیل بن عیاض ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا سلطان ابراهیم بن ادهم ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا حذیفہ مرعشی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ابو هبیرة البصری ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ممشاد علو دینوری ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ابو اسحاق شامی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ابی احمد ابدال چشتی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ابو محمد محترم ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ابو یوسف چشتی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا مودود چشتی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا حاجی شریف زندنی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا عثمان هاروتی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا امام الطریقۃ معین الدین حسن سجزی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا قطب الدین بختیار کاکے ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا فرید الدین شکر گنج ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا مخدوم علاؤ الدین صابر ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا شمس الدین ترک پانی پتی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا جلال الدین پانی پتی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا عبد الحق ردولوی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا شیخ احمد ردولوی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا شیخ محمد ردولوی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا قطب العالم عبد القدوس گنگوهی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا جلال الدین تھانیسری ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا نظام الدین بلخی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ابو سعید گنگوهی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا شیخ محب اللہ الہ آبادی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا شاہ محمدی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا شاہ محمد مکی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا شاہ عضد الدین ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا عبد الهادی امروهی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا عبد الباری امروهی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا الحاج عبد الرحیم شہید ولایتی ...... رضی اللہ عنہ

وبجاہ سیدنا ومولانا وهادینا میانجی شاہ نور محمد جھنجھانوی ...... رضی اللہ عنہ

ارحم العبد الضعیف فقیر امداد اللہ چشتی

والاخ العزیز حبیب حسن وارزقهما محبتك ومعرفتك وحظاً وافراً من برکاتهم وکمالاتهم وزدهما ذوقاً وشوقاً الی لقائك یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارك وسلم

شاها ز کرم برمن درویش نگر	بر حال من خستۂ دل ریش نگر
هر چند نیم لایق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر

قد طبع فی المطبع المجتبائی بمکۃ المعظمۃ زادها اللہ شرفاً وتعظیماً

حضرت مولانا قدیر بخش بدایونیؒ

مولانا قدیر بخش بن حافظ بخش بدایونیؒ ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے دراز ہاتھ اور دراز قد تھے، شریفوں کا پہناوا شیروانی میں ملبوس رہتے تھے۔ ان کے والد مولانا عبد المقتدر بدایونیؒ کے شاگرد تھے، مولانا قدیر بخش بدایونی نے تکمیل علوم کے بعد شمس العلوم بدایون میں ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۳ء تک معقولات و منقولات بڑھائیں، جب کے مسلمانوں میں اس زمانہ میں عربی لکھنے پڑھنے والے طالبعلم بہت کم ہوتے تھے مولانا ہدایت علی رام پوریؒ نے ان کا تقرر جون ۱۹۲۴ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام میں پچاس روپے ماہوار پر کیا(۱)، ۱۹۵۴ء تک یہاں پڑھایا، اور افتاء کی خدمت انجام دی، استعداد اچھی تھی ہر کتاب پڑھایا کرتے تھے، مرنجان مرنج بزرگ تھے، انہیں عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا، بدایون مکتب خیال کے تھے، لیکن داعی نہیں تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے زمانے میں جے پور میں کبھی مذھبی خلفشار نہیں ہوا، اہلحدیث ضرور اپنے مذہب کی طرف دعوت دیتے تھے، حقیقت الفقہ ان کی علمی سرگرمی کی معراج تھی، مؤلف کتاب براہ راست عربی کتابوں سے استفادہ سے قاصر تھے، اردو ترجموں سے نقل کر کے لکھتے رہتے تھے، اور مولانا نعمانی ان کی سرکوبی کرتے رہتے تھے۔

مولانا نے ۶۵ برس پڑھایا، اور ۲۶ برس جے پور میں افتاء کی خدمت انجام دی، اور یہ مفتی اعظم راجستھان تھے، پھر پاکستان میں حیدر آباد سندھ آئے، یہیں انتقال ہوا، اور یہیں مدفون ہیں۔

تقرر نامہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۱) مولانا رامپوریؒ نے مولانا قدیر بخش کو جو تنخواہ کا مراسلہ تحریر کیا ہے اس میں انہیں ضیاء العلماء کے نام سے یاد کیا ہے۔

مراسلہ از دفتر دار العلوم شمس العلوم بدایوں (یوپی)

نشان مراسلہ ......872......

مورخہ ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

بخدمت جناب مولانا مولوی مفتی محمد قدیر بخش صاحب مدرس دوم مدرسہ شمس العلوم بدایوں

منجانب مہتمم صاحب مدرسہ شمس العلوم بدایوں

عنوان: منظوری رخصت بغرض روانگی جے پور اور صداقت نامہ کارگزاری

جناب مکرم۔ السلام علیکم

آپ کی رخصت مستدعیہ امسال بغرض روانگی جے پور منظور کی جاتی ہے، نیز یہ کہ آپ نے سنہ ۱۹۱۲ء سے سنہ ۱۹۲۳ء تک مدرسہ کی جو شاندار خدمات انجام دی ہیں اور جس محنت سے جملہ فنون معقولات و منقولات و مذہبیات متوسطات و منتہیات کی تعلیم دی ہے اُس پر آپکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

مجھے اعتراف ہے کہ آپ نے اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی و قابلیت سے ادا کیا اور کبھی طلبہ کو کبھی شکایت کا موقعہ نہ دیا۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ واپسی پر پھر اپنے قدیم مدرسہ کو عزت بخشیں گے۔

دستخط مہتمم دار العلوم

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلت پناہ لیاقت دستگاہ ضیاء العلما مولوی قدیر بخش ولد مولوی حافظ بخش زاد علمہ و فضلہ

آپ کا تقرر مدرسہ تعلیم الاسلام سوائی جے پور مین تاریخ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق یوم شنبہ
مطابق ۲۱ جون ۱۹۲۴ عیسوی سے بحیثیت صدر المدرسین و معلم علوم عربیہ بمشاہرہ ۵۰/
پچاس روپیہ ماہوار سکہ کلدار کیا گیا ہے۔ مدرسہ بلا کسی خاص ایسی شکایت کے جس سے تعلیمی یا انتظامی
معاملات مین خرابی واقع ہو آپکو کم از کم ایک سال تک علحدہ نہین کریگا۔ اور آپ بھی اس
میعاد مقررہ سے قبل بشرطیکہ آپ کے ساتھہ خلاف ورزی معاہدہ مدرسہ کیطرف سے ظہور
مین نہ آئے ملازمت مدرسہ سے علحدگی اختیار نہ کرسکین گے۔ اس مدت معہودہ کے بعد اگر آپ
مستعفی ہونا چاہین گے تو تین ماہ قبل مہتمم مدرسہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

امید ہے کہ آپ اپنا کار متعلقہ دیانت داری اور مستعدی سے انجام دیتے رہین گے۔ لھذا
یہ پروانہ تقرری آپکو دیا جاتا ہے۔ سنداً اپنے پاس رکھین۔ فقط۔

دستخط مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور

خادم [illegible]

(۱۸) مرأة النحو، المعروف بالضريری: للشيخ ابوالحسن القهندزیؒ،

تسهيل وتزئين وتقديم: فضيلة الشيخ محمدانور البدخشانی........................ ۴۰/

(۱۹) الآجرومية فی النحو: الامام ابوعبدالله محمدبن داؤد الصنهاجی النحوی:

حاشية الآجرومية. بقلم عبدالرحمن بن محمدقاسم........................ ۳۰/

(۲۰) الهداية فی النحو: مع اضافات وترتيب جديد وتمرينات ومشكول........................ ۱۵۰/

(۲۱) التسهيل شرح ابن عقيل: الجزء الاوّل........................ ۱۵۰/

(۲۲) هداية النحو. تصحيح وتعليق السيدقاسم الحسينی۔ جديد كمبيوتر........................ ۴۰/

(۲۲) حلاوة الفم بذكر جوامع الكلم: للعلامة مخدوم محمدهاشم التتوی السندی، تقديم: الدكتورمحمدادريس سومرو، تحقيق

وتخريج: مولاناسليم الله محمدقاسم سومرو: نفحات من الفصاحة النبويه: الدكتورمحمدعبدالشهيد النعمانی........................ ۱۵۰/

(۲۳) جامع الصّلوات ومجمع السّعادات فی الصّلوٰة علی سيدالسّادات: للشيخ يوسف بن اسماعيل النبهانی........ ۱۲۰/

(۲۵) تذكرة الطالب المعلم بمن يقال أنّه مخضرم: والتبيين لاسماء المدلسين: والاغتباط بمن رمی بالاختلاف،

الثلاثة تأليف الامام الحافظ برهان الدين ابی اسحاق ابراهيم بن محمدابن خليل سبط ابن العجيمیؒ........ ۱۰۰/

(۲۶) شرح الوقايه: للامام الفقيه الاصولی صدرالشريعةعبيدالله بن مسعود المحبوبی الحنفی المتوفی ۷۴۷ھ

ومعه منتهی النقايه علی شرح الوقاية: الدكتورصلاح محمدابوالحاج جزء اوّل ۱، ۲، ۳ جزء الثانی ۴، ۵........................ ۱۳۰۰/

(۲۷) شرح نخبة: نزهة النظرفی توضيح نخبة الفكرفی مصطلح اهل الاثر: الدكتورنور الدين عتر........................ ۸۰/

(۲۸) شروط الائمة الخمسة: والستة: وخصائص المسندمسندالامام احمدؒ. المصعدالاحمدفی ختم مسند

الاحمد. رسالةابی داؤدالسجستانیؒ فی وصف تاليفه الكتاب السنن. تعطير الانفاس بذكرسندابن كماس.

والافصاح عن حكم الاكراه فی الطلاق والنكاح تقديم وتعليق: للعلامه زاهدالكوثریؒ........................ ۹۰/

(۲۹) طبقات المدلسين: لابن حجرالعسقلانی. اسماء المدلسين. للسيوطیؒ.

تحقيق وتقديم الدكتورمحمد زينهم محمد بن عزب........................ ۵۰/

(۳۰) كتاب الآثار. للامام الاعظم ابی حنيفة نعمان بن ثابتؒ: رواية: الامام الربانی محمدبن حسن الشيبانیؒ. التعليق

المختارعلی كتاب الآثار: للعلامةقيام الدين عبدالباری فرنگی محلی الايثاربمعرفة رواة الآثار: لابن حجر العسقلانیؒ تقديم

وتحشيه العلامةالمحدث محمدعبدالرشيدالنعمانی........................ ۱۵۰/

(۳۱) مكانةالامام ابی حنيفةؒ فی الحديث: تاليف: الشيخ محمدعبدالرشيدالنعمانیؒ. اعتنی به. الشيخ عبدالفتاح ابوغدةؒ...... ۲۰۰/

(۳۲) منيةالالمعی فيمافات من تخريج الهداية للزيلعیؒ للعلامه الحافظ قاسم بن قطلوبغا. رسالة المتكلم فيهم بمالايوجب

ردهم الامام الحافظ ابی عبدالله محمدشمس الدين الذهبیؒ........................ ۴۰/

(۳۳) شرح منلامسكين: معين الدين محمدبن عبدالله الهرویؒ المتوفیٰ ۹۵۴ھ، علی كنز الدقائق فی فروع الحنفية: لحافظ

الدّين ابی البركات النسفیؒ المتوفیٰ ۷۱۰ھ اعتنی به وضبطه وصححهٗ: محمدعمر الدّمياطی.